قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل
حکومت ہند
ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔110066
فون: 6179657، 6103381، 6103938

مسدود راہیں

زاہدہ زیدی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل
حکومت ہند
ویسٹ بلاک-1، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون: 6179657، 6103381، 6103938

Masdood Raheen

By : Zahida Zaidi

سنہ اشاعت: 1998 شک 1919

پہلا اڈیشن : 1100

قیمت: -/126

سلسلۂ مطبوعات: 785

ناشر : ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔I، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066

طابع : میکاف پرنٹرس، دہلی - 6

پیش لفظ

"ابتدا میں لفظ تھا۔ اور لفظ ہی خدا ہے"

پہلے جمادات تھے۔ ان میں نمو پیدا ہوئی تو نباتات آئے۔ نباتات میں جبلت پیدا ہوئی تو حیوانات پیدا ہوئے۔ ان میں شعور پیدا ہوا تو بنی نوع انسان کا وجود ہوا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ کائنات میں جو سب سے اچھا ہے اس سے انسان کی تخلیق ہوئی۔

انسان اور حیوان میں صرف نطق اور شعور کا فرق ہے۔ یہ شعور ایک جگہ پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر ٹھہر جائے تو پھر ذہنی ترقی، روحانی ترقی اور انسان کی ترقی رک جائے۔ تحریر کی ایجاد سے پہلے انسان کو ہر بات یاد رکھنا پڑتی تھی، علم سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں کو پہنچتا تھا، بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا تھا۔ تحریر سے لفظ اور علم کی عمر میں اضافہ ہوا۔ زیادہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور انھوں نے نہ صرف علم حاصل کیا بلکہ اس کے ذخیرے میں اضافہ بھی کیا۔

لفظ حقیقت اور صداقت کے اظہار کے لیے تھا، اس لیے مقدس تھا۔ لکھے ہوئے لفظ کی، اور اس کی وجہ سے قلم اور کاغذ کی تقدیس ہوئی۔ بولا ہوا لفظ، آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوا تو علم و دانش کے خزانے محفوظ ہو گئے۔ جو کچھ نہ لکھا جا سکا، وہ بالآخر ضائع ہو گیا۔

پہلے کتابیں ہاتھ سے نقل کی جاتی تھیں اور علم سے صرف کچھ لوگوں کے ذہن ہی سیراب ہوتے تھے۔ علم حاصل کرنے کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا تھا، جہاں کتب خانے ہوں اور ان کا درس دینے والے عالم ہوں۔ چھاپہ خانے کی ایجاد کے بعد علم کے پھیلاؤ میں وسعت آئی کیونکہ وہ کتابیں جو نادر تھیں اور وہ کتابیں جو مفید تھیں آسانی سے فراہم ہوئیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اچھی کتابیں، کم سے کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تاکہ اردو کا دائرہ نہ صرف وسیع ہو بلکہ سارے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی اس زبان کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور نصابی اور غیر نصابی کتابیں آسانی سے مناسب قیمت پر سب تک پہنچیں۔ زبان صرف ادب نہیں، سماجی اور طبعی علوم کی کتابوں کی اہمیت ادبی کتابوں سے کم نہیں، کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ ہے، زندگی سماج سے جڑی ہوئی ہے اور سماجی ارتقاء اور ذہنِ انسانی کی نشوونما طبعی، انسانی علوم اور ٹکنالوجی کے بغیر ممکن نہیں۔

اب تک بیورو نے اور اب تشکیل کے بعد قومی اردو کونسل نے مختلف علوم اور فنون کی کتابیں شائع کی ہیں اور ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے یہ اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔ میں ماہرین سے یہ گذارش بھی کروں گا کہ اگر کوئی بات ان کو نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں نظر ثانی کے وقت خامی دور کردی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائریکٹر
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست

انتساب

اردو ڈرامے اور تھیٹر

کے

مستقبل

کے

نام

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

(شیخ سعدیؒ)

زاھدہ زیدی

عرضِ مصنف

زیرِ نظر پانچ ڈراموں کا شمار (جن کا اردو ترجمہ مع تعارف کے پیش کیا جا رہا ہے) جدید مغربی تھیٹر کے اہم ترین فن پاروں میں کیا جا سکتا ہے۔ اپنے موضوعات کی مرکزیت، ہمہ گیر وژن (Vision) تجربے کی گہرائی، شدتِ فکر و احساس، فنی ندرت اور گہری معنویت کے باوصف یہ سب ڈرامے قبولیت اور اعتبار کی سند حاصل کر چکے ہیں اور جدید مغربی ڈرامے کے شاہکاروں کا درجہ رکھتے ہیں۔

ان میں سے چار ڈراموں یعنی "کرسیاں" "بادشاہ سلامت خدا حافظ" "شہ مات" اور "کمرہ" کا تعلق ابسرڈ ڈرامے کی روایت سے ہے اور آخری ڈرامہ "بند کمرہ" وجودی فکر کا غماز ہے۔

ابسرڈ ڈرامہ جس کے علمبرداروں میں سیمول بیکٹ، یوجین ایونسکو، آرتھر اداموف، ژال ژینے، ہیرلڈ پینٹر، ایڈورڈ آلبی، فرناندو ارابال اور مینول دی پیدرلو جیسے باشعور اور باصلاحیت فنکار شامل ہیں۔ بیسویں صدی کے وسط میں ابھرنے والی ایک ایسی ڈرامائی تحریک (یا ڈرامائی اسلوب) ہے جس نے جدید مغربی ڈرامے کو انقلاب آفریں تبدیلیوں سے روشناس کرایا اور ڈرامے کے وسیع تر امکانات کو بروئے کار لا کر وجودی تجربے کی گہرائی میں اترنے، لاشعوری کیفیات کو گرفت میں لانے اور ذہنِ انسانی کے اسرار و رموز کو منکشف کرنے کی کوشش کی۔ ابسرڈ ڈراما نگاروں نے ڈرامے کے مروجہ منطقی، اور میکانیکی تصور سے اعتراف کیا اور ان کے تخلیقی رویے داخلی اور وجدانی ہیں۔ انھوں نے سطحی حقیقت نگاری سے بھی گریز کیا اور اپنے کرداروں کو ان کے مخصوص سماجی، اور ثقافتی پس منظر میں پیش کرنے کے بجائے انھیں وسیع تر کائناتی تناظر میں

پیش کیا۔ جہاں ہم انھیں گہرے وجودی تجربات اور زندگی کے زیادہ بنیادی مسائل سے دوچار دیکھتے ہیں۔ ابسرڈ ڈراموں کی صورتِ حال، کردار اور بیشتر تفصیلات علامتی معنویت کی حامل ہیں۔ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابسرڈ ڈرامے کے فنی اسلوب میں علامتی، سرئیلسٹک (Surrealistic) اور اظہاری (Expressionistic) عناصر کی آمیزش ہے جس نے ان ڈرامانگاروں کو گہرے اور پیچیدہ تجربات کو گرفت میں لانے اور معنوں کی تہیں کھولنے میں مدد دی ہے۔

ابسرڈ ڈرامے کے تکراری موضوعات زندگی اور موت، تلاشِ ذات اور عرفانِ کائنات تنہائی اور مابعدالطبعیاتی خلا، انسانی صورت حال اور لامحدود کائنات میں انسان کا مقام اور معنی کی تلاش جیسے گہرے اور بنیادی مسائل ہیں۔ ساتھ ہی عہد حاضر کے کچھ مخصوص مسائل مثلاً تنہائی، تشویش، کربِ ذات، منطق کی شکست، زبان کا استحصال اور ترسیل کی ناکامی کا المیہ بھی ان ڈراموں کی ساخت میں پیوست ہیں اور زندگی کے تضادات اور پریشان کن سوالات کی ترسیل کے لئے اکثر ان ڈرامہ نگاروں نے طربیہ انداز، قول محال (Paradox) گہرے طنز (Irony) اور المناک مزاح (Black humour) کا سہارا لیا ہے۔ جو ان ڈراموں میں اکثر گہری بصیرتوں کے انکشاف کا وسیلہ بن گیا ہے۔ اس طرح المیہ اور طربیہ عناصر کا امتزاج ان ڈراموں کا ایک امتیازی وصف ہے۔

بیشتر ابسرڈ ڈرامانگاروں کا طرزِ احساس اور وژن (vision) وجودی فکر سے قریب تر ہے۔ بلکہ بعض اعتبار سے تو ابسرڈ ڈرامے کو وجودی فلسفے کی توسیع بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ابسرڈ ڈرامانگاروں کے فنی رویے وجودی ڈرامہ نگاروں سے مختلف ہیں اور ان کا طریقۂ کار منطقی یا استدلالی نہیں بلکہ وجدانی ہے۔ انھوں نے افکار اور تصورات کے براہِ راست اظہار سے گریز کیا ہے۔ اور ڈرامے کے ہمہ جہت ترسیلی وسائل کے معنی خیز استعمال سے ان کی ڈرامائی تجسیم کر دی ہے اور ہر فلسفیانہ تصور اور ڈرامائی خیال ڈرامائی اسلوب کے سانچے میں ڈھل کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ علامتی انداز اور پیکر تراشی ان ڈراموں کی کچھ نمایاں خصوصیات ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض ڈراموں کو تو ایک طویل استعارے یا Extended Metaphor کی حیثیت سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

اس مجموعے کا آخری ڈرامہ " بند کمرہ" جو ممتاز وجودی مفکر کا ایک منفرد فنی شاہکار ہے۔ زیادہ نمایاں طور پر وجودی فکر کا غماز ہے۔ اور وجودی فلسفے کے بعض کلیدی تصورات اس ڈرامے کی ساخت میں پیوست ہیں جن پر اس ڈرامے کے تعارف میں کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس تحریر میں بھی مرکزی علامت کی تشریح کے سلسلے میں اس پر اظہار خیال کیا جائے گا۔

زیر نظر پانچوں ڈراموں میں موضوعات، ڈرامائی فورم اور ٹیکنک اور فنی اسلوب کے اعتبار سے کافی تنوع ہے۔ لیکن ان کی ایک اہم مشترک خصوصیت ان سب کا پس منظر یعنی بند کمرہ ہے۔ اور بند کمرہ جدید مغربی ڈرامے کا تکراری اور کلیدی امیج ہے۔ جسے کئی ڈرامانگاروں نے گہری معنویت کے ساتھ استعمال کیا ہے اور اس کے توسط سے انسانی صورتِ حال کے بعض مخصوص پہلوؤں کو بے نقاب کرنے اور نفسیاتی اور لاشعوری تجربات کے اسرار و رموز کو منکشف کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان ڈرامانگاروں میں سیمول بیکٹ، یوجین ایونیسکو، ژاں ژینے، ہیرلڈ پینٹر، ژاں پال سارتر، البیر کامو اور مینول دی پیدرولو کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

زیر نظر پانچ ڈراموں میں بھی یہ کمرہ یا "بند کمرہ" گہری معنویت کا حامل ہے۔ مجموعی طور پر تو اسے انسانی صورتحال کے ایک استعارے کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن زیادہ غور سے دیکھنے پر انکشاف ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ڈرامے میں بند کمرے کی معنویت ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہے۔ اور ہر ڈرامے میں اس کے توسط سے معنی کی نئی تہیں کھلتی ہیں۔ اور اب ہم اسی پہلو کی طرف اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

یوجین ایونیسکو کے شاہکار ڈرامے "کرسیاں" میں یہ بند کمرہ ایک گول کمرہ ہے جو ہر طرف سے سمندر سے گھرا ہوا ہے، جو اس کمرے کے عمر رسیدہ مکینوں کے اپنے گرد و پیش کے ماحول اور عصری منظر نامے سے کٹا ہوا ہونے کا استعارہ ہے اور ان کی شدید تنہائی، تشویش نا یافت اور بے معنی زندگی کے المیے کو اپنے دامن میں چھپائے ہے اور اس صورتِ حال میں جب کہ فطرت، زندگی اور اس کے گوناگوں مظاہر سے ایک نامیاتی اور بامعنی رشتہ قائم کرنے کی سبھی راہیں مسدود ہو چکی ہیں، بوڑھے جوڑے کا آخری سہارا ان کا عجیب و غریب تخیل ہے جو آن کی

آن میں اُن کی ویران اور سنسان زندگی کو باغ و بہار بنا سکتا ہے۔ اور بن دیکھے مہمان بادشاہ اور آخر میں مقرر کی آمد ان کے خوابوں اور آرزوؤں کا نقطۂ عروج ہے اور یہی ان کی زندگی کا آخری لمحہ بھی ہے۔ "کرسیاں" جس کی مرکزی علامتیں اس بند کمرے کے علاوہ خالی کرسیاں اور مقرر کا گونگا اور بہرا ہونا بھی ہے، ایک بہت ہی منفرد، تخیل آفریں اور معنی خیز ڈراما ہے اور اس کے دوسرے پہلوؤں پر اس ڈرامے کے تعارف میں کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایونیسکو کے دوسرے اہم اور معنی خیز ڈرامے "بادشاہ سلامت خدا حافظ" (Exit the king) کا پس منظر "ایوان شاہی" بھی ایک بوسیدہ کمرہ ہے جس کی دیواریں چیخ رہی ہیں۔ کھڑکیاں غائب ہو رہی ہیں اور بار بار صاف کرنے کے باوجود جالے اور کیڑے نمودار ہو رہے ہیں اور یہ قابلِ رحم "ایوانِ شاہی" اس بادشاہ کی لمحہ بہ لمحہ سکڑتی ہوئی اور زوال پذیر مملکت کا اشاریہ ہے۔ اور خود یہ بادشاہ ایک عام انسان کا علامتی روپ ہے۔ جو موت کی ناگزیر حقیقت سے دوچار ہے اور جسے بہر طور زندگی کی اس زوال آمادہ مملکت کو خیر باد کہنا ہے جس کے لیے وہ ذہنی طور پر تیار نہیں۔ اور اس صورتِ حال کے پردے میں ایونیسکو نے ذات و کائنات' وجود و عدم، شعور اور لاشعور، حقیقت اور فرار اور زندگی کی حدود و امکانات جیسے اہم اور گہرے مسائل کا احاطہ کیا ہے۔

سیموئل بیکٹ کے فکر انگیز ڈرامے "شہ مات" (End game) کا پس منظر بھی ایک بند کمرہ ہے۔ جس کی سرمئی دیواروں میں صرف دو چھوٹے چھوٹے روشندان ہیں اور جس کے اطراف زندگی کے آثار مفقود ہیں اور ہر شے پر موت کی حکمرانی ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی لہریں بھی ساکت و جامد ہیں۔ ہر چیز سرمئی دھند میں لپٹی ہوئی ہے اور وقت ایک نقطے پر آکر ٹھہر گیا ہے جو دن اور رات کا نقطۂ اتصال ہے۔ کمرے کے مکین بھی جو خود کو نسلِ انسانی کے آخری نمائندے تصور کرتے ہیں۔ ایک بحرانی صورت سے دوچار ہیں۔ کمرے میں کھانے پینے کا سامان' تیل' دوائیں ہر چیز رفتہ رفتہ ختم ہو رہی ہے بیکٹ کے اس منفرد ڈرامے کا یہ کمرہ بھی ایک کثیر الابعاد علامت ہے۔ ایک طرف تو یہ ایٹمی دور کی تباہ کاریوں کا اشاریہ

ہے اور دوسری طرف یہ شعوری کیفیات اور داخلی تجربات کا ایک خارجی روپ ہے۔ یعنی ایک ایسی ذہنی کیفیت کی ڈرامائی تجسیم ہے جسے "Dark night of soul" یا "روح کی تاریک رات" بھی کہا جا سکتا ہے اور جس میں ایک انسان خود کو کل کائنات سے کٹا ہوا اور زندگی اور روحانیت کے سرچشموں سے محروم پاتا ہے۔ اور اپنے گرد و پیش کے ماحول اور فطرت کو بھی مردہ اور بے سود سمجھتا ہے۔ البتہ خود اس کی شخصیت کے مختلف پہلو خود کار کرداروں کی طرح ایک دوسرے سے برسرپیکار نظر آتے ہیں، اور اگر اس ڈرامے کو اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کے چاروں کرداروں کو بھی ایک ہی شخصیت کے مختلف ابعاد سمجھا جا سکتا ہے، جس کے احساسات پریشانی، تشویش، تنہائی، کرب ذات، تأسف، ندامت، احساسِ جرم، خود ترسی اور خود اذیتی پر مرکوز ہیں۔

دوسری طرف مینول دی پیدرولو کے خوبصورت اور معنی خیز ڈرامے "کمرہ" میں بھی یہ بند کمرہ ایک پیچیدہ اور تہ دار علامت ہے جس کے توسط سے ڈرامہ نگار نے زندگی کے بنیادی اور گہرے مسائل کا بڑی خوبی سے احاطہ کیا ہے۔ اس کمرے کے دو دروازے۔ ایک وہ جس سے سب کردار ایک کے بعد ایک لینڈ لیڈی کی مدد سے کمرے میں داخل ہوتے ہیں اور دوسرا وہ جس سے وہ لینڈ لیڈی کے حکم سے یکے بعد دیگرے واپس جاتے ہیں، مخصوص معنویت کے حامل ہیں جس کے توسط سے پیدرولو نے پیدائش سے لے کر موت تک کے سفر کی ڈرامائی تجسیم کی ہے۔ اور اس ڈرامے کے تین ایکٹوں میں رونما ہونیوالے واقعات کی مدد سے مینول دی پیدرولو نے انسانی رشتوں، سماجی عوامل اور سیاسی تصورات سے لے کر گہرے وجودی تجربات، انسانی زندگی کی حدود اور امکانات اور حیات و کائنات کے وسیع تر مسائل تک پر روشنی ڈالی ہے۔

آخری ڈرامہ "بند کمرہ" وجودی مفکر ژاں۔ پال۔ سارتر کا شاہکار ہے۔ سارتر نے بھی اپنے کئی ڈراموں میں بند کمرے کے امیج کو بڑے معنی خیز طریقے سے استعمال کیا ہے۔ اور زیر نظر ڈرامے NO EXIT (بند کمرہ) میں یہ بند کمرہ جہنم کا روپ ہے جس میں تین گناہگار ایک لامتناہی مدت کے لیے مقید ہیں۔ لیکن سارتر کا جہنم عیسائیت یا اسلام کے جہنم کی طرح آگ کے شعلوں میں جھلسنے یا کسی اور قسم کی جسمانی اذیت کی آماجگاہ نہیں۔ اور اس کمرے میں کوئی اذیت رساں بھی نہیں۔ بلکہ یہ

تینوں کردار ہی خود اپنے اور ایک دوسرے کے لیے اذیت رساں کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ اور یہ جہنم بھی صرف جرم وسزا اور اعمال اور ان کے نتائج کی ڈرامائی تجسیم نہیں بلکہ اعتقادی بددیانتی (Bad Faith) کے مختلف مظاہر اور غیر معتبر زندگی کی سکڑتی ہوئی حدود اور جامد اور بے معنی صورت حال کا استعارہ بھی ہے، یعنی یہ تینوں کردار جنھوں نے نہ صرف ذاتی رشتوں میں خودغرضی اور سفاکی کو آلۂ کار بنایا، بلکہ اپنی ذات کی شناخت، معنی کی تلاش، اقدار کی تخلیق اور اپنی آزادی کے معنی خیز استعمال کی طرف سے بھی مجرمانہ طور پر بے نیاز رہے اب ایک خود تخلیق کردہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے محبوس ہیں، جہاں عمل اور تخلیق کے سب دروازے بند ہو چکے ہیں، اور اپنے جذبات کی تسکین اور ذات کی شناخت کے لیے یہ تینوں مکمل طور پر ایک دوسرے کے دست نگر ہیں، اور اس پر طرّہ یہ کہ ان میں سے کوئی کسی دوسرے سے ایک پرخلوص اور بامعنی رشتہ قائم کرنے کا بھی اہل نہیں، اور جب ایک بار زور زور پیٹنے سے کمرے کا دروازہ کھل جاتا ہے تو ان میں سے کوئی باہر جانے کو بھی تیار نہیں ہوتا۔ اور یہ واقعہ ایک گہری وجودی معنویت کا حامل ہے جس پر اس ڈرامے کے تعارف میں کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان مختصر اشاروں سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ بندکمرہ جدید مغربی ڈرامے کی ایک معنی خیز اور تہ دار علامت ہے کہ جس کے توسط سے متعدد اہم اور ممتاز ڈرامہ نگاروں نے زندگی کے گہرے اور ہمہ گیر مسائل کو گرفت میں لانے کی کوشش کی ہے، سماجی اور سیاسی تصورات، نفسیاتی بصیرتوں اور لاشعوری تجربات کو فن کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اور ذہن انسانی کے اسرار و رموز کو منکشف کرنے کی کوشش کی ہے اور یہی مشترک مرکزی علامت ان پانچ ڈراموں کو ایک مجموعے میں پیش کرنے کا جواز بھی ہے۔

زاہدہ زیدی
پروفیسر آف انگلش
نمبر ۴ HIG فلیٹ، سرسیدنگر، علی گڑھ

کرسیاں

(ایک المناک طربیہ)

مصنف:-
یوجین ایونسکو

ترجمہ اور تعارف:-
زاہدہ زیدی

تعارف

یوجین ایونسکو ــــــ "کرسیاں"

یوجین ایونیسکو کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بیسویں صدی کے نصف آخر میں پروان چڑھنے والی انقلاب آفریں ڈرامائی تحریک کو جسے "ابسرڈ ڈراما" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ سیمول بیکٹ اور یوجین ایونیسکو ہی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے، جو نہ صرف اس کے اولین امام بلکہ بہترین فنکار بھی ہیں۔

رومانیہ نژاد فرانسیسی مصنف یوجین ایونیسکو (1912-1993) کا شمار جنھوں نے پیرس میں سکونت اختیار کی اور فرانسیسی زبان کو وسیلۂ اظہار بنایا، عہد حاضر کے اہم ترین ڈراما نگاروں میں کیا جاسکتا ہے، ایونیسکو نے سطحی حقیقت نگاری، ڈرامے کے منطقی تصور، میکانیکی سانچے اور بندھے ٹکے اصولوں سے انحراف کیا اور ڈرامے کے پوشیدہ امکانات کو بروئے کار لاکر ذہن انسانی کے اسرار و رموز اور لاشعور کی تہ در تہ گہرائیوں کو فن کے قالب میں ڈھالا اور ایک ایسے وجدانی اور آفاقی ڈرامے کا تصور پیش کیا جو حقیقت کو محدود انداز سے یا توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے بجائے داخلی تجربے کی گہرائیوں میں اُترنے۔ لاشعور کی دنیا کی سیاحت اور حیرت انگیز بصیرتوں کے انکشاف کا اہل تھا۔ انھوں نے نہ صرف بارتول بریخت کے ایپک تھیٹر کے تصور سے ٹکر لی، جس کی ایک دلچسپ اور بھرپور مثال انگلش نقاد کینتھ ٹائنن (Kenneth Tynan) سے انکا مباحثہ تھا جو کافی عرصے تک گفتگو کا موضوع بنا رہا۔ بلکہ انھوں نے سماجی، تاریخی، نفسیاتی اور حقیقت کی ہو بہو تصویر کشی کرنے والے ڈرامے کے تضادات اور تصنع کاریوں کا بھی تجزیہ کیا۔ اور ڈرامے کی قدیم روایات کو جو حقیقت پسند ڈرامے کے فروغ کے بعد

سے نظر انداز کی جارہی تھیں، ازسرنو زندہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مختصر یہ کہ وہ نہ صرف ابسرڈ ڈرامے کے ایک اہم اور نمائندہ فنکار ہیں۔ بلکہ اواں گارد (Avant-garde) ڈرامے کے اولین نظریہ ساز بھی ہیں۔ ان کی شہرۂ آفاق کتاب (Notes & counterNotes) - اس ضمن میں ایک اہم اور قابلِ قدر کتاب ہے۔

اینسیکو کے ڈراموں میں المیہ اور طربیہ عناصر ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ اور وجدانی کیفیت اور علامتی معنویت کے ساتھ ساتھ طنزومزاح بھی ان ڈراموں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ لیکن اینسیکو کے فن میں طنزومزاح اور بے ساختہ پن خوش وقتی کا ذریعہ نہیں، بلکہ کسی سنجیدہ خیال یا المناک حقیقت کو بے نقاب کرنے کا وسیلہ ہے، اور مضحکہ خیز عناصر اور قول محال (Paradox) کسی گہرے معنی یا پیچیدہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بیکٹ کی طرح اینسیکو کے ڈراموں کے مستقل موضوعات بھی زندگی اور موت، ذات وکائنات، وقت اور ابد، مکان اور لامکان، تنہائی اور مابعدالطبعیائی خلا ہی ہیں۔ لیکن ان مسائل کے علاوہ اینسیکو کے ڈراموں میں زبان کا زوال، ترسیل کا المیہ، منطق کی شکست اور رسمی اور میکانیکی زندگی کی لایعنویت جیسے موضوعات بھی کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ بیکٹ کی طرح اینسیکو نے بھی مجموعی تصورات اور مجرّد افکار کے براہِ راست اظہار سے گریز کیا اور تھیٹر کے ہمہ جہت ترسیلی وسائل کی مدد سے گہری بصیرتوں اور گریز پا احساسات کو بڑے فکر انگیز انداز میں فن کے قالب میں ڈھالا۔ لیکن اینسیکو کے ڈرامائی طریقۂ کار میں وہ کفایت اور سادگی نہیں جو بیکٹ کا طرۂ امتیاز ہے، بلکہ انھوں نے تھیٹر کے مادی اور بصری عناصر کا بے محابا اور وافر استعمال کیا ہے۔ اور یہ عناصر اینسیکو کے ڈرامائی اسلوب کا ایک اٹوٹ حصہ حصہ ہیں۔ انھوں نے نہ صرف ان عناصر کو علامتی معنویت سے مالامال کیا بلکہ اکثر Stage props یا اسٹیج پر کام آنے والی چیزوں اور فرنیچر وغیرہ کو حیرت انگیز ڈرامائی کرداروں میں تبدیل کر دیا۔ اور اس طریقۂ کار کی بہترین مثالیں "کرسیاں" "نیا کرایہ دار" اور "کسی حادثک امادی" اور "گینڈے" وغیرہ ہیں۔

اینسیکو کا پہلا ڈرامہ "گنجی مغنیہ" جو ۱۹۴۸ء میں تخلیق کیا گیا انگلش کی پہلی پرائمر

کی دین ہے، جس کے پٹے پٹائے جملوں، پیش پا افتادہ تصورات، بے معنی گفتگو، اور سپاٹ ماحول میں ایونیسکو کو متوسط طبقے کی زندگی کی جھلک نظر آئی اور اس ڈرامے (گنجی مغنیہ) میں انھوں نے اس طبقے کی سطحی، مصنوعی اور میکانیکی زندگی کی لایعنویت کو نشانۂ ہدف بنایا اور ساتھ ہی ڈرامے کے مصنوعی اور میکانیکی تصور کو بھی معاف نہیں کیا چنانچہ یہ ڈرامہ انتہائی مضحکہ خیز ہونے کے باوجود بے حد پریشان کن بھی ہے۔ گویا یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ایک انسان اپنے چہرے کے نقش و نگار کو مضحکہ خیز اور مسخ شدہ حالت میں دیکھتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ان میں اپنی شباہت کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتا۔

ایونیسکو کے ابتدائی ڈراموں میں، جو بیشتر ایک ایکٹ پر مشتمل ہیں "گنجی مغنیہ" کے علاوہ "سبق" (The Lesson) "نیا کرایہ دار" اور "شہیدان فرض" خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ "سبق" میں انھوں نے زبان اور تعلیم کو قوت اور استحصال کے آلۂ کار کے طور پر پیش کیا ہے۔ جہاں ایک پروفیسر سبق کے پردے میں نوجوان لڑکیوں کو ظلم اور ہوس کا نشانہ بناتا ہے۔ یہاں زبان حقیقت کے اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ اس پر پردہ ڈالنے اور اسے مسخ کرنے کا وسیلہ ہے۔ اور زبان اور منطق کا یہ ناجائز استعمال ایک طور سے زنا بالجبر کے مترادف ہے۔ اور یہ ڈرامہ زبان کے اس قسم کے استحصال اور دھاندلیوں کے المناک نتائج کی ایک ڈرامائی تجسیم ہے۔ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ دورِ حاضر میں زبان اور منطق کے ناجائز استعمال نے نوعِ انسانی کو تباہی کی سرحد پر لا کھڑا کر دیا ہے۔

اسی طرح ایونیسکو نے "نیا کرایہ دار" میں فرنیچر کے انوکھے اور فکر انگیز استعمال کی مدد سے متوسط طبقہ کی مادی اقدار اور بے معنی زندگی کی ایک مضحکہ خیز اور پریشان کن تصویر پیش کر دی ہے اور فرنیچر سے گھرا ہوا بلکہ اس کے جال میں پھنسا ہوا بے نام نیا کرایہ دار متوسط طبقے کے نقطۂ نظر کا نمائندہ بھی ہے اور اس کا ایک آفاقی پہلو بھی ہے۔ کیونکہ یہ مرکزی کردار اس ذہنی کیفیت کی ڈرامائی تجسیم بھی ہے جس سے ایک انسان مادی اقدار کے غلبے میں دوچار ہوتا ہے۔ اور جو ہر لطیف جذبے اور روحانیت کی شکست کے مترادف ہے۔

لیکن ایونیسکو کے اولین دور کی فنی کاوشوں کا نقطۂ عروج "کرسیاں" ہی ہے

جس کا ترجمہ یہاں پیش کیا گیا ہے ۔ ''کرسیاں'' ایک لاجواب اور منفرد شاہکار ہے اور نہ صرف اینیسکو کے فنی ارتقاء میں بلکہ ابسرڈ ڈرامے کی تاریخ میں بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اور اب ہم اپنی توجہ اسی پر مرکوز کرتے ہیں ۔

''کرسیاں'' (۱۹۵۱)

کرسیاں حقیقت نگاری سے انحراف کی ایک نایاب مثال ہے، اس کی فنی شناخت میں علامتی سُرریلسٹ (Surrealist) اور حیرت ناک (Fantastic) عناصر پیوست ہیں اور اس میں زندگی کی تلخ اور المناک حقیقتوں اور حیران کن اور گریز پا احساسات کو مزاحیہ اور طربیہ انداز میں پیش کیا گیا اور اس کا طنز گہرا اور المناک ہے ۔ اس ڈرامے میں نہ تو منطق کی کارفرمائی ہے اور نہ کہانی کا سا ارتقا بلکہ اس میں ایک آزاد نظم کا سا پھیلاؤ ہے ۔ اور لمحہ بہ لمحہ داخلی دنیا کا منظرنامہ اور لاشعوری تجربات اور احساسات کا خزانہ ہمارے سامنے کھلتا چلا آتا ہے ۔

ڈرامے کا پس منظر ایک گول کمرہ ہے جو ہر طرف سے پانی سے گھرا ہوا ہے اور جس کے عمر رسیدہ مکین (میاں بیوی) جن کی عمریں ۹۵ اور ۹۴ بتائی گئی ہیں گرد و پیش کی دنیا اور عصری منظرنامے سے کٹے ہوئے ہیں ۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اس ڈرامے کی دنیا تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماورا ہے ۔ ڈرامے کی صورت حال یہ ہے کہ اس کے دونوں عمر رسیدہ مکین اپنے مہمانوں کے منتظر ہیں جنھیں بوڑھے شوہر نے مدعو کیا ہے، اور جنھیں وہ ایک پیشہ ور مقرر کی مدد سے اپنا وہ "معرکۃ الآرا پیغام دنیا چاہتا ہے جو اس کی طویل زندگی کا نچوڑ ہے ۔ اور جو دنیا کو تباہی اور بربادی سے بچا سکتا ہے ۔'' ان دونوں کی آپس کی گفتگو میں ان کے ماضی کے دھندلے نقوش ابھرتے ہیں جن میں خواب، خیال، یادیں، مبہم واقعات اور دھندلے تصورات آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں، اور جن میں ناکامی، مایوسی، ندامت، تأسف، احساس جرم خود ترسی، خود پرستی، فراریت اور لایعنویت کے عناصر کی فراوانی ہے، بوڑھے جوڑے کا واحد سہارا ان کا عجیب و غریب تخیل ہے جس کی مدد سے وہ جب چاہیں اپنی ویران اور سنسان زندگی کو باغ و بہار بنا سکتے ہیں ۔

کچھ دیر بعد مہمان آنا شروع ہوتے ہیں۔ اور میزبان ان کا استقبال کرتے ہیں اور کرسیاں لا لا کر اسٹیج پر رکھتے ہیں، لیکن یہ سب مہمان غیر مرئی ہیں یعنی نہ ہم انھیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ اُن کی آواز سن سکتے ہیں۔ صرف بوڑھے جوڑے کی حرکات و سکنات مہمانوں کی خاطر تواضع اور ان سے گفتگو اور اسٹیج پر کرسیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مہمانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ آخر میں بینڈ باجے کے ساتھ شہنشاہ بھی وارد ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھی غیر مرئی ہے۔ اب بوڑھا جو شہنشاہ کی آمد پر باغ باغ ہے سب مہمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ مقرر بھی بہت جلد آنے والا ہے۔ آخر میں مقرر نمودار ہوتا ہے اور وہ سچ مچ کا آدمی ہے۔ گو کہ اس کی حرکات و سکنات بالکل غیر یقینی اور میکانیکی انداز کی ہیں۔ مقرر کی آمد پر بوڑھا بڑے جذباتی انداز میں اعلان کرتا ہے کہ اس کی سب خواہشیں پوری ہو چکی ہیں اور مقرر شہنشاہ کی موجودگی میں بہت جلد وہ پیغام سنائے گا جو عالم انسانیت کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔ اور یہی لمحہ اس کی زندگی کی معراج ہے۔ اس لیے اسی لمحے میں وہ اور اس کی وفادار بیوی سمیراس خود کو موت کے سپرد کر سکتے ہیں، اور پھر بوڑھا اور بڑھیا دونوں بیک وقت کھڑکیوں سے باہر چھلانگ لگا دیتے ہیں اور ان کے پانی میں گرنے کی آواز آتی ہے۔ اب مقرر بن دیکھے مہمانوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سے کچھ کہنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ گونگا اور بہرا ہے اور صرف کچھ بے معنی آوازیں نکالنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ پھر وہ کچھ سوچ کر بلیک بورڈ پر لکھ کر اپنی بات سمجھانا چاہتا ہے لیکن وہ بھی صرف چند منتشر حروف اور بے معنی الفاظ ہیں۔ یہ بے معنی تحریر لکھنے کے بعد مقرر بڑے اطمینان سے چاروں طرف دیکھتا ہے۔ بادشاہ کی کرسی کے سامنے جھکتا ہے اور پھر وسطی دروازے سے باہر جاتا ہے۔ چند لمحے مکمل خاموشی رہتی ہے اور پھر بن دیکھے مجمعے سے تمسخر آمیز ہنسی اور پھبتیوں کی آوازیں آتی ہیں اور پردہ گرتا ہے۔

اس ڈرامے کے منظرنامے میں ابہام اور قول محال (Paradox) ڈرامائی اسلوب کا امتیازی نشان ہیں اور کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور یہ فنی اسلوب، زبان کی بے مائیگی، اور منطق کی شکست کی نقاب کشائی کرتا ہے اور یہ قولِ محال مضحکہ خیز ہوتے

ہوتے بھی تشویش اور پریشانی کی کیفیت کو دوچند کرتے ہیں۔ اور یہ مسائل، جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ایونیسکو کے اولین دور کے ڈراموں کے مرکزی موضوعات ہیں لیکن "کرسیاں" میں ایونیسکو کا کینوس زیادہ وسیع ہے اور اس ڈرامے میں ایونیسکو نے وجودی تجربے کی تہوں کو کھولنے کی کوشش کی ہے اور لاشعوری واردات اور مابعد الطبعیاتی تجربات کا احاطہ بھی کیا ہے۔ ڈرامے میں قدم قدم پر نفسیاتی بصیرتوں کی بھی جھلک ہے لیکن ایونیسکو کی دلچسپی اپنے کرداروں کی نفسیات سے نہیں بلکہ نفسیات کے مابعد الطبعیاتی پہلو سے ہے۔

اس ڈرامے کی ایک بہت اہم اور منفرد خصوصیت اس میں اسٹیج کے مادی اور بصری وسائل کا انتہائی معنی خیز اور ڈرامائی استعمال ہے جس کی سب سے نمایاں مثال اسٹیج پر خالی کرسیوں کی بھرمار ہے۔ اور اس فنی اسلوب نے فنکار کی کائناتی بصیرتوں کو ایک مادی پیکر عطا کیا ہے۔ خالی کرسیاں جو اس ڈرامے کی مرکزی علامت ہیں اپنی اثر انگیزی میں ڈرامائی کرداروں سے کم نہیں۔

اس ڈرامے پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایونیسکو نے کہا تھا کہ اس کا موضوع نہ تو بوڑھے کا پیغام ہے اور نہ ہی عمر رسیدہ میاں بیوی کی ناکامیاں، محرومیاں اور ان کی بے معنی زندگی کا المیہ۔ بلکہ اس کا موضوع ہے خالی کرسیاں۔ مہمانوں اور شہنشاہ کی غیر موجودگی۔ زندگی کے بے حقیقت ہونے کا احساس اور مابعد الطبعیاتی خلا۔ مختصر یہ کہ یہ ڈرامہ ایک عظیم نفی (Nothingness) کی ڈرامائی تجسیم ہے۔

ایک اور جگہ ایونیسکو نے زندگی کی دو بنیادی کیفیات کی نشاندہی کی ہے جنھیں "لطافت" اور "کثافت" کے ناموں سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ زندگی کی کثافت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب ایک انسان خود کو لوگوں اور واقعات کے ہجوم، اشیاء کی ریل پیل اور مادی عناصر کے تسلط سے مغلوب اور کچلا ہوا سا محسوس کرتا ہے اور زندگی کی لطافت کا تجربہ وہ ہے جبکہ انسان ہلکے پن اور آزادی کے احساس کے ساتھ زندگی کے بے حقیقت ہونے کا احساس بھی کرتا ہے۔ اور خود کو مابعد الطبعیاتی خلا کے روبرو پاتا ہے جو کسی قدر ہندو فلسفے میں مایا کے تصور سے قریب ہے اور "کرسیاں" میں ایونیسکو نے ایک ایسی صورتِ حال اور ڈرامائی طریقۂ کار کا انتخاب کیا ہے جس میں

یہ دونوں کیفیات اپنی پوری شدت اور معنویت کے ساتھ یکجا ہوگئی ہیں۔ ڈرامے کے اختتام تک ایک طرف تو اسٹیج پر کرسیوں کی بھرمار مادی اشیاء کے تسلط کے احساس کو دوچند کرتی ہے اور دوسری طرف مہمانوں کی غیر موجودگی اور ان کا خالی ہونا خالی پن کا احساس پیدا کرتا ہے اور اسے مابعد الطبعیاتی خلا کا استعارہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ ڈراما ہمیں ایک گہرے وجودی تجربے کے روبرو لا کھڑا کرتا ہے جو گریز پا ہوتے ہوئے بھی ناقابلِ تردید ہے۔ مارٹن ایسلن (Martin Esslin) نے اس ڈرامے کو ایک شعری پیکر (Poetic Image) قرار دیا ہے جسے تجربے کے شکنجے میں کسنا اُس کی شعریت کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔ اور میں اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بھی کہہ سکتی ہوں کہ اپنی شدت، گیرائی، ڈرامائی اثر انگیزی اور معنی آفرینی میں یہ ڈرامہ ایک معجزے سے کم نہیں۔

زاھدہ زیدی

ل نوٹ: ۲۲، ۲۳ سال پہلے میں یہ ڈرامہ انگریزی زبان میں علی گڑھ یونیورسٹی کے اسٹیج پر پیش کر چکی ہوں۔ اس پروڈکشن میں مرکزی کردار (بوڑھا آدمی) کا رول مشہور و معروف اداکار نصیر الدین شاہ نے ادا کیا تھا جو اُس وقت میرا شاگرد تھا۔ ہدایت کاری کے فرائض راقم الحروف نے انجام دیے تھے۔ ڈرامہ بے حد کامیاب رہا اور نامانوس ہونے کے باوجود بہت پسند کیا گیا۔

_______ زاہدہ زیدی

کرسیاں

(ایک المناک طربیہ)

افراد ڈرامہ :-

بوڑھا آدمی ———— عمر ۹۵ سال
بوڑھی عورت ———— عمر ۹۴ سال
مقرر ————
اور بہت سے کردار ————

(**پس منظر** : ایک بڑا کمرہ جو تقریباً خالی ہے۔ دیواریں نیم دائرہ کی شکل میں ہیں جن کے بیچوں بیچ ایک گیلری ہے۔ دائیں طرف تین دروازے ہیں اور پھر ایک کھڑکی ہے جس کے پاس ایک اسٹول رکھا ہوا ہے، اس کے بعد ایک دروازہ ہے، اس کے بعد اسٹیج کے درمیان میں ایک بڑا صدر دروازہ ہے جو گیلری میں کھلتا ہے۔ اس کے پیچھے دو دروازے دائیں اور بائیں ہیں۔ یہ دونوں دروازے حاضرین کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ بائیں طرف تین دروازے اور ان کے بعد ایک کھڑکی ہے جو دائیں طرف کی کھڑکی کے مقابل ہے اور جس کے پاس ایک اسٹول رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد دیوار کے قریب ایک ڈائس ہے جس پر تختۂ سیاہ رکھا ہوا ہے۔ اسٹیج کے درمیان میں دو کرسیاں ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب رکھی ہوئی ہیں، ایک گیس لیمپ چھت سے لٹک رہا ہے۔
پردہ اٹھتا ہے۔ اسٹیج نیم تاریک ہے۔ بوڑھا آدمی کھڑکی کے پاس اسٹول پر کھڑا ہوا ہے۔ بوڑھی عورت گیس کا لیمپ روشن کرتی ہے اور بوڑھے کی طرف جاتی ہے۔)

بوڑھی عورت ۔ میرے پیارے بس اب کھڑکی بند کر دو۔ ٹھہرے ہوئے پانی سے بدبو آرہی ہے اور مچھر بھی اندر گھسے آرہے ہیں۔

بوڑھا مرد ۔ مجھے پریشان نہ کرو۔

بوڑھی عورت ۔ بس آؤ میرے پیارے۔ آؤ یہاں آن کر بیٹھو۔ تمھیں کھڑکی سے باہر نہیں جھانکنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نیچے گر پڑو۔ تمھیں معلوم ہے فرانسس اول کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ تمھیں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

بوڑھا مرد ۔ پھر تم نے تاریخی مثالیں دینا شروع کر دیں۔ میری پیاری میں فرانس کی تاریخ سے بالکل تنگ آچکا ہوں۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کشتیاں کیسے پانی میں لہریں پیدا کر رہی ہیں اور یہ لہریں سورج کی روشنی میں کس طرح چمک رہی ہیں۔

بوڑھی عورت ۔ بھلا اس وقت تمھیں لہریں کیسے نظر آئیں گی۔ اس وقت سورج کی روشنی

کہاں ہے۔ یہ تو رات کا وقت ہے میرے پیارے۔

بوڑھا مرد۔ لیکن ابھی تک سائے موجود ہیں (کھڑکی سے سر نکال کر جھانکتا ہے)

بوڑھی عورت۔ (اپنی تمام قوت سے اُسے کھینچتے ہوئے) ارے ارے یہ نہ کرو مجھے بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے۔ آؤ ادھر آن کر بیٹھو۔ تمھیں کشتیاں تو کسی صورت نظر نہیں آسکتیں پھر کوشش کرنے سے کیا فائدہ، بہت اندھیرا ہے۔

(بوڑھا مرد مجبوراً بوڑھی عورت کے ساتھ سامنے کی طرف آتا ہے وہ اُسے کھینچتی ہوئی لاتی ہے)

بوڑھا مرد۔ میں ذرا دیکھنا چاہتا تھا۔ تمھیں معلوم ہے۔ مجھے پانی کو تکتے رہنا کتنا پسند ہے۔

بوڑھی عورت۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم پانی کو کس طرح تکتے رہتے ہو۔ مجھے تو چکر آنے لگتے ہے۔ اُف یہ مکان یہ جزیرہ مجھے تو کسی طرح اس کی عادت ہی نہیں پڑتی۔ ہر طرف پانی ہی پانی ہے۔ کھڑکیوں کے نیچے پانی اور افق تک پھیلا ہوا بس پانی ہی پانی۔

(بوڑھی عورت، بوڑھے مرد کو کھینچتی ہوئی ان دو کرسیوں کی طرف لاتی ہے جو اسٹیج کے سامنے والے حصہ میں پڑی ہیں۔ جہاں بوڑھا مرد بڑے اطمینان سے بوڑھی عورت کی گود میں بیٹھ جاتا ہے)

بوڑھا مرد۔ اس وقت شام کے چھ بجے ہیں اور ہر طرف اندھیرا پھیل چکا ہے پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یقین ہے اور تمھیں بھی یاد ہوگا کہ شام کے نو بجے بھی دن کی روشنی پھیلی رہتی ہے اور دس بجے بھی اور رات کے بارہ بجے بھی سورج چمکا کرتا تھا۔

بوڑھی عورت۔ اب سوچتی ہوں تو مجھے بھی خوب یاد آرہا ہے کہ بالکل یہی ہوتا تھا۔ واقعی تمھاری یادداشت کتنی اچھی ہے۔

بوڑھا مرد:۔ ہر چیز میں کتنی تبدیلی ہو گئی ہے۔

بوڑھی عورت۔ مگر ایسا کیوں ہوا؟ تمھارا کیا خیال ہے؟

بوڑھا مرد۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا میری پیاری سمیرامِس، ہوسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ہم جتنا آگے جاتے ہیں اتنا ہی گہرائی میں ڈوبتے جاتے ہیں۔ ہوسکتا

ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ دنیا ہر وقت گول چکر کاٹتی رہی ہے۔ مسلسل گول چکر۔

بوڑھی عورت۔ مسلسل گول چکر میرے لاڈلے (خاموشی) ہاں واقعی تم بلا کے ذہین ہو۔ تم میں غیر معمولی صلاحیتیں ہیں میرے پیارے۔ اگر تم چاہتے تو تم سب سے بڑے صدر، سب سے بڑے بادشاہ یا سب سے بڑے ڈاکٹر یا پھر سب سے بڑے جنرل بن سکتے تھے۔ بس اگر ذرا تمھارے دل میں ترقی کی لگن ہوتی۔

بوڑھا مرد۔ اس سے ہمیں فائدہ بھی کیا ہوتا۔ ہماری زندگی تو سنور نہ جاتی اور پھر ہمارا یہاں ایک مقام ہے اور جنرل تو میں بہر حال ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ میں ایک خانہ ساز جنرل ہوں۔

بوڑھی عورت۔ (بوڑھے مرد کو پیار کرتے ہوئے جیسے کوئی بچہ کو پیار کرتا ہے) میرے پیارے میرے لاڈلے۔

بوڑھا مرد۔ میں بالکل بور ہو چکا ہوں۔

بوڑھی عورت۔ جب تم پانی کا تماشا دیکھ رہے تھے تو کافی خوش معلوم ہوتے تھے اچھا آؤ اب اپنا دل بہلانے کے لیے کوئی جھوٹ موٹ کا ناٹک کھیلیں جیسا کہ اس شام تم نے کھیلا تھا۔

بوڑھا مرد۔ اس بار تم جھوٹ موٹ کا ناٹک کھیلو۔ یہ تمھاری باری ہے۔

بوڑھی عورت۔ یہ تمھاری باری ہے۔

بوڑھا مرد۔ نہیں تمھاری باری ہے۔

بوڑھی عورت۔ تمھاری باری ہے۔

بوڑھا مرد۔ تمھاری باری ہے۔

بوڑھی عورت۔ تمھاری باری ہے۔

بوڑھا مرد۔ اپنی چائے پیو سمیرامس۔

(اسٹیج پر چائے کا نام و نشان نہیں ہے)

بوڑھی عورت۔ اچھا آؤ فروری کے مہینے کی نقل اتارو۔

بوڑھا مرد۔ مجھے سال کے مہینے بالکل پسند نہیں۔

بوڑھی عورت۔ مہینے تو بے بے کے سال ہی کے ہوتے ہیں۔ اب تک تو یہی ہوتا آیا ہے۔ بس اب مان بھی جاؤ، ذرا مجھے خوش کرنے ہی کو سہی۔

بوڑھا مرد۔ اچھا خیر یہی سہی۔ تو یہ ہے فروری کا مہینہ (منہ بنا کر سر کھجاتا ہے۔)

بوڑھی عورت۔ (ہنستی ہے اور تالی بجاتی ہے) بالکل عین مین یہی ہے۔ شکریہ۔ تم واقعی بے حد پیارے بچے ہو میرے لاڈلے (اس کو لپٹاتی ہے) واقعی تم بلا کے ذہین ہو۔ تم اگر چاہتے تو کم سے کم سب سے بڑے جنرل تو ضرور بن سکتے تھے۔

بوڑھا مرد۔ میں اب بھی ایک جنرل ہوں۔ خانہ ساز جنرل۔

بوڑھی عورت۔ اچھا وہ کہانی سناؤ۔ وہی جو تم سناتے ہو۔ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے۔"

بوڑھا مرد۔ پھر وہی کہانی؟ ـــ میں اس سے تنگ آچکا ہوں۔ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے۔" پھر وہی کہانی ـــــ تم ہمیشہ ایک ہی چیز کی فرمائش کرتی ہو ـــــ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے۔" لیکن یہ تو بہت اکتا دینے والی کہانی ہے ـــــ پچھلے ستر سال سے جب سے ہماری شادی ہوئی ہے ہر شام، ہر منحوس شام کو تم ایک ہی قسم کی چیزوں کی فرمائش کرتی ہو، ہر شام مجھ سے وہی کہانی سنتی ہو انھیں لوگوں، انھیں مہینوں کی نقل اتروانی ہو۔ ہمیشہ وہی پرانی چیزیں ـــــ آؤ اب کوئی نئی بات کریں۔

بوڑھی عورت۔ میں ان چیزوں سے کبھی نہیں تھکتی، میرے پیارے، یہ تمھاری زندگی ہے اس لیے یہ میرے لیے پُرکشش ہے۔

بوڑھا مرد۔ لیکن تمھیں وہ سب باتیں زبانی یاد ہو چکی ہے۔

بوڑھی عورت۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں یکایک سب کچھ بھول گئی ہوں۔ ہر شام کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا ذہن ہر قسم کے تاثرات سے خالی ہو گیا ہے ہاں پیارے میں جان بوجھ ایسی بن جاتی ہوں۔ بس میں ایک چمچہ نمک

کھالیتی ہوں اور پھر سے نئی نویلی ہوجاتی ہوں میں تمھاری خاطر
یہ سب کرتی ہوں میرے پیارے۔ اچھا اب مان بھی جاؤ۔ چلو اب
نئے سرے سے کہانی شروع کرو۔

بوڑھا مرد۔ اچھا خیر تم سننا چاہتی ہو تو سنو۔

بوڑھی عورت۔ ہاں تو سناؤ نا اپنی کہانی، وہ کہانی میری بھی ہے، جو کچھ تمہارا ہے
وہ میرا بھی ہے" اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے"۔

بوڑھا مرد۔ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے"، میری گڑیا۔

بوڑھی عورت۔ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے"، میرے پیارے۔

بوڑھا مرد۔ اور پھر آخر کار ہم ایک بڑی اونچی دیوار تک پہنچ گئے۔ ہم بالکل بھیگے
ہوئے تھے۔ ہماری ہڈیاں تک بھیگ رہی تھیں کئی گھنٹے سے، کئی دن سے،
کئی ہفتوں سے۔

بوڑھی عورت۔ کئی مہینوں سے۔

بوڑھا مرد۔ بارش میں بھیگے ہوئے ـــــ ہمارے کان، ہمارے پاؤں، ہمارے
گھٹنے، ہماری ٹانگیں ـــــ ہمارے دانت کٹکٹا رہے تھے۔ یہ اسّی
سال پہلے کی بات ہے ـــــ انھوں نے ہمیں اندر جانے سے روک
دیا۔ ـــــ کم از کم وہ باغ کا دروازہ تو کھول ہی سکتے تھے۔

بوڑھی عورت۔ باغ میں گھاس گیلی تھی۔

بوڑھا مرد۔ وہاں ایک پگڈنڈی تھی جو ایک چھوٹے سے چوک تک جاتی تھی
جس کے بیچوں بیچ ایک گاؤں کا گرجا گھر تھا ـــــ وہ کہاں تھا؟
تمھیں کچھ یاد ہے۔

بوڑھی عورت۔ نہیں میرے پیارے میں بھول گئی۔

بوڑھا مرد۔ اور ہم وہاں کس طرح پہنچے تھے۔ اور وہ سڑک کہاں ہے۔ وہ جگہ
میرے خیال میں پیرس کہلاتی تھی۔

بوڑھی عورت۔ پیرس تو کبھی تھا ہی نہیں میرے پیارے۔

بوڑھا مرد۔ پیرس کبھی نہ کبھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ وہ تباہ ہوا تھا وہ روشنیوں کا شہر

تھا لیکن وہ بجھ چکا ہے اسے بجھے ہوئے چار لاکھ سال ہو چکے ہیں اور
اب اس کا کوئی نام ونشان باقی نہیں سوائے ایک گیت کے۔

بوڑھی عورت ۔ سچ مچ کا گیت، بڑی عجیب بات ہے کس قسم کا گیت؟
بوڑھا مرد ۔ ایک لوری، ایک علامتی نظم "پیرس ہمیشہ ہمیشہ پیرس رہے گا"
بوڑھی عورت ۔ اور اس کا راستہ باغ میں سے ہو کر جاتا تھا؟ کیا وہ بہت دور تھا؟
بوڑھا مرد ۔ (اپنے خیالوں میں گم ہے) کیا گیت؟ ــــ بارش؟
بوڑھی عورت ۔ تم واقعی کتنے ذہین ہو۔ اگر تمھیں ذرا بھی ترقی کی لگن ہوتی تو تم سب سے
بڑے بادشاہ بن سکتے تھے۔ یا پھر سب سے بڑے جرنلسٹ، سب سے بڑے
مزاحیہ اداکار یا سب سے بڑے جنرل۔ اب ان سب امیدوں پر پانی
پھر چکا ہے۔ یہ سب گندے پانی کی طرح نالی میں بہہ گئی ہیں۔ گندے
پانی کی طرح۔

بوڑھا مرد ۔ "اور پھر آخر کار ہم وہاں پہنچ گئے"
بوڑھی عورت ۔ ہاں ہاں سناؤ۔ پھر کیا ہوا (بوڑھی عورت آہستہ آہستہ سمجھائے
ہوئے بدھوں کی طرح ہنستی ہے اور پھر یکایک زور سے قہقہہ لگاتی ہے۔
بوڑھا مرد بھی کہانی سناتے ہوئے ہنستا جاتا ہے۔)
بوڑھا مرد ۔ "اور پھر ہم آخر کار وہاں پہنچ گئے اور ہنستے ہنستے ہماری آنکھوں سے
آنسو جاری ہو گئے" ــــ بڑی احمقانہ کہانی تھی ــــ
احمق بڑی تیز رفتاری سے وہاں آیا۔ اس کا پیٹ ننگا تھا۔ احمق کی
توند مٹکے کی طرح تھی۔ اس کے پاس ایک چاولوں سے بھرا ہوا صندوق
تھا ــــ چاول زمین پر گر پڑے ــ اور احمق بھی گر
پڑا ــــ پیٹ کے بل ــ اور پھر ہم سب ہنسنے لگے ــ
ہنستے رہے ــ ہنستے رہے ــ احمقانہ پیٹ، ننگا ــ
پیٹ ــــ پیٹ کے بل گرا ہوا احمق ــ بکھرے ہوئے چاول
خالی صندوق۔ بیماروں کی کہانی ــــ چاولوں سے
بھرا ہوا پیٹ۔ ننگا پیٹ آخر کار احمق بالکل ننگا

وہاں پہنچا۔ اور ہم ہنسنے لگے۔

بوڑھی عورت۔ (ہنستے ہوئے) آخر کار ہم احمقوں کی طرح ہنسنے لگے، آخر کار ہم بالکل ننگے وہاں پہنچے۔ ہم ہنسنے لگے۔ صندوق، چاولوں سے بھرا ہوا صندوق ——— زمین پر گرے ہوئے چاول پیٹ پر گرے ہوئے چاول۔

بوڑھا اور بڑھیا۔ (دونوں ساتھ ساتھ بول رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں) آخر کار ہم آئے۔ آہ ہنسنے لگے ——— ہم آئے ——— آہ ——— آئے آئے ——— احمق کا ننگا پیٹ ——— چاول لیے ہوئے آئے (صرف اس قسم کے الفاظ سنائی دیتے ہیں) آخر کار ——— ہم ننگا پیٹ ——— آئے ——— صندوق آہستہ آہستہ دونوں پر کچھ سکون کی کیفیت طاری ہوتی ہے) ——— آہ ——— ہم ہنسنے لگے ——— ہنسنے لگے۔

بوڑھی عورت۔ اچھا تو یہ تھا تمھارا حیرت انگیز پیرس!

بوڑھا مرد۔ اس سے اچھا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے۔

بوڑھی عورت۔ میرے پیارے تم کس قدر غیر معمولی ہو ——— بے حد ——— بے حد غیر معمولی ——— تم جو کچھ چاہتے بن سکتے تھے۔ خانہ ساز جنرل سے بہت زیادہ ——— کچھ اور۔

بوڑھا مرد۔ ہمیں معمولی چیزوں سے مطمئن ہو جانا چاہیے۔

بوڑھی عورت۔ شاید تم نے اپنا کیریر تباہ کر دیا۔

بوڑھا مرد۔ کیا کہا میں نے تباہ کر دیا ——— میں نے بہا دیا ——— آہ میری پیاری اماں تم کہاں ہو۔ اماں ——— اماں ——— ہائے ——— ہائے ——— ہائے میں یتیم ہوں (روتا ہے) ایک یتیم بچہ ——— یتیم بچہ۔

بوڑھی عورت۔ میں یہاں تمہارے پاس ہوں تمھیں ڈر کس بات کا ہے۔

بوڑھا مرد۔ نہیں سمیرامس، میری محبوبہ۔ تم میری اماں نہیں ہو ——— میں

میں یتیم ہوں ـــــ یتیم ہوں ۔ آہ مجھے کون مصیبتوں سے بچائے گا۔

بوڑھی عورت ۔ لیکن میں تمھارے پاس ہوں ۔

بوڑھا مرد ۔ تمھاری وہ بات نہیں مجھے اپنی اماں چاہیے ۔ ـ نہیں ـــــ تم میری اماں کہاں ہو ـــــ تم تو . . . . .

بوڑھی عورت ۔ (اسے تھپکتے ہوئے) تم میرا دل توڑے دے رہے ہو ۔ خدا کے لیے اس طرح نہ روؤ میرے گڈے ۔

بوڑھا مرد ۔ ہائے . . . . ہائے ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ ہائے ۔ ہائے میں تباہ ہو گیا میں سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا ہوں ـــــ میری ترقی کے امکان بہہ گئے ، تباہ ہو گئے ۔

بوڑھی عورت ۔ اپنے آپ کو سنبھالو میرے پیارے ۔

بوڑھا مرد ۔ (بچوں کی طرح منہ کھول کر روتا ہے) میں یتیم ہوں ، یتیم ہوں . . . .

بوڑھی عورت ۔ میرے پیارے یتیم بچے ۔ تم میرا دل توڑ رہے ہو میرے یتیم بچے ۔

بوڑھا مرد ۔ (روتے ہوئے) ہائے ـــــ ہائے ـــــ میری اماں میری اماں کہاں ہیں ۔ اب میری کوئی اماں نہیں ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ میں تمھاری بیوی ہوں ـــــ اس لئے اب میں ہی تمھاری ماں ہوں ۔

بوڑھا مرد ۔ (کس حد تک من گیا ہے) نہیں ـــــ نہیں ـــــ یہ جھوٹ ہے ۔ میں یتیم ہوں ۔ ہائے ہائے ۔

بوڑھی عورت ۔ (اسے بچوں کی طرح گود میں جھلاتے ہوئے) میرے گڈے ـــــ میرے یتیم ـــــ قتیم ـــــ زتیم ـــــ شتیم ۔

بوڑھا مرد ۔ (ابھی تک چڑچڑایا ہوا ہے مگر کسی حد تک اس کی مات مان گیا ہے) نہیں مجھے یہ نہیں چاہیے ـــــ نہیں چاہیے ۔

بوڑھی عورت ۔ یتیم بچے ۔ ـــــ قتیم بچے ـــــ زتیم بچے ۔

بوڑھا مرد ۔ نہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ آ ـــــ آ ـــــ آ ـــــ سو جا ـــــ راج دلارے ـــــ سو جا ـــــ آ ـــــ آ ـــــ آ ۔

بوڑھا مرد ۔ ہائے ـــــ ہائے (اب رونا رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ وہ اپنی ناک پونچھتا ہے) میری اماں کہاں ہیں؟

بوڑھی عورت ۔ ساتویں آسمان پر ـــــ جنت میں ـــــ وہ تمھاری ہر بات سن رہی ہیں ـــــ وہ تمھیں پھولوں میں گھرا ہوا دیکھ رہی ہیں ـــــ اچھا اب رونا بند کرو ـــــ ورنہ میں بھی رو پڑوں گی۔

بوڑھا مرد ۔ نہیں ـــــ نہیں تم مجھے بہکا رہی ہو ـــــ وہ مجھے نہیں دیکھ سکتیں ـــــ وہ میری بات نہیں سن سکتیں ـــــ میں اس دنیا میں یتیم ہوں ـــــ تم میری اماں نہیں ہو۔

بوڑھی عورت ۔ (بوڑھا اب چپ ہو گیا ہے) اچھا اب من جاؤ ـــــ بس اب رونا بند کرو ـــــ تمھارے اندر غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ میرے ننھے منے جنرل بس اب اپنے آنسو پونچھ ڈالو ـــــ آج شام ہمارے مہمان ضرور آئیں گے۔ اگر انھوں نے تمھیں اس حال میں دیکھ لیا تو وہ کیا کہیں گے۔ ابھی ہر چیز ختم نہیں ہوئی ابھی ہر امید پر پانی نہیں پھرا۔ ـــــ آج تم انھیں ہر بات بتاؤ گے تمھیں دنیا کو ایک پیغام دینا ہے۔ تم ہمیشہ کہتے رہتے ہو کہ تم ایک نہ ایک دن وہ پیغام ضرور دو گے تمھیں زندہ رہنا ہے اپنے پیغام کے لیے جدو جہد کرنی ہے۔

بوڑھا مرد ۔ ہاں مجھے ایک پیغام دینا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی سچائی ہے۔ میری زندگی کا ایک نصب العین ہے۔ میں جدو جہد کرتا ہوں۔ مجھے بہت کچھ کہنا ہے ـــــ نسل انسانی تک ایک پیغام پہنچانا ہے۔

بوڑھی عورت ۔ نسل انسانی تک! میرے پیارے ـــــ تمھارا پیغام۔

بوڑھا مرد ۔ یہ سچ ہے۔ ہاں ـــــ یہ سب سے بڑی سچائی ہے۔

بوڑھی عورت ۔ (بوڑھے کے آنسو پونچھتی ہے اور اس کی ناک صاف کرتی ہے) بس یہ ٹھیک ہے ـــــ تم واقعی بہادر مرد ہو ـــــ سپاہی ہو، خانہ ساز جنرل ہو۔

بوڑھا مرد ۔ (بوڑھی عورت کی گود سے اٹھتا ہے اور پریشانی کے عالم میں اِدھر ادھر پھرتا ہے) میں اور لوگوں کی طرح نہیں ہوں۔ میری زندگی کا ایک مقصد ہے۔ شاید تم ٹھیک کہتی ہو کہ مجھ میں غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ مجھ میں کچھ نہ کچھ خداداد صلاحیت ضرور ہے۔ لیکن میری زندگی کچھ آسان نہیں ہے۔ میں نے خانہ ساز جنرل کی حیثیت سے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیا ہے۔ میں نے ہمیشہ حالات پر قابو پایا ہے عزت آبرو کے ساتھ —— کیا یہ کافی نہیں ہے؟

بوڑھی عورت ۔ نہیں تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے۔ تم اور لوگوں کی طرح نہیں ہو۔ تم ان سے بہت بلند ہو۔ اور پھر اگر تم اور لوگوں سے بنائے رکھتے جیسا کہ اور لوگ کرتے ہیں تو تم بہت زیادہ ترقی کر سکتے تھے۔ لیکن تم اپنے سب دوستوں سے لڑ بیٹھے ہو۔ سب ڈائرکٹروں اور جنرلوں سے۔ یہاں تک کہ خود اپنے سگے بھائی سے۔

بوڑھا مرد ۔ لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے سیمرامس —— تم اچھی طرح جانتی ہو اس نے کیا کہا تھا۔

بوڑھی عورت ۔ کیا کہا تھا؟

بوڑھا مرد ۔ اس نے کہا کہ "میرے سر میں ایک جوں ہے اور میں تمہارے ہاں مہمان آرہا ہوں تاکہ اپنی جوں تمہارے گھر چھوڑ دوں۔"

بوڑھی عورت ۔ لوگ تو اس طرح کی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ تمہیں اس طرف توجہ ہی نہ کرنی چاہئے تھی۔ اور پھر کیرل کی بات یاد کرو۔ تم اس سے کیوں اتنے خفا ہو گئے —— کیا اس میں بھی اس کا قصور تھا؟

بوڑھا مرد ۔ دیکھو مجھے غصہ نہ دلاؤ —— مجھے غصہ نہ دلاؤ —— بالکل —— بالکل —— ظاہر ہے کہ اسی کا قصور تھا۔ ایک شام وہ یہاں آیا اور اس نے کہا "مجھے معلوم ہے کہ کون سا لفظ تمہارے لیے بالکل موزوں ہے۔ میں وہ لفظ منہ سے نہیں نکالوں گا، بس دل میں سوچ لوں گا"—— اور پھر وہ بیوقوں کی طرح ہنسنے لگا۔

بوڑھی عورت ۔ لیکن وہ دل کا کھرا تھا. میرے پیارے ۔ اور پھر اس کی زندگی میں تمہیں اتنا حساس بھی نہیں ہونا چاہیئے ۔

بوڑھا مرد ۔ مجھے اس قسم کے مذاق پسند نہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ تم سب سے بڑے افسر بن سکتے تھے ۔ سب سے بڑے کاریگر بن سکتے تھے ۔ سب سے بڑے سنگیت کار بن سکتے تھے ۔

(طویل خاموشی دونوں بت کی طرح اپنی اپنی کرسیوں پر ساکت بیٹھے ہیں ۔)

بوڑھا مرد ۔ (خواب آلودہ آواز میں) اور باغ کے سرے پر ایک ــــ ایک ــــ ایک ــــ ایک کیا تھا میری پیاری ؟

بوڑھی عورت ۔ پیرس کا شہر ۔

بوڑھا مرد ۔ سرے پر ۔ پیرس کے سرے کے سرے پر ایک ــــ ایک ــــ ایک کیا تھا ؟

بوڑھی عورت ۔ میرے پیارے کیا تھا ؟ ــــ میرے پیارے کون تھا ؟

بوڑھا مرد ۔ جگہ اور موسم دونوں بہت خوشگوار تھے ۔

بوڑھی عورت ۔ موسم کتنا خوشگوار تھا ــــ کیا واقعی ؟

بوڑھا مرد ۔ مجھے وہ جگہ کچھ یاد نہیں آرہی ۔

بوڑھی عورت ۔ اپنے دماغ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو ۔

بوڑھا مرد ۔ وہ جگہ بہت دور ہے ــــ مجھے وہ اب بالکل ــــ یاد نہیں رہی ــــ وہ کہاں تھی ؟

بوڑھی عورت ۔ لیکن کیا ؟

بوڑھا مرد ۔ جو میں ــــ جو میں ــــ وہ کہاں تھا ــــ اور کون تھا ؟

بوڑھی عورت ۔ وہ جہاں بھی ہو میں ہر جگہ تمہارے ساتھ رہوں گی ۔ ہاں میں تمہارے ساتھ رہوں گی میرے پیارے ۔

بوڑھا مرد ۔ آہ مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے ۔ لیکن اب میرا سب کچھ بتا دینا ضروری ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ یہ تمہارا مقدس فرض ہے۔ تمہیں اپنا پیغام دنیا سے چھپانے کا کوئی حق نہیں۔ تمہیں نسل انسانی کے سامنے اس کا اعلان کرنا چاہیے۔ وہ اس اعلان کی منتظر ہے۔ تمام کائنات صرف تمہاری منتظر ہے۔

بوڑھا مرد ۔ ہاں، ہاں میں ضرور بتاؤں گا۔

بوڑھی عورت ۔ کیا تم نے واقعی فیصلہ کرلیا — تمہیں ضرور بتانا چاہیے۔

بوڑھا مرد ۔ اپنی چائے پیو۔

بوڑھی عورت ۔ تم سب سے بڑے مقرر بن سکتے تھے۔ اگر تمہاری قوت ارادی ذرا مضبوط ہوتی۔ مجھے تم پر ناز ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آخر کار تم نے اپنا پیغام ہر ملک، یورپ اور ہر براعظم تک پہنچانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

بوڑھا مرد ۔ بدقسمتی سے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ یہ میرے لیے ہنسی کھیل نہیں ہے۔

بوڑھی عورت ۔ اگر ایک بار شروعات کردی جائے تو یہ کام آسان ہوجاتا ہے۔ زندگی اور موت کی طرح ۔ بس فیصلہ شرط ہے۔ بات چیت کے دوران ہی ہمارے ذہن میں خیالات ابھرتے ہیں اور پھر ہمیں ان کے لیے الفاظ ملتے ہیں۔ اور ہمیں اپنے الفاظ میں سب کچھ مل جاتا ہے — شہر اور باغ — اور پھر ہم یتیم نہیں رہتے۔

بوڑھا مرد ۔ میں خود تقریر نہیں کروں گا۔ میں نے ایک پیشہ ور مقرر کو اس کام کے لیے بلایا ہے۔ جو میری جگہ تقریر کرے گا۔ تم خود دیکھ لینا۔

بوڑھی عورت ۔ تو کیا واقعی یہ جلسہ آج شام کو ہوگا۔ تم نے سب لوگوں کو دعوت نامے تو بھیج دیئے ہیں نا۔ تمام مشہور لوگوں کو تمام جاگیرداروں کو اور تمام دانشوروں کو ؟

بوڑھا مرد ۔ ہاں تمام جاگیرداروں اور تمام دانشوروں کو۔

بوڑھی عورت ۔ اور دربانوں کو ؟ پادریوں کو ؟ دوافروشوں کو ؟ بہادروں کو ؟ گیت کاروں کو ؟ نمائندوں کو ؟ سوداگروں کو، خطوط نویسوں کو، قلم پکڑنے والوں کو اور ذراتِ خون کو۔

بوڑھا مرد ۔ ہاں، ہاں اور ڈاک خانے کے کلرکوں کو، سرائے کے مالکوں کو اور فن کاروں کو ۔ ہر اس شخص کو جو یا تو تھوڑا بہت دانش ور ہے یا صاحبِ جائداد ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ اور بینک والوں کو ؟

بوڑھا مرد ۔ ہاں بلایا ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ اور مزدوروں کو، کارندوں کو، سپاہیوں کو، انقلابیوں کو، رجعت پرستوں کو، تنہائی کا پرچار کرنے والوں کو اور تنہائی کے شکار لوگوں کو ؟

بوڑھا مرد ۔ ہاں، ہاں، ہر ایک کو، ہر ایک کو، کیونکہ ہر شخص یا تو دانش ور ہوتا ہے یا پھر صاحب جائداد ۔

بوڑھی عورت ۔ دیکھو پریشان نہ ہو میرے پیارے ۔ میں تمہیں غصہ نہیں دلانا چاہتی لیکن تم سب غیر معمولی انسانوں کی طرح ہمیشہ کھوئے کھوئے رہتے ہو ۔ یہ جلسہ بہت اہم ہوگا اور سب لوگوں کا یہاں موجود ہونا بہت ضروری ہے ۔ کیا تمہیں ان کے آنے کا پورا یقین ہے ؟ کیا انھوں نے آنے کا وعدہ کیا ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ اپنی جائے پیو سیمرامس

بوڑھی عورت ۔ تمام پادری، پانڈے اور پایئدان ؟

بوڑھا مرد ۔ میں نے سب کو دعوت دی ہے ۔ (خاموشی) میں آج اپنا پیغام ان تک پہنچاؤں گا ۔ تمام زندگی مجھے ایسا محسوس ہوتا رہا ہے کہ میں اندر ہی اندر گھٹ رہا ہوں، مگر آج ان لوگوں کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا اور اس کے لئے میں تمہارا اور مقرر کا شکر گزار ہوں ۔ دنیا میں صرف تم دو ایسے انسان ہو جنھوں نے مجھے سمجھا ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ مجھے تم پر ناز ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ یہ جلسہ چند منٹ میں شروع ہو جائے گا ۔

بوڑھی عورت ۔ تو کیا یہ سچ ہے کہ وہ سب آج شام یہاں آ رہے ہیں اس کے بعد تو

تمہیں رونے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ دانشوروں اور جاگیردار تمہارے ماں باپ کی جگہ پر کر سکیں گے نا؟ (خاموشی) لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ تم یہ جلسہ ملتوی کر دو۔ کہیں ہم لوگ بہت زیادہ تھک نہ جائیں۔

(دونوں پریشان ہیں۔ بوڑھا چھوٹے چھوٹے قدموں سے بڑھیا کے گرد چکر لگاتا ہے۔ ایک بار وہ دروازہ کی طرف بڑھتا ہے پھر واپس آجاتا ہے اور اس کے گرد چکر لگاتا ہے)

بوڑھا مرد۔ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم بہت زیادہ تھک جائیں گے؟

بوڑھی عورت۔ تمہیں ہلکا سا زکام ہے۔

بوڑھا مرد۔ اب میں کس طرح اس جلسے کو ملتوی کروں؟

بوڑھی عورت۔ انھیں کسی اور شام آنے کی دعوت دے دو، تم ٹیلیفون پر اطلاع دے سکتے ہو۔

بوڑھا مرد۔ نہیں خدایا، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بہت دیر ہو چکی ہے۔ اب تو وہ لوگ اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہو چکے ہوں گے۔

بوڑھی عورت۔ تمہیں زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہئے تھا۔

(پانی میں کشتی چلنے کی آوازیں کافی صاف سنائی دیتی ہیں۔)

بوڑھا مرد۔ دیکھو وہ لوگ آرہے ہیں۔

(بوڑھی عورت اٹھتی ہے اور لنگڑاتی ہوئی چلتی ہے)

بوڑھی عورت۔ شاید مقرر آیا ہو۔

بوڑھا مرد۔ نہیں وہ اتنی جلدی نہیں آئے گا۔ کوئی اور ہوگا۔

(گھنٹی بجتی ہے)

بوڑھی عورت۔ اوہ۔

(پریشانی کے عالم میں بوڑھا اور بڑھیا اس دروازے کی طرف جاتے ہیں جو حاضرین کی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ جاتے ہوئے وہ کہہ رہے ہیں۔)

بوڑھا مرد۔ جلدی چلو۔

بوڑھی عورت۔ میرے بالوں کا کیا ہو رہا ہے، ایک منٹ ٹھہرو۔
(جاتے ہوئے وہ اپنے بال اور کپڑے ٹھیک کرتی جاتی ہے)

بوڑھا مرد۔ تمہیں پہلے سے تیار ہو جانا چاہیے تھا۔ تمہارے پاس کافی وقت تھا۔

بوڑھی عورت۔ میرے کپڑے کتنے خراب ہیں۔ میں کتنا خراب سا فراک پہنے ہوئے ہوں اور یہ بھی بالکل ملا دلا ہے۔

بوڑھا مرد۔ تمہیں اس پر استری کر لینی چاہیے تھی ـــــ جلدی چلو۔ مہمان ہمارے انتظار میں سوکھ رہے ہوں گے۔

(بوڑھا آدمی بوڑھی عورت کے ساتھ جواب تک بڑبڑا رہی ہے۔ گیلری میں جاتا ہے ایک منٹ ہمیں ان کی صورت نظر نہیں آتی۔ صرف دروازہ کھولنے اور پھر اسے بند کرنے کی آواز آتی ہے)

بوڑھے آدمی کی آواز۔ آداب عرض ہے محترمہ۔ مہربانی کر کے اندر تشریف لائیے۔ آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ یہ میری بیوی ہیں۔

بوڑھی عورت کی آواز۔ آداب عرض ہے محترمہ۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ ارے ذرا دیکھ کر ـــــ کہیں آپ کا ہیٹ خراب نہ ہو جائے۔ بس اس کے اندر سے پن نکال لیجیے ـــــ اب آپ ذرا اطمینان سے بیٹھ سکیں گی ـــــ نہیں ـــــ نہیں کوئی اس پر نہیں بیٹھے گا۔

بوڑھے مرد کی آواز۔ اپنا فر آپ یہاں رکھ دیجیے۔ آپ کی اجازت ہو تو میں مدد کروں ـــــ نہیں نہیں یہ خراب نہیں ہوگا۔

بوڑھی عورت کی آواز۔ آخاہ کتنا خوبصورت لباس ہے اور بلاؤز میں کتنے اچھے اچھے رنگوں کے پھول بنے ہیں۔
ـــــ لیجیے نان ختائیاں کھائیے۔ ارے نہیں کیا بات کرتی ہیں۔ آپ موٹی کہاں ہیں ـــــ بس ذرا گول مول ـــــ اپنی چھتری یہاں رکھ دیجیے۔

بوڑھے کی آواز۔ آئیے میرے ساتھ آئیے۔

بوڑھا آدمی۔ (سامنے آتے ہوئے) میں ایک معمولی حیثیت کا آدمی ہوں۔

(بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت واپس آتے ہیں۔ ان کے درمیان نوجوان مہمان خاتون ہے جو نظر نہیں آتی۔ دونوں سامنے کی طرف آتے ہیں اس وقت وہ اس (غیر مرئی) بن دیکھی خاتون سے باتیں کر رہے ہیں جو دونوں کے درمیان چل رہی ہے۔)

بوڑھا آدمی۔ (بن دیکھی خاتون سے) موسم تو اچھا تھا؟

بوڑھی عورت۔ (بن دیکھی خاتون سے) آپ زیادہ تھکی تو نہیں۔

بوڑھا آدمی۔ (خاتون سے) پانی کے کنارے پر

بوڑھی عورت۔ (خاتون سے) یہ تو آپ کی ذرّہ نوازی ہے۔

بوڑھا آدمی۔ (خاتون سے) میں ابھی آپ کے لیے ایک کرسی لاتا ہوں۔

(بوڑھا بائیں طرف سے باہر جاتا ہے۔ وہ نمبر چھ دروازے سے باہر نکلتا ہے)

بوڑھی عورت۔ (نوجوان خاتون سے) ابھی آپ اس کرسی پر بیٹھ جایئے۔ دیکھیے تکلف نہ کیجیے۔ (ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور دوسری پر خود بیٹھ جاتی ہے وہ بن دیکھی خاتون کے دائیں طرف ہے۔) یہاں ذرا گرمی محسوس ہو رہی ہے۔ ہیں نا ــــ (خاتون کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے۔) آپ کی پنکھی کتنی خوبصورت ہے۔ میرے شوہر نے بھی مجھے اس سے ملتی جلتی پنکھی دی تھی کوئی تہتر سال پہلے ــــ وہ میرے پاس اب تک موجود ہے۔ میری سالگرہ کے دن انھوں نے وہ تحفہ دیا تھا۔

(اس دوران میں بوڑھا کرسی لے کر نمبر سات دروازے سے اندر آتا ہے۔ اور اسے بن دیکھی خاتون کی کرسی کے بائیں طرف رکھ دیتا ہے اور پھر خود اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ اب بن دیکھی نوجوان خاتون اس معمر جوڑے کے درمیان بیٹھی ہوئی ہے۔ بوڑھا اور بڑھیا بن دیکھی خاتون کی طرف دیکھتے ہیں، مسکراتے ہیں، اپنا سر ہلاتے ہیں اور ہاتھ ملتے ہیں۔ ان کی حرکات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بن دیکھی خاتون کی باتیں غور سے سن رہے ہیں)

بوڑھا آدمی۔ نہیں محترمہ زندگی کبھی سستی نہیں ہوتی۔

بوڑھی عورت۔ (بن دیکھی خاتون سے) آپ بالکل ٹھیک کہتی ہیں (خاتون کچھ کہتی ہے) آپ ٹھیک کہتی ہیں کہ اب ان چیزوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے (لہجہ بدلتے ہوئے) شاید میرے شوہر اس کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ آج

اس سلسلے میں ایک اعلان کرنے والے ہیں۔

بوڑھا آدمی ۔ شش ۔شش ۔ سمیرامس ابھی اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ان دیکھی خاتون سے) معاف کیجئے گا محترمہ ۔ ابھی سے آپ کو مشتاق بنانے کی معافی چاہتا ہوں ۔ (خاتون کچھ کہتی ہے) عزیز خاتون اصرار نہ کیجئے۔

(بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت مسکراتے ہیں اور پھر ہنستے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کہانی سے بہت لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ جو ان دیکھی خاتون سنا رہی ہے اور پھر ایک لمحے کے لیے بالکل خاموشی چھا جاتی ہے اور بوڑھے اور بڑھیا کے چہرے ہر قسم کے تاثرات سے خالی نظر آتے ہیں۔)

بوڑھا آدمی ۔ (ان دیکھی خاتون سے) واقعی آپ بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔

بوڑھی عورت ۔ جی ہاں ۔ جی ہاں ۔ نہیں بالکل نہیں۔

بوڑھا آدمی ۔ جی ہاں ۔ جی ہاں ۔ ہرگز نہیں۔

بوڑھی عورت ۔ کیا کہا ؟

بوڑھا مرد ۔ نہیں ؟

بوڑھی عورت ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔

بوڑھا مرد ۔ (ہنستا ہے) یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

بوڑھی عورت ۔ (ہنستی ہے) ارے واقعی ۔ ؟ (بوڑھے سے) کس قدر دل کش خاتون ہیں۔

بوڑھا آدمی ۔ (بوڑھی عورت سے) انھوں نے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے (ان دیکھی خاتون سے) مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

بوڑھی عورت ۔ (ان دیکھی خاتون سے) آپ آج کل کے نوجوانوں کی طرح نہیں ہیں۔

بوڑھا آدمی ۔ (بڑی دقت سے نیچے کی طرف جھک کر ہاتھ بڑھاتا ہے، وہ کسی ایسی چیز کو جو ان دیکھی خاتون کے ہاتھ سے گر گئی ہے، اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے) میں اٹھاتا ہوں، آپ تکلیف نہ کیجئے ۔ میں ابھی ۔ خوب! ۔ آپ مجھ سے زیادہ پھرتیلی ہیں۔

بوڑھی عورت ۔ وہ تم سے کم عمر ہیں ۔

بوڑھا مرد ۔ ضعیفی ایک بھاری بوجھ ہے ۔ میری یہی دعا ہے کہ آپ کی جوانی سدا بہار ہو ۔

بوڑھی عورت ۔ (بن دیکھی خاتون سے) میرے شوہر بہت پُر خلوص ہیں ان کی ہر بات دل سے نکلتی ہے ۔ (بوڑھے سے) میرے پیارے ۔ میرے عزیز (چند لمحے خاموشی طاری رہتی ہے ۔ بوڑھا اور بڑھیا بن دیکھی خاتون کی طرف دیکھتے ہیں اور بڑے مہذب انداز سے مسکراتے ہیں ۔ ان کے چہرے صرف ایک طرف سے نظر آ رہے ہیں ۔ پھر وہ حاضرین کی طرف دیکھتے ہیں اور پھر بن دیکھی خاتون کی طرف ۔ اس کی مسکراہٹ کا جواب وہ مسکراہٹ سے دیتے ہیں ۔ اور اس کے سوالوں کا جواب اپنے فقروں سے)

بوڑھی عورت ۔ یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ ہم لوگوں میں اتنی دلچسپی لے رہی ہیں ۔

بوڑھا مرد ۔ ہم لوگ ایک الگ تھلگ اور خاموش زندگی گزارتے ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ میرے شوہر آدم بیزار نہیں ہیں ۔ لیکن انھیں تنہائی سے عشق ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ ہمارے پاس ایک ریڈیو ہے ۔ کبھی کبھی میں مچھلی کا شکار کرتا ہوں ۔ اور پھر یہاں کشتیاں بھی بڑی باقاعدگی سے آتی ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ اتوار کے دن دو کشتیاں صبح کے وقت آتی ہیں ، دو شام کو اور پھر اس کے علاوہ نجی طور پر بھی لوگ آتے رہتے ہیں ۔

بوڑھا آدمی ۔ (خاتون سے) جب مطلع صاف ہوتا ہے تو چاند چمکتا ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ (بن دیکھی خاتون سے) خانہ ساز جنرل کی حیثیت سے میرے شوہر اپنے سب فرائض بڑی محنت سے انجام دیتے ہیں ۔ وہ ہر وقت ان ہی کاموں میں مصروف رہتے ہیں ۔ ویسے اس عمر میں اگر وہ چاہیں تو چیزوں کو ان کے حال پر بھی چھوڑ سکتے ہیں ۔

بوڑھا مرد ۔ (بن دیکھی خاتون سے) مرنے کے بعد میں سب چیزوں کو ہمیشہ کے لیے ان کے حال پر چھوڑ دوں گا ۔

بوڑھی عورت ۔ میرے لاڈلے خدا کے لیے ایسی بات منہ سے نہ نکالو (ان دیکھی خاتون سے) ہمارے عزیز اور میرے شوہر کے دوست جو بھی ان میں سے باقی بچے ہیں، اکثر یہاں آتے رہتے ہیں ـــــ دس سال پہلے ـــــ

بوڑھا آدمی ۔ (ان دیکھی خاتون سے) اور جاڑے کے دنوں میں آتش دان کے قریب ایک کتاب کی رفاقت اور ایک طویل زندگی کی یادیں ۔

بوڑھی عورت ۔ ایک سیدھی سادھی لیکن بامعنی زندگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے شوہر بڑی باقاعدگی سے دو گھنٹے روز اپنے پیغام کے سلسلے میں کام کرتے ہیں ۔

(دروازے کی گھنٹی بجتی ہے ۔ چند سکنڈ کے بعد ایک کشتی کے واپس جانے کی آواز آتی ہے ۔)

بوڑھا مرد ۔ (ان دیکھی خاتون سے) معاف کیجیے گا محترمہ ابھی ایک منٹ میں آتا ہوں۔ (بوڑھی عورت سے) کچھ کرسیاں لے کر آؤ، جلدی کرو ۔

(گھنٹی بہت زور سے بجتی ہے ۔ بوڑھا مرد تیزی سے جھکا ہوا نمبر ۲ دروازے کی طرف جاتا ہے ۔ بوڑھی عورت لنگڑاتی ہوئی دائیں دروازے کی طرف جاتی ہے جو حاضرین کی نظروں سے چھپا ہوا ہے ۔ وہ بڑی مشکل سے تیز چلنے کی کوشش کر رہی ہے ـــــ بینڈ کی آواز آتی ہے ۔)

بوڑھا آدمی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہم آدمی آیا ہے، (وہ تیزی سے آگے بڑھ کر نمبر ۲ دروازہ کھولتا ہے جس میں سے ان دیکھا کرنل داخل ہوتا ہے ۔ اس وقت شاید مناسب ہوگا کہ حاضرین کو بینڈ کی آواز آئے اور "افسر اعلیٰ زندہ باد" کے نعرے سنائی دیں ۔ ان دیکھے کرنل کو دیکھ کر بوڑھا آدمی بڑے ادب سے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے ۔) آخاہ کرنل (فوجی انداز میں سلام کرتا ہے) تسلیم عرض ہے عزیز کرنل ـــــ آپ کی آمد میرے لیے باعث عزت ہے ـــــ مجھے ـــــ مجھے ـــــ اس کی توقع نہ تھی ـــــ لیکن ـــــ حقیقت میں ـــــ مختصراً ـــــ مجھے آپ کو خوش آمدید کہنے کا فخر حاصل ہے ۔ "وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے ۔" (کرنل صاحب سے مصافحہ کرتا ہے ۔ ہاتھ ملاتے ہوئے

ادب سے جھکتا ہے اور پھر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے) لیکن تکلف برطرف مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ میں اپنے آپ کو اس عزت افزائی کا اہل سمجھتا ہوں ــــ مجھے اس پر فخر ہے ــــ اس میں شک نہیں ــ لیکن میں اس عزت کا اہل ہوں ۔

(بوڑھی عورت ایک کرسی لیے دائیں طرف سے داخل ہوتی ہے ۔)

بوڑھی عورت ۔ واہ واہ کتنی حسین وردی ہے اور کیسے خوبصورت تمغے لگے ہیں ــــ یہ کون ہیں میرے پیارے ؟

بوڑھا مرد ۔ ارے تم نہیں پہچانیں ۔ یہ کرنل ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ اوہ ۔

بوڑھا مرد ۔ (بوڑھی عورت سے) ذرا ان کے تمغے اور ربن کو گنو ۔ (کرنل سے) یہ میری بیوی ہیں سمیرامس ۔ (بوڑھی عورت سے) ادھر آؤ تاکہ کرنل سے تمہارا تعارف کرا سکوں ۔ (بوڑھی عورت کرسی گھسیٹتی ہوئی قریب آتی ہے ۔ قریب آکر ادب سے جھکتی ہے ۔ کرسی اب بھی اس کے ہاتھ میں ہے ۔ (بوڑھا مرد کرنل سے) میری بیوی (بوڑھی عورت سے) کرنل ۔

بوڑھی عورت ۔ خوش آمدید کرنل ــــ آپ کا مزاج تو بخیر ہے ۔ آپ میرے شوہر کے پرانے ساتھی ہیں ۔ وہ جنرل ہیں ۔

بوڑھا آدمی ۔ (جھنجھلا کر) خانہ ساز جنرل ــــ خانہ ساز جنرل ۔ (ان دیکھا کرنل بوڑھی عورت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے ۔ جس کا اندازہ بوڑھی عورت کے ہاتھ اٹھانے کے انداز سے ہوتا ہے ۔ جذبات سے متاثر ہو کر بوڑھی عورت اپنی کرسی چھوڑ دیتی ہے ۔)

بوڑھی عورت ۔ واقعی کتنے مہذب انسان ہیں ۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ ایک بلند پایہ انسان ہیں ــــ ایک بلند انسان (کرسی اٹھاتی ہے کرنل سے) یہ کرسی آپ کے لیے ہے ۔ اس طرف سے آیئے ــــ (سب اسٹیج کے سامنے کی طرف آتے ہیں ۔ بوڑھی عورت کرسی گھسیٹ کر لا رہی ہے ۔ کرنل سے)

جی ہاں ایک مہمان آ چکی ہیں اور ہم اور بہت سے لوگوں کی آمد کے منتظر ہیں۔ (بوڑھی عورت دائیں طرف کرسی رکھ دیتی ہے) یہاں تشریف رکھیئے۔ (بوڑھا ان دیکھے مہمانوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتا ہے۔)

بوڑھا آدمی۔ ایک نوجوان خاتون۔

بوڑھی عورت۔ ہماری ایک عزیز دوست۔

بوڑھا آدمی۔ (کرنل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کرنل ــــ ایک مشہور سورما۔

بوڑھی عورت۔ (اس کرسی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ابھی لائی ہے۔) اس کرسی پر بیٹھیے۔

بوڑھا آدمی۔ (بوڑھی عورت سے) نہیں۔ نہیں ــــ دیکھتی نہیں ہو کہ کرنل خاتون کے پاس بیٹھنا چاہتے ہیں۔

(بن دیکھا کرنل دائیں طرف سے تیسرے نمبر کی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ بن دیکھی خاتون دائیں طرف سے دوسرے نمبر کی کرسی پر بیٹھتی ہے۔ اس وقت وہ آپس میں بن سنی آواز میں باتیں کر رہے ہیں۔ بوڑھا اور بڑھیا ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ بوڑھا مرد خاتون کی کرسی کے بائیں طرف کھڑا ہے اور بوڑھی عورت کرنل کی کرسی کے دائیں طرف کھڑی ہے۔)

بوڑھی عورت۔ (جو بن دیکھے مہمانوں کی باتیں سن رہی ہے۔) ارے یہ تو حد سے آگے بڑھے جا رہے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ شاید (دونوں بن دیکھے مہمانوں کی نظر بچا کر ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہیں۔ دونوں ان کی باتیں سن رہے ہیں جو انھیں ناگوار گزر رہی ہیں ــــ بوڑھا مرد ایک دم بولنا شروع کر دیتا ہے) ہاں کرنل وہ لوگ ابھی یہاں نہیں پہنچے لیکن بس آنے ہی والے ہوں گے۔ اور مقرر میری جگہ تقریر کرے گا اور میرے پیغام کے معنی کی وضاحت کرے گا۔۔۔۔۔۔ ارے کرنل ذرا سوچ سمجھ کر ــــ ان خاتون کے شوہر کسی لمحہ بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ (بوڑھے مرد سے) یہ کون صاحب ہیں؟

بوڑھا مرد۔ (بوڑھی عورت سے) میں نے تمہیں بتا تو دیا۔ یہ کرنل ہیں۔

بوڑھی عورت ۔ مجھے معلوم ہے ۔ مجھے معلوم ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ تو پھر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟

بوڑھی عورت ۔ اپنی معلومات بڑھانے کے لیے ۔ کرنل دیکھیے بجھی ہوئی سگریٹ فرش پر نہ پھینکیے ۔

بوڑھا آدمی ۔ (کرنل سے) کرنل ۔۔ کرنل ، میں بالکل بھول گیا ۔ پچھلی لڑائی میں آپ ہارے تھے یا جیتے تھے ۔

بوڑھی عورت ۔ (ان دیکھی خاتون سے) لیکن پیاری بہن تم ایسا ہرگز نہ ہونے دو ۔

بوڑھا آدمی ۔ مجھے دیکھیے ۔ مجھے دیکھیے ۔ کیا میں ایک ناکارہ سپاہی معلوم ہوتا ہوں ایک بار کرنل بمباری کے دوران میں ۔ ۔ ۔ ۔

بوڑھی عورت ۔ یہ بالکل حد سے آگے بڑھے جا رہے ہیں ۔ مجھے تو شرم محسوس ہو رہی ہے ۔ (کرنل کی ان دیکھی آستین پکڑ کر ہلاتی ہے ۔) ذرا ان کی باتیں سنو ۔ جان من ، تم انھیں روکتے کیوں نہیں ہو ۔

بوڑھا مرد ۔ میں نے تن تنہا دو سو نو آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ۔ ہم نے انھیں یہ نام اس لیے دیا تھا کہ وہ بہت اونچا کود کود کر اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہے تھے ۔ بہر حال مکھیوں کی تعداد ان سے زیادہ تھی ۔ اور پھر یہ کوئی اچھا مذاق بھی نہیں ۔۔ لیکن خدا کا شکر ہے ۔ اپنی اخلاقی قوت کے بل بوتے پر میں نے ۔ ۔ ۔ ۔ کیا مطلب ؟ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا ۔

بوڑھی عورت ۔ (کرنل سے) میرے شوہر کبھی جھوٹ نہیں بولتے ۔ یہ ضرور ہے کہ ہم لوگ بوڑھے ہو گئے ہیں ۔ لیکن ہم باعزت لوگ ہیں ۔

بوڑھا مرد ۔ (غصہ سے بھرا ہوا ہے) ایک بہادر آدمی کے لئے نیک ہونا بھی ضروری ہے ۔ اگر وہ صحیح معنوں میں بہادر کہلانا چاہتا ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ (کرنل سے) میں آپ کو ایک مدت سے جانتی ہوں لیکن مجھے آپ سے کبھی ایسی امید نہ تھی ۔ ہم باعزت اور خود دار لوگ ہیں ۔

بوڑھا آدمی ۔ (تھرائی ہوئی آواز میں) میں اب بھی ہتھیار سج کر میدان جنگ میں لڑ سکتا ہوں ۔ (گھنٹی بجتی ہے) معاف کیجیے مجھے دروازہ کھولنا ہے ۔

(گھبراہٹ میں وہ بن دیکھی خاتون کی کرسی سے ٹکرا جاتا ہے۔ خاتون گر جاتی ہے) ارے معاف کیجیے۔

بوڑھی عورت۔ (تیزی سے قریب آتی ہے) ارے آپ کو چوٹ تو نہیں لگی۔

(بوڑھی عورت اور بوڑھا مرد بن دیکھی خاتون کو سہارا دے کر اٹھاتے ہیں)

بوڑھی عورت۔ ارے ارے آپ کے کپڑے خراب ہو گئے۔ زمین ذرا میلی ہے (بن دیکھی خاتون کے کپڑے جھاڑتی ہے۔ گھنٹی دوبارہ بجتی ہے)

بوڑھا آدمی۔ معاف کیجیے۔ معاف کیجیے (بوڑھی عورت سے) جاؤ ایک کرسی لاؤ۔

بوڑھی عورت۔ (بن دیکھے مہمانوں سے) معاف کیجیے گا۔ میں ابھی آتی ہوں۔

(بوڑھا آدمی نمبر ۳ دروازہ کھولنے جاتا ہے، بوڑھی عورت نمبر ۵ دروازے سے کرسی لینے جاتی ہے۔ وہ نمبر ۸ دروازے سے واپس آتی ہے)

(دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے)..... (دروازہ کھولتا ہے) آہاہ۔ یہ آپ ہیں محترمہ ـــــ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا ـــــ ویسے ـــــ یعنی کہ ـــــ میں تو اس لمحے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ آہ عزیز خاتون ـــــ عزیز خاتون ـــــ میں تمام عمر آپ ہی کے بارے میں سوچتا رہا ہوں ـــــ لوگ آپ کو حسینہ کہا کرتے تھے ـــــ یہ آپ کے شوہر ہیں؟ ہاں ـــــ ہاں کیوں نہیں ـــــ کسی نے مجھے بتایا تھا ـــــ آپ بالکل نہیں بدلیں ـــــ لیکن نہیں آپ کی ناک لمبی ہو گئی ہے۔ اور کچھ شاید سوجی ہوئی بھی ہے۔ پہلی نظر میں تو مجھے کچھ اندازہ نہیں ہوا۔ لیکن اب محسوس ہو رہا ہے ـــــ کافی لمبی ہو گئی ہے ـــــ آہ کتنی افسوس ناک بات ہے ـــــ آپ نے جان بوجھ کر تو اسے لمبا نہیں کیا؟ ـــــ تو پھر یہ کیسے ہوا؟ .... آہستہ آہستہ۔ معاف کیجیے گا جناب عالی اور عزیز دوست۔ امید ہے کہ آپ مجھے عزیز دوست کہنے کی اجازت دیں گے۔ میں آپ کی بیوی کو آپ سے بہت پہلے سے جانتا ہوں۔ یہ عین مین ایسی ہی تھیں۔ بس ان کی ناک بالکل مختلف تھی ـــــ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جناب ـــــ معلوم ہوتا ہے آپ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں۔ (بوڑھی

عورت آٹھ نمبر کے دروازے سے ایک کرسی لے کر داخل ہوتی ہے ۔)
سمیرامس دو مہمان اور آئے ہیں۔ ہمیں ایک اور کرسی کی ضرورت پڑے گی۔ (بوڑھی عورت چاروں کرسیوں کے پیچھے وہ کرسی رکھ دیتی ہے اور ۸ نمبر کے دروازے سے باہر جاتی ہے اور چند لمحے بعد ۵ نمبر کے دروازے سے واپس آتی ہے۔ اس وقت تک بوڑھا مرد اور دونوں مہمان بوڑھی عورت کے قریب آگئے ہیں۔) آیئے، آیئے اس طرف آیئے (بوڑھی عورت سے) دیکھو اور مہمان آئے ہیں میں بھی ان لوگوں کا تعارف کراتا ہوں ـــــ اچھا تو محترمہ ـــــ آہ حسینہ، حسینہ۔ مس حسینہ ـــــ اسی نام سے مشہور تھیں۔ اور اب تمہاری کمر بالکل جھک چکی ہے۔ ـــــ آہ جناب ـــــ میرے لیے تو یہ اب بھی وہی پرانی حسینہ ہیں۔ ان کے بال سفید ہیں۔ لیکن سفید بالوں کے نیچے بھورے بال بھی نظر آ سکتے ہیں ـــــ اور نیلے بھی ـــــ اس میں کوئی شک نہیں ......
آیئے آیئے قریب آیئے ـــــ یہ کیا ہے جناب ـــــ میری بیوی کے لیے تحفہ؟ ـــــ (بوڑھی عورت کرسی لیے ہوئے داخل ہوتی ہے۔)
سمیرامس یہ حسینہ ہیں ـــــ یعنی کہ ـــــ (بن دیکھے کرنل اور بن دیکھی خاتون سے) یہ کماری معاف کیجیے شریمتی حسینہ ہیں ـــــ مسکرانے کی ضرورت نہیں ـــــ اور یہ ہیں ان کے شوہر (بوڑھی عورت سے) یہ میری بچپن کی دوست ہیں ـــــ میں اکثر تم سے ان کا ذکر کیا کرتا تھا ـــــ اور یہ ہیں ان کے شوہر (کرنل اور بن دیکھی خاتون سے) اور ان کے شوہر۔

بوڑھی عورت ۔ واقعی کتنے اچھے انداز سے تعارف کراتے ہیں میرے شوہر۔ ان کے طور طریق کتنے شائستہ ہیں ـــــ آداب عرض ہے محترمہ آداب عرض ہے جناب (پہلے دو مہمانوں کی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے) جی ہاں یہ ہمارے دوست ہیں۔

بوڑھا آدمی ۔ (بوڑھی عورت سے) دیکھو یہ تمہارے لیے تحفہ لائے ہیں۔ (بوڑھی عورت تحفہ لیتی ہے۔)

بوڑھی عورت ۔ یہ کیا ہے جناب ۔ پھول ، پالنا ، کوا یا بگو گوشے کا درخت ؟

بوڑھا مرد ۔ بوڑھی عورت سے) نہیں ، نہیں دیکھتی نہیں ہو ۔ یہ ایک تصویر ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ آہ کس قدر خوبصورت تصویر ہے ۔ بشکریہ جناب (بن دیکھی خاتون سے)
کیا آپ اسے دیکھنا چاہتی ہیں عزیز دوست ۔

بوڑھا مرد ۔ (بن دیکھے کرنل سے) کیا آپ دیکھنا چاہتے ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ (حسینہ کے شوہر سے) ڈاکٹر ، ڈاکٹر مجھے متلی کی شکایت ہے ۔ مجھے گرم پسینے
آتے ہیں ۔ میرا سر چکراتا ہے ۔ میرے بدن میں درد اور چبھن ہے ۔ میرا
پاؤں سن ہو گیا ہے ۔ میری آنکھوں کو سردی لگ گئی ہے ۔ میری
انگلیوں کو زکام ہو گیا ہے ، میرا جگر خراب ہے ۔ آہ ڈاکٹر ڈاکٹر ۔

بوڑھا مرد ۔ یہ صاحب ڈاکٹر نہیں ہیں ۔ مصور ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ (پہلی بن دیکھی خاتون سے) اگر آپ اسے دیکھ چکی ہوں تو مہربانی سے وہاں
ٹانگ دیجیے ۔ (بوڑھے سے) اس سے کیا ہوتا ہے ۔ یہ بہرحال دل کش
ہیں ان کی شخصیت چکاچوند کر دینے والی ہے (مصور سے) یہ میں آپ
کی خوشامد میں نہیں کہہ رہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کرسیوں کے پیچھے چلے جاتے ہیں ۔ وہ ایک دوسرے سے کافی
قریب ہیں ۔ ان کی کمریں تقریباً ایک دوسرے سے چھو رہی ہیں ۔ بوڑھا حسینہ سے باتیں
کر رہا ہے اور بڑھیا مصور سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ پہلے دو مہمانوں کی باتوں کا جواب
بھی دے رہے ہیں ۔ جس کا اندازہ ان کے سر اور چہرے کی جنبش سے ہوتا ہے ۔)

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) میں بہت متاثر ہوں ۔ تم میرے لیے اب بھی وہی ہو ۔
ہر بات کے باوجود ـــــ میں نے تم سے محبت کی ہے ۔ ایک سو سال
پہلے ـــــ لیکن اب ہر چیز کتنی بدل چکی ہے ـــــ نہیں نہیں تم بالکل
نہیں بدلیں ـــــ مجھے تم سے محبت تھی ـــــ مجھے تم سے محبت ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) ارے جناب ہائے اللہ

بوڑھا مرد ۔ (کرنل سے) مجھے اس سلسلے میں آپ سے پورا اتفاق ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) ہاں جناب ـــــ ضرور ـــــ ضرور ـــــ ضرور ۔ (پہلی

خاتون سے) اسے لٹکانے کا شکریہ۔ اگر آپ کو تکلیف ہوئی ہو تو معاف کیجئے گا۔

(اس وقت روشنی تیز ہو جاتی ہے اس کے بعد جیسے جیسے بن دیکھے مہمان آتے ہیں روشنی تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے۔)

بوڑھا آدمی۔ (حسینہ سے باریک آواز میں) پچھلے سال کی برف اب کہاں ہے۔

بوڑھی عورت۔ (مصور سے) ارے جناب — ارے جناب — ہائے اللہ۔

بوڑھا مرد۔ (بن دیکھی خاتون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حسینہ سے) یہ ایک نوجوان دوست ہیں۔ یہ بہت پیاری ہیں۔

بوڑھی عورت۔ (مصور سے کرنل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ فوج میں کرنل ہیں — یہ میرے شوہر کے ساتھی ہیں — یہ ان سے کم درجے کے فوجی ہیں — میرے شوہر جنرل ہیں۔)

بوڑھا آدمی۔ (حسینہ سے) تمہارے کان پہلے تو اتنے نوکیلے نہیں تھے۔ میری حسینہ۔

(بوڑھی عورت اس وقت مصور کے ساتھ فلرٹ کر رہی ہے۔ وہ بڑے مضحکہ خیز انداز میں بن بن کر مسکراتی ہے اور مصور کو اپنے موٹے سُرخ موزے دکھاتی ہے اور اپنے بہت سے پیٹی کوٹ اٹھا اٹھا کر دکھاتی ہے اور نیچے پہنا ہوا ایک لباس دکھاتی ہے۔ جس میں بہت سے چھید ہیں۔ اپنی جھریاں پڑے ہوئے سینوں کو کھول کھول کر دکھاتی ہے۔ کولھوں پر ہاتھ دھکو دھکو کر ٹھمکتی ہے اور اپنی ٹانگیں پسار کر بدن آگے کو نکالتی ہے اور طوائفوں کے انداز میں ہنستی ہے۔ یہ حرکتیں جو اس کے پچھلے اور اگلے طور طریق سے بہت مختلف ہیں، اور جو اس کی دبی ہوئی شخصیت کا اظہار کرتی ہیں کچھ دیر جاری رہتی ہیں اور پھر ایک دم بند ہو جاتی ہیں۔)

بوڑھی عورت۔ اچھا تو آپ کا خیال ہے کہ میں اس کے لئے بہت بڈھی ہوں — کیا واقعی۔

بوڑھا مرد۔ (حسینہ سے بڑے رومانٹک انداز میں) جب ہم نوجوان تھے تو چاند کے بدن میں ایک دھڑکتا ہوا دل تھا — آہ اگر اس وقت ہم نے جرأت رندانہ سے کام لیا ہوتا — لیکن ہم تو اس وقت بچے تھے۔ کاش کہ ہم

اس گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لا سکتے ــــ کیا اب یہ ممکن نہیں ۔
وہ دن ٹرین کی سی رفتار سے ہمارے سامنے سے گزر گئے اور گذرا ہوا
وقت ہمارے جسم پر اپنے پہیوں کے نشان چھوڑ گیا ہے ــــ کیا مرحبا
معجزے دکھا سکتے ہیں ــــ ؟ تمہارا کیا خیال ہے ؟
(کرنل سے) میں ایک سپاہی ہوں اور آپ بھی ۔ سپاہی تمام عمر جوان
رہتے ہیں ۔ جنرل دیوتاؤں کی مانند ہوتے ہیں ۔ جن کی جوانی سدا بہار
ہے ۔ (حسینہ سے) اور ہونا بھی یہی چاہئے ــــ افسوس ــ صد افسوس
ہر چیز ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے ــــ ہم ایک ساتھ مسرت کی
سرحدوں میں قدم رکھ سکتے تھے ــ یہ ممکن تھا ــ یہ بالکل ممکن تھا ۔
شاید برف کے نیچے پھر سے نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) خوشامدی ــ مکار ــ اوہ ــ اوہ ــ اچھا ــ اچھا
تو میں اپنی عمر سے چھوٹی معلوم ہوتی ہوں ..... تم بڑے جادوگر ہو ــ
تم کتنے دل ربا ہو ۔

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) کیا تم میری آئی سولڈ ہوگی اور مجھے اپنا ٹرسٹن بننے کی اجازت
دوگی ــــ حُسن صرف ظاہری نقش و نگار میں نہیں ہوتا ــ حُسن دل
میں ہوتا ہے ــــ کیا تم یہ بات سمجھتی ہو ــــ ہمارا ایک ساتھ حسن
اور مسرت کی ابدی فضاؤں میں اپرواز کرنا ممکن تھا ــــ ابدی فضاؤں
میں ــــ ہم نے جرأت رندانہ سے کام کیوں نہیں لیا ؟ ــــ ہم
اتنے بہادر نہیں تھے ــــ اب ہر چیز ہاتھ سے نکل چکی ہے ــــ
ہر چیز ۔

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) ہائے اللہ، ہائے اللہ ــــ نہیں ــ نہیں ــ ہی
ــ ہی ــ مجھے جھرجھری آرہی ہے ــ اور تم ــ کیا تمہیں بھی
گدگدی اٹھتی ہے ۔ تو لاؤ میں اٹھاؤں ــــ مجھے شرم آرہی ہے ــــ
تمہیں میرا پیٹی کوٹ زیادہ اچھا لگ رہا ہے یا یہ اسکرٹ ۔

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) ایک خانہ ساز جنرل کی زندگی کسی طرح بھی قابلِ رشک

نہیں ہوتی۔

بوڑھی عورت ۔ (پہلی بن دیکھی خاتون کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے) کریپ ڈی شین بنانے کی ترکیب؟ ـــ گائے کی چلئے، بادل کے چاول اور تھوڑی سی مٹر کی شکر۔ (تصویر بنانے والے سے) تمہاری انگلیوں سے ہوشیاری ٹپکتی ہے ـــ پھر بھی ـــ اوہ۔

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) میری نیک بیوی سمیرامس نے اب میری ماں کی جگہ لے لی ہے۔ (کرنل سے) کرنل جیسا کہ میں آپ سے اکثر کہتا رہتا ہوں، حقیقت جو بھی ہو ہمیں اس کا سامنا کرنا چاہیئے۔ (وہ حسینہ کی طرف مڑ جاتا ہے۔)

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) تو کیا واقعی تمہارا یہ خیال ہے کہ ہر عمر میں بچے ہو سکتے ہیں ـــ یعنی کہ ہر عمر میں۔

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) بس انھیں چیزوں نے مجھے سہارا دیا ہے۔ میری روحانی زندگی، ذہنی سکون، اخلاقی قوت۔ میری علمی تحقیقات۔ اور میرا پیغام۔

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) میں نے آج تک کبھی اپنے شوہر، جنرل کے ساتھ بے وفائی نہیں کی ـــ ارے اتنے زور سے نہیں ـــ میں گری جا رہی ہوں ـــ میں تو صرف ان کی غریب ماں ہوں ـــ ان کی بوڑھی ضعیف ماں۔ (مصور کو ہاتھ سے ہٹاتی ہے) میرا ضمیر مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ آنسو اسی لیے ہیں ـــ میرے لیے اب سیب کے درخت کی شاخ ٹوٹ چکی ہے ـــ تم کسی اور کو ڈھونڈو ـــ میں گلاب کی کلیاں چننا نہیں چاہتی۔

بوڑھا مرد ۔ یہ سب ایک بلند زندگی کی مصروفیات ہیں۔

(بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت حسینہ اور اس کے شوہر کو ساتھ لے کر آگے آتے ہیں اور انھیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہیں۔)

بوڑھا مرد ـــ اور بوڑھی عورت۔ بیٹھیے، بیٹھیے، تشریف رکھیے۔

(بوڑھا اور بڑھیا بھی کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بوڑھا بائیں طرف اور بڑھیا دائیں طرف اور ان کے درمیان چار خالی کرسیاں ہیں۔ بہت دیر تک ایک خاموش مکالمہ جاری

رہتا ہے۔ کبھی کبھی بوڑھا اور بڑھیا ــــ ہاں ــــ ہاں یا نہیں کہتے ہیں۔

یہ دونوں بن دیکھے مہمانوں کی باتیں سُن رہے ہیں ما

(مصور سے) ہمارا ایک بیٹا تھا ــــ ظاہر ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے

بوڑھی عورت۔ ــــ لیکن وہ کہیں چلا گیا ہے ــــ یہ ایک عام کہانی ہے ــــ یا پھر غیر معمولی سی بات ہے ــــ وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر چلا گیا ــــ اس کا دل سونے کا تھا ــــ یہ بہت دنوں کی بات ہے ــــ ہم کو اس سے بے انتہا محبت تھی ــــ وہ غصہ میں بھرا ہوا نکل گیا ــــ میں نے اور میرے شوہر نے اسے روکنے کی پوری کوشش کی ــــ وہ اس وقت سات سال کا تھا ــــ سن شعور کو پہنچ چکا تھا ــــ میں چلاتی ہوئی اس کے پیچھے گئی ــــ میرے بیٹے ــــ میرے لال ــــ لیکن اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

بوڑھا مرد۔ نہیں افسوس ــــ نہیں ہمارے یہاں کبھی کوئی بچہ نہیں ہوا۔ مجھے ایک بیٹے کی تمنا تھی اور میرا مسں کو بھی۔ اور ہم نے اس کے لئے ہر ممکن کوشش بھی کی ــــ اور میری بیوی تو معلوم ہوتا ہے کہ ماں بننے ہی کے لیے پیدا ہوئی تھی ــــ لیکن شاید اسی میں ہماری کوئی بھلائی تھی ــــ اور جہاں تک میرا سوال ہے ــــ تو میں تو خود ہی ایک احسان فراموش بیٹا تھا ــــ ہائے افسوس۔ غم۔ ضمیر کی ملامت اور پچھتاوا ــــ اس کے علاوہ اب ہمارے پاس اور کیا ہے۔

بوڑھی عورت۔ اس نے مجھ سے کہا "تم لوگ چڑیاں مارتے ہو ــــ تم چڑیاں کیوں مارتے ہو؟" لیکن ہم چڑیاں نہیں مارتے ــــ ہم نے تو کبھی کسی مکھی کو بھی دکھ نہیں دیا ــــ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔ لیکن اس نے ہمیں انھیں خشک نہیں کرنے دیا ــــ اس نے مجھے اپنے قریب بھی نہ آنے دیا۔ اور کہا ــــ "ہاں ہاں تم لوگ چڑیاں مارتے ہو۔ تم نے سب چڑیاں مار ڈالی ہیں۔ اس نے ہمیں اپنا چھوٹا سا مکّا دکھایا۔ "تم جھوٹ بولتے ہو، تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ سڑکیں مری ہوئی چڑیوں سے پٹی پڑی ہیں۔ چڑیوں کے چھوٹے چھوٹے بچے سڑکوں پر دم توڑ رہے ہیں ــــ "نہیں دیکھو یہ

چڑیوں کے گیت ہیں "۔۔۔ "نہیں نہیں یہ ان کی موت کا اعلان ہے ۔ آسمان خون سے سرخ ہے "۔۔۔ "نہیں میرے لال آسمان تو نیلا ہے " وہ پھر چلایا "تم نے مجھے دھوکا دیا ہے ۔ مجھے تم سے بے حد محبت تھی اور میں سمجھتا تھا کہ تم نیک ہو ۔ سڑکوں پر مری ہوئی چڑیاں پڑی ہیں ۔۔۔ تم نے ان کی آنکھیں نوچ لی ہیں ۔۔۔ اماں ۔۔۔ ابا ۔۔۔ تم بے ایمان ہو ۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا " میں اس کے پاؤں پر گری ۔۔ اس کے باپ بھی رو رہے تھے ۔ لیکن ہم اسے نہ روک سکے ۔ اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تب بھی بہت دیر تک اس کی آواز آتی رہی ۔۔۔ "اماں ۔۔۔ ابا تم ہی اس کے ذمہ دار ہو " اس کے کیا معنی ہیں ؟ " ذمہ دار "

بوڑھا مرد ۔ میں نے اپنی ماں کو ایک نالے میں مرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا ۔ وہ مجھے پکارتی رہیں ۔ میرے بچے ۔۔۔ میرے لال مجھے اکیلا مرنے کو نہ چھوڑ دو ۔ میرے پاس ٹھہرو ۔ میرا آخری وقت قریب آچکا ہے ۔ " میں نے جواب دیا ۔۔۔ " اماں آپ بے فکر رہیے ۔ میں ابھی آتا ہوں "۔۔۔ " میں جلدی میں تھا ۔ میں رقص و سرود کی محفل میں جا رہا تھا ۔ رقص کرنے کے لیے ۔ " میں ابھی واپس آتا ہوں " لیکن جب میں واپس لوٹا تو وہ مر چکی تھیں اور لوگوں نے انھیں ایک گہری قبر میں دفن کر دیا تھا ۔۔۔ میں نے قبر کو کھود ڈالا ۔۔۔ میں نے انھیں ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ مجھے نہ مل سکیں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے ۔۔۔ بیٹے ہمیشہ اپنی ماؤں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے بالوں کو وہ کم و بیش قتل کر دیتے ہیں ۔۔۔ شاید زندگی اسی کا نام ہے ۔۔۔ لیکن میں ۔۔۔ میں اس کی خلش شدت سے محسوس کرتا ہوں ۔۔۔ اور دوسرے لوگ ۔۔۔ وہ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے ۔

بوڑھی عورت ۔ وہ چلاتا رہا ۔۔۔ اماں ۔۔۔ ابا میں کبھی تمہاری صورت نہیں دیکھوں گا ۔

بوڑھا مرد ۔ ہاں میں اس بات کو شدت سے محسوس کرتا ہوں ۔۔۔ دوسرے لوگ بالکل نہیں کرتے ۔

بوڑھی عورت ۔ میرے شوہر سے اس کا ذکر نہ کیجیے گا۔ انھیں اپنے ماں باپ سے بے انتہا محبت تھی۔ انھوں نے کبھی انھیں ایک منٹ کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑا ــــــ وہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کا خیال رکھتے تھے ۔ ہر وقت ان کی دیکھ بھال کرتے تھے ــــــ اور ان کے ماں باپ نے انھیں کی گود میں دم توڑا۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ "تم بہترین بیٹے ثابت ہوئے ، خدا تمہیں اس کا اجر دے گا۔"

بوڑھا مرد ۔ میں اب بھی انھیں نالے میں پڑا ہوا تصور کر سکتا ہوں ، ان کے ہاتھ میں جنگلی للی کا ایک پھول تھا۔ اور وہ چلّا رہی تھیں ۔ خدا کے لئے مجھے مت چھوڑو ۔ مجھے نہ چھوڑو ــــــ ان کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے اور وہ مجھے میرے پیار کے نام سے پکار رہی تھیں ــــــ میرے منے ۔ میرے گڈے مجھے یہاں اکیلا نہ چھوڑو ۔"

بوڑھی عورت ۔ (مصور سے) اس نے کبھی ہمیں خط نہیں لکھا۔ کبھی کبھار ہمارا کوئی دوست ہمیں بتا دیتا ہے کہ اس نے اسے یہاں ، وہاں دیکھا ہے ۔ یا یہ کہ وہ اچھی طرح ہے ، یا یہ کہ وہ اچھا شوہر ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ (حسینہ سے) میرے واپس آنے سے بہت پہلے ہی انھیں دفن کر دیا گیا تھا۔ (پہلی بن دیکھی خاتون سے) جی ہاں ــــــ محترمہ ہمارے یہاں ایک سینما ہال ہے ، ایک ریستوراں ہے ــــــ اور غسل خانے وغیرہ ۔

بوڑھی عورت ۔ (کرنل سے) ہاں کرنل ــــــ یہ اس لیے ہے کہ وہ

بوڑھا مرد ۔ بنیادی طور پر یہی بات ہے ۔

(بے ترتیب گفتگو جو کسی طرح آگے نہیں بڑھ پاتی ۔)

بوڑھی عورت ۔ بس اگر ذرا

بوڑھا مرد ۔ تو ــــــ میں ــــــ یعنی کہ ــــــ بس ــــــ بالکل

بوڑھی عورت ۔ پورے طور پر

بوڑھا مرد ۔ ہمارے لئے اور ان کے لئے

بوڑھی عورت ۔ تاکہ

بوڑھا مرد ۔ مجھ سے ان تک ۔

بوڑھی عورت ۔ لڑکا یا لڑکی ؟

بوڑھا مرد ۔ دونوں

بوڑھی عورت ۔ کرل بنانے والے کاغذ ـــــ اور پھر

بوڑھا مرد ۔ یہ بات نہیں ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ کیوں

بوڑھا مرد ۔ ہاں

بوڑھی عورت ۔ میں ۔ ۔ ۔ ۔

بوڑھا مرد ۔ پورے طور پر

بوڑھی عورت ۔ پورے طور پر

بوڑھا مرد ۔ (پہلی بن دیکھی خاتون سے) آپ نے کیا کہا محترمہ ۔

(ایک طویل خاموشی ۔ بڑھیا اور بوڑھا اپنی اپنی سیٹ پر بت کی طرح ساکت بیٹھے ہیں ۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بجتی ہے ۔)

بوڑھا مرد ۔ (گھبرائے ہوئے انداز میں) کوئی اور آیا ہے، مہمان ـــــ مہمان ـــــ اتنے بہت سے مہمان ۔

بوڑھی عورت ۔ ہاں میں نے ابھی کشتیوں کی آواز سنی تھی ۔

بوڑھا مرد ۔ میں دروازے پر جاتا ہوں ـــــ جاؤ کچھ کرسیاں لے آؤ ۔

معاف کیجیے گا حضرات ـــــ خواتین (نمبر ۲ دروازے کی طرف جاتا ہے)

بوڑھی عورت ۔ (بن دیکھے مہمانوں سے جو پہلے سے موجود ہیں) مہربانی سے آپ لوگ تھوڑی دیر کے لیے ذرا اٹھ جائیے، مقرر صاحب بس آنے ہی والے ہوں گے ۔ ہمیں کمرہ کو جلسہ کے لیے تیار کرنا ہے ۔

(بوڑھی عورت ایک لائن میں سب کرسیاں لگاتی ہے ۔ اب ان کی پشت حاضرین کی طرف ہے ۔)

بوڑھی عورت ۔ ذرا مہربانی سے ـــــ ہاں بس ـــــ شکریہ ۔

بوڑھا مرد ۔ (نمبر ۲ دروازہ کھولتا ہے) آداب عرض ہے ، آداب عرض ہے ـــــ

آیئے ـــ آیئے ـــ اندر تشریف لایئے ـــ خواتین حضرات۔

(تین چار بن دیکھے مہمان اندر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ بہت لمبے ہیں کیوں کہ بوڑھا اُچک اُچک کر ان سے ہاتھ ملا رہا ہے۔ بوڑھی عورت کرسیوں کو ایک لائن سے لگانے کے بعد بوڑھے کی طرف بڑھتی ہے۔)

بوڑھا مرد۔ (تعارف کراتا ہے) میری بیوی ـــ مسٹر ـــ مسز ـــ میری بیوی۔

بوڑھی عورت۔ (اپنے شوہر سے) یہ کون لوگ ہیں میرے پیارے۔

بوڑھا مرد۔ (بوڑھی عورت سے) جاؤ کچھ کرسیاں ڈھونڈ کر لاؤ پیاری۔

بوڑھی عورت۔ آخر میں کیا کیا کروں؟

(وہ بڑبڑاتی ہوئی چھ نمبر کے دروازے سے باہر نکلتی ہے اور سات نمبر کے دروازے سے اندر آتی ہے۔ بوڑھا نئے مہمانوں کے ساتھ سامنے کے حصے میں آتا ہے۔)

بوڑھا مرد۔ ارے ارے اپنا فلمی کیمرہ سنبھالیئے۔ (تعارف جاری رکھتا ہے) ـــ کرنل ـــ نوجوان خاتون ـــ حسینہ بیگم ـــ مصور ـــ اور یہ اخبار کے نمایندے ہیں۔ یہ لوگ بھی مقرر کا بیان سننے آئے ہیں۔ وہ بس اب آنے ہی والا ہوگا ـــ گھبرانے کی ضرورت نہیں ـــ آپ لوگ بور نہیں ہوں گے ـــ سب ملا کر اب (بوڑھی عورت نمبر ۷ دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں دو کرسیاں ہیں) آؤ ـــ جلدی کرو ـــ ذرا جلدی جلدی کرسیاں لاؤ ـــ ابھی ایک کم ہے۔

(بوڑھی عورت کرسیوں کی تلاش میں باہر جاتی ہے۔ وہ اب بھی بڑبڑاتی ہے وہ نمبر ۳ دروازے سے باہر نکلتی ہے اور پھر ۸ نمبر دروازے سے اندر داخل ہوتی ہے۔)

بوڑھی عورت۔ اچھا اچھا سن لیا ـــ جو کچھ بن پڑ رہا ہے میں کر رہی ہوں ـــ آخر میں مشین تو نہیں ہوں ـــ یہ سب لوگ کون ہیں؟

(باہر جاتی ہے)

بوڑھا مرد۔ بیٹھئے ـــ بیٹھئے ـــ تشریف رکھئے ـــ خواتین، خواتین کے پاس

اور حضرات، حضرات کے پاس ۔ یا پھر اگر آپ چاہیں تو اس کے برعکس
۔۔۔ اب ہمارے پاس اور اچھی کرسیاں نہیں ہیں ۔۔۔ جو کچھ بھی ہیں،
انھیں سے کام نکالنا پڑے گا ۔۔۔ معاف کیجیے گا ۔۔۔ آپ یہ بیچ والی
کرسی لے لیجیے ۔۔۔ کسی کو فاؤنٹن پین کی ضرورت تو نہیں ۔۔۔ جی ہاں،
ٹیلیفون بھی ۔۔۔ کلوڈ بالکل فرشتہ ہے ۔۔۔ میرے ہاں ریڈیو نہیں
ہے ۔ میں سب اخبار منگاتا ہوں ۔۔۔ اس کا کئی چیزوں سے تعلق ہے
۔۔۔ میں ان عمارتوں کی دیکھ بھال کرتا ہوں لیکن کوئی مجھے مدد دینے والا
نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں کفایت شعاری سے کام لینا پڑتا ہے ۔۔۔ اس وقت
کوئی انٹرویو نہ لے ۔۔۔ بعد میں دیکھا جائے گا ۔۔۔ آپ کے لیے بہت
جلدی جگہ کا انتظام ہو جائے گا ۔۔۔ وہ کہاں رہ گئی ۔

(بوڑھی عورت نمبر ۸ دروازے سے ایک کرسی لے کر داخل ہوتی ہے ۔)

بوڑھا مرد ۔ سمیرامس ذرا جلدی کرو ۔

بوڑھی عورت ۔ کر تو رہی ہوں ۔۔۔ جو کچھ مجھ سے بن رہا ہے ۔۔۔ یہ سب لوگ کون ہیں ؟

بوڑھا مرد ۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں سب کچھ بتا دوں گا ۔

بوڑھی عورت ۔ اوہ وہ عورت ؟ ۔۔۔ وہ عورت کون ہے میرے پیارے ۔

بوڑھا مرد ۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں (کرنل سے) کرنل سپہ گری کی طرح صحافت بھی ایک پیشہ ہے ۔ (بوڑھی عورت سے) ذرا خواتین کی دیکھ بھال کرو میری پیاری ۔

(گھنٹی بجتی ہے، بوڑھا نمبر ۸ دروازے کی طرف بڑھتا ہے ۔)

ایک منٹ انتظار کیجیے (بوڑھی عورت سے) کرسیاں لاؤ ۔

بوڑھی عورت ۔ حضرات ۔ خواتین ۔۔۔ معاف کیجیے گا ۔

(وہ نمبر ۲ دروازے سے باہر جاتی ہے اور پھر نمبر ۲ سے واپس آتی ہے ۔ بوڑھا آدمی نمبر ۹ دروازہ کھولنے جاتا ہے جو حاضرین کی نظروں سے چھپا ہوا ہے ۔)

بوڑھے آدمی کی آواز ۔۔۔ آیئے ۔۔۔ آیئے ۔۔۔ تشریف لایئے (اب وہ اندر داخل

ہوتا ہے اس کے ساتھ بہت سے بن دیکھے مہمان جن میں ایک بہت
چھوٹا سا بچّہ ہے جسے بوڑھا آدمی انگلی پکڑ کر لا رہا ہے) بھلا اتنے
چھوٹے بچوں کو بھی کوئی اس قسم کے علمی جلسے میں لاتا ہے ۔ یہ بچارہ مُنّا
بلا وجہ پریشان ہو گا ۔ اور اگر اس نے رونا شروع کر دیا یا پھر خواتین کے
کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو اس محفل کا کیا حشر ہو گا (وہ اسٹیج کے بیچ
کے حصے پر ان سب کے ساتھ آتا ہے ۔ بوڑھی عورت دو کرسیاں لئے
داخل ہوتی ہے) میں آپ لوگوں کا تعارف اپنی بیوی سے کرانا چاہتا
ہوں ـــــ یہ ہیں میری بیوی سمیرامس ـــــ اور یہ ان کے بچے ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ خواتین ـــــ حضرات ـــــ ہائے اللہ کتنے پیارے ہیں ۔

بوڑھا مرد ۔ یہ سب سے چھوٹا بچہ ہے ۔

بوڑھی عورت ۔ ہائے کتنا پیارا ہے ۔ کتنا پیارا ہے ۔ کتنا گڈّ ہے ۔

بوڑھا مرد ۔ کرسیاں کافی نہیں ہیں ۔

بوڑھی عورت ۔ اف خدا ـــــ اف خدا ـــــ ہائے اللہ

(بوڑھی عورت کرسیوں کی تلاش میں نمبر ۲ دروازے سے باہر جاتی ہے
اور نمبر ۲ سے واپس آتی ہے ۔)

بوڑھا آدمی ۔ لیجئے ۔ چھوٹے بچے کو آپ اپنی گود میں بٹھا لیجئے ۔ اور یہ جڑواں بچے
ایک کرسی پر بیٹھ سکتے ہیں ۔ ذرا خیال رکھنا بچو ـــــ یہ کرسیاں زیادہ
مضبوط نہیں ہیں ۔ یہ اصل میں مالک مکان کی ہیں اور اس گھر کے ساتھ
ہی ہمیں ملی ہیں ۔ ہاں میرے بچو وہ بڑا ہنگامہ کھڑا کرے گا ۔ وہ بہت
بڑا آدمی ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم یہ کرسیاں خرید لیں ۔ یہ بیکار سی
کرسیاں (بوڑھی عورت تیزی سے واپس آتی ہے ۔ اس کے ہاتھ میں
ایک کرسی ہے ۔) آپ لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے ـــــ کیا آپ
پہلی بار مل رہے ہیں ـــــ اچھا آپ ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے
ہیں ۔ (بوڑھی عورت سے) ذرا تعارف کرانے میں میری مدد کرو ۔

بوڑھی عورت ۔ یہ کون لوگ ہیں ؟ ـــــ کیا میں آپ کا تعارف کرا سکتی ہوں ؟ ـــــ

کیا میں آپ کا تعارف کرا سکتی ہوں ـــ لیکن یہ ہیں کون ؟

بوڑھا مرد ۔ مجھے تعارف کرانے کی اجازت دیجئے ۔ مجھے تعارف کرانے کی اجازت عطا فرمائیے ـــ مسز ـــ مس ـــ مسٹر ـــ مسٹر ـــ مسز ـــ مسز ـــ مسز ۔

بوڑھی عورت ۔ (بوڑھے سے) تم نے اپنا سوئٹر تو پہن رکھا ہے (ان دیکھے مہمانوں سے) مسٹر ـــ مسز ـــ مسٹر ۔

(گھنٹی بجتی ہے)

بوڑھی عورت ۔ اور لوگ !

(گھنٹی پھر بجتی ہے ـــ اور اس کے بعد متعدد بار بجتی ہے ۔ بوڑھا آدمی بالکل بدحواس ہے ۔ کرسیاں جن کی پشت حاضرین کی طرف ہے ، آگے پیچھے قطاروں میں رکھی ہوئی ہیں جیسا کہ تھیٹر میں ہوتا ہے ۔ بوڑھا آدمی تیزی سے ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف جاتا ہے ۔ اور پھر نئے آنے والے ان دیکھے مہمانوں کو کرسیوں پر بٹھاتا ہے ۔ وہ بار بار پسینہ پونچھ رہا ہے ـــ بوڑھی عورت تیزی سے اپنے آپ کو گھسیٹتی ہوئی ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف جاتی ہے ۔ اور کرسیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتی ہے ۔ اب اسٹیج پر بہت سے ان دیکھے مہمان جمع ہو گئے ہیں ۔ بوڑھا اور بڑھیا بڑی احتیاط سے کرسیوں کی قطاروں کے درمیان سے گزر رہے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں ـــ ان کی نقل و حرکت اس طرح ہو سکتی ہے ۔ بوڑھا نمبر ۴ دروازے پر جاتا ہے بوڑھی عورت نمبر ۳ دروازے سے باہر جاتی ہے اور نمبر ۲ سے واپس آتی ہے ۔ بوڑھا نمبر ۷ دروازہ کھولنے جاتا ہے اور بوڑھی عورت نمبر ۸ دروازے سے باہر جاتی ہے ۔ اور نمبر ۶ سے اندر آتی ہے ۔ اس طرح وہ پورے سٹیج اور ہر دروازے کا استعمال کر رہے ہیں ۔)

بوڑھی عورت ۔ معاف کیجئے ، معاف کیجئے ـــ کیا ـــ ہاں ـــ اچھا ـــ معاف کیجئے ـــ معاف کیجئے ۔

بوڑھا مرد۔ حضرات اندر آیئے — خواتین آیئے — یہ ہیں مسز...... ابھی
کرتا ہوں — ہاں

بوڑھی عورت۔ اف خدا — اف خدا — کتنے بہت سے لوگ ہیں — واقعی
کتنے سارے لوگ ہیں — اف خدا — اف خدا — اف خدا۔

(اب باہر سے پانی پر کشتی چلنے کی آوازیں زیادہ تیز تر ہوگئی ہیں۔ معلوم
ہوتا ہے کہ کشتیاں زیادہ قریب آچکی ہیں۔ یہ آوازیں دائیں اور بائیں
بازو سے آرہی ہیں۔ اور ہر طرف دروازے کی گھنٹیاں برابر بج رہی ہیں
بوڑھا اور بڑھیا اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔ وہ دروازے کھول کر مہمانوں
کو اندر لاتے ہیں اور کرسیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔)

بوڑھا آدمی۔ یہ میز ہمارے راستے میں حائل ہے (وہ بوڑھی عورت کی مدد سے ایک
میز اٹھا کر کونے میں رکھتا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ صرف اشاروں سے
اور ہاتھ کی حرکت سے میز اٹھا کر ایک طرف رکھنے کی ایکٹنگ کرے۔)
اب تو یہاں پاؤں دھرنے کی جگہ بھی نہیں — معاف کیجئے گا۔

بوڑھی عورت۔ (میز جھاڑنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے) تم نے اپنا سوئٹر تو پہن رکھا
ہے؟ (گھنٹی بجتی ہے)

بوڑھا مرد۔ اور لوگ آگئے — اور کرسیاں لاؤ — اور لوگ اور کرسیاں
— خواتین — حضرات تشریف لایئے — سمیرامس ذرا تیزی سے
بس تھوڑی دیر بعد ہم بھی تمہاری مدد کے لئے آگئے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ معاف کیجئے گا۔ معاف کیجئے گا — آداب عرض ہے — مسٹر — مسز
— مسز — مسٹر — ہاں — ہاں — کرسیاں۔

(گھنٹی بجتی ہے اور زیادہ زور سے بجتی ہے اور کشتیوں کی آواز اور زیادہ
قریب سے آتی ہے) بوڑھا آدمی کرسیوں کے بیچ لڑکھڑا رہا ہے۔ گھنٹی اتنی
تیزی سے بج رہی ہے کہ اس کے پاس ایک دروازے سے دوسرے دروازے
تک جانے کا وقت بھی نہیں ہے۔)

بوڑھا آدمی۔ — ہاں ہاں — ابھی — ابھی — تم نے اپنا سوئٹر تو پہن رکھا ہے نا؟

ہاں — ہاں — فوراً — ذرا صبر کیجئے — ہاں — ہاں

بوڑھی عورت۔ تمہارا سوئٹر؟ — میرا سوئٹر؟ معاف کیجئے — معاف کیجئے۔

بوڑھا مرد۔ اس طرف خواتین و حضرات — ادھر تشریف لایئے۔ ادھر۔ تشریف معاف کیجئے — آیئے — آیئے — ابھی دکھاتا ہوں — یہاں — یہاں — اس جگہ — عزیز دوست — نہیں وہاں نہیں — ذرا احتیاط سے — اور آپ میرے دوست۔

(اس کے بعد کچھ دیر تک مکالمے کے بغیر بھی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ گھنٹی کی آواز برابر آ رہی ہے۔ اور سب دروازے ایک ساتھ کھل رہے ہیں۔ اور اس منظر کی شدت بڑھتی جا رہی ہے — صرف بڑا درمیانی دروازہ بند ہے۔ بوڑھا اور بڑھیا خاموشی سے اپنا کام کر رہے ہیں اور اس تیز رفتاری سے کہ دیکھنے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر پھسل رہے ہیں۔ بوڑھا آدمی لوگوں کو اندر آنے کا اشارہ کرتا ہے اور کچھ دور تک ان کے ساتھ چلتا ہے لیکن وہ انھیں کرسیوں تک نہیں لے جاتا۔ اب اس کے پاس وقت بہت کم ہے۔ بوڑھی عورت بھی تیزی سے کرسیاں لا رہی ہے۔ کبھی کبھی وہ ایک دوسرے کے بہت قریب سے گزرتے ہیں یا ایک دوسرے سے ٹکرا جاتے ہیں۔ لیکن اس سے ان کی کام کی رفتار میں فرق نہیں پڑتا۔ اور نقل و حرکت کا آہنگ قائم رہتا ہے۔ کچھ دیر بعد بوڑھا اسٹیج کے پچھلی طرف درمیانی حصہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں طرف مڑتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے مختلف سیٹوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ بہت تیزی سے حرکت کر رہے ہیں بوڑھی عورت بھی آخر کار رک جاتی ہے، اس کے ہاتھ میں ابھی تک ایک کرسی ہے جسے وہ نیچے رکھتی ہے اور پھر اٹھاتی ہے اور دائیں سے بائیں دیکھتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی دروازے پر مہمانوں کو لینے جائے گی۔ اس کا سر اور گردن بڑی تیزی سے حرکت کر رہے ہیں۔ اس وقت بھی نقل و حرکت کا آہنگ قائم رہتا ہے اور مجموعی تاثر یہ ہے کہ وہ ساکن

نہیں بلکہ متحرک ہیں۔ اگرچہ وہ ایک جگہ کھڑے ہیں لیکن ان کے بازو سینے سر اور آنکھیں متحرک ہیں اور گول دائروں میں گھوم رہی ہیں۔ جس سے بوڑھے اور بڑھیا کی ہیجانی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخر کار یہ ہیجانی حرکت دھیرے دھیرے مائل بہ سکون ہوجاتی ہے۔ گھنٹیاں اب ذرا آہستہ آہستہ اور کم بج رہی ہے۔ کچھ دیر بعد گھنٹیاں بجنا بند ہوجاتی ہیں اور دروازوں کی حرکت بھی بند ہوجاتی ہے۔ لیکن اس وقت تک ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسٹیج لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہے۔

بوڑھا آدمی۔ میں ابھی آپ کے لئے کوئی جگہ تلاش کرتا ہوں ــــ صبر کیجئے ــــ سمیرامس خدا کے لئے۔

بوڑھی عورت۔ (ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے) سب کرسیاں ختم ہوگئیں۔ جانِ من (اور پھر یکایک وہ بن دیکھے مہمانوں سے بھرے ہوئے ہال میں جس کے دروازے اب بند ہوچکے ہیں بن دیکھے پروگرام بیچنا شروع کر دیتی ہے) پروگرام ــــ پروگرام لیجئے ــــ آج شام کا پروگرام۔

بوڑھا آدمی۔ ذرا سکون سے خواتین اور حضرات ــــ آپ کے لئے ابھی انتظام کیا جائے گا۔ اطمینان رکھئے ــــ اپنی ــــ اپنی باری سے ــــ پہلے آنے والوں کے لئے پہلے . . . .

بوڑھی عورت۔ آج کا پروگرام ــــ ذرا ٹھہرئیے محترمہ ــــ میں ایک وقت میں ستر آدمیوں کی دیکھ بھال نہیں کرسکتی ــــ میں کوئی گائے تو ہوں نہیں ــــ اور نہ میرے پچاس ہاتھ ہیں جناب ذرا یہ پروگرام اپنے پاس بیٹھی ہوئی خاتون کی طرف بڑھا دیجئے گا ــــ شکریہ ــــ اور میری ریز گاری؟ ــــ میری ریزگاری؟

بوڑھا آدمی۔ میں نے آپ سے کہہ تو دیا کہ میں آپ کے لئے ابھی کسی جگہ کا انتظام کرتا ہوں۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں . . . . . . وہ دیکھئے وہاں . . . . . . میری بیوی وہاں ہیں . . . . وہ اس وقت پروگرام بیچ رہی ہیں . . . . . کام کوئی حقیر نہیں ہوتا . . . . . . وہ ہے میری بیوی ــــ دیکھا آپ نے؟ . . . . آپ کی کرسی دوسری قطار میں ہے ــــ دائیں طرف . . . . نہیں بائیں طرف

..... ہاں ہاں ٹھیک یہی۔

بوڑھی عورت۔ پروگرام ــــ پروگرام ــــ گرام ــــ لیجئے آج کا پروگرام۔

بوڑھا مرد۔ آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ ــــ میں اپنی سی کوشش کر رہا ہوں (بیٹھتے ہوئے ان دیکھے لوگوں سے) ذرا مہربانی سے اس طرف سرک جایئے۔ ابھی یہاں تھوڑی سی جگہ باقی ہے ــــ بس یہ آپ کے لئے کافی ہے ــــ ٹھیک ہے نا؟ ــــ ادھر آیئے محترمہ ــــ (مجمع کے دھکوں سے مجبور ہو کر وہ ڈائس پر چڑھ جاتا ہے) ــــ خواتین و حضرات ــــ ہمیں معاف کیجئے ــــ کرسیاں بس یہی ہیں۔

بوڑھی عورت۔ (جو اسٹیج کے دوسرے حصے میں ہے جو نمبر ۳ دروازے اور کھڑکی کے درمیان ہے) پروگرام لیجئے ــــ آج کا پروگرام ــــ نان ختائیاں ــــ لیمن ڈراپ ــــ بوڑھی عورت اب ان دیکھے مجمع سے گھری ہوتی ہے۔ ان دیکھے پروگرام اور نان ختائیاں وغیرہ اس کے ہاتھ سے گر جاتے ہیں) ارے سب گر گئے۔ دیکھئے یہاں ہیں ــــ نہیں وہاں ہیں۔

بوڑھا مرد۔ (ڈائس پر کھڑا ہے اور بہت جوش میں ہے۔ جب وہ اترنے کی کوشش کرتا ہے تو کوئی اسے دھکا دے دیتا ہے اور اسے پھر چڑھنا پڑتا ہے۔ وہ پھر اترنے کی کوشش کرتا ہے اور اس بار کسی ان دیکھے چہرے پر اس کا ہاتھ لگ جاتا ہے اور ایک ان دیکھی کہنی اس کے بدن سے ٹکرا جاتی ہے) معاف کیجئے گا ــــ برائے مہربانی ــــ ہمیں معاف کیجئے ــــ دیکھئے ذرا احتیاط سے (اسے برابر دھکے مل رہے ہیں اور وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہے) ــــ معاف کیجئے گا ذرا احتیاط سے ــــ (پھر دھکا لگتا ہے اور وہ ڈگمگا جاتا ہے پھر بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتا ہے اور سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔)

بوڑھی عورت۔ یہاں اتنے سارے لوگ کیوں جمع ہیں۔؟ ــــ پروگرام! آج کا پروگرام ــــ نان ختائیاں۔

بوڑھا مرد۔ خواتین حضرات ــــ ذرا خاموشی سے سنئے ــــ بس ایک منٹ

کے لئے ــــ خاموشی سے ــــ یہ بہت ضروری اعلان ہے ــــ جن لوگوں
کو کرسیوں پر جگہ نہیں ملی وہ سب مہربانی سے قطاروں کے درمیان سے
ہٹ جائیں ــــ مہربانی سے کرسیوں کے درمیان سے ہٹ جائیں ــــ
مہربانی سے کرسیوں کے درمیان کھڑے نہ ہوئیے ــــ

بوڑھی عورت۔ بوڑھے سے پریشانی کے عالم میں چلا کر) یہ کون لوگ ہیں میرے پیارے ؟
اور یہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ آپ لوگ مہربانی سے قطاروں کے درمیان سے ہٹ جایئے۔ اور جن لوگوں
کے پاس کرسیاں نہیں ہیں وہ اور لوگوں کی سہولت کے خیال سے
دیوار کے پاس کھڑے ہو جائیں ــــ دائیں طرف یا بائیں طرف ــــ
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ لوگ سب کچھ سن سکیں گے۔ اور
دیکھ سکیں گے۔ سیٹیں بہت اچھی ہیں۔

(اس وقت ہنگامہ بہت بڑھ جاتا ہے اور بوڑھا آدمی مجمع کے دھکوں
سے مجبور ہو کر پورے اسٹیج کا چکر لگاتا ہے اور اس طرح دائیں
ہاتھ کی کھڑکی کی طرف اسٹول کے پاس پہنچ جاتا ہے، بوڑھی عورت اسی
طرح دھکے کھاتی ہوئی مخالف سمت میں بڑھتی ہے اور بائیں کھڑکی کے
قریب اسٹول کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

بوڑھا مرد۔ (جو دھکے کھا رہا ہے) دھکا نہ دیجئے ــــ دھکا نہ دیجئے۔

بوڑھی عورت۔ (جو دھکے کھا رہی ہے) دھکا نہ دیجئے ــــ دھکا نہ دیجئے۔

بوڑھا مرد۔ (اسی حالت میں) ارے ارے دھکا نہ دیجئے ــــ دھکا نہ دیجئے۔

بوڑھی عورت۔ (اسی حالت میں) ارے ارے دھکا نہ دیجئے ــــ دھکا نہ دیجئے۔

بوڑھا مرد۔ (اسی حالت میں) ذرا سکون سے ــــ اتنے ہنگامے کی ضرورت نہیں ــــ
آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے ؟

بوڑھی عورت۔ کم سے کم جنگلیوں کی طرح دھکے مارنے کی تو کوئی ضرورت نہیں۔

(آخر اسی طرح وہ دھکے کھاتے ہوئے بائیں اور دائیں کھڑکی کے پاس پہنچ
جاتے ہیں اور پھر آخر تک وہیں رہتے ہیں۔)

بوڑھی عورت۔ (بوڑھے کو پکارتے ہوئے) میرے پیارے تم کہاں ہو — میں تمہیں
بالکل نہیں دیکھ سکتی۔ یہ لوگ کون ہیں؟ — آخر یہ کیا چاہتے ہیں' — اس
طرف وہ آدمی کون ہیں۔؟

بوڑھا مرد۔ تم کہاں ہو؟ — سمیرامس — تم کہاں ہو۔

بوڑھی عورت۔ میرے پیارے تم کہاں ہو؟

بوڑھا آدمی۔ یہاں کھڑکی کے قریب — کیا تم میری آواز سن سکتی ہو۔

بوڑھی عورت۔ ہاں میں تمہاری آواز سن سکتی ہوں۔ کتنی بہت ساری آوازیں آرہی ہیں
لیکن میں ان میں تمہاری آواز پہچان سکتی ہوں۔

بوڑھا مرد۔ اور تم — تم کہاں ہو؟

بوڑھی عورت۔ میں بھی کھڑکی کے قریب ہوں — میرے پیارے مجھے ڈر لگ رہا ہے
یہاں کتنے سارے لوگ ہیں — اور ہم ایک دوسرے سے بہت
دور ہیں — اس عمر میں ہمیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہیں
ہم کھو نہ جائیں — ہمیں ایک دوسرے کے قریب رہنا چاہئے' کچھ
پتہ نہیں کیا ہو جائے — میرے پیارے — میرے پیارے۔

بوڑھا مرد۔ ہاں — ہاں — ابھی مجھے تمہاری ایک جھلک نظر آئی — دیکھو،
ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم جلد ایک دوسرے کو پالیں گے —
میں اس وقت دوستوں کے ساتھ ہوں۔ (بن دیکھے دوستوں سے)
میں ارتقا پر مکمل یقین رکھتا ہوں — مسلسل ارتقا پر — کبھی کبھار
دھکے تو خیر لگ ہی جاتے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ (بن دیکھے مہمانوں سے) بہت خوب — شکریہ — آج موسم کتنا
خراب ہے — جی ہاں بہت اچھا رہا — (خود سے) لیکن پھر بھی مجھے
ڈر لگ رہا ہے — آخر میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟ — (چلاتی
ہے) میرے پیارے۔ میرے پیارے۔

(اب بوڑھا اور بوڑھی دونوں قریب کھڑے ہوئے ہیں۔ بن دیکھے
مہمانوں سے بات کر رہے ہیں۔)

بوڑھا مرد۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کی محنت کا ناجائز فائدہ
نہ اٹھا سکے تو اس کے لئے ہمیں روپے کی ضرورت ہوگی ــــ اس کے بعد
اور روپے کی۔ اور پھر اور زیادہ روپے کی۔

بوڑھی عورت۔ میرے پیارے! ــــ (اس کے بعد وہ بن دیکھے لوگوں میں گھر جاتی ہے)
جی ہاں میرے شوہر بھی یہیں ہیں ــــ اور وہی ہر چیز کا انتظام کر رہے
ہیں ــــ نہیں ان تک پہنچنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ــــ اس کے
لئے بالکل دوسری طرف جانا پڑے گا ــــ وہ دوستوں کے ساتھ ہیں۔

بوڑھا مرد۔ ہرگز نہیں۔ جیسا کہ میں اکثر کہتا ہوں، خالص منطق کا کوئی وجود ہی نہیں
زیادہ سے زیادہ جو چیز ہمیں مل سکتی ہے وہ نقلی منطق ہے۔

بوڑھی عورت۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اسی دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو خوش ہیں صبح
کے وقت وہ ہوائی جہاز پر ناشتہ کرتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا وہ گاڑی میں
کھاتے ہیں۔ شام کے وقت وہ پانی کے جہاز پر ڈنر کھاتے ہیں۔ اور رات
کے وقت وہ اس قسم کی لاریوں میں سوتے ہیں جو لڑھکتی چلی جاتی ہیں ــــ
لڑھکتی چلی جاتی ہیں۔

بوڑھا مرد۔ آپ انسانی وقار کی بات کر رہے ہیں؟ اگر ظاہری بات ہی بنی رہے تو
وہی بہت ہے۔ انسانی وقار بہت سطحی ہے۔

بوڑھی عورت۔ گہرے سایے میں گم نہ ہو جانا ــــ (اپنے ساتھیوں سے بات کرتے ہوئے
وہ ہنس پڑتی ہے)

بوڑھا مرد۔ آپ کے ہم وطن نے مجھ سے پوچھا۔

بوڑھی عورت۔ بالکل ــــ مجھے ہر بات بتا دیجئے۔

بوڑھا مرد۔ میں نے آپ سب لوگوں کو اس لئے دعوت دی ہے کہ میں آپ کے سامنے
اس بات کی وضاحت کر دوں کہ فرد ــــ اور شخص اصل میں ایک ہی
چیز کے دو نام ہیں۔

بوڑھی عورت۔ اس شخص کے چہرے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا قرض دار
ہے۔

بوڑھا مرد۔ میں اپنے وجود کا حامل نہیں ہوں ـــ میں ایک دوسرا ہوں، میرا وجود اسی دوسرے میں سما گیا ہے۔

بوڑھی عورت۔ میرے بچوں کبھی ایک دوسرے پر بھروسہ نہ کرنا۔

بوڑھا آدمی۔ کبھی کبھی مکمل خاموشی کے درمیان میری آنکھ کھل جاتی ہے ـــ خاموشی جو ایک مکمل دائرے کی طرح ہے جس میں کوئی کمی نہیں ـــ لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ اس دائرے کی شکل بگڑ سکتی ہے، ایسے سوراخ موجود ہیں جن میں سے نکل کر یہ غائب ہو سکتا ہے۔

بوڑھی عورت۔ یہ سب نظر کا دھوکا ہے ـــ اس سے زیادہ کچھ نہیں ـــ میرے شوہر ـــ جو فرائض انجام دیتے ہیں وہ بہت ہی اہم ہیں ـــ اہم اور بلند۔

بوڑھا مرد۔ معاف کیجئے گا، یہ میری رائے نہیں ہے، مناسب وقت آنے پر اس مسئلے پر میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا، اس وقت میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ہم مقرر کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ سب کچھ بتا دے گا وہ میری جگہ تقریر کرے گا اور ان سب باتوں کی وضاحت کرے گا۔ جنھیں ہم بہت عزیز رکھتے ہیں ـــ کب؟ ـــ جب وہ خاص لمحہ آئے گا ـــ اور وہ لمحہ جلد ہی آئے گا۔

بوڑھی عورت۔ اپنی طرف کے لوگوں سے) جتنی جلدی ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے (خود سے) یہ لوگ اب ہمیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ یہ لوگ جاتے کیوں نہیں ـــ کاش کہ یہ چلے جائیں ـــ کاش کہ یہ چلے جائیں ـــ میرے پیارے ـــ میرے مظلوم لاڈلے ـــ تم کہاں ہو اب مجھے تمہاری شکل بھی دکھائی نہیں دیتی۔

بوڑھا مرد۔ (اپنے ساتھیوں سے) اتنی بے صبری کی ضرورت نہیں۔ آپ میرا پیغام ضرور سنیں گے ـــ بس ابھی تھوڑی دیر میں۔

بوڑھی عورت۔ (خود سے) ہاں اب ان کی آواز سنائی دی۔ (ان دیکھے دوستوں سے) اب دیکھئے میرے شوہر کی قدر کبھی نہیں پہچانی گئی ـــ لیکن آخرکار ان کی

عظمت کا لمحہ آ گیا ہے۔

بوڑھا مرد۔ میری بات پر غور کیجئے۔ میں نے زندگی کا قیمتی اور گوناگوں تجربہ حاصل کیا ہے مجھے ہر ذہنی سطح کا تجربہ ہے۔ میں ایک خود غرض انسان نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ نسل انسانی میرے تجربات کا فائدہ اٹھائے۔

بوڑھی عورت۔ ارے آپ نے میرا پاؤں کھینچ دیا۔ میرے پاؤں میں گانٹھیں ہیں۔

بوڑھا مرد۔ میں نے ایک حقیقی نظامِ فکر کی تکمیل کی ہے۔ (اپنے آپ سے) مقرر کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔ (لوگوں سے) میں نے بہت غم سہے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ ہم نے بہت غم سہے ہیں (اپنے آپ سے) مقرر کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔ وقت ہو چکا ہے۔

بوڑھا آدمی۔ ہم نے بہت غم سہے ہیں اور ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) بہت غم سہے ہیں ــ بہت کچھ سیکھا ہے۔

بوڑھا مرد۔ آپ لوگ خود دیکھ لیں گے کہ میرا نظام مکمل ہے۔

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) آپ لوگ خود دیکھ لیں گے ان کا نظام مکمل ہے۔

بوڑھا مرد۔ صرف شرط یہ ہے کہ میری ہدایات پر عمل کیا جائے۔

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) شرط یہ ہے کہ ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

بوڑھا مرد۔ ہم دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ اور دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی روح کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ سچائی سب کے لئے ایک ہے۔

بوڑھی عورت۔ سچائی سب کے لئے ایک ہے۔

بوڑھا مرد۔ میرے دکھائے ہوئے راستے پر چلو۔

بوڑھی عورت۔ ان کے دکھائے ہوئے راستے پر چلو۔

بوڑھا مرد۔ کیونکہ میرے پاس مکمل یقین کی دولت ہے۔

بوڑھی عورت۔ ان کے پاس مکمل یقین کی دولت ہے۔

بوڑھا مرد۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

بوڑھی عورت۔ کبھی نہیں ــ کبھی نہیں۔

(یکایک اسٹیج کے پیچھے سے کچھ آوازیں آتی ہیں۔ اور بینڈ بجنے کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ آوازیں تیز ہو جاتی ہیں اور صدر دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ کھلتا ہے، لیکن اس کھلے ہوئے دروازے میں سے ہمیں تیز روشنی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ جو سیلاب کی طرح تمام اسٹیج پر پھیل جاتی ہے یہ روشنی کھڑکیوں سے بھی اندر داخل ہو رہی ہے۔ جو شہنشاہ کی آمد کے وقت چمکنے لگتی ہیں۔)

بوڑھا مرد۔ کچھ کہہ نہیں سکتا — مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ کیا یہ ممکن ہے — لیکن ہاں — لیکن ہاں — ناممکن — لیکن یہ سچ ہے — ہاں — شاید — ہاں — یہ شہنشاہ ہیں — شہنشاہ اعلیٰ وقار۔

(روشنی اور تیز ہو جاتی ہے اور اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ لیکن یہ روشنی سرد ہے اور اس کے خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔ آوازیں بھی اور تیز ہو جاتی ہیں اور پھر یکایک خاموشی چھا جاتی ہے۔)

بوڑھا مرد۔ باادب — شہنشاہ اعلیٰ وقار تشریف لا رہے ہیں — میرے گھر میں شہنشاہ — ہمارے گھر میں — سمیرامس دیکھو — دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے — کیا تم سمجھتی ہو۔

بوڑھی عورت۔ (بغیر سمجھے ہوئے) شہنشاہ؟ — کیا کہا؟ — شہنشاہ میرے پیارے (یکایک سمجھتے ہوئے) ہاں ہاں شہنشاہ حضور اعلیٰ — حضور اعلیٰ — ہمارے گھر میں — ہمارے گھر میں۔

بوڑھا مرد۔ (شدت جذبات سے روتے ہوئے) حضور اعلیٰ — آہ حضور اعلیٰ۔ شہنشاہ ادنیٰ وقار — شہنشاہ اعلیٰ وقار — آہ آج میرا رتبہ کتنا بلند ہو گیا ہے — یہ ضرور کوئی حیرت انگیز خواب ہے۔

بوڑھی عورت۔ حیرت انگیز خواب — رت انگیز۔

بوڑھا مرد۔ (بن دیکھے مجمع سے) خواتین اور حضرات باادب کھڑے ہو جایئے، شہنشاہ عالم تشریف لائے ہیں — زندہ باد — زندہ باد۔

بوڑھی عورت۔ زندہ باد — زندہ باد۔

(دونوں شدت جوش سے اسٹولوں پر جو کھڑکیوں کے قریب رکھے ہیں، چڑھ جاتے ہیں اور پنجوں کے بل کھڑے ہو کر شہنشاہ کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔)

بوڑھا مرد۔ حضور اعلیٰ میں یہاں ہوں — حضور اعلیٰ کیا آپ مجھے دیکھ سکتے ہیں۔ خدا کے لیے کوئی شہنشاہ عالم کو بتا دے کہ میں یہاں ہوں۔ حضور اعلیٰ۔ حضور اعلیٰ — میں یہاں ہوں — آپ کا سب سے زیادہ وفادار خادم۔ حضور اعلیٰ۔

بوڑھی عورت۔ (گونج) آپ کا سب سے زیادہ وفادار خادم حضور اعلیٰ۔

بوڑھا مرد۔ آپ کا خادم — آپ کا غلام — آپ کا وفادار کتّا — بھوں — بھوں — آپ کا حضور والا۔

بوڑھی عورت۔ (اونچی آواز میں کتوں کی طرح) بھوں — بھوں — بھوں۔

بوڑھا مرد۔ (ہاتھ ملتے ہوئے) کیا آپ مجھے دیکھ سکتے ہیں حضور — حضور اعلیٰ جواب دیجیے — آہ میں آپ کو دیکھ سکتا ہوں۔ مجھے ابھی حضور کے پر وقار چہرے اور پُر نور پیشانی کی ایک جھلک دکھائی دی — ہاں میں نے ابھی آپ کی ایک جھلک دیکھی — درباریوں کے ہجوم کے باوجود۔

بوڑھی عورت۔ درباریوں کے ہجوم کے باوجود — ہم یہاں ہیں حضور اعلیٰ۔

بوڑھا مرد۔ حضور اعلیٰ — حضور اعلیٰ — خواتین و حضرات آپ دیکھتے نہیں عالی حضور اب تک کھڑے ہیں — دیکھیے حضور اعلیٰ صرف میں ہی صحیح معنوں میں آپ کی صحت اور سلامتی کا خواہاں ہوں — میں آپ کا سب سے زیادہ وفادار خادم ہوں۔

بوڑھی عورت۔ آپ کے سب سے زیادہ وفادار خادم حضور اعلیٰ۔

بوڑھا مرد۔ خواتین و حضرات مجھے آگے بڑھنے دیجیے — افسوس اس مجمع کو چیر کر میں کیسے آگے جا سکتا ہوں۔ میں شہنشاہ عالم کے قدموں میں عجز و نیاز کا حقیر تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں — خدا کے لئے مجھے آگے بڑھنے دو۔

بوڑھی عورت۔ انھیں آگے بڑھنے دو — آگے بڑھنے دو — آگے — جا کے۔

بوڑھا مرد۔ مجھے آگے بڑھنے دو ــــ خدا کے لئے مجھے آگے بڑھنے دو ــــ (ناامیدی سے) آہ کیا میں کبھی حضور تک نہ پہنچ سکوں گا۔

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) پہنچ سکوں گا ــــ پہنچ سکوں گا۔

بوڑھا مرد۔ لیکن پھر بھی میرا دل اور میرا کل وجود آپ کے قدموں پر نثار ہو رہا ہے ــــ افسوس درباریوں کے ہجوم نے حضور کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے ــــ ہاں ہاں میں خوب سمجھتا ہوں ــــ وہ نہیں چاہتے کہ میں حضور اعلیٰ تک پہنچوں ــــ وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ــــ میں خوب جانتا ہوں ــــ میں جانتا ہوں ــــ یہ درباری سازشوں کے علاوہ کچھ نہیں ــــ یہ سب چاہتے ہیں کہ مجھے حضور اعلیٰ سے جدا کر دیں۔

بوڑھی عورت۔ میرے پیارے اتنے پریشان نہ ہو۔ حضور اعلیٰ تمہیں دیکھ سکتے ہیں ــــ

بوڑھا مرد۔ وہ سب چاہتے ہیں کہ مجھے حضور اعلیٰ سے جدا کر دیں۔

بوڑھی عورت۔ میرے پیارے اتنے پریشان نہ ہو۔ حضور اعلیٰ تمہیں دیکھ سکتے ہیں ــــ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔ حضور اعلیٰ نے ابھی مجھے آنکھ سے اشارہ کیا ہے۔ شہنشاہ عالم ہمارے ساتھ ہیں۔

بوڑھا مرد۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ شہنشاہ عالم کے لئے ڈائس کے پاس سب سے اچھی کرسی چھوڑ دیں۔ تاکہ وہ مقرر کی ہر بات اچھی طرح سن سکیں۔

بوڑھی عورت۔ (اسٹول پر پنجوں کے بل کھڑی ہوتی ہے اور سر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کرتی ہے) خدا کا شکر ہے کہ وہ لوگ شہنشاہ کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، (شہنشاہ سے) حضور آپ اس پر اعتبار کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس جو شخص کھڑا ہے وہ میرا دوست اور میرا نمائندہ ہے۔ (اسٹول پر چڑھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہوتا ہے) حضرات ــــ خواتین ــــ نوجوان خواتین ــــ چھوٹے بچوں ــــ میں آپ سب سے التجا کرتا ہوں ــــ

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) التجا ــــ تجا ــــ جا۔

بوڑھا مرد۔ خدا کا لاکھ چاہتا ہوں۔ میں شہنشاہ عالم کا آسمانی حسن باوقار چہرہ۔

درخشاں تاج اور پُر نور وجود دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور اپنے شاندار چہرے کو میری طرف موڑنے کی تکلیف گوارا فرمایئے ــــ اپنے ناچیز خادم کی طرف ــــ جو بالکل ناچیز ہے ــــ واہ ــــ میں نے اس بار حضور والا کی ایک جھلک دیکھ لی ــــ ایک جھلک دیکھ لی۔

بوڑھی عورت۔ (گونج کی طرح) انھوں نے ایک جھلک دیکھ لی ــــ ایک جھلک ــــ دیکھ لی ــــ ایک ــــ جھلک۔

بوڑھا مرد۔ میں خوشی کی معراج پر پہنچ چکا ہوں ــــ میرے پاس بے پایاں تشکر کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ہیں ــــ میرے غریب خانے میں ــــ اے شہنشاہ ــــ اے درخشاں حسن ــــ یہاں ــــ یہاں ــــ اس ناچیز کے گھر میں ــــ یہ سچ ہے کہ میں ایک جنرل ہوں۔ لیکن آپ کی شاندار فوج میں میرا مقام ایک تابع مہمل سے زیادہ نہیں ــــ کیونکہ میں ایک خانہ ساز جنرل ہوں۔

بوڑھی عورت۔ خانہ ساز جنرل ــــ خانہ ساز جنرل۔

بوڑھا مرد۔ لیکن مجھے اس پر ناز ہے۔ میں بیک وقت خاکسار اور نازاں ہوں ــــ جیسا کہ مجھے ہونا چاہیئے ــــ افسوس ــــ یقیناً ــــ میں ایک جنرل ہوں۔ میں بھی آپ کے دربار کی زینت بن سکتا تھا ــــ لیکن میرے پاس یہاں صرف ایک ننھا منا سا دربار ہے، جس کی میں دیکھ بھال کرتا ہوں ــــ حضور اعلیٰ ــــ میں ــــ حضور اعلیٰ ــــ مجھے اپنے خیالات کے اظہار میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے ــــ مجھے بہت کچھ ــــ مل سکتا تھا ــــ کوئی بڑی دولت ــــ اگر مجھے معلوم ہوتا ــــ اگر میں جانتا ــــ اگر میں ــــ اگر ہم ــــ حضور اعلیٰ مجھے اپنے جذبات پر قابو نہیں ــــ مجھے معاف کیجیے۔

بوڑھی عورت۔ واحد غائب کا صیغہ استعمال کرو۔

بوڑھا مرد۔ (گڑگڑاتے ہوئے) کیا حضور اس ناچیز کو معاف کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے ــــ آہ آپ آخر کار یہاں تشریف لائے ــــ ہم ناامید ہو چکے تھے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آپ تشریف نہ لاتے۔ اے میرے کرم فرما ــــ میرے

ناخدا ــــ میری تحقیر کی گئی ہے۔

بوڑھی عورت۔ تحقیر ــــ قیر ــــ قیر ــــ

بوڑھا مرد۔ میں نے اس زندگی میں بہت غم سہے ہیں ــــ اگر مجھے حضور اعلیٰ کی مدد کا یقین ہوتا تو شاید میں بھی کچھ بن سکتا ــــ میرا اور کوئی سہارا نہیں ہے ــــ اگر آپ آج تشریف نہ لاتے تو میری ہر امید پر پانی پھر جاتا ــــ حضور آپ ہی میرا آخری سہارا ہیں۔

بوڑھی عورت۔ آخری سہارا ــــ حضور ــــ سہارا ــــ

بوڑھا مرد۔ میرے ہر دوست کو بدقسمتی کا سامنا کرنا پڑا۔ جس نے میری مدد کی وہ تباہیوں کا شکار ہوا۔ جو ہاتھ بھی میری مدد کے لئے آگے بڑھا وہ آسمانی بجلی سے جل کر بھسم ہوگیا۔

بوڑھی عورت۔ جو ہاتھ آگے بڑھا ــــ آگے بڑھا ــــ بڑھا۔

بوڑھا مرد۔ ہر ایک کے پاس مجھ سے نفرت کرنے کا جواز تھا۔ مجھ سے محبت کرنے کا کبھی کسی کو جواز نہیں ملا۔

بوڑھی عورت۔ یہ غلط ہے میرے پیارے ــــ میں تم سے محبت کرتی ہوں ــــ میں تمہاری ننھی منی ماں ہوں۔

بوڑھا مرد۔ میرے سب دشمن انعام و اکرام سے مالا مال ہوئے اور میرے سب دوستوں نے مجھے دھوکا دیا۔

بوڑھی عورت۔ دوستوں نے ــــ دھوکا ــــ دھوکا۔

بوڑھا مرد۔ مجھ سے بدسلوکی کی گئی ہے۔ مجھے سزائیں دی گئیں اور اگر کبھی میں نے شکایت کی تو ثابت ہوا کہ قصور میرا ہی تھا، اور سب حق پر تھے۔ کبھی کبھی میں نے انتقام لینے کی کوشش کی لیکن مجھے کبھی کامیابی نہیں ہوئی ــــ میں کبھی ان مظالم کا انتقام نہ لے سکا ــــ میں ضرورت سے زیادہ رحم دل ہوں ــــ میں کبھی اپنے دشمنوں کو تحس نحس نہ کر سکا ــــ میں ضرورت سے زیادہ رحم دل ہوں

بوڑھی عورت۔ ضرورت سے زیادہ رحم دل ــــ رحم ــــ دل ــــ دل۔

بوڑھا مرد۔ اپنی رحم دلی کے ہاتھوں میں ہمیشہ ناکام رہا۔

بوڑھی عورت۔ رحم دلی ـــــ دلی ـــــ دلی

بوڑھا مرد۔ لیکن میرے ساتھ کبھی کسی نے رحم دلی کا سلوک نہیں کیا۔ اگر میں نے کبھی کسی کو سوئی چبھائی تو مجھے اس کا جواب بھالے سے ملا۔ مجھ پہ چا قو چلائے گئے۔ ـــــ بم چھوڑے گئے ـــــ انھوں نے میری ہڈیوں تک کو پیس ڈالا ہے۔

بوڑھی عورت۔ میری ہڈیاں ـــــ ہڈیاں ـــــ ہڈیاں۔

بوڑھا مرد۔ میری جڑیں کھود دی گئیں۔ مجھے لوٹ لیا گیا۔ مجھے قتل کیا گیا۔ میں نے ہر طرف سے ناانصافیوں کو سمیٹا ہے۔ میں ہمیشہ حادثوں کا شکار ہوا ہوں۔

بوڑھی عورت۔ بجلی گری ہے ـــــ حادثوں کا شکار ہوا ہوں۔ شکار۔

بوڑھا مرد۔ ان مصیبتوں کو بھلانے کے لئے حضور والا میں نے کھیل کود میں حصہ لینے کی کوشش کی، یا پہاڑ پر چڑھنا چاہا تو مجھے ٹانگ پکڑ کر کھینچ لیا گیا اور میں لڑکھڑا گیا ـــــ اگر کبھی میں نے کسی زینے پر چڑھنا چاہا تو اس زینے کو گلا دیا گیا۔ اور میں گر پڑا۔ اگر میں نے سیر و سیاحت کی کوشش کی تو مجھے پاسپورٹ دینے سے انکار کر دیا گیا۔ اگر میں نے کوئی دریا پار کرنا چاہا تو اس کا پل جلا دیا گیا۔

بوڑھی عورت۔ پل جلا دیا گیا۔

بوڑھا مرد۔ جب میں نے پرنیز کو پار کرنا چاہا تو وہ میری نظروں کے سامنے سے غائب ہوگئی۔

بوڑھی عورت۔ غائب ہوگئی ـــــ غائب ہوگئی ـــــ حضور والا یہ بھی اور بہت سے لوگوں کی طرح بڑے ایڈیٹر ـــــ بڑے اداکار یا بڑے ڈاکٹر بن سکتے تھے ـــــ حضور اعلیٰ یہ بھی سب سے بڑے بادشاہ بن سکتے تھے۔

بوڑھا مرد۔ اس کے علاوہ کسی نے میرے ساتھ مروت نہیں کی ـــــ کسی نے مجھے دعوت نہیں دی ـــــ لیکن پھر بھی ـــــ میری بات سنئے ـــــ آج میں آپ سے صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ صرف میں ہی نسل انسانی کو تباہی سے بچا سکتا تھا۔ اور یہ آپ بھی جانتے ہیں ـــــ میں کم سے کم میں ان برائیوں سے تو بچا سکتا تھا جس میں وہ پچیس ہزار سال سے گھری ہوئی ہے ـــــ اگر مجھے نسل انسانی تک اپنا پیغام پہنچانے کا موقع ملتا۔ میں اب بھی ناامید نہیں ہوں ـــــ ابھی پانی سر سے نہیں گزرا ـــــ میں نے اس کا ایک خاکہ تیار کیا ہے ـــــ

افسوس مجھے اپنے خیالات کے اظہار میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔

بوڑھی عورت۔ بہت جلد مقرر یہاں پہنچ جائے گا۔ اور وہ تمہاری طرف سے تقریر کرے گا۔ شہنشاہ عالم موجود ہیں۔ تمہاری ہر بات غور سے سنی جائے گی — تمہارے لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں — پانسہ تمہارے ہاتھ میں ہے — ہر چیز بدل چکی ہے — ہر چیز بدل چکی ہے۔

بوڑھا مرد۔ امید ہے کہ حضور عالی مجھے معاف کریں گے — مجھے معلوم ہے کہ آپ کے کندھوں پر دوسری ذمہ داریوں کا بار بھی ہے — میری تحقیر ہوئی ہے — خواتین وحضرات ذرا سامنے سے ہٹئے — آپ نے حضور اعلےٰ کی ناک کو میری نظروں سے بالکل چھپالیا ہے۔ میں شاہی تاج کے ہیروں کی چمک دمک دیکھنا چاہتا ہوں۔ آج حضور اعلیٰ نے میرے غریب خانے پر آنے کی زحمت کی ہے — اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے میری بدنصیبیوں پر رحم کھایا ہے — اس سے بڑا انعام مجھے اور کیا مل سکتا تھا — حضور اعلیٰ اگرچہ جسمانی طور پر میں اپنے آپ کو اونچا اٹھا رہا ہوں لیکن یہ غرور کا اظہار نہیں۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ میں آپ کے وجود کو اپنی نظروں میں سمالینا چاہتا ہوں — اخلاقی طور پر میں اپنے وجود کو آپ کے گھٹنوں پر نثار کر رہا ہوں۔

بوڑھی عورت۔ آپ کے گھٹنوں پر حضور والا — آپ کے قدموں پر — آپ کے پوروں پر۔

بوڑھا مرد۔ میں کھبلی کا شکار رہا۔ میرے آقا نے مجھے صرف اس لئے نوکری سے نکال دیا کہ میں نے اس کے دودھ پیتے بچے کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ اس کے گھوڑے کو سلام نہیں کیا — مجھے ہر طرف سے دھکے ملے ہیں۔ — لیکن حضور اب اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی — کیونکہ — کیونکہ — حضور — جناب — حضور دیکھیے، میں یہاں ہوں — یہاں ہوں —

بوڑھی عورت۔ یہاں ہوں — یہاں — یہاں — یہاں۔

بوڑھا مرد ۔ کیونکہ حضور والا یہاں ہیں ــــ کیونکہ حضور میرے پیغام پر غور فرمائیں
گے ــــ لیکن اب مقرر کو آنا چاہیے ۔ شہنشاہ عالم کو انتظار کی زحمت
اٹھانی پڑ رہی ہے ۔
بوڑھی عورت ۔ حضور مقرر کو معاف کریں ۔ بس وہ اب آتے ہی ہوں گے ، ابھی ایک منٹ
میں یہاں پہنچ جائیں گے ۔ ابھی ان لوگوں نے ہمیں ٹیلیفون پر یہاں بتایا ہے ۔
بوڑھا مرد ۔ حضور بہت مہربان ہیں ۔ حضور سب کچھ سنے بغیر رخصت نہیں ہو سکتے ۔
بوڑھی عورت ۔ بغیر سنے رخصت نہیں ہو سکتے ۔
بوڑھا مرد ۔ مقرر میری جگہ تقریر کریں گے ــــ کیونکہ میں ــــ میں ــــ مجھ میں یہ صلاحیت
نہیں ہے ۔ ان کے پاس سب ضروری کاغذات ، سب مسودے موجود ہیں ۔
بوڑھی عورت ۔ سب کاغذات ــــ سب مسودے ۔
بوڑھا مرد ۔ جناب عالی ذرا صبر سے کام لیں ــــ میں آپ سے التجا کرتا ہوں ــــ مقرر
آتے ہی ہوں گے ۔
بوڑھی عورت ۔ وہ ایک منٹ میں آجائیں گے ۔
بوڑھا آدمی ۔ (تاکہ شہنشاہ انتظار میں بے صبر نہ ہوں) حضور عالی میری کہانی سنیئے ۔
بہت عرصہ ہوا مجھ پر ایک انکشاف ہوا ۔ اس وقت میری عمر چالیس سال
کی تھی ۔ شام ہونے سے پہلے میں ایک معمول کے مطابق اپنے باپ کی
گود میں بیٹھا ہوا تھا ۔ میری مونچھیں ان کی مونچھوں سے زیادہ لمبی اور
نوکیلی تھیں ۔ اور میرے سینے پر زیادہ گھنے بال تھے ۔ میرے بال سفید
ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ لیکن ان کے بال ابھی تک بھورے تھے ۔ کھانے
کی میز پر کچھ مہمان بھی موجود تھے ۔ انھوں نے ہنسنا شروع کیا ــــ اور
ہنستے رہے ۔
بوڑھی عورت ۔ ہنستے رہے ــــ ہنستے رہے ۔
بوڑھا مرد ۔ میں نے ان سے کہا میں مذاق نہیں کر رہا ۔ میں واقعی اپنے ابا کو بہت
چاہتا ہوں ۔ ان میں سے کسی نے کہا " آدھی رات کا وقت ہے ۔ دس تک
ایک بچے کے لئے جاگنا مناسب نہیں ــــ اگر تم اب تک بچے ہو تو فوراً

جا کر اپنے بستر پر سو رہو۔ مجھے اس وقت بھی ان کی بات کا یقین نہ آتا اگر وہ مجھے ایک بڑے آدمی کی طرح مخاطب نہ کرتے۔

بوڑھی عورت۔ بڑے آدمی کی طرح۔

بوڑھا مرد۔ بلکہ ایک بچے کی طرح مخاطب کرتے۔

بوڑھی عورت۔ بچے کی طرح۔

بوڑھا مرد۔ پھر بھی میں نے اپنے دل میں سوچا، کیونکہ میری شادی نہیں ہوئی۔ اس لیے میں ابھی بچہ ہوں۔ میرے بڑے ہو جانے کے ثبوت میں انھوں نے فوراً میری شادی کر دی — خوش قسمتی سے میری بیوی نے میرے ماں اور باپ دونوں کی جگہ لے لی ہے۔

بوڑھی عورت۔ مقرر آنے والے ہوں گے جناب عالی۔

بوڑھا مرد۔ مقرر ضرور آئیں گے۔

بوڑھی عورت۔ وہ ضرور آئیں گے۔

بوڑھا مرد۔ وہ ضرور آئیں گے۔

بوڑھی عورت۔ ضرور آئیں گے۔

بوڑھا مرد۔ ضرور آئیں گے۔

بوڑھی عورت۔ ضرور آئیں گے۔

بوڑھا مرد۔ وہ ضرور آئیں گے — ضرور آئیں گے۔

بوڑھی عورت۔ وہ ضرور آئیں گے — ضرور آئیں گے۔

بوڑھا مرد۔ ضرور آئیں گے۔

بوڑھی عورت۔ وہ آرہے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ وہ آرہے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ وہ آرہے ہیں۔ وہ آگئے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ وہ آرہے ہیں۔ وہ آگئے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ وہ آرہے ہیں۔ وہ آگئے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ وہ آگئے ہیں۔

بوڑھی عورت۔ وہ یہی ہیں۔

(مکمل خاموشی۔ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت نمبر ۵ دروازے کی طرف دیکھتے ہیں اور تقریباً ۳۰ سکنڈ تک تکتے رہتے ہیں۔ بہت آہستہ آہستہ یہ دروازہ کھلتا ہے، اور مقرر آہستہ آہستہ خاموشی سے اندر داخل ہوتا ہے۔ وہ سچ مچ کا آدمی ہے۔ اور انداز سے انیسویں صدی کا شاعر یا مصور معلوم ہوتا ہے۔ وہ سر پر ایک بڑا فلٹ ہیٹ لگائے ہے اور اس کے گلے میں بوٹائی ذرا ڈھیلی بندھی ہوئی ہے۔ وہ فن کاروں کے انداز کا قمیص پہنے ہے اور اس کی مونچھیں اور چھوٹی سی داڑھی بھی اسی انداز کی ہے۔ اس کی صورت دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ اس کی تقریری صلاحیتیں غیر معمولی ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ برخود غلط ہے)

ڈرامے کے دوران بن دیکھے مہمان معلوم ہوتا ہے کہ واقعی اسٹیج پر موجود ہیں. لیکن مقرر کے جو موجود ہے غیر حقیقی ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ وہ دیوار کے قریب چلتا ہوا آہستہ آہستہ دائیں طرف جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسٹیج پر ہلکے ہلکے پھسل رہا ہے۔ اس طرح وہ اسٹیج کے پچھلے درمیانی حصے میں پہنچ جاتا ہے، درمیانی دروازے کے سامنے۔ وہ بالکل دائیں بائیں نہیں دیکھتا. اور جب وہ بوڑھی عورت کے قریب سے گزرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جب بوڑھی عورت خود کو اس کی موجودگی کا یقین دلانے کے لئے اس کا بازو چھوتی ہے اس وقت بھی وہ اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ یہ جملہ "وہ یہی ہیں" وہ اسی وقت کہتی ہے۔ جب اس کے بازو کو چھوتی ہے۔)

بوڑھا آدمی۔ وہ یہی ہیں۔

بوڑھی عورت۔ (اپنی نظروں سے مقرر کا تعاقب کرتے ہوئے) یہ واقعی مقرر ہی ہیں سچ مچ کے مقرر۔ گوشت پوست کے انسان۔

بوڑھا مرد۔ (اپنی نظروں سے مقرر کا تعاقب کرتے ہوئے) یہ واقعی مقرر ہی ہیں۔ گوشت پوست کے انسان — یہ کوئی خواب نہیں ہے۔

بوڑھی عورت۔ میں نہ کہتی تھی؟ ــــ یہ خواب نہیں ہے۔
(بوڑھا اپنے ہاتھ باندھ کر نظریں اوپر اٹھاتا ہے۔ اس کے چہرے سے گہرے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ مقرر اسٹیج کے درمیانی حصہ میں پہنچ کر سر سے ہیٹ اتارتا ہے اور سر جھکا کر بن دیکھے شہنشاہ کو سلام کرتا ہے۔ لیکن اس کی حرکات وسکنات میں ایک قسم کا مشینی انداز ہے۔ اسی لمحے بوڑھا کہتا ہے۔)
بوڑھا آدمی۔ شہنشاہ عالم مقرر کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔
بوڑھی عورت۔ یہ وہی ہیں۔
(مقرر سر پر ہیٹ رکھتا ہے اور ڈائس پر چڑھتا ہے۔ جہاں سے وہ مجمع پر طائرانہ نظر ڈالتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک سنجیدہ انداز اختیار کر لیتا ہے اور بت کی طرح ساکت کھڑا ہو جاتا ہے۔)
بوڑھا مرد۔ آپ لوگ ان سے آٹو گراف لے سکتے ہیں۔
(مقرر ایک مشینی انداز سے ہر طرف سے بن دیکھی آٹو گراف بکس لیتا جاتا ہے اور ان پر دستخط کرنے کے بعد واپس کرتا جاتا ہے۔ بوڑھا اس دوران پھر ہاتھ باندھ کر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتا ہے اور گہرے جذبات کے ساتھ کہتا ہے)
بوڑھا مرد۔ آج میری تمام امیدیں پوری ہو گئیں۔ اس زندگی میں اس سے بڑی خوشی کا تصور بھی ممکن نہیں۔
بوڑھی عورت۔ اس سے بڑی خوشی کا تصور بھی ممکن نہیں۔
بوڑھا مرد۔ (بن دیکھے مجمع سے) اور اب میں شہنشاہ عالم کی اجازت سے آپ سب لوگوں کو مخاطب کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ــــ خواتین۔ حضرات ــــ نوجوان خواتین ــــ چھوٹے بچوں، عزیز ساتھیوں، عزیز ہم وطنو۔ جناب صدر ــــ میدان جنگ کے ساتھیو۔
بوڑھی عورت۔ اور چھوٹے بچوں ــــ بچوں ــــ چوں۔
بوڑھا مرد۔ میں آپ سے مخاطب ہوں اور عمر، جنس، پیشے، عہدے اور مقام کی تفریق کئے بغیر میں آپ سب کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بوڑھی عورت۔ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔

بوڑھا مرد۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خلوص دل سے مقرر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ آپ اتنی بڑی تعداد میں یہاں تشریف لائے ۔۔۔ خاموشی ۔۔۔ حضرات ۔

بوڑھی عورت۔ خاموشی حضرات ۔

بوڑھا مرد۔ میں ان سب لوگوں کا شکر گزار ہوں جن کی مدد کے بغیر یہ جلسہ ہونا ناممکن تھا۔ سب کارکنوں کا ۔

بوڑھی عورت۔ زندہ باد ۔

(اس دوران میں مقرر ڈائس پر کھڑا ہے اور سنجیدہ ہے صرف اس کے ہاتھ حرکت کر رہے ہیں جن سے وہ مشین کی طرح بن دیکھی آٹو گراف بکس پر دستخط کر رہا ہے ۔)

بوڑھا مرد۔ میں مالک مکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ، اور معمار کا اور ان مزدوروں کا جنھوں نے یہ دیواریں بنائیں ۔

بوڑھی عورت۔ دیواریں بنائیں ۔

بوڑھا مرد۔ اور ان سب کا بھی جنھوں نے بنیادیں کھودیں ۔۔۔ خاموشی خواتین اور حضرات !

بوڑھی عورت۔ تین اور حضرات !

بوڑھا مرد ۔ اور آخر میں میں بڑے خلوص دل سے اب سب کاریگروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے یہ سب کرسیاں بنائیں جن پر آپ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور اس عظیم کاریگر کا ۔

بوڑھا مرد۔ جس نے وہ آرام کرسی بنائی جس میں حضور اعلیٰ نرمی سے دھنس گئے ہیں لیکن اس کے باوجود جناب کے مردانہ وقار میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا ۔ ۔۔۔ اور سب کاریگروں کا ۔ مشین اور بجلی کا کام کرنے والوں کا ۔

بوڑھی عورت ۔ بجلی ۔۔۔ جلی

بوڑھا مرد ۔ کاغذ بنانے اور چھاپنے والوں کا ۔ پروف پڑھنے والوں کا اور ایڈیٹروں کا جن کی بدولت ہمارے پروگرام اتنے اچھے اور خوبصورت چھپے ہیں ۔ انسانی

اتحاد کا شکریہ ۔ اور ملک اور حکومت کا شکریہ جس کی باگ ڈور حضور عالی
کے ہاتھ میں ہے اور جس کی کشتی کو حضور ایک ماہر ملاح کی طرح کھے رہے ہیں
اور انتظام کرنے والی ۔

بوڑھی عورت ۔ انتظام کرنے والی ۔

بوڑھا مرد ۔ نان خطائیاں اور پروگرام بھیجنے والی ۔

بوڑھی عورت ۔ پروگرام ـــ گرام

بوڑھا مرد ۔ میری بیوی ـــ میری ساتھی ـــ سمیرامس کا شکریہ ۔

بوڑھی عورت ۔ وی ـــ تھی ـــ مس ـــ (اپنے آپ سے)
آہ میری جان تم کبھی میری تعریف سے نہیں چوکتے ۔

بوڑھا مرد ۔ ان سب لوگوں کا شکریہ جنھوں نے مجھے قیمتی اور مفید مشورے دیئے ۔
یا جنھوں نے مالی یا اخلاقی طور پر میری مدد کی اور سب سے زیادہ ہمارے
عزیز اور محترم حضور عالی شہنشاہ عالم کا شکریہ ۔

بوڑھی عورت ۔ حضور عالی ـــ شہنشاہ عالم

بوڑھا مرد ۔ (اس وقت مکمل خاموشی ہے) ذرا خاموشی ـــ شہنشاہ عالم ۔

بوڑھی عورت ۔ شاہ عالم ۔

بوڑھا مرد ۔ شہنشاہ عالم ۔ مجھے اور میری بیوی کو اب کسی چیز کی تمنا نہیں ـــ یہ
ہماری آرزوؤں کی معراج ہے اور اس عظیم لمحے میں ہم خوشی سے اس دنیا سے رخصت
ہو سکتے ہیں ۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ جس نے ہمیں اتنی طویل اور پرسکون
زندگی عطا کی ۔ میری زندگی کا ساغر بھر چکا ہے اور اب چھلک رہا ہے ۔ میرا
مقصد حیات پورا ہو چکا ہے ۔ میری حیات رائیگاں نہیں گئی کیونکہ میرا
پیغام دنیا تک پہنچ جائے گا ۔ (مقرر کی طرف دیکھتا ہے جو کسی اور
طرف دیکھ رہا ہے ۔ اس وقت مقرر آٹو گراف بکس پر دستخط کرنے سے
ہاتھ کے اشارے سے انکار کر دیتا ہے) تمام دنیا تک یا کم سے کم ان لوگوں
تک جواب اس دنیا میں باقی رہ گئے ہیں ـــ آپ سب تک خواتین و
حضرات (ہاتھ سے ان دیکھے مجمع کی طرف ایک نمایاں اور پرجوش اشارہ

کرتا ہے) جس کے علاوہ اب اس دنیا میں کوئی باقی نہیں ہے — لیکن اس
قسم کی باقیات سے کم سے کم ایک مزید ارسالن تو تیار کیا ہی جا سکتا ہے۔
— مقرر — عزیز دوست (مقرر کسی اور طرف دیکھتا ہے) — یہ سچ
ہے کہ ایک مدت تک میں نے گمنامی کی زندگی گزاری — میرے ہم عصروں
نے میری قدر نہیں کی — لیکن یہ سب اس لئے ہوا کہ یہی میرا مقدر تھا۔
(بوڑھی عورت روتی ہے) لیکن اب اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ کیونکہ
اے میرے عزیز دوست اور مقرر کیونکہ میری روشنی طبع سے آیندہ نسلوں
کے ذہنوں کو منور کرنے کا فرض اب تمہارے سپرد ہے اس طرح تم تمام
دنیا کو میرے فلسفے سے روشناس کرا سکوگے۔ عزیز دوست میری خواہش
ہے کہ تم میری ذاتی زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی بات تک ہر ایک کو بتا دو۔
ان میں سے کچھ باتیں مضحکہ خیز ہیں کچھ غم انگیز ہیں اور کچھ دلوں کو گرمانے والی
ہیں۔ تم میری ہر بات بتا دینا۔ میری پسند ناپسند۔ میری دلچسپ عیاشیاں
اور میری ساتھی۔ میری بیوی کا بھی ضرور ذکر کرنا (بوڑھی عورت اور
زیادہ بلند آواز سے روتی ہے) اور یہ بھی بتانا کہ وہ ٹرکش کیک کتنی اچھی
طرح بناتی تھی اور خرگوش کا سالن کس طرح تیار کرتی تھی — اور میرے
وطن بیری کا ذکر بھی ضرور کرنا — اے میرے عزیز دوست —
اے عظیم مقرر مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے، جہاں تک میرا اور میری بیوی کا
سوال ہے ہمارے لئے صرف ایک کام باقی ہے وہ یہ کہ ہم خاموشی سے
اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ اور اس طرح وہ عظیم قربانی دیں جس کا کسی نے
ہم سے پہلے سے مطالبہ نہیں کیا لیکن جو بہرحال ہمیں دینا ہی ہے۔

بوڑھی عورت۔ — ہاں — ہاں — اور ہم معراج کے اس لمحے میں دنیا سے رخصت ہو
جائیں — اور ہم مر کر امر ہو جائیں اور ایک روایتی کہانی بن جائیں —
کم سے کم ہمارے نام پر کسی سڑک کا نام تو رکھ ہی دیا جائے گا۔

بوڑھا مرد۔ اے میری وفادار ساتھی جس نے تقریباً ایک صدی تک مجھ پر یقین رکھا
اور بھروسہ کیا۔ جس نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔

افسوس کہ اس عظیم لمحے میں ہجوم نے کس بیدردی سے ہمیں ایک دوسرے
سے جدا کر دیا ہے۔
سب سے زیادہ تھی یہی میری تمنا جانِ من۔
ایک ہی لمحے میں ہم دونوں مریں۔
اور ہمارے جسم۔
بوڑھی ہڈیاں۔
ایک ہی گوشے میں ہوں زیرِ زمیں
اور گل کر ایک ہو جائے
ہمارا گوشت
رل مل جائیں بوڑھی ہڈیاں
بوڑھی عورت۔ اور گل کر ایک ہو جائے ہمارا گوشت
رل مل جائیں بوڑھی ہڈیاں
بوڑھا مرد۔ افسوس ــــ صد افسوس
بوڑھی عورت۔ افسوس ــــ صد افسوس
بوڑھا مرد۔ ہماری لاشیں ایک دوسرے سے بہت دور گریں گی۔ اور ہمارے جسم
سمندر کی تنہائیوں میں گل سڑ جائیں گے ــــ لیکن ہم پر زیادہ ترس
نہ کھائیے۔
بوڑھی عورت۔ جو ہوتا ہے وہی ہو گا۔
بوڑھا مرد۔ لیکن ہم فراموش نہیں کئے جائیں گے۔ ابدی شہنشاہ ہمیں ہمیشہ
ہمیشہ یاد رکھے گا۔
بوڑھی عورت۔ ہمیشہ ــــ ہمیشہ
بوڑھا مرد۔ ہم اپنے کچھ نشانات چھوڑ جائیں گے۔ کیونکہ ہم شہر نہیں انسان ہیں۔
دونوں ساتھ۔ ہمارے نام پر کسی سڑک کا نام رکھ دیا جائے گا۔
بوڑھا مرد۔ اگرچہ ہمارے جسم ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ لیکن آؤ ہم ایک
ہی لمحے میں ابدیت کی آغوش میں سو جائیں (مقرر سے جو ساکت و جامد

کھڑا ہے) آخری بار یہ فرض تمہارے سپرد کر رہا ہوں اور مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے تمہیں سب کچھ بتانا ہے اور میرا پیغام تمام دنیا کو سنانا ہے (شہنشاہ سے) حضور کی اجازت سے میں اب رخصت چاہتا ہوں ـــ عزیز دوستو ـــ خدا حافظ ـــ سیرامس خدا حافظ۔

بوڑھی عورت۔ عزیز دوستو خدا حافظ ـــ جان من خدا حافظ۔

بوڑھا آدمی۔ شہنشاہ عالم زندہ باد

بوڑھی عورت۔ شہنشاہ عالم زندہ باد

(دونوں کاغذ کے چمکدار پھول اور جھنڈیاں بن دیکھے شہنشاہ کی طرف پھینکتے ہیں۔ اس وقت ہمیں بینڈ کی آواز آتی ہے اور آتش بازی کی قسم کی تیز روشنی نظر آتی ہے۔ مقرر اور بن دیکھے مجمع پر بھی وہ دونوں چمک دار پھول وغیرہ پھینکتے ہیں۔

بوڑھا مرد۔ شہنشاہ عالم زندہ باد

بوڑھی عورت۔ شہنشاہ عالم زندہ باد

(بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت اپنی اپنی طرف کی کھڑکیوں سے نیچے کود جاتے ہیں۔ ان کے پانی میں گرنے کی آواز آتی ہے۔ پھر ایک لمحہ مکمل خاموشی رہتی ہے۔ روشنی اب آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے۔ مقرر اب حاضرین سے مخاطب ہوتا ہے ـــ لیکن اس کے منہ سے صرف بے معنی آوازیں نکلتی ہیں۔ وہ اشارے سے حاضرین کو بتاتا ہے کہ وہ گونگا اور بہرا ہے۔ وہ اور کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بن دیکھے حاضرین نہیں سمجھتے۔ مقرر مایوس ہو کر چاروں طرف دیکھتا ہے۔ پھر جیسے یکایک اس کے ذہن میں کوئی خیال آتا ہے۔ وہ ایک چاک لے کر بلیک بورڈ پر لکھتا ہے۔ وہ تحریر کچھ اس قسم کی ہے "لا ـــ با ـــ تا ـــ شن ـــ قن وغیرہ" اس کے بعد مقرر چاروں طرف دیکھتا ہے۔ اس کے انداز سے مایوسی کا اظہار ہوتا ہے پھر وہ اس تحریر کو مٹا کر ایک اور تحریر لکھتا ہے اور وہ کچھ اس طرح ہے "آس ـــ ما آ ـــ خدا ـــ لا ـــ با ـــ لبس" اب وہ بڑے اطمینان سے

حاضرین کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ڈائس سے اترتا ہے۔ شہنشاہ کی کرسی کے سامنے جھکتا ہے اور صدر دروازے سے باہر جاتا ہے ـــــ ایک لمحہ مکمل خاموشی رہتی ہے اور پھر بن دیکھے مجمع سے شور ـــــ ہوٹنگ اور تمسخر آمیز ہنسی کی آوازیں آتی ہیں ـــــ یہ سلسلہ چند لمحے چلتا ہے اور پھر پردہ گرتا ہے۔)

بادشاہ سلامت خدا حافظ !

یوجین ایونیسکو

ترجمہ اور تعارف

زاہدہ زیدی

تعارف

یوجین ایونیسکو "بادشاہ سلامت خدا حافظ"

یوجین ایونیسکو کے شاہکار ڈرامے "کرسیاں" کے تعارف کے سلسلے میں ایونیسکو کے فنی نظریے اور ڈرامہ نگاری کی کچھ اہم خصوصیات پر روشنی ڈالی جا چکی ہے اور ان کے مخصوص موضوعات اور ڈرامائی اسلوب کی طرف بھی اشارہ کیا جا چکا ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کرسیاں نہ صرف ایونیسکو کی ڈرامہ نگاری کے ابتدائی دور کا نقطۂ عروج ہے بلکہ دوسرے دور کے فنی رویوں کے سمت بھی ایک اہم جست ہے۔

"بادشاہ سلامت خدا حافظ" (Exit the King) کا تعلق ایونیسکو کی ڈرامہ نگاری کے دوسرے دور سے ہے اور موضوعات اور ڈرامائی اسلوب دونوں اعتبار سے اس دور کے ڈرامے پہلے دور کے ڈراموں سے کسی حد تک مختلف ہیں۔ ابتدائی دور کے ڈراموں میں متوسط طبقے کی کھوکھلی اقدار، میکانیکی تصورات، زبان کا انحطاط ترسیل کے مسائل اور منطق کی شکست جیسے موضوعات کو کلیدی اہمیت حاصل ہے جبکہ دوسرے دور کے ڈراموں میں انسان کے وجودی تجربے اور حیات و کائنات کے وسیع تر مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ڈرامائی طریقہ کار کے نقطۂ نظر سے پہلے دور کے ڈراموں میں زیادہ شدت اور بے ساختگی ہے اور ڈرامے کی کلاسیکی روایت سے مکمل انحراف اور زبان کی توڑ پھوڑ کا رجحان کہیں کہیں بے راہ روی کا تاثر بھی پیدا کرتا ہے۔ اور محدود منطق تصورات پر بھرپور طنز اکثر ان ڈراموں کو لایعنویت کی سرحد پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اس کے برعکس

دوسرے دور کے ڈراموں میں فنی ضبط و توازن پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور کلاسیکی رنگ غالب ہے۔

ایک اور نمایاں فرق جو ہمیں ان دو ادوار کے ڈراموں میں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے دور کے بیشتر ڈرامے مختصر ہیں اور ایک ایکٹ پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے دور کے زیادہ تر ڈرامے کافی طویل ہیں۔ اور ان میں سے اکثر تین ایکٹ پر مشتمل ہیں۔ ان دونوں ادوار کی درمیانی کڑی میرے خیال میں اونیسکو کا ایک دلچسپ، لیکن کسی حد تک ناکام ڈرامہ آمدی" (Amadée) ہے۔ یہ تین ایکٹوں پر مشتمل ایک طویل ڈرامہ ہے اور اس میں وجودی تجربات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن یہاں اونیسکو اپنے وژن کو فن کے قالب میں ڈھالنے میں کسی قدر ناکام رہے ہیں اور شدت، بے ساختگی، بھرپور انفرادیت اور چونکا دینے والی امیجری کے باوجود یہ ڈرامہ اختتام تک پہنچتے پہنچتے کسی قدر بکھراؤ اور بے راہ روی کا شکار ہو گیا ہے۔

دوسرے دور کے کامیاب ڈراموں میں "گینڈے" "قاتل" "بادشاہ سلامت"، "خدا حافظ" اور "ہوا میں چہل قدمی" خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان سب ڈراموں کی ایک مشترک خصوصیت ان کا ایک مرکزی کردار "برنجر" (Berenger) بھی ہے جو کہیں ایک عام انسان، کہیں عاشق، کہیں فنکار اور کہیں ایک بادشاہ کے روپ میں ہمارے سامنے آتا ہے۔

ان سب ڈراموں میں سب سے زیادہ شہرت یافتہ اور ہردلعزیز ڈرامہ "گینڈے" (Rhinoceroses) ہے جو ہمیں ایک ایسی عجیب و غریب صورت حال سے دوچار کرتا ہے جس میں گینڈا بخار" ایک وبا کی صورت میں پھیل رہا ہے۔ پہلے اس ڈرامے کا مرکزی کردار برنجر ایک گینڈے کو شاہراہ عام پر سے گزرتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر اس کے دوست بتاتے ہیں کہ اور بھی کئی گینڈے شہر کے مختلف حصوں میں دیکھے گئے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ ایک بڑی تعداد میں لوگ بڑے ذوق و شوق سے گینڈے کی شکل اختیار کرنا شروع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شہر میں ہر طرف گینڈے ہی گینڈے ہی گینڈے نظر آتے ہیں۔ برنجر کے دوست احباب بھی اس نئے فیشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور آخر کار جب اس کی محبوبہ بھی "گینڈیت" کے سیلاب میں بہنا چاہتی ہے تو برنجر گینڈوں کی اس دنیا میں خود کو تنہا پاتا ہے۔

لیکن پھر بھی وہ انسانیت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا اعلان کرتا ہے۔

جس وقت یہ ڈرامہ منظرِ عام پر آیا اس وقت تک دوسری جنگِ عظیم کے ہولناک واقعات اور فاشسٹ نظام کی انسانیت سوز تباہ کاریاں یورپین اقوام کے ذہنوں میں محفوظ تھیں اور عام طور پر یہ محسوس کیا گیا کہ اس عجیب و غریب "فکشن" کے پردے میں ایونیسکو نے فاشسٹ نقطۂ نظر اور رویوں کی ڈرامائی پیشکش کی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی کڑی تنقید بھی کی ہے اور کسی حد تک یہی اس ڈرامے کی ہردل عزیزی کا راز بھی تھا۔ لیکن یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ایونیسکو نے کہیں کہیں کمیونزم پر بھی چھینٹے اچھال دیئے ہیں۔ اور برنجر کی محدود انفرادیت کو بھی طنز و مزاح کا نشانہ بنایا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ یہ ڈرامہ بھیڑچال اور مطابقت (Conformism) کے فلسفے کی ڈرامائی تجسیم ہے۔ جس کا زہر عصرِ حاضر میں کم و بیش ہر نظام میں سرایت کر چکا ہے اور جس نے انسان کی ذہنی اور تخلیقی صلاحیتوں کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ گو کہ اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ فاشزم کے غیر انسانی رویوں کی تنقید بھی اس ڈرامے کا ایک اہم پہلو ہے۔

اس دور کے ڈراموں میں "قاتل" بھی ایک بہت کامیاب اور دردناک ڈرامہ ہے۔ اس کا مرکزی خیال "موت" ہے جو انسان کے مقدر کا ایک اٹوٹ حصّہ ہے ابتدائی منظر میں ڈرامے کا مرکزی کردار برنجر ایک "معمارِ اعظم" کی رہبری میں اس کے تعمیر کردہ شہر "جنت نظیر" کی سیر کر رہا ہے جو نہ صرف فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہے بلکہ آرام و آسائش کا گہوارہ بھی ہے۔ شہر کا موسم خوشگوار ہے اور وہ گرد و غبار اور بادوباراں سے پوری طرح محفوظ ہے لیکن برنجر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ شہر کی سڑکوں پر مکمل سنّاٹا ہے اور کوئی ذی روح نظر نہیں آتا۔ برنجر کو محوِ حیرت دیکھ کر معمارِ اعظم اسے بتاتا ہے کہ شہر میں ایک قاتل مصروفِ کار ہے جو ایک کپتان کی تصویر دکھا کر لوگوں کو رجھاتا ہے اور آخر میں انھیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ یہ سن کر برنجر پولیس کو اطلاع دینے کا منصوبہ بناتا ہے تاکہ عام لوگوں کو اس ظلم سے نجات دلا سکے۔ لیکن ہر ممکن کوشش کے بعد آخر میں خود اس قاتل کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اس ڈرامے کا آخری منظر جس میں برنجر ایک طویل تقریر کے دوران قاتل کو سائنس، جمہوریت، عقل پرستی، انسان دوستی اور مذہب وغیرہ کا واسطہ دے کر اسے اس کے تباہ کار

منصوبوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور قاتل جو ایک مضحکہ خیز بونا ہے ہر بات پر صرف قہقہہ لگاتا ہے ایک بہت ہی پر اثر اور فکر انگیز منظر ہے جس میں ایک المناک طنز پوشیدہ ہے۔

جو اس حقیقت کا اشاریہ ہے کہ اپنی تمام تر سائنٹفک اور مادی ترقی اور تسخیر فطرت کے باوجود انسان موت کے ہاتھ میں ایک ادنیٰ کھلونا ہے اور جس کی تہ داری اور ناقابل تردید سچائی اس ڈرامے کو ایک اعلیٰ سطح پر لے جاتی ہے۔

"قاتل" کی طرح "بادشاہ سلامت خدا حافظ" کا بنیادی موضوع بھی موت ہی پر مرکوز ہے۔ لیکن ڈرامائی اسلوب فورم، ٹیکنیک اور علامتی منظر نامے کے اعتبار سے یہ "قاتل" سے کافی مختلف ہے۔ یہ ایک طویل ایکٹ پر مشتمل ہے۔ اور اس کا مرکزی کردار جو یہاں بھی برنجر ہی ہے ایک بادشاہ کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتا ہے جسے اپنی حکومت اور اقتدار سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بادشاہ ایک عام انسان کا استعارہ ہے جو موت کی حقیقت سے دوچار ہے۔ بادشاہ کی سلطنت تیزی سے تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ عوام ختم ہو رہے ہیں۔ افسر بھاگ رہے ہیں۔ فوج تتر بتر ہو چکی ہے۔ مویشی مر رہے ہیں۔ بچے غیر فطری اور غبی پیدا ہو رہے ہیں۔ ندیاں سمٹ کر زمین کے غاروں میں غائب ہو رہی ہیں۔ اور سلطنت سکڑتے سکڑتے تقریباً معدوم ہو چکی ہے۔ ساتھ ہی شاہی محل میں ہر طرف جالے لٹک رہے ہیں۔ چوہے کود رہے ہیں۔ دیواریں چٹخ رہی ہیں۔ کھڑکیاں اور دروازے غائب ہو رہے ہیں۔ اور نظام فطرت درہم برہم ہو رہا ہے۔ خود بادشاہ کی گرفت ہر چیز پر ڈھیلی ہو رہی ہے۔ کوئی اس کا حکم ماننے کو تیار نہیں۔ بادشاہ کی جسمانی حالت بھی تیزی سے ابتر ہو رہی ہے۔ لیکن وہ کسی قیمت پر بھی یہ ماننے کو بھی تیار نہیں کہ وہ موت کے دروازے پر کھڑا ہے اور یہ سب باتیں بڑے مضحکہ خیز انداز میں پیش کی گئی ہیں۔

ڈرامے کا پس منظر "ایوان شاہی" ایک بوسیدہ کمرہ ہے اور اس کے دوسرے کردار بادشاہ کی بڑی اور چھوٹی بیویاں "ملکہ مارگریٹ" اور "ملکہ ماری" خادمہ "جولیٹ" ڈاکٹر جو غیب داں اور جلاد بھی ہے اور دربان" ہیں۔ ڈاکٹر سائنٹفک طریقے سے (جو خاصا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے) اور ملکہ مارگریٹ وجودی انداز اور فلسفیانہ طریقے

بادشاہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بہت جلد اسے موت سے ہمکنار ہونا ہے اور اسے ذہنی طور پر موت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ لیکن بادشاہ کا کہنا ہے کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے اور کیونکہ وہ بادشاہ ہے اس لئے اپنی موت کا فیصلہ وہ خود کر سکتا ہے۔ بادشاہ کی چھوٹی بیوی ملکہ ماری کا رویہ بھی بے حد جذباتی اور فراری قسم کا ہے۔ وہ بار بار بادشاہ کو یقین دلاتی ہے کہ وہ ابھی جوان ہے اور اسے بہت سالوں تک زندہ رہنا ہے۔ اور ان دونوں کی سچی محبت موت کی سازشوں کو ناکام بنا سکتی ہے ۔ دوسری طرف خادمہ جولیٹ بادشاہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ اس پر ترس بھی کھاتی ہے۔ لیکن اس کا جھکاؤ حقیقت پسندی کی طرف ہے۔ آخری کردار یعنی 'دربان' کا ردعمل مکمل طور پر میکانیکی ہے۔

ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ سبھی کردار 'بادشاہ' کے تعلق سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور انھیں 'بادشاہ' کی شخصیت اور اس کے وجودی تجربے کے مختلف پہلوؤں ذہنی محرکات اور جذباتی اور روحانی کشمکش کے مختلف ابعاد کی ڈرامائی تجسیم کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ گویا اس ڈرامے کا ایکشن داخلی دنیا کی ایک علامتی اور ڈرامائی پیش کش ہے جس میں لاشعور کی حقیقتوں کو بے نقاب کر کے ایک سرئلیسٹ (Surrealist) منظر نامہ پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ نقطۂ نظر کرداروں کی معنویت تک محدود نہیں بلکہ ڈرامے کے پس منظر، جزوی تفصیلات اور واقعات میں بھی اس کی کارفرمائی دیکھی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ ان اشاروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ڈرامے کا ایکشن موت کی اٹل حقیقت اور اس کی طرف ایک عام انسان کے مضحکہ خیز اور افسوسناک ردعمل کی ڈرامائی تجسیم ہے۔ یہ حقیقت کل کائنات میں جاری وساری ہے۔ لیکن ایک اوسط انسان ہر ممکن طریقے سے آنکھیں چراتا ہے اور فرار کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ جبکہ اس کا اعتراف عرفان ذات کا وسیلہ بن سکتا ہے اور ایک انسان کی زندگی کو زیادہ بامعنی بنا سکتا ہے۔ اگر اس ڈرامے کو اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی معنویت کے اسرار کھلتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ یہ ایک کافی پیچیدہ اور فکر انگیز ڈرامہ ہے اور اس کی معنویت کے اور ابعاد بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ایک حساس قاری اپنے تجربے، تخیل اور

وجدان کے وسیلے سے اس کے معنی کی تہیں کھول سکتا ہے اور اس کے مرکزی وژن اور فلسفیانہ بصیرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور اگر اس طرح تجرباتی سطح پر اس ڈرامے کا مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ ذات و کائنات، وجود و عدم، شعور اور لاشعور، حقیقت اور فرار اور انسانی زندگی کی حدود و امکانات جیسے ہمہ گیر مسائل کا احاطہ کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

جیسا کہ اس تجزیے سے ظاہر ہے کہ ایونیسکو کے دوسرے ڈراموں کی طرح "بادشاہ سلامت خدا حافظ" میں بھی علامتی اور سرریلیسٹ طریقہ کار کی کارفرمائی دیکھی جا سکتی ہے اور ابسرڈ ڈرامے کے عناصر کی بھی کمی نہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اس ڈرامے میں ایونیسکو نے ایک خاص قسم کے کلاسیکی ضبط و توازن کو بھی ملحوظ رکھا ہے جس نے اسے کسی حد تک ایک ڈرامائی تمثیل (Allegory) سے قریب کر دیا ہے۔

اسٹیج پیش کش کے اعتبار سے بھی یہ ڈرامہ بہت اثر انگیز اور دلچسپ ہے اور اس کی پیش کش زیادہ مشکل بھی نہیں کیونکہ اس کا پس منظر ایک معمولی سا کمرہ اور کل سامان ایک تخت اور تین چھوٹی بڑی کرسیاں ہیں۔ البتہ اس میں ماہر اداکاری از حد ضروری ہے۔ خاص طور سے بادشاہ کے کردار کو ایک ماہر اور با صلاحیت اداکار ہی کامیابی سے پیش کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی لباس کے انتخاب اور روشنی اور موسیقی وغیرہ کے استعمال پر بھی خصوصی توجہ ضروری ہے تاکہ ڈرامے کی علامتی معنویت اور عالمگیر وژن کے تاثر کو قائم رکھا جا سکے۔ البتہ ڈرامے کے آخری حصے کی بعض تفصیلات کچھ زیادہ ہی مجرد قسم کی ہو گئی ہیں۔ اور اسٹیج پیش کش میں اس حصے کو کسی قدر مختصر کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس کاٹ چھانٹ میں انتہائی باریک بینی اور فکر و تامل سے کام لینا ضروری ہے تاکہ ڈرامے کی جمالیت اور معنویت مجروح نہ ہونے پائے۔

زاھدہ زیدی
(پروفیسر آف انگلش)
نمبر ۴ ایچ آئی جی فلیٹ۔ سر سید نگر،
علی گڑھ۔

بادشاہ سلامت خدا حافظ

کردار:-

بادشاہ برنجر

ملکہ مارگریٹ ـــ بادشاہ کی بڑی بیوی۔

ملکہ ماری ـــ بادشاہ کی چھوٹی بیوی۔

جولیٹ ـــ خادمہ

ڈاکٹر ـــ جو غیب داں اور جلاد بھی ہے۔

دربان ....

بادشاہ سلامت خدا حافظ

منظر :

(ایوان شاہی) جس کا طرز تعمیر کسی حد تک قرون وسطیٰ کی یاد دلاتا ہے اور جو کافی زدہ حالت میں ہے۔ اسٹیج کے وسط میں پچھلی طرف دیوار کے قریب تخت شاہی ہے اور اس کے دونوں طرف ذرا نیچے دو چھوٹی شاہی کرسیاں جو دونوں ملکاؤں یعنی بادشاہ کی دونوں بیویوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اسٹیج کے بائیں جانب پیچھے کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جو بادشاہ کی خواب گاہ میں کھلتا ہے۔ دائیں ہاتھ پر ایک اور چھوٹا سا دروازہ ہے اور دائیں جانب سامنے کی طرف ایک بڑا دروازہ ہے۔ ان دونوں دروازوں کے درمیان ایک گوتھک انداز کی کھڑکی ہے۔ سامنے کی طرف بائیں جانب ایک اور چھوٹی کھڑکی اور چھوٹا دروازہ ہے۔ بڑے دروازے پر ایک دربان ایستادہ ہے جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے۔)

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے عالی جاہ شاہ برنجر اول تشریف لاتے ہیں۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔

(بادشاہ دائیں ہاتھ کے چھوٹے دروازے سے داخل ہوتا ہے، اس نے گہرے قرمزی رنگ کا چوغہ پہن رکھا ہے۔ اس کے سر پر تاج ہے اور ہاتھ میں شاہی چھڑی ہے۔ وہ تیزی سے بائیں ہاتھ کے عقبی دروازے سے نکل جاتا ہے۔)

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) ملکہ معظمہ مارگریٹ، بادشاہ سلامت کی پہلی بیوی! اور ان کے

پیچھے پیچھے خدمت گار اور رجسٹرڈ نرس جولیٹ۔

(مارگریٹ اور اس کے پیچھے جولیٹ بائیں طرف کے دروازے سے داخل ہوتی ہیں اور بائیں ہاتھ کے بڑے دروازے سے باہر جاتی ہیں۔)

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے) ملکۂ خاص ماری، بادشاہ سلامت کی دوسری بیوی، جن کا درجہ محبت میں اول ہے اور ان کے پیچھے جولیٹ، رجسٹرڈ نرس اور ملکاؤں کی خاص خدمت گار!

(ماری اور اس پیچھے جولیٹ دائیں طرف کے بڑے دروازے سے داخل ہوتی ہیں اور سامنے والے بائیں طرف کے دروازے سے باہر جاتی ہیں۔ ماری مارگریٹ سے کم عمر اور زیادہ حسین ہے۔ اس کے سر پر تاج ہے۔ اس نے گہرے قرمزی رنگ کا گاؤن پہن رکھا ہے اور وہ ہیرے کے زیورات سے آراستہ ہے۔ اس کا گاؤن جدید طرز کا سلا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی اعلیٰ درجہ کی دکان میں تیار کیا گیا ہے — پیچھے کے دائیں ہاتھ کے دروازے سے ڈاکٹر داخل ہوتا ہے۔)

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے) خزینۂ علم، شاہی ڈاکٹر، درباری جراح، ماہر جراثیم، شاہی جلاد اور غیب دان!

(ڈاکٹر اسٹیج کے وسط میں آتا ہے اور پھر کچھ سوچ کر جس طرف سے آیا تھا اسی طرف واپس چلا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ بھول آیا ہے۔ دربان چند لمحے خاموش رہتا ہے، وہ کچھ تھکا ہوا نظر آتا ہے، اپنا نیزہ دیوار کے سہارے ٹکاتا ہے اور ہاتھوں کو پھونک مار کر گرم کرتا ہے۔)

دربان۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ اس وقت تو گرمی ہونی چاہئے تھی۔ سنٹرل ہیٹنگ — ایک — دو تین — کچھ فائدہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کام نہیں کر رہی — سنٹرل ہیٹنگ — ایک — دو — تین — ریڈی ایٹر ٹھنڈا برف ہو رہا ہے لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ انھوں نے مجھے اطلاع نہیں دی کہ آگ کے نگہبان کے فرائض مجھ سے لے لئے گئے ہیں۔ لیکن غالباً یہ سرکاری طور پر نہیں ہوا۔ ویسے ان باتوں کو سمجھنا آسان کام نہیں۔

(دربان تیزی سے نیزہ اٹھاتا ہے۔ ملکہ مارگریٹ دائیں طرف کے دروازے سے اندر

داخل ہوتی ہیں۔ اس نے تاج پہن رکھا ہے اور گہرے قرمزی رنگ کا گاؤن جو کسی قدر معمولی اور ملگجا سا ہے، وہ چہرے سے کسی قدر سخت مزاج معلوم ہوتی ہے۔ ملکہ اسٹیج کے وسط میں آکر رکتی ہے۔ اس کے پیچھے جولیٹ ہے۔)

دربان۔ ملکہ معظمہ زندہ باد۔

مارگریٹ۔ (چاروں طرف دیکھتی ہے) جولیٹ سے) یہاں کتنی دھول ہے اور وہ دیکھو زمین پر سگریٹ کے جلے ہوئے ٹکڑے۔

جولیٹ۔ میں ابھی اصطبل سے آئی ہوں۔ وہاں گائے کا دودھ دوہ رہی تھی۔ اس کا دودھ تقریباً خشک ہو چکا ہے۔ مجھے ابھی تک ڈرائنگ روم صاف کرنے کا وقت نہیں ملا ہے۔

مارگریٹ یہاں کتنی سردی ہے۔

دربان۔ میں بڑی دیر سے سنٹرل ہیٹنگ جاری کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ نظام میرے قابو سے باہر ہو گیا ہے۔ ریڈی ایٹر کسی طرح کام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور چھٹنے کا نام نہیں لیتے۔ حالانکہ میں نے اپنے کانوں سے بادشاہ کو سورج کو باہر آنے کا حکم دیتے سنا۔

مارگریٹ۔ اچھا یہ بات ہے۔ تو کیا سورج ان کا حکم ماننے کو تیار نہیں۔؟

دربان۔ رات مجھے کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ اٹھ کر دیکھا تو یہ دیوار چٹخی ہوئی تھی۔

مارگریٹ۔ اچھا؟ ابھی سے؟ حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ مجھے اتنی جلد اس بات کی توقع نہ تھی۔

دربان۔ میں نے جولیٹ کی مدد سے اس کی مرمت کرنے کی کوشش کی۔

جولیٹ۔ ہاں اس نے مجھے بیچ رات میں اٹھایا۔ میں بے خبر سو رہی تھی۔

دربان۔ اور اب پھر وہ دراز اسی جگہ موجود ہے۔ کیا ایک بار اور کوشش کی جائے۔؟

مارگریٹ۔ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ وقت کی سوئی کو الٹا نہیں گھمایا جا سکتا۔ ملکہ ماری کہاں ہے؟

جولیٹ۔ لباس تبدیل کرنے میں مصروف ہوں گی۔

مارگریٹ۔ ظاہر ہے۔

جولیٹ۔ آج وہ پو پھٹنے سے پہلے بیدار ہو گئی تھیں۔

مارگریٹ۔ اچھا بڑی بات ہے۔

جولیٹ۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھیں۔ میں نے خود آواز سنی۔

مارگریٹ۔ رونا اور رہنا! اس کے سوا اسے آتا بھی کیا ہے (جولیٹ سے) انھیں لینے کے لیے فوراً کسی کو بھیجو، بلکہ تم خود ہی جا کر لے آؤ۔

(اسی لمحے ملکہ ماری داخل ہوتی ہے۔ اس کا لباس وہی ہے جس میں اس کی ایک جھلک دیکھی جا چکی ہے۔)

دربان۔ (ماری کے داخل ہونے سے پہلے) ملکہ صاحبہ زندہ باد!

مارگریٹ۔ (ماری سے) جان من تمھاری آنکھیں سرخ ہیں۔ اس طرح تو تمھارا حسن برباد ہو جائے گا۔

ماری۔ مجھے معلوم ہے۔

مارگریٹ۔ نئے سرے سے رونا شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

ماری۔ یہ میرے بس کی بات نہیں۔

مارگریٹ۔ اس قدر حالت تباہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے فائدہ؟
یہ تو قانون فطرت ہے۔ تم کو معلوم ہی ہوگا۔ یا تم بالکل بھول چکی تھیں؟

ماری۔ تم تو معلوم ہوتا ہے اسی دن کا انتظار کر رہی تھیں۔

مارگریٹ۔ ہاں تو ٹھیک ہی کر رہی تھی اور اب وہ وقت آن پہنچا ہے۔
(جولیٹ سے) ان کو ایک اور رومال پیش کرو۔

ماری۔ میں نے ابھی تک امید کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔

مارگریٹ۔ تم اپنا وقت ضائع کر رہی ہو، امید! بہت خوب! آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پر امید۔ امید۔ کس قدر فضول بات ہے۔

ماری۔ کیا تم اس کے بعد ڈاکٹر سے ملی تھیں؟ انھوں نے کیا کہا؟

مارگریٹ۔ وہی جو تم سن چکی ہو۔

ماری۔ ہو سکتا ہے ان کی تشخیص غلط ہو۔

مارگریٹ۔ نئے سرے سے امید کا راگ الاپنے کی ضرورت نہیں۔ علامات صاف ہیں۔ شک کی گنجائش نہیں۔

ماری۔ ہو سکتا ہے انھوں نے علامتوں سے نتیجہ نکالنے میں غلطی کی ہو۔

مارگریٹ۔ اس کی گنجائش نہ تھی۔ اگر تم علامتوں کو غور سے دیکھو تو تمھیں خود معلوم ہو جائے گا۔

ماری۔ (دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے) تمھارا مطلب ہے وہ دراڑ۔

مارگریٹ۔ شکر ہے، تمھاری نظر تو پڑی۔ اور یہ تنہا علامت نہیں۔ اگر انھوں نے تیاری مکمل نہیں کی تو اس میں تمھارا ہی قصور ہے، اور اگر یہ انجانے میں یہ سب کچھ ہو جائے تو قصور تمھارا ہی ہو گا۔ تم نے اسے بے لگام اپنے راستے پر چلنے دیا بلکہ تم نے اسے گمراہ کیا۔ ہائے۔ ہائے۔ زندگی کتنی حسین تھی، وہ تمھارے کھیل تماشے اور راگ رنگ۔ آتش بازیاں اور کرشمہ سازیاں، ضیافتیں اور سیاحتیں کارٹون اور ہنی مون۔ کتنی بار تم نے ہنی مون منایا ہو گا؟

ماری۔ وہ تو ہم شادی کی سالگرہ منایا کرتے تھے۔

مارگریٹ۔ اچھا! لیکن وہ تو تم سال میں چار بار مناتی تھیں "آخر ہمیں زندہ رہنا ہے"۔ یہ تمھارا پسندیدہ جملہ تھا۔ لیکن انسان کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ——

ماری۔ انھیں پارٹیوں سے عشق ہے۔

مارگریٹ۔ لوگ خوب جانتے ہیں لیکن زندگی اس طرح گزارتے ہیں، گویا کچھ نہیں جانتے۔ جان بوجھ کر یہ بات بھلائے رکھتے ہیں۔ لیکن وہ بادشاہ ہیں۔ ان کا یہ بھول جانا سراسر غلط ہے۔ ان کے لیے تو اپنی آنکھیں کھلی رکھنا اور سفر کے نشیب و فراز سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ان کی نظریں منزل پر رہنی چاہیں اور ذہن میں مسافت کی لمبائی کا صحیح تصور۔

ماری۔ آہ میرے مظلوم محبوب، میرے ننھے منھے مظلوم بادشاہ۔

مارگریٹ۔ (جولیٹ سے) انھیں ایک اور رومال دو (ماری سے) کیا یہ ممکن نہیں کہ تم ذرا ہشاش بشاش رہنے کی کوشش کرو۔ تمھیں دیکھ کر اور لوگ بھی رونا شروع کر دیں گے۔ اور وہ یوں ہی کافی کمزور رہیں۔ تمھارا اثر کس قدر قابلِ افسوس تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ تمھیں مجھ سے زیادہ پسند کرتے رہے لیکن مجھے اس بات پر شک پیدا نہیں ہوا۔ صرف اس بات کا احساس رہا کہ وہ غلطی

کرتے رہے کیونکہ اس وقت تم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔ اشکوں کی یہ ندی! واہ واہ کیا منظر ہے۔ کیوں کیا ماجرا ہے؟ اب تم میرے ساتھ سرکشی کیوں نہیں کرتیں؟ تمھاری وہ دلیری کہاں ہوا ہو گئی۔ مجھے اپنی بے نیازی گستاخی اور طنزیہ مسکراہٹ کا نشانہ کیوں نہیں بناتیں۔ خیر اب بس کرو۔ اب بھی بیدار ہو جاؤ۔ اپنے آپ کو سنبھالو اور اپنا صحیح مقام پہچاننے کی کوشش کرو۔ اوہو یہ حسین گلوبند ابھی تک زیب تن ہے خیر، آؤ اپنی کرسی پر بیٹھو۔

ماری۔ (بیٹھتے ہوئے) میں انھیں کبھی نہ بتا سکوں گی۔

مارگریٹ۔ اس کا انتظام میں خود کر لوں گی۔ میں اب اس ہائے واویلا کی عادی ہو چکی ہوں۔

ماری۔ نہیں نہیں یہ غضب نہ کرنا۔ خدا کے لیے تم کچھ نہ بتاؤ۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔ اس قسم کی بات منہ سے بھی نہ نکالو۔

مارگریٹ۔ مہربانی سے یہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تم ابھی خاموش بیٹھو۔ کچھ دیر بعد تمھاری ضرورت پیش آئے گی۔ تقریب کے دوران میں بھی تمھاری ضرورت پڑے گی۔ سرکاری تقریبیں تو تمھیں پسند ہیں نا؟

ماری۔ نہیں نہیں یہ تقریب مجھے پسند نہیں۔

مارگریٹ۔ (جولیٹ سے) ہماری پوشاکوں کو اچھی طرح پیچھے پھیلا دو۔

جولیٹ۔ بہت اچھا ملکہ صاحبہ (تعمیل کرتی ہے)

مارگریٹ۔ یہ میں مانتی ہوں کہ یہ تقریب اتنی دلچسپ نہیں ہو گی جتنی تمھاری وہ رقص و سرود کی محفلیں جن کی آمدنی رفاہِ عام کے کاموں کے لیے دی جاتی تھی بچوں کے لیے محفلِ رقص، بوڑھوں کے لیے محفلِ رقص، نئے شادی شدہ جوڑوں کے لیے محفلِ رقص، تباہ شدہ لوگوں کے لیے محفلِ رقص، ناول نگار خواتین کے لیے محفلِ رقص اور پھر محفلِ رقص منعقد کرنے والوں کے کے محفلِ رقص، یہ تقریب صرف خاندان والوں کے لیے ہوگی اور اس میں نہ رقص ہو گا نہ رقاص ـــــ

ماری۔ نہیں نہیں۔ انھیں کچھ نہ بتانا۔ انھیں اس کا احساس نہ ہو تو بہتر ہے۔

مارگریٹ۔ اور وہ بجلی کی طرح کوند کر اندھیرے میں ڈوب جائیں؟ یہ ناممکن ہے۔

ماری۔ تمھارے سینے میں دل نہیں ہے۔

مارگریٹ۔ بالکل ہے اور وہ دھڑک رہا ہے۔

ماری۔ تم انسانی جذبات سے عاری ہو۔

مارگریٹ۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔

ماری۔ اف خدا! اب کیا ہوگا۔ وہ بالکل تیار نہیں ہیں۔

مارگریٹ۔ اس میں بھی تمھارا ہی قصور ہے۔ ان کی حالت تو ان مسافروں کی سی ہے جو ہر سرائے میں دراز ہو جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ان کی منزل نہیں ہے۔ جب میں نے یہ یاد دلانے کی کوشش کی کہ زندگی کا کوئی انجام بھی ہے اور اس پر نظر رکھنا ضروری ہے تو تم نے مجھ سے کہا کہ میں بقراط بننے کی کوشش کر رہی ہوں۔

جولیٹ۔ (آہستہ سے) یہ بقراطی نہیں تو اور کیا ہے۔

ماری۔ اگر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تو انھیں بہت نرمی اور قاعدے سے سمجھانا چاہیے بہت ہی رسان اور نرم انداز میں۔

مارگریٹ۔ ان کو ہمیشہ اس کے لیے تیار رہنا چاہیے تھا۔ روزانہ یہ بات یاد کرنا چاہیے تھی۔ اف انھوں نے کتنا وقت ضائع کیا (جولیٹ سے) تمھیں کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح دیدے گھما گھما کر کیوں ہم لوگوں کو دیکھ رہی ہو۔ کیا تمھارا ابھی چل چلاؤ ہے۔ تم اب یہاں سے جا سکتی ہو، لیکن زیادہ دور جانے کی ضروت نہیں ضرورت پڑی تو ہم بلوا لیں گے۔

جولیٹ۔ اچھا تو کیا ڈرائنگ روم میں جھاڑو دینا ضروری نہیں؟

مارگریٹ۔ اس کا وقت نکل چکا ہے بہرحال اب تم جاؤ۔

(جولیٹ بائیں طرف سے باہر جاتی ہے)

ماری۔ دیکھو انھیں بہت نرمی سے سمجھانا، بڑی نرمی اور دھیرے دھیرے سے۔ جلد بازی کی ضرورت نہیں۔ اف کہیں انھیں دل کا دورہ نہ پڑ جائے۔

مارگریٹ۔ اب دھیرے دھیرے بتانے کا وقت ہی کہاں رہا ہے۔ اف وہ تمھارے ہنگامے، دعوتیں اور برہنہ رقص۔ آخری وقت تک تم اس ریلے میں بہتی رہیں اور یہ تمھاری خوشیوں کا آخری لمحہ ہے۔ اب ہم ایک پل بھی ضائع نہیں کر سکتے۔ یہ آخری وقت

ہے اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اب ہمیں چند لمحوں میں وہ سب
کرنا ہے جو کئی سالوں میں ہونا چاہیے تھا۔ جب تمھارے جانے کا وقت
آجائے گا تو میں تمھیں بتادوں گی اور اس کے بعد تنہا میں اسکی مدد
کروں گی۔

ماری۔ ہائے کیا ہوگا۔ یہ سب کیسے برداشت کرسکوں گی ؟

مارگریٹ۔ جیسے میں کروں گی۔ اسی طرح تم لوگوں کو بھی کرنا ہوگا۔ رونا دھونا بند کرد۔
یہ میرا مشورہ ہے، یہ میرا حکم ہے۔

ماری۔ یہ کیسے ہوسکے گا ؟

مارگریٹ۔ ہاں شروع میں .....

ماری۔ میں انھیں روک لوں گی۔

مارگریٹ۔ دیکھو اس کی ہمت بھی نہ کرنا۔ ہربات معقولیت سے ہونی چاہیے۔ انھیں یہ معرکہ
فتح کرنا ہی ہوگا۔ ویسے بھی انھیں ایک مدت سے فتح نصیب نہیں ہوئی ہے۔ اس
قلعے کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ کھیت بنجر پڑے ہیں، پہاڑ دھنستے جارہے ہیں اور
سمندر اپنے کنارے توڑکر آگے بڑھ گیا ہے۔ زمین پر سیلاب آگیا ہے۔
لیکن انھیں ان باتوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔ تم نے اپنی عطر آگیں
باہوں میں انھیں ہر چیز سے بے نیاز کر رکھا تھا۔ یہ کیسی نازیبا بات تھی اور
وہ سر سے پاؤں تک اس بد مذاقی میں غرق رہے۔ اپنی زمین کی حفاظت کرنے
کی بجائے انھوں نے اسے میل بہ میل زمین کے غاروں میں دھنسنے دیا۔

ماری۔ زلزلہ روکنے کا آسان نسخہ !

مارگریٹ۔ واقعی تمھاری باتوں پر غصہ ضبط کرنا ناممکن ہے۔ وہ ریت میں درخت
اگواسکتے تھے۔ مخدوش حصے کو مضبوط کرا سکتے تھے۔ ملک بھر کی زمین
ان سوراخوں سے چھلنی ہوچکی ہے۔

ماری۔ قسمت سے لڑنا بیکار ہے۔ زمین کا دھنسنا ایک فطری حادثہ ہے۔

مارگریٹ۔ اور پھر وہ طویل اور تباہ کن لڑائیاں جن میں ہمارے سپاہی دن بھر کھاتے
پیتے یا پھر لمبی تان کر سوتے اور رات بھر شراب کے نشہ میں دھت رہتے۔

اور ہمارے پڑوسی ہماری زمینوں پر قبضہ کرتے چلے جاتے ہیں، ملک کی سرحدیں سکڑتی چلی جا رہی تھیں، لیکن سپاہی لڑنے کے لیے تیار نہ تھے۔

ماری۔ وہ اصولی طور پر صلح پسند تھے۔

مارگریٹ۔ یہاں ہم انھیں صلح پسند کہتے رہے لیکن فتح یاب فوجیوں نے انھیں بزدل اور غدار قرار دیا اور اپنی گولی کا نشانہ بنایا اور نتیجہ تمھارے سامنے ہے۔ تباہ شدہ شہر، جلے ہوئے مکان، اور تالاب لٹا ہوا سامان۔ نوجوان بڑی تعداد میں وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس حکومت کے ابتدائی دور میں اس ملک میں نو ہزار کروڑ باشندے تھے۔

ماری۔ ضرورت سے زیادہ تھے۔ اتنے لوگوں کی گنجائش یہاں کہاں ہے۔

مارگریٹ اور اس وقت یہاں صرف ایک ہزار بوڑھے لوگ باقی رہیں۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ ہم یہاں باتیں کر رہے ہیں اور وہ لوگ ختم ہو رہے ہیں۔

ماری۔ پینتالیس جوان ابھی باقی ہیں۔

مارگریٹ۔ ہاں اس لیے کہ اور کوئی ان کا خواہاں نہیں اس لیے مجبوراً ہمیں انھیں واپس لینا پڑا۔ ویسے ہمیں بھی ان کی ضرورت نہیں۔ اور پھر وہ لوگ بھی تیزی سے بوڑھے ہو رہے ہیں۔ ۲۵ سال کی عمر میں ان کے شہری حقوق بحال کیے گئے تھے اور دو دن بعد وہ اسی سال کے بڈھے ہو گئے۔ اب یہ تو تم نہیں کہو گی کہ یہ بوڑھا ہونے کا نارمل طریقہ ہے۔

ماری۔ لیکن بادشاہ! وہ تو اب تک جوان ہے۔

مارگریٹ۔ ہاں کل تک جوان تھا، پچھلی رات تک بھی جوان تھا، لیکن ایک منٹ اور انتظار کرو۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) خزینۂ علم جناب ڈاکٹر صاحب تشریف لاتے ہیں خزینۂ علم شہرۂ آفاق!

(ڈاکٹر صاحب بائیں طرف کے بڑے دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ دروازہ خود بخود کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بیک وقت جلاد اور غیب داں معلوم ہوتا ہے۔ اس کے سر پر ایک نکیلا ہیٹ ہے جس میں

ستارے بنے ہوئے ہیں۔ اس کا لباس سرخ ہے اور کالر قریب ایک بڑی لٹکا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی دوربین ہے۔

ڈاکٹر۔ (مارگریٹ سے) تسلیم عرض کرتا ہوں ملکہ معظمہ! (ماری سے) آداب عرض ہے ملکہ خاص۔ مجھے آنے میں ذرا دیر ہوگئی۔ امید ہے کہ آپ دونوں از راہِ کرم مجھے معاف فرمائیں گی۔ میں سیدھا ہسپتال سے آرہا ہوں، وہاں کئی آپریشن کرنے تھے جو سائنس کی دنیا میں عظیم اہمیت کے حامل ہوں گے۔

ماری۔ آپ بادشاہ کا آپریشن نہیں کر سکتے؟

مارگریٹ۔ اب اس کا وقت نکل چکا ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں۔

ڈاکٹر۔ (پہلے مارگریٹ پھر ماری کی طرف دیکھتا ہے) یہ ٹھیک ہے۔ میں جہاں پناہ کا آپریشن نہیں کر سکتا۔

ماری۔ ڈاکٹر! کیا انھیں کوئی نئی شکایت پیدا ہوگئی ہے۔ اب تو وہ پہلے سے کچھ بہتر ہیں۔ بتاؤ۔ جلد بتاؤ۔ ان کی حالت کچھ سنبھل سکتی ہے نا کیوں؟

ڈاکٹر۔ اب ان کی حالت یعنی طور پر نازک ہے اور تبدیلی کی گنجائش باقی نہیں

ماری۔ آہ! تو کیا یہ ٹھیک ہے کہ اب امید کی ایک کرن بھی باقی نہیں۔ ایک تار بھی نہیں۔ (مارگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے) اس کی مرضی نہیں۔ اس کی اجازت نہیں کہ میں کوئی امید باقی رکھوں۔

مارگریٹ۔ عظمت کے خواب تو بہت لوگ دیکھتے ہیں لیکن تم کمتری کے خواب دیکھتی ہو۔ میں نے اس قسم کی کوئی ملکہ نہیں دیکھی۔ تمھیں دیکھ کر شرم آتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ پھر رونا شروع ہوگیا۔

ڈاکٹر۔ ویسے ایک نئی بات کی اطلاع آپ لوگوں کو دینی ہے۔

ماری۔ کیا ہے۔ جلدی بتاؤ۔

ڈاکٹر۔ اور اس سے میری تشخیص کو تقویت پہنچتی ہے۔ مریخ اور زہرہ آپس میں ٹکرا گئے ہیں۔

مارگریٹ۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔

ڈاکٹر۔ دونوں سیارے چکنا چور ہوگئے ہیں۔

مارگریٹ۔ ظاہر ہے۔

ڈاکٹر۔ سورج کی گرمی پچاس بلکہ پچہتر فی صد کم ہوگئی ہے، دودھیا راستہ دہی میں تبدیل ہوگیا ہے۔ دمدار ستارے تھک گئے ہیں انھیں بڑھاپے نے آدبوچا ہے اور انھوں نے مرتے ہوئے کتوں کی طرح دمیں اپنے گرد لپیٹ لی ہیں اور سکڑتے جارہے ہیں۔

ماری۔ مجھے اس بات پر یقین نہیں آتا تم مبالغہ کر رہے ہو۔ ضرور تم مبالغہ سے کام لے رہے ہو۔

ڈاکٹر۔ اگر آپ چاہیں تو اسے دوربین سے دیکھ سکتی ہیں۔

مارگریٹ۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ہمیں تمھاری بات پر یقین ہے، اور کیا خبر ہے!

ڈاکٹر۔ کل تک بہار کا موسم تھا۔ ڈھائی گھنٹے پہلے بہار رخصت ہوئی اور اب نومبر کا مہینہ ہے۔ ہماری سرحدوں سے پرے ہری بھری گھاس اگی ہوئی ہے۔ نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں اور گائیں دن میں دو دو بار بچے دے رہی ہیں۔ ایک بار صبح اور دوسری بار شام کو۔ پانچ بجے یا سوا پانچ بجے۔ اور ہمارے ملک میں خشک پتیاں جھڑ رہی ہیں۔ درخت آہیں بھر رہے ہیں اور دم توڑ رہے ہیں۔ زمین بڑی تیزی سے چٹخ رہی ہے۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) شاہی میٹرولوجکل انسٹی ٹیوٹ کی اطلاع کے مطابق موسم کی حالت تشویشناک ہے۔

ماری۔ مجھے زمین کے چٹخنے کی آواز آرہی ہے۔ آہ اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین چٹخ رہی ہے۔

مارگریٹ۔ یہ دیوار کے چٹخنے کی آواز ہے۔ دیکھو وہ شگاف بڑا ہوتا جارہا ہے۔

ڈاکٹر۔ بجلی آسمان میں پھنس گئی ہے۔ بادلوں سے مینڈک برس رہے ہیں۔ گرج صرف بڑبڑا رہی ہے، اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہمارے ملک کے پچیس آدمی تحلیل ہوگئے۔ دس کے سر غائب ہیں۔ اور یہ سب بغیر اپریشن ہی کے ہوگیا۔

مارگریٹ۔ علامات بالکل صاف ہیں۔

ڈاکٹر۔ اس کے علاوہ.....

مارگریٹ۔ اب اور تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں، اس قسم کی صورتِ حال میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم سب جانتے ہیں۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) عالی جاہ بادشاہِ عالم تشریف لاتے ہیں۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (موسیقی کی آواز آتی ہے)

(بادشاہ عقبی دروازے سے داخل ہوتا ہے، وہ ننگے پاؤں ہے۔ اس کے پیچھے جولیٹ آتی ہے)

جولیٹ۔ بادشاہ سلامت آپ کے جوتے یہ ہیں۔

مارگریٹ۔ لاحول ولاقوۃ۔ اس طرح ننگے پاؤں گھومنا کتنی بری عادت ہے۔

ماری۔ (جولیٹ سے) انھیں جوتے پہناؤ جلدی کرو۔ کہیں نزلہ نہ ہوجائے۔

مارگریٹ۔ اب نزلہ ہو یا نہ ہو، اس سے کچھ فرق نہیں پڑ سکتا۔ لیکن بری عادت بہر حال بری ہے۔ (جولیٹ بادشاہ کو جوتے پہناتی ہے۔ ماری اس کی طرف بڑھتی ہے۔ موسیقی ابھی تک سنی جاسکتی ہے)

ڈاکٹر۔ (فدویانہ اور خوشامدانہ انداز سے جھکتے ہوئے) دست بستہ آداب عرض ہے۔ خدا آپ کو زندہ سلامت اور خوش وخرم رکھے۔

مارگریٹ۔ یہ الفاظ رسمی اور کھوکھلے ہیں۔

بادشاہ۔ (پہلے ماری اور پھر مارگریٹ سے) گڈ مورننگ ماری، گڈ مورننگ مارگریٹ۔ تم سب ابھی تک یہاں ہو۔ میرا مطلب ہے آچکی ہو۔ تم سب کیسی ہو میری طبیعت بہت خراب ہے، سمجھ میں نہیں آتا کیا بات ہے۔ میری ٹانگیں اکڑی ہوئی ہیں۔ بڑی مصیبت سے اٹھا ہوں۔ پاؤں میں بڑی تکلیف ہے۔ مجھے دوسرے جوتے خریدنے چاہئیں۔ شاید میرے پاؤں بڑھ گئے ہیں۔ رات مجھے نیند نہیں آئی۔ ہوسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ زمین چٹخ رہی ہے۔ سرحدیں سرک رہی ہیں۔ مویشی بلبلا رہے ہیں اور سائرن مسلسل بج رہے ہیں۔ بے انتہا شور ہے۔ اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا کیا جاسکتا ہے۔ آہ۔ آہ میری پسلیاں (ڈاکٹر سے) گڈ مورننگ ڈاکٹر کیا مجھے لمباگو کی شکایت ہے۔

(دوسروں سے) مجھے ایک انجینئر کا انتظار ہے۔ باہر سے بلایا ہے۔ ہمارے یہاں کے انجینئر تو بیکار ہیں اور انھیں پرواہ بھی نہیں۔ ہم کو پولی ٹکنیک بند نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور ہاں۔ میں ایک سوراخ کے اندر گر گیا تھا۔ اب نئی تعمیر سے کچھ بھی حاصل نہیں کیونکہ ہر چیز ان سوراخوں میں گر کر غائب ہو جاتی ہے اور سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ میرے سر میں درد ہے اور پھر یہ بادل! میرا خیال تھا کہ میں نے بادلوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ ہمارے ملک میں کافی بارش ہو چکی ہے کافی اور کافی سے زیادہ۔ دیکھو وہ اب بھی گھرے آرہے ہیں — ارے او احمق بادل، کیا تو اپنی بوندوں کو روک نہیں سکتا۔ تو ایک بوڑھے آدمی کی طرح ہے جو پیشاب پر قابو نہ رکھ سکے (جولیٹ سے) تم مجھے کیوں گھور رہی ہو، تمہارا چہرہ اتنا سرخ کیوں ہے۔ میری خوابگاہ میں جالے لگے ہوئے ہیں۔ جاؤ جا کر انھیں صاف کرو۔

جولیٹ۔ میں نے صبح ہی سب جالے صاف کر دیئے تھے۔ آپ اس وقت محوِ خواب تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جالے کہاں سے آجاتے ہیں۔ میں صاف کرتی رہتی ہوں اور فوراً نئے جالے نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر۔ آپ نے سنا ملکہ معظمہ! اس سے بھی میری تشخیص کی تائید ہوتی ہے۔

بادشاہ۔ (ماری سے) جانِ من کیا بات ہے؟

ماری۔ پتہ نہیں۔ کچھ نہیں، کچھ نہیں۔

بادشاہ۔ تمہاری آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے ہیں۔ کیا تم رو رہی تھیں؟

ماری۔ اف خدایا!

بادشاہ۔ دیکھو اسے کوئی تنگ نہ کرے۔ تم نے سنا اس نے کیا کہا۔ اف خدایا۔

مارگریٹ۔ یہ تو اظہار کا ایک طریقہ ہے (جولیٹ سے) جاؤ جا کر جالے صاف کرو۔

بادشاہ۔ ہاں وہ جالے۔ اف۔ ان کی وجہ سے ڈراونے خواب دکھائی دیتے ہیں۔

مارگریٹ۔ (جولیٹ سے) جلدی کرو۔ اینڈنے کی ضرورت نہیں۔ کیا تم جھاڑو کا استعمال بالکل بھول گئیں۔

جولیٹ۔ میری جھاڑو ٹوٹ چکی تھی۔ مجھے ایک نئی جھاڑو ملنا چاہیے اور ویسے اس وقت تو

بارہ عدد جھاڑوؤں کی ضرورت ہے (جاتی ہے)

بادشاہ۔ تم سب لوگ کیوں مجھے گھور رہے ہو۔ کیا مجھ میں کوئی ایب نورمل بات ہے؟ ویسے ایب نورمل ہونا خود ایک نورمل سی بات ہے۔ اور اب نورمل کو ایب نورمل سمجھنا قطعی غلط ہے۔ امید ہے کہ اب یہ بات صاف ہو گئی ہو گی۔

ماری۔ (پریشانی سے اس کی طرف دوڑتے ہوئے) میرے پیارے بادشاہ تم لنگڑا رہے ہو؟

بادشاہ۔ (دو تین قدم بڑھتا ہے کسی قدر لنگڑا رہا ہے) لنگڑا رہا ہوں، بالکل نہیں۔ ہاں کچھ کچھ لنگڑا رہا ہوں۔

ماری۔ تمھاری ٹانگوں میں تکلیف ہے آؤ میں تمھیں سہارا دیتی ہوں۔

بادشاہ۔ بالکل غلط۔ میری ٹانگوں میں تکلیف نہیں ہے۔ اس کا سوال ہی نہیں۔ ہاں کچھ تکلیف تو ہے، ویسے کوئی خاص بات نہیں۔ (ماری سے) مجھے کسی سہارے کی ضرورت نہیں ویسے تمھارے سہارے چلنا اچھا لگتا ہے۔

مارگریٹ۔ (بادشاہ کی طرف بڑھتے ہوئے) مالک مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔

ماری۔ نہیں نہیں۔ تم خاموش رہو۔

مارگریٹ۔ تم خود خاموش رہو۔

ماری۔ (بادشاہ سے) یہ جو کچھ کہنے والی ہے وہ بالکل غلط ہے۔

بادشاہ۔ کیا؟ کیا بات ہے؟ کیا بات غلط ہے؟ ماری تم اس قدر غمزدہ کیوں ہو؟ تمھاری پریشانی کی کیا وجہ ہے؟

مارگریٹ۔ جناب ہمیں آپ کو یہ اطلاع دینی ہے کہ آپ مرنے والے ہیں۔

ڈاکٹر۔ افسوس صد افسوس، میرے مالک یہ بالکل ٹھیک ہے۔

بادشاہ۔ ہاں، ہاں، مجھے معلوم ہے۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ وقت آنے پر تم مجھے یاد دلا دینا۔ مارگریٹ تمھیں صبح ہی صبح ناخوشگوار باتیں کرنے کا مرض ہے۔

مارگریٹ۔ دوپہر ہو چکی ہے۔

بادشاہ۔ ابھی دوپہر نہیں ہوئی ہے۔ خیر ٹھیک ہے۔ دوپہر ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے لیے تو یہ صبح ہی ہے۔ میں نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا۔

میرا ناشتہ یہیں حاضر کیا جائے۔ ویسے سچ تو یہ ہے کہ مجھے بالکل بھوک نہیں ہے۔
ڈاکٹر تمھیں بھوک بڑھانے اور جگر کی حالت ٹھیک کرنے کیلیے کچھ گولیاں
دینی ہوں گی۔ میری زبان میلی ہو رہی ہے۔ دیکھو (ڈاکٹر کو زبان دیکھاتا ہے)

ڈاکٹر۔ جی ہاں۔ واقعی۔ عالی جاہ!

بادشاہ۔ میرا جگر جکڑا ہوا ہے۔ میں نے رات کو شراب بھی نہیں پی لیکن میرے منہ
کا مزا بالکل خراب ہے۔

ڈاکٹر۔ عالی جاہ! ملکہ معظمہ مارگریٹ نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک ہے۔ آپ مرنے والے ہیں۔

بادشاہ۔ پھر وہی راگنی۔ تم لوگوں نے مجھے پریشان کر ڈالا۔ ہاں ہاں میں مروں گا
اس میں کوئی شک نہیں۔ تیس، چالیس یا تین سو سال بعد۔ یا ممکن ہے اس
سے زیادہ عرصہ بعد۔ لیکن اس کے لیئے وقت درکار ہے اور میری اپنی
خواہش اور فیصلے کی ضرورت ہے۔ اس وقت ہم کو چاہئے کہ حکومت کے
مسائل کی طرف توجہ دیں (تخت شاہی کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے) اف
اف میری ٹانگیں۔ میری کمر۔ مجھے نزلہ ہو گیا ہے۔ آج اس کمرے کو گرم کرنے
کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ ہوا کے جھکڑ اندر آ رہے ہیں۔ کھڑکیوں کے
شیشے ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کی مرمت کیوں نہیں کرائی گئی اور معلوم نہیں چھت کا فرش
بھی بدلا گیا کہ نہیں۔ اب کوئی کام نہیں کرتا۔ خود ہر چیز کی طرف توجہ کرنا ہو گی۔
مجھے اور بہت سے کام کرنے ہیں۔ کسی پر بھروسہ کرنا فضول ہے (ماری سے
جو اسے سہارا دینے کی کوشش کر رہی ہے) نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ اس
کی ضرورت نہیں میں خود چڑھ سکتا ہوں۔ (شاہی چھڑی کی مدد سے تخت پر چڑھتا
ہے) خیر، ابھی تک اس چھڑی کا کوئی مصرف باقی ہے۔ (بڑی مشکل اور تکلیف سے
بیٹھتا ہے اور وہ بھی ماری کی مدد سے) نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں میں خود
بیٹھ سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ شاہی کرسی بہت سخت ہو گئی ہے، اس پر دوسرا
کپڑا چڑھوانا ہو گا۔ ہاں تو اب بتاؤ میرے ملک کا کیا حال ہے۔؟

مارگریٹ۔ ملک کے بچے کھچے حصے کا؟

بادشاہ۔ چھوٹے موٹے ٹکڑے تو اب بھی باقی ہیں ان پر نظر رکھنا بہر حال ضروری ہے۔

اور پھر اس طرح سوچنے کے لیے کچھ مواد تو ہوگا۔ میرے وزیروں کو حاضر کیا جائے۔ جولیٹ داخل ہوتی ہے) جاؤ وزیروں کو بلا کر لاؤ۔ غالباً وہ تو ابھی تک پڑے سو رہے ہونگے ان کا خیال ہے کہ اب کوئی کام کرنے کی ضرورت باقی نہیں۔

جولیٹ۔ وہ لوگ چھٹی منانے گئے ہیں۔ زیادہ دور تو نہیں کیونکہ ملک کافی سکڑ چکا ہے۔ بہرحال اس وقت وہ دار السلطنت کے دوسرے سرے پر ہیں جس کا مطلب ہے، بس یہیں چند قدم کے فاصلے پر۔ یعنی جنگل کے سرے پر، ندی کے اس پار جہاں وہ مچھلیاں پکڑ رہے ہیں اس امید میں کہ شاید کچھ مچھلیاں جال میں پھنس جائیں تو جنتا کا پیٹ بھرا جا سکے۔

بادشاہ۔ جاؤ جنگل کی سمت جاؤ اور انھیں بلا کر لاؤ۔

جولیٹ۔ وہ انکار کر دیں گے کیونکہ وہ چھٹی پر ہیں۔ لیکن اگر آپ کا حکم ہے تو جا کر دیکھتی ہوں۔ (کھڑکی سے باہر جھانکتی ہے)

بادشاہ۔ ہر طرف افراتفری۔

جولیٹ۔ وہ لوگ ندی میں گر گئے ہیں۔

ماری۔ جاؤ ندی میں جال ڈال کر انھیں نکال لاؤ (جولیٹ جاتی ہے)

بادشاہ۔ اگر ملک میں کوئی اور ماہر ہوتا تو میں ان لوگوں کو نکال باہر کرتا۔

ماری۔ کچھ اور لوگوں کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر۔ کسی اور کا انتظام کرنا ممکن نہیں جناب عالی۔

مارگریٹ۔ اس کا کوئی سوال نہیں بر بخیر۔

ماری۔ انتظام ہو سکتا ہے، اسکول کے بچے بھی تو ہیں۔ کچھ دن میں وہ بڑے ہو جائیں گے۔ بس کچھ دن ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔ اگر ان لوگوں کو جال ڈال کر نکال لیا جائے تو کچھ دن تو ان سے بھی کام چل سکتا ہے۔

ڈاکٹر۔ اسکولوں میں صرف چند دائم المرض اور چند احمق بچے باقی ہیں۔ یا پھر وہ منگول بچے، جن کے جسم میں پانی بھر گیا ہے اور گلے سوجے ہوتے ہیں۔

بادشاہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عوام کی صحت کی حالت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ ان کا علاج کر کے انھیں ٹھیک کر دو۔ یا کم از کم ان کی حالت کچھ بہتر بنانے کوشش کرو۔

کم سے کم انھیں شروع کے چار پانچ حرف تو سیکھ ہی لینے چاہئیں۔ کچھ عرصے پہلے تک تو ہم ایسے لوگوں کو مار ڈالتے تھے۔

ڈاکٹر۔ حضور۔ اب آپ اپنے اس حق کا استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس صورت میں ملک میں کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔

بادشاہ۔ بہر حال کچھ نہ کچھ تو کرو اس سلسلے میں۔

مارگریٹ۔ اس سلسلے میں اب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ کسی سلسلے میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر چیز لاعلاج ہو چکی ہے خود تمھاری حالت لاعلاج ہے۔

ڈاکٹر۔ حضور اب آپ کی حالت لاعلاج ہے۔

بادشاہ۔ میں بیمار نہیں ہوں۔

ماری۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ کیوں جان من؟

بادشاہ۔ بس ذرا بدن اکڑا ہوا ہے، اور کوئی بات نہیں۔ اور ویسے بھی پہلے سے بہت بہتر حالت ہے۔

ماری۔ دیکھو میں کیا کہتی تھی۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں۔

بادشاہ۔ اس میں شک نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔

مارگریٹ۔ اس تماشے کے ختم ہونے تک یعنی ڈیڑھ گھنٹے بعد تم مر چکے ہونگے۔

بادشاہ۔ کیا کہا تم نے مارگریٹ ڈیئر۔ یہ تو کوئی اچھا مذاق نہیں۔

مارگریٹ۔ اس کھیل کے ختم ہونے پر تم مر چکے ہونگے۔

ڈاکٹر۔ ہاں مالک۔ آپ مرنے والے ہیں۔ کل صبح آپ کو ناشتے کی ضرورت نہیں پڑیگی اور نہ آج رات کھانے کی۔ مطبخ کے نگہبان نے گیس بند کر دی ہے۔ اپنا ایپرن اتار دیا ہے اور میز پوش اور نیپکن الماری میں بند کر دیئے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے۔

ماری۔ اتنی تیزی سے بولنے کی ضرورت نہیں اور نہ اتنی اونچی آواز سے بولنے کی ضرورت ہے۔

بادشاہ۔ اور میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ سب کس کی اجازت سے ہوا۔ میرے حکم دیئے بغیر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی میری صحت ٹھیک ٹھاک ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ تم لوگ مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔ (مارگریٹ سے) تم تو

ہمیشہ سے یہی چاہتی تھیں کہ میں مرجاؤں (ماری سے) یہ ہمیشہ میرے مرنے کے خواب دیکھتی رہیں (مارگریٹ سے) میں ضرور مروں گا مگر جب خود میری خواہش ہوگی۔ میں بادشاہ ہوں۔ موت کا انحصار میرے فیصلے پہ ہوگا۔

ڈاکٹر۔ جناب عالی! آپ کی قوتِ فیصلہ ختم ہوچکی ہے۔

مارگریٹ۔ اور اب تمہاری بیماری بھی تمہارے بس میں نہیں ہے۔

بادشاہ۔ میں بالکل بیمار نہیں ہوں (ماری سے) تم ابھی ابھی کیا کہہ رہی تھیں یہی نا کہ میں تندرست ہوں۔ ابھی تک خوبصورت ہوں۔

مارگریٹ۔ اور تمہارا درد اور تکلیف؟

بادشاہ اب بالکل ٹھیک ہے۔

مارگریٹ۔ ذرا ایک دو قدم چل کر دیکھو معلوم ہو جائے گا۔

بادشاہ۔ (کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے) ہائے۔ ہائے۔ اف۔ ویسے کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اصل میں میں ذہنی طور پہ اس کے لئے تیار نہیں تھا سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا۔ اس سلسلے میں جب میں تھوڑا غور و فکر کروں گا تو خود ہی ٹھیک ہو جاوں گا۔ ایک بادشا اپنا علاج خود کر سکتا ہے لیکن میں سلطنت کا انتظام سنبھالنے میں ضرورت سے زیادہ مصروف رہا۔

مارگریٹ۔ خوب! تمہاری سلطنت! کچھ اندازہ ہے کہ اس کی کیا حالت ہے اب تم اس مملکت پر حکومت نہیں کر سکتے۔ تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ تم حکومت نہیں کر سکتے لیکن تم یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہو۔ اب نہ کائنات پر تمہارا قابو ہے اور نہ اپنے آپ پر۔ نہ تم اس شکست و ریخت اور تحلیل و تخریب کے عمل کو روک سکتے ہو اور نہ حکومت کر سکتے ہو۔

ماری۔ یہ غلط ہے تم ہمیشہ حکومت کرتے رہو گے ۔

مارگریٹ۔ نہیں یہ اب ہم پر حکومت نہ کر سکیں گے (جولیٹ داخل ہوتی ہے)

جولیٹ۔ اب وزیروں کو جال ڈال کر نکالنے کا وقت گزر چکا ہے۔ جس ندی میں وہ ڈوبے تھے وہ اپنے کناروں اور بید مجنوں کے درختوں سمیت ایک اتھاہ غار میں غائب ہوگئی۔

بادشاہ۔ اب میں سمجھا۔ یہ ایک سازش ہے۔ تم لوگ چاہتے ہو کہ میں حکومت سے دستبردار ہو جاؤں۔

ڈاکٹر۔ جناب عالی آپ دست بردار ہو جائیے۔ یہی سب سے بہتر ہو گا۔

مارگریٹ۔ بہتر تو یہی ہو گا کہ تم اپنی مرضی سے دست بردار ہو جاؤ۔

مارگریٹ۔ یہ تمھارا اخلاقی فرض ہے۔

ڈاکٹر۔ اور جسمانی بھی۔

ماری۔ تم ہرگز اپنی منظوری نہ دو۔ ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دو۔

بادشاہ۔ یہ لوگ بالکل پاگل ہیں۔ یا پھر اس سازش میں شریک ہیں۔

جولیٹ۔ مالک!۔ مالک!۔ میرے مجبور مالک!

ماری۔ (بادشاہ سے) ان لوگوں کو حراست میں لے لو۔

بادشاہ۔ (دربان سے) ان لوگوں کو حراست میں لے لو۔

ماری۔ (دربان سے) انھیں حراست میں لے لو (بادشاہ سے) ٹھیک ہے حکم جاری کرو۔

بادشاہ۔ (دربان سے) ان سب کو حراست میں لے لو اور بڑے مینار میں مقفل کر دو۔ لیکن ہاں وہ مینار تو دھنس چکا ہے۔ ان لوگوں کو خندق یا چوہے مارنے کے گڑھے میں قید کر لو۔ ان سب کو قید کر لو۔ یہ میرا حکم ہے۔

ماری۔ (دربان سے) ان سب کو قید کر لو۔

دربان۔ بادشاہ سلامت کے حکم کے مطابق ... میں ... میں ... تم سب کو حراست میں لیتا ہوں۔

ماری۔ (دربان سے) ہاں۔ ہاں۔ آگے بڑھو۔

جولیٹ۔ وہ اپنی جگہ جامد ہے۔

بادشاہ۔ دربان جلدی کرو۔ حکم کی تعمیل کرو۔

مارگریٹ۔ دیکھ لیا، وہ حرکت نہیں کر سکتا اسے گٹھیا اور گاؤٹ نے آدبوچا ہے۔

ڈاکٹر۔ (دربان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) حضور عالی! فوج مفلوج ہو چکی ہے۔ یہ ایک انجانا وائرس ہے جو اس کے دماغ میں گھس گیا ہے۔ اور اس کی تمام

قوتیں سلب ہوگئی ہے۔

مارگریٹ۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں مالک۔ آپ کے حکم نے اسے مفلوج کر دیا ہے۔

ماری۔ (بادشاہ سے) اس کی بات کا یقین نہ کرو۔ یہ تمھیں مسحور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

دربان۔ میں... تمھیں... بادشاہ کے حکم... میں... تمھیں... (ایک دم خاموش ہوجاتا ہے اس کا منہ کھلا رہ جاتا ہے)

بادشاہ۔ تمھیں کیا ہوگیا ہے۔ منہ سے بولو۔ آگے بڑھو۔ بت بنے کیوں کھڑے ہو۔

ماری۔ اس سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں بحث کرنے کا وقت نہیں اسے حکم دو۔ ایک تند ہوا کی طرح اسے لڑکھڑا دو۔

ڈاکٹر۔ (بادشاہ سے) جناب عالی! ذرا غور سے دیکھئے۔ اب وہ حرکت نہیں کر سکتا۔ منہ سے ایک لفظ نہیں نکال سکتا۔ پتھر کا بت بن چکا ہے۔ وہ آپ کی بات بھی نہیں سن سکتا۔ یہ ایک مخصوص علامت ہے، طبی نقطۂ نظر سے یہ ایک یقینی علامت ہے۔

بادشاہ۔ میں ابھی تمھیں دکھاتا ہوں کہ میرا اقتدار باقی ہے یا ختم ہو چکا۔

ماری۔ آپ کھڑے ہو کر حکم دیں۔

بادشاہ۔ میں کھڑا ہوتا ہوں (بڑی مشکل سے کھڑا ہوتا ہے۔ چہرہ پر کرب کے آثار ہیں۔)

ماری۔ دیکھا تم لوگوں نے یہ کتنا آسان تھا۔

بادشاہ۔ دیکھا تم لوگوں نے یہ کتنا آسان ہے۔ تم لوگ بالکل جھوٹے ہو۔ سازشی ہو، کمیونسٹ ہو، (ماری کی طرف بڑھتا ہے، وہ اس کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھاتی ہے۔ نہیں، نہیں۔ میں تنہا ہی کر لوں گا۔ میں خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہوں۔ (گر جاتا ہے۔ جولیٹ اسے اٹھانے کے لیے تیزی سے بڑھتی ہے) میں خود اٹھ سکتا ہوں (واقعی اٹھ جاتا ہے لیکن بہت مشکل سے)

دربان۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (بادشاہ پھر گرتا ہے) بادشاہ سلامت مر رہے ہیں۔

ماری۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (بادشاہ دوبارہ بڑی مشکل سے شاہی چھڑی کی مدد سے اٹھتا ہے)

دربان۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (بادشاہ پھر گرتا ہے) بادشاہ سلامت انتقال فرما گئے۔

ماری۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔

مارگریٹ۔ کیا ناٹک ہے! (بادشاہ پھر بڑی مشکل اور تکلیف سے کھڑا ہوتا ہے)

(جولیٹ جو کچھ دیر پہلے غائب ہو گئی تھی پھر نمودار ہوتی ہے)

جولیٹ۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (وہ پھر غائب ہو جاتی ہے، بادشاہ پھر گرتا ہے)

دربان۔ بادشاہ سلامت مر رہے ہیں۔

ماری۔ نہیں نہیں، بادشاہ سلامت زندہ باد۔ ایک دفعہ پھر کوشش کرو۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔

جولیٹ۔ (تیزی سے نمودار ہوتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے) بادشاہ سلامت زندہ باد (بادشاہ اب کھڑا ہے)

دربان۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔

ماری۔ دیکھا تم لوگوں نے، اب وہ ٹھیک ہیں

مارگریٹ۔ "بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے"

ڈاکٹر۔ ہاں، اختتام سے پہلے یہ آخری کوشش ہے۔

بادشاہ۔ بس مجھے ذرا ٹھوکر لگ گئی تھی اور کچھ بات نہ تھی۔ یہ تو کسی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ارے میرا تاج؟ (تاج گر چکا ہے، ماری اسے اٹھا کر بادشاہ کے سر پر رکھتی ہے) یہ بڑی عجیب بات ہے۔

ماری۔ اپنا دل میلا نہ کرو۔ کوئی خاص بات نہیں (شاہی چھڑی اٹھا کر دیتی ہے) اسے ذرا مضبوطی سے پکڑو۔ کس کر مٹھی بند کرو۔

دربان۔ زندہ باد۔ زندہ ــــ (ایک دم خاموش ہو جاتا ہے)

ڈاکٹر۔ (بادشاہ سے) عالی جناب ...

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے ماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس عورت کو خاموش رکھنا ضروری ہے۔ یہ بے سوچے سمجھے بات کر رہی ہے۔ اب یہ ہماری اجازت کے بغیر منہ نہیں کھول سکتی (ماری ساکت ہو جاتی ہے)

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے بادشاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اب تم انھیں سمجھانے کی کوشش کرو۔

ڈاکٹر۔ (بادشاہ سے) ۲۰ سال پہلے بلکہ تین دن پہلے تک آپ کی سلطنت خوش حال تھی لیکن پچھلے تین دن کے اندر آپ وہ تمام لڑائیاں ہار چکے ہیں جو کبھی آپ نے جیتی تھیں، اور جہاں جہاں آپ کو شکست ہوئی تھی، وہاں نئے سرے سے شکست ہوئی ہے۔ آپ جو راکٹ چھوڑنا چاہتے تھے وہ یا تو سرکتے ہی نہیں، یا پھر تھوڑا سا اوپر جاکر ایک گھن گرج کے ساتھ پھر نیچے گر پڑتے ہیں۔

بادشاہ۔ ان میں کچھ ٹیکنیکل خرابی ہے۔

ڈاکٹر۔ اس سے پہلے تو اس قسم کی شکایت کبھی نہیں سنی گئی تھی۔

مارگریٹ۔ تمھاری ہر فتح شکست میں تبدیل ہو چکی ہے، یہ تمھیں ماننا ہی پڑے گا۔

ڈاکٹر۔ اور پھر آپ کے بدن کا درد، اور ہاتھ پاؤں کا اکڑن۔

بادشاہ۔ اس سے پہلے تو کبھی مجھے یہ شکایت نہ تھی۔ یہ پہلا اتفاق ہے۔

ڈاکٹر۔ بالکل۔ اور یہی ایک نمایاں ثبوت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ یکایک پیش آیا۔

بادشاہ۔ تمھیں پہلے سے اس کا اندازہ ہونا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر۔ یہ سب یکایک ہو گیا اور اب آپ کو اپنے اوپر کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ یہ بات آپ خود بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ اب براہِ کرم آپ ہمت کر کے حقیقت کا سامنا کیجیے۔

بادشاہ۔ تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔ میں خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا۔ سب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ڈاکٹر۔ آپ بہت بیمار ہیں اور آپ میں اتنی قوت نہیں کہ دوبارہ یہ کر سکیں۔

مارگریٹ۔ اس میں کوئی شک نہیں اب زیادہ دیر باقی نہیں رہی۔ سوچو اب تم کیا کر سکتے ہو۔ کیا تم کوئی ایسا حکم دے سکتے ہو جس کی تعمیل کی جائے، کیا تم کسی چیز کو بدل سکتے ہو کوشش کر کے دیکھ لو تو تمھیں خود معلوم ہو جائے گا۔

بادشاہ۔ لیکن یہ انتشار اس لیے پھیلا کہ میں نے کبھی اپنی قوتِ ارادی سے کام نہیں لیا۔ میں نے سخت لاپرواہی برتی لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ہر چیز ٹھیک کی جا سکتی ہے۔ مرمت ہونے کے بعد ہر چیز پھر سے نئی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اب تم لوگ

دیکھو کہ میں کیا کیا کمال دکھا سکتا ہوں۔ دربان آگے بڑھو اسامنے آؤ۔

مارگریٹ۔ وہ ہل بھی نہیں سکتا۔ اب وہ صرف دوسروں کا حکم مان سکتا ہے۔ دربان دو قدم آگے بڑھاؤ (دربان دو قدم آگے بڑھاتا ہے) دو قدم پیچھے ہٹو (دو قدم پیچھے جاتا ہے)

بادشاہ۔ دربان کا سر اڑا دو (دربان کا سر پہلے بائیں پھر دائیں طرف ڈھلک جاتا ہے)

مارگریٹ۔ یہ کوئی خاص بات نہیں۔ یونہی ذرا اس کا سر جھول رہا ہے۔

بادشاہ۔ ڈاکٹر کا سر کاٹ لو۔ ابھی۔ اسی لمحے۔

مارگریٹ۔ ڈاکٹر کے سر میں کوئی خرابی نہیں۔ کل پرزے سب ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر۔ معاف کیجئے جناب عالی۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے۔

بادشاہ۔ مارگریٹ کا تاج اتار لو۔ اس کے سر سے نیچے گرا دو (بادشاہ کا تاج گر جاتا ہے، مارگریٹ اسے اٹھاتی ہے)

مارگریٹ۔ لو۔ یہ میں تمھارے سر پہ رکھے دیتی ہوں۔

بادشاہ۔ شکریہ! آخر یہ سب کیا ماجرا ہے، کیا کوئی جادو ٹونا ہے۔ یہ کس طرح ہوا میری قوتیں کیوں سلب ہو گئیں۔ بہرحال میں آسانی سے ہار نہیں مانوں گا۔ میں اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس مشین میں زنگ لگ گئی ہو، اس لیے اس کے کل پرزے کام نہ کر رہے ہوں۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) تم بول سکتی ہو۔ ہماری اجازت ہے۔

ماری۔ (بادشاہ سے) مجھے کوئی کام بتاؤ۔ تاکہ میں اسے انجام دوں۔ کوئی حکم دو کہ اس کی تعمیل کروں۔

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے) اس کا خیال ہے کہ جس چیز کو یہ محبت کہتی ہے، وہ ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے۔ یہ ایک جذباتی واہمہ ہے۔ حالات بدل چکے ہیں وہ زمانہ بہت پیچھے رہ گیا ہے اب اس کا کوئی امکان نہیں۔

ماری۔ (جو الٹے قدموں پیچھے ہٹ گئی ہے اور اب کھڑکی کے قریب ہے) حکم دو میرے بادشاہ حکم دو میرے پیارے۔ دیکھو میں کتنی خوبصورت ہوں میرے لباس کی خوشبو سونگھو۔ مجھ سے کہو کہ میں تمھیں قریب آکر پیار کروں۔

بادشاہ۔ (ماری سے) میرے پاس آؤ۔ مجھے پیار کرو (ماری حرکت نہیں کرتی) کیا تم نے میری بات سنی۔

ماری۔ ہاں ہاں سنی۔ میں کروں گی۔

بادشاہ۔ تو پھر آؤ۔

ماری۔ میں کرنا چاہتی ہوں۔ کروں گی۔ ابھی کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن میرے بازو ڈھیلے ہوگئے ہیں۔

بادشاہ۔ تو پھر رقص کرو۔ یا کم سے کم پیچھے مڑ کر کھڑکی کھولو۔ اور پھر اسے بند کرو۔

ماری۔ میں کچھ نہیں کر سکتی۔

بادشاہ۔ میرے خیال میں تمھاری گردن اکڑ گئی ہے۔ ضرور یہی بات ہوگی۔ اچھا قدم بڑھاؤ میرے پاس آؤ۔

ماری۔ بہت اچھا۔

بادشاہ۔ مسکراؤ

ماری۔ سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں۔ میں یکایک چلنا بھول گئی ہوں۔

مارگریٹ۔ بادشاہ کی طرف چند قدم بڑھاؤ (ماری بادشاہ کی طرف بڑھتی ہے)

بادشاہ۔ دیکھا تم نے وہ میرے پاس آرہی ہے۔

مارگریٹ۔ ہاں میرے حکم سے (ماری سے) رک جاؤ۔ ساکت کھڑی ہوجاؤ۔

ماری۔ میرے مالک مجھے معاف کیجئے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔

مارگریت۔ (بادشاہ سے) کیا یہ ثبوت کافی نہیں؟

بادشاہ۔ میں درختوں کو اس کمرے کے فرش پر اگنے کا حکم دیتا ہوں۔ (وقفہ)۔ میں چھت کو غائب ہونے کا حکم دیتا ہوں۔ (وقفہ) .... ہیں کچھ نہیں ہوا۔ میں بارش کے برسنے کا حکم دیتا ہوں (وقفہ) میں کڑک کو حکم دیتا ہوں کہ وہ میری مٹھی میں آجائے (وقفہ) — میں کونپلوں کو دوبارہ پھوٹنے کا حکم دیتا ہوں (کھڑکی کے قریب جاتا ہے) کیا مطلب کچھ نہیں ہوا — میں جولیٹ کو بڑے دروازے سے اندر آنے کا حکم دیتا ہوں۔ (جولیٹ بائیں طرف کے چھوٹے دروازے سے داخل ہوتی ہے) نہیں نہیں۔ اس راستے سے نہیں

اس راستے سے۔ اس دروازے سے باہر جاؤ (بڑے دروازے کی طرف اشارہ
کرتا ہے جولیٹ دوسرے چھوٹے دروازے سے جاتی ہے) (جولیٹ سے)
میں تمہیں ٹھہرنے کا حکم دیتا ہوں (جولیٹ جاچکی ہے) میں بینڈ کو بجنے کا
حکم دیتا ہوں، میں گھنٹیوں کو بجنے کا حکم دیتا ہوں۔ میں حکم دیتا ہوں کہ میرے
اعزاز میں ایک سو بیس بندوقوں کی سلامی دی جائے (غور سے سنتا ہے)
کچھ نہیں ہوا... ٹھہرو ــــ ہاں... کچھ آواز آرہی ہے۔

ڈاکٹر۔ حضور آپ کے کان بج رہے ہیں۔

مارگریٹ۔ اب زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں۔ تم کافی بیوقوف معلوم ہو رہے ہو

ماری۔ (بادشاہ سے) تم ــــ تم بہت تھک گئے ہو میرے ننھے منے بادشاہ۔ ہمت
ہارنے کی ضرورت نہیں۔ تم پسینے میں تر بتر ہو۔ کچھ دیر آرام کرو۔ تھوڑی دیر
میں ہم پھر شروع کر دیں گے۔ ایک گھنٹہ انتظار کرو اسکے بعد کچھ ہو سکے گا۔

مارگریٹ۔ (بادشاہ سے) ایک گھنٹہ اور پچیس منٹ بعد تم مرجاؤ گے۔

ڈاکٹر۔ ہاں جناب عالی۔ ایک گھنٹہ چوبیس منٹ اور پچاس سیکنڈ میں۔

بادشاہ۔ ماری!

مارگریٹ۔ ایک گھنٹہ چوبیس منٹ اور اکتالیس سیکنڈ میں (بادشاہ سے) اپنے آپ کو تیار کرو۔

ماری۔ نہیں نہیں ہار نہ مانو۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) اس کے لئے اپنے بازو نہ پھیلاؤ۔ وہ تیزی سے پھسل رہا ہے۔ اب تم
اسے روک نہیں سکتیں۔ سرکاری تقریب کا اپنی پوری تفصیلات کے ساتھ عمل
میں آنا ضروری ہے۔

دربان۔ تقریب شروع ہونے والی ہے (ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے) لوگ اپنی اپنی
جگہ لے لیتے ہیں گویا کوئی بہت اہم جلسہ شروع ہونے والا ہو۔ بادشاہ تخت
شاہی پر بیٹھا ہے ماری اس کے پاس کھڑی ہے)

بادشاہ۔ وقت کی سوئی کو الٹا گھما دو۔

ماری۔ اور ہم ایسے ہو جائیں جیسے بیس سال پہلے تھے۔

بادشاہ۔ پچھلا ہفتہ واپس آجائے۔ وقت واپس لوٹو۔ واپس لوٹو۔ رک جاؤ۔

مارگریٹ۔ وقت ختم ہو چکا ہے، وقت ان کے ہاتھوں میں پگھل گیا ہے۔

ڈاکٹر۔ (دوربین سے آسمان کا معائنہ کرتا ہے۔ (ماری سے) اگر آپ اس دوربین سے دیکھیں اور اس دوربین سے آپ دیواروں کے آر پار دیکھ سکتی ہیں۔ تو آپ کو جہاں شاہی سیاروں کا جمگھٹ تھا وہاں ایک دھبہ سا نظر آئے گا۔ کائنات کی تاریخ میں بادشاہ سلامت کو مرے ہوئے لوگوں کی فہرست میں درج کر لیا گیا ہے۔

دربان۔ بادشاہ سلامت انتقال فرما گئے۔ بادسلامت زندہ باد۔

مارگریٹ (دربان سے) احمق! کیا تم اپنا منہ نہیں بند کر سکتے۔

ڈاکٹر۔ اس میں شک نہیں کہ اب وہ زندہ کم اور مردہ زیادہ ہیں۔

ماری۔ میں کیسے ان کی ہمت بندھاؤں؟ کیسے سہارا دوں۔ میری قوت سلب ہوتی جارہی ہے اور یہ اب میری بات پر یقین نہیں کرتے، ان ہی لوگوں پر یقین کر رہے ہیں۔ (بادشاہ سے) امید کا دامن نہ چھوڑو۔ ابھی امید باقی ہے۔

مارگریٹ۔ ان کے ذہن کو اور نہ الجھاؤ۔ حالات زیادہ بگڑ جائیں گے۔

بادشاہ۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔

ڈاکٹر۔ مجھے اس ہنگامہ کی توقع تھی لیکن دفاعی بند ٹوٹنا شروع ہو گیا ہے۔

مارگریٹ۔ ہنگامہ ختم ہو جائے گا۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) بادشاہ سلامت ختم ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر۔ ہم آپ کی کمی بری طرح محسوس کریں گے اور ہم یہ بات اعلانیہ کہیں گے، اس کا ہم وعدہ کرتے ہیں۔

بادشاہ۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔

ماری۔ آہ! آہ! دیکھو ان کے بال سفید ہو گئے ہیں (بادشاہ کے بال واقعی سفید ہو گئے ہیں)، تمام چہرے اور ماتھے پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ یکایک یہ چودہ ہی صدی زیادہ بوڑھے لگنے لگے ہیں۔

ڈاکٹر۔ آناً فاناً ایک قدیم یادگار بن گئے ہیں۔

بادشاہ۔ بادشاہوں کو امر ہونا چاہئے۔

مارگریٹ۔ کچھ عرصے کے لیے وہ امر ہی ہوتے ہیں۔
بادشاہ۔ مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ میں اپنے مرنے کا فیصلہ خود کر سکوں گا۔
مارگریٹ۔ اس لیے کہ خیال تھا کہ تم وقت آنے سے پہلے خود ہی فیصلہ کر لوگے لیکن تمھیں حکومت کی چاٹ پڑ گئی اب تم سے یہ فیصلہ کرایا جائے گا۔ تم زندگی کے دل دل میں پھنسے رہے۔ تم نے آرام و آسائش سے زندگی گذار دی لیکن اب تمھیں سرد گرم کا سامنا کرنا ہی ہوگا۔
بادشاہ۔ میرے ساتھ دھوکا کیا گیا میں جال میں پھنس گیا ہوں ہوں مجھے پہلے سے آگاہ کرنا چاہئے تھا۔
مارگریٹ۔ تمھیں بار بار آگاہ کیا گیا۔
بادشاہ۔ تم نے مجھے وقت آنے پہلے آگاہ کیا؟ میں ہر گز نہیں مروں گا۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ کسی نہ کسی کو مجھے بچانا چاہیئے کیونکہ میں خود اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔
مارگریٹ۔ اگر تم انجانے میں پکڑے گئے تو اس میں تمھارا ہی قصور ہے۔ تمھیں پہلے سے تیاری کرنا تھی۔ اور اس بات کو ذہن میں رکھنا تھا۔ ہر روز پانچ منٹ اس بات پر غور کرنا چاہیئے تھا۔ اتنا وقت تم نکال سکتے تھے۔ اور پھر دس منٹ، پھر پاؤ گھنٹے اور پھر آدھے گھنٹے۔ اسی طرح انسان عادی ہو جاتا ہے۔
بادشاہ۔ میں نے غور کیا تھا۔
مارگریٹ۔ ہاں لیکن سنجیدگی اور گہرائی سے نہیں۔ پورے دھیان سے نہیں۔
ماری۔ اس لیے کہ وہ زندہ تھے (بادشاہ سے) آپ کے ذہن میں یہ بات ہمیشہ رہنی چاہئے۔
ڈاکٹر۔ انھوں نے کبھی مستقبل کے بارے میں نہیں سوچا۔ ہمیشہ حال میں مگن رہے۔ جیسا کہ لوگ عام طور پر کرتے ہیں۔
مارگریٹ۔ تم مستقل اسے ملتوی کرتے رہے۔ جب تم بیس سال کے تھے تو تم نے کہا کہ ابھی کوئی ضرورت نہیں، چالیس سال کی عمر میں سوچوں گا۔ چالیس سال کی عمر میں۔
بادشاہ۔ میں نوجوان تھا۔ میری صحت قابل رشک تھی۔
مارگریٹ۔ چالیس سال کی عمر میں تم نے کہا کہ پچاس سال کا ہونے پر سوچ لوں گا۔
بادشاہ۔ اس وقت بھی میں زندگی سے بھرپور تھا۔

مارگریٹ۔ پچاس سال کے ہوئے تو تم نے ساٹھ سال کی عمر تک ملتوی کرنا مناسب سمجھا اور پھر نوّے سال اور پھر ایک سو پچیس سال اور پھر دو سو سال۔ یہاں تک کہ تم چار سو سال کے ہو گئے۔ آخر میں تو یہ حال ہو گیا تھا کہ دس سال کی بجائے تم پچاس سال بعد سوچنے کا پروگرام بناتے، اور اس کے بعد ایک ایک صدی پر نوبت آ گئی۔

بادشاہ۔ لیکن میں اس سلسلہ میں غور و فکر کرنے ہی والا تھا۔ اگر ایک صدی اور زندہ رہ سکوں تو مجھے یقیناً اس کے لیے کافی وقت مل جائے گا۔

ڈاکٹر۔ جناب عالی! آپ کے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ ایک گھنٹہ میں آپ کو سب کچھ کرنا ہے۔

ماری۔ اتنے کم وقت میں کچھ کرنا ناممکن ہے' ان کو اور وقت ملنا چاہیئے۔

مارگریٹ۔ یہ ناممکن ہے، لیکن دراصل ایک گھنٹہ بھی کافی ہے۔

ڈاکٹر۔ ایک گھنٹہ کا صحیح استعمال صدی کی لاپرواہی اور شکست خوردگی سے بہتر ہے یہاں تک کہ پانچ منٹ بلکہ دس سیکنڈ بھی، جس میں انسان احساس کی بلندیوں کو چھو سکے بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ ہم تو انھیں ایک گھنٹہ دے رہے ہیں۔ یعنی ساٹھ منٹ، تین ہزار چھ سو سکنڈ۔ یہ خوش قسمت ہیں۔

مارگریٹ۔ یہ نامناسب طور پر سر راہے رنگ رلیاں مناتے رہے۔

ماری۔ ہم ملک پر حکومت کر رہے تھے یہ کام میں مصروف تھے۔

دربان۔ ایک جن کی طرح کام کرتے رہے۔

جولیٹ۔ بے چارے بادشاہ۔ میرے کام سے بھاگنے والے ننھے منے بادشاہ۔

بادشاہ۔ میں اسکول کے اس طالب علم کی طرح ہوں جس نے کبھی گھر کا کام نہ کیا ہو، اور جسے بغیر تیاری کے امتحان دینا پڑے۔

مارگریٹ۔ اب اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

بادشاہ۔ ایک ایسے اداکار کی طرح جو ڈرامے کی پہلی شب اپنا پارٹ اچھی طرح یاد کئے بغیر اسٹیج پر آ جائے اور یکایک اس کے حواس معطل ہو جائیں اور تخیل کے سوتے خشک ہو جائیں، یا ایک مقرر کی طرح جو پلیٹ فارم پر نمودار ہوتے ہی

اپنی تقریر بھول جائے۔ یہاں تک کہ یہ بھی بھول جائے کہ اسے کس قسم کے لوگوں سے خطاب کرنا ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرے مخاطب کون لوگ ہیں اور نہ مجھے یہ جاننے کی ضرورت ہے۔ نہ ان لوگوں سے کہنے کی خواہش ہے۔ اف میری حالت کتنی عجیب و غریب ہے۔

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے) بادشاہ نے اپنی حالت پر روشنی ڈالی ہے۔

مارگریٹ۔ بادشاہ کی حالت پر جہالت کا غلبہ ہے۔

جولیٹ۔ بادشاہ ابھی صدیوں تک اور بدشوق طالب علم کا رول ادا کرنا چاہتا ہے۔

بادشاہ۔ میں کسی نہ کسی طرح امتحان سے بچنا چاہتا ہوں۔

مارگریٹ۔ امتحان کا وقت آگیا ہے، اب اس سے فرار ممکن نہیں۔

ڈاکٹر۔ بادشاہ سلامت اب اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ نہ آپ خود کچھ کر سکتے ہیں اور نہ ہم۔ ہم سائنس داں ڈاکٹر ہیں۔ معجزے کرنا ہمارا کام نہیں۔

بادشاہ۔ کیا عوام کو اس کی اطلاع ہے۔ کیا تم نے انھیں آگاہ کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص یہ جان لے کہ بادشاہ سلامت مرنے والے ہیں (بڑی مشکل سے کھڑکی کھولنے کے لیے اس طرف بڑھتا ہے۔ اس کا لنگ اب بڑھتا جارہا ہے) میری عزیز رعایا! میں مرنے والا ہوں۔ کان کھول کر سنو۔ تمھارا بادشاہ موت کے دروازے تک پہنچ چکا ہے۔

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے) ان لوگوں کے کان میں یہ بات نہیں پڑنا چاہیئے۔ ان کی ہائے واویلا بند کراؤ۔

بادشاہ۔ (چلاکر) سنو۔ سنو میں مرنے والا ہوں اپنے بادشاہ خدا حافظ کہو۔

ڈاکٹر۔ کس قدر شرمناک بات ہے۔

بادشاہ۔ لوگو! اب میں مرنے والا ہوں۔

مارگریٹ۔ جو کبھی بادشاہ تھا، اب صرف قربانی کا ایک بکرا ہے جسے کند چھریوں سے ذبح کیا جائے گا

ماری۔ نہیں نہیں وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ صرف ایک انسان۔

ڈاکٹر۔ جناب عالی! لوئی چہاردہم کی موت کو یاد کیجئے یا پھر جارج پنجم کی موت کو

جو اپنے تابوت میں بیس سال تک سوتا رہا۔ جناب عالی آپ کو بھی باعزت طریقے سے مرنا چاہیئے۔

بادشاہ۔ باعزت طریقے سے مرنا چاہیئے؟ لوگو! میری مدد کرو۔ تمہارا بادشاہ مر رہا ہے۔

ماری۔ آہ بے چارے بادشاہ! میرے ننھے منے مظلوم بادشاہ۔

جولیٹ۔ چلانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

(بہت دور سے ایک مدھم گونج سنائی دیتی ہے۔ "بادشاہ مر رہا ہے")

بادشاہ۔ سنو! یہ آواز سنو۔

ماری۔ میں نے سنی۔ میں سن سکتی ہوں۔

بادشاہ۔ انھوں نے میری بات کا جواب دیا۔ شاید وہ مجھے بچالیں۔

جولیٹ۔ لیکن وہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ (گونج پھر سنائی دیتی ہے "مدد کرو)

ڈاکٹر۔ یہ صرف گونج ہے، ذرا تاخیر سے جواب دے رہی۔

مارگریٹ۔ یہاں اور سب چیزوں طرح گونج بھی سست رفتار ہے۔ اس ملک میں اب کوئی چیز بھی ٹھیک طرح کام نہیں کر رہی ہے۔

بادشاہ۔ یہ ناممکن ہے (کھڑکی طرف جاتے ہوئے) مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔

مارگریٹ۔ کیا تم سے پہلے کوئی نہیں مرا؟ تم پہلے انسان تو نہیں ہو۔

ماری۔ ہاں یہ پہلے انسان ہیں ان سے پہلے کوئی نہیں مرا۔

مارگریٹ۔ کیا بہت تکلیف ہے۔

جولیٹ۔ یہ تو رو رہے ہیں۔ عام آدمیوں کی طرح۔

مارگریٹ۔ کس قدر واہیات بات ہے۔ مجھے تو امید تھی کہ خوف اور تکلیف کا اظہار خوبصورت اور شاندار الفاظ میں ہوگا۔ (ڈاکٹر سے) میں تاریخی فریضہ تمھارے سپرد کرتی ہوں۔ ہم دوسرے لوگوں کے کہے ہوئے خوبصورت الفاظ ان سے منسوب کردیں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو نئے الفاظ ایجاد کرلیں گے۔

ڈاکٹر۔ ہاں۔ ہم کچھ اقوالِ زریں ان سے منسوب کردیں گے۔ (بادشاہ سے) جناب عالی! ہم آپ کی داستان پر نظر رکھیں گے۔

بادشاہ۔ (کھڑکی سے قریب) مجھے کون اپنی زندگی نذرانہ پیش کرے گا؟ کون بادشاہ کی جان بچانے کے لیے اپنی زندگی نثار کریگا۔ اپنے نیک بوڑھے بادشاہ کی خاطر اپنے مظلوم بادشاہ کی خاطر۔

مارگریٹ۔ کس قدر چھچھوری بات ہے۔

ماری۔ کم سے کم انھیں کوشش تو کرنے دو۔

جولیٹ۔ ہاں ہاں کیوں نہیں سننے والے سب ختم ہو چکے ہیں (باہر جاتی ہے)

مارگریٹ۔ ابھی جاسوس تو موجود ہیں۔

ڈاکٹر۔ دشمنوں کے کان ہماری آواز پر لگے ہوئے ہیں۔

مارگریٹ۔ اس قسم کی ہائے واویلا میں ہم سب کی ذلت ہے۔

ڈاکٹر۔ اب گونج بھی جواب نہیں دے رہی ہے۔ ان آواز اب دور تک نہیں جا سکتی یہ جتنا چاہے چلائیں لیکن ان کی آواز باغ کے دیوار تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔

مارگریٹ۔ دیکھو یہ کراہ رہے ہیں۔ (بادشاہ کراہتا ہے)

ڈاکٹر۔ اب صرف ہم لوگ ان کی آواز سن سکتے ہیں۔ یہ خود بھی اپنی آوز نہیں سن سکتے (بادشاہ مڑتا ہے اور چند قدم اسٹیج کی درمیانی حصے کی طرف بڑھتا ہے۔

بادشاہ۔ مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے، مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں۔ ور رہا ہوں۔

ماری۔ ان کی ٹانگیں اکڑ گئی ہیں۔

ڈاکٹر۔ یہ گٹھیا کا شکار ہو گئی ہے۔ (مارگریٹ سے) انھیں ایک انجکشن دیا جائے۔ (جولیٹ پہیوں والی کرسی لیے حاضر ہوتی ہے۔ اس کی پشت پر ایک تاج اور شاہی نشان بنا ہے)

بادشاہ۔ میں انجکشن نہیں لوں گا۔

ماری۔ کیا آپ انجکشن نہیں لیں گے۔

بادشاہ۔ میں ان لوگوں کی باتیں خوب سمجھتا ہوں۔ پہلے میں خود اور لوگوں کو یہ خوفناک انجکشن لگوا چکا ہوں۔ (جولیٹ سے) تم سے یہ کرسی لانے کو کس نے کہا تھا؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں سیر کے لیے جا رہا ہوں۔ مجھے کھلی ہوا کی ضرورت ہے (جولیٹ اسٹیج کے کونے میں کرسی چھوڑ کر جاتی ہے)

مارگریٹ۔ اس کرسی پر بیٹھ جاؤ ورنہ گر پڑو گے (بادشاہ ڈگمگا رہا ہے)

بادشاہ۔ میں ہتھیار ڈالنا نہیں چاہتا۔ میں آخر تک اپنے پاؤں پر کھڑا رہوں گا۔ (جولیٹ ایک کمبل لے کر واپس آتی ہے)

جولیٹ۔ حضور آپ گھٹنوں پر کمبل ڈال لیں اور گرم پانی استعمال کریں۔ اس سے آپ کو کچھ آرام مل سکے گا۔ (باہر جاتی ہے)

بادشاہ۔ نہیں میں اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا چاہتا ہوں۔ اور میں چلانا چاہتا ہوں۔ میں چلانا چاہتا ہوں۔ (چلاتا ہے)

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے) بادشاہ سلامت چلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر۔ (مارگریٹ سے) یہ بہت دیر تک نہیں چلا سکتے۔ میں ان علامات کو سمجھتا ہوں۔ بہت جلد یہ تھک کر چپ ہو جائیں گے اور اس وقت ہم لوگوں کی بات سنیں گے (جولیٹ کچھ اور گرم کپڑے اور گرم پانی کی بوتل لے کر داخل ہوتی ہے۔)

بادشاہ۔ (جولیٹ سے) مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔

مارگریٹ۔ اب تم بیٹھ جاؤ۔

بادشاہ۔ نہیں ہرگز نہیں۔ (تخت شاہی پر چڑھنا چاہتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے آگے بڑھتا ہے اور دائیں طرف ملکہ کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے بلکہ اس پر گر پڑتا ہے) مجبوری میں یہ کرنا پڑا۔ میں گرتے گرتے بچا ہوں۔

(جولیٹ ہاتھ میں گرم کپڑے وغیرہ لئے بادشاہ کے پیچھے پیچھے رہتی ہے۔ اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو انھیں بیماری کی کرسی پر رکھ دیتی ہے)

مارگریٹ۔ (جولیٹ سے) شاہی چھڑی ان کے ہاتھ سے لے لو بہت بھاری ہے۔

بادشاہ۔ (مارگریٹ سے جو رات کی ٹوپی لے کر اس کی طرف آرہی ہے) میں یہ نہیں پہنوں گا۔

جولیٹ۔ یہ بھی ایک قسم کا تاج ہے لیکن اتنا بھاری نہیں ہے۔

بادشاہ۔ میری شاہی چھڑی میرے پاس چھوڑ دو۔

مارگریٹ۔ اب تم میں اسے اٹھانے کی طاقت باقی نہیں رہی۔

ڈاکٹر۔ اس کے سہارے چلنے کی کوشش بے سود ہے۔ ہم آپ کو سہارا دیں گے۔ آپکو پہیوں والی کرسی پر بٹھا کر لے جائیں گے۔

بادشاہ ۔ نہیں، میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں ۔

ماری ۔ ان کی شاہی چھڑی ان کے پاس چھوڑ دو، یہ اسے رکھنا چاہتے ہیں ۔

(جولیٹ مارگریٹ کی طرف دیکھتی ہے۔ اس کے حکم کی منتظر ہے ۔)

مارگریٹ ۔ ٹھیک ہے، رہنے دو ۔ (جولیٹ شاہی چھڑی بادشاہ کو واپس کرتی ہے ۔)

بادشاہ ۔ شاید یہ غلط ہو، تم لوگ کہتے کیوں نہیں کہ یہ غلط ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ صرف ایک ڈراؤنا خواب ہو۔ (سب لوگ خاموش ہیں۔) ابھی امید کی کرن باقی ہے۔ شاید صرف دس فیصدی۔ شاید ایک ہزار میں سے ایک ۔ (سب لوگ خاموش ہیں۔ بادشاہ سسکیاں بھر رہا ہے ۔) میں اکثر مشکل بازیاں جیت جاتا تھا ۔

ڈاکٹر ۔ جناب عالی ۔

بادشاہ ۔ میں تمہاری بات نہیں سن سکتا ۔ میں بہت خوفزدہ ہوں ۔

(وہ برابر آہیں اور سسکیاں بھر رہا ہے ۔)

مارگریٹ ۔ اب آپ کو ہماری بات سننا چاہئے ۔

بادشاہ ۔ نہیں میں تمہاری بات نہیں سنوں گا ۔ تمہاری باتوں سے مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے ۔ اب میں اور کچھ سننا نہیں چاہتا ۔ (ماری سے جو اس کے قریب آنے کی کوشش کر رہی ہے) تم بھی میرے قریب نہ آؤ۔ تمہارے رحم سے بھی مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے ۔) پھر کراہتا ہے ۔)

ماری ۔ یہ پھر سے بچوں کی طرح ہو گئے۔ ننھے منے بچوں کی طرح ۔

مارگریٹ ۔ ایک بدصورت بچے کی طرح ۔ جس کے چہرے پر داڑھی اور جھریاں ہوں، تم ضرورت سے زیادہ نرمی سے کام لے رہی ہو ۔

جولیٹ ۔ (مارگریٹ سے) آپ خود بھی ان کی جگہ ہو سکتی تھیں ۔ یہ آپ نے کبھی نہیں سوچا ۔

بادشاہ ۔ آؤ میرے پاس آؤ ۔ مجھ سے بات کرو ۔ یہ تو میں ایسے ہی کہہ رہا تھا ۔ میرے پاس آؤ ۔ مجھے سہارا دو ۔ نہیں نہیں ۔ میں بھاگنا چاہتا ہوں ۔ (بڑی تکلیف کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور بائیں طرف کی چھوٹی کرسی کی طرف قدم بڑھاتا

ہے۔)

جولیٹ۔ ان کی ٹانگوں میں اب بالکل سکت نہیں۔

بادشاہ۔ اب مجھے بازو ہلانے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ کیا اس مطلب ہے کہ.... ابتدا ہو چکی ہے۔ آہ! اگر میں امر نہیں تھا۔ تو پیدا ہی کیوں ہوا۔ میرے ماں باپ پر لعنت ہو۔ انھوں نے میرے ساتھ یہ کیسا بھونڈا مذاق کیا۔ کتنا مضحکہ خیز کھیل کھیلا۔ مجھے پیدا ہوئے ابھی صرف پانچ منٹ ہوئے ہیں۔ میری شادی ہوئے صرف تین منٹ ہوئے ہیں۔

مارگریٹ۔ دو سو تراسی سال ہوئے ہیں۔

بادشاہ۔ میری تاج پوشی صرف ڈھائی منٹ پہلے ہوئی تھی۔

مارگریٹ۔ دو سو ستر سال اور تین مہینے پہلے ہوئی تھی۔

بادشاہ۔ مجھے زندگی کو سمجھنے کا وقت کہاں ملا۔ مجھے زندگی کو برتنے کا وقت کہاں ملا؟

مارگریٹ۔ تم نے کبھی کوشش ہی نہیں کی۔

ماری۔ زندگی گویا ایک پھولوں سے لدی ہوئی پگڈنڈی پر ایک تیز گام سیر تھی یا پھر کوئی وعدہ جو ٹوٹ جائے یا وہ مسکراہٹ جو مرجھا جائے۔

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے) ان کے پاس مشورہ دینے کے لئے ہر قسم کے ماہر موجود تھے۔ مذہبی عالم اور تجربہ کار سیاست داں۔ اور پھر وہ سب کتابیں، جن کو پڑھنے کی تکلیف انھوں نے گوارا نہیں کی۔

بادشاہ۔ مجھے وقت نہیں ملا۔

مارگریٹ۔ لیکن تم تو ہمیشہ کہتے تھے کہ میرے پاس وقت کی کیا کمی ہے۔

بادشاہ۔ نہیں مجھے کبھی وقت نہیں ملا۔ کبھی نہیں ملا۔ کبھی نہیں ملا۔

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے) لیجئے پھر وہی راگ شروع ہو گیا۔

ڈاکٹر۔ میرا خیال ہے کہ حالات کچھ بہتری کی طرف مائل ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آہ و زاری کا سلسلہ جاری ہے لیکن انھوں نے اپنی عقل کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ یہ شکایت کر رہے ہیں، جواز پیش کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ اپنے تاثرات کو الفاظ میں ڈھال رہے ہیں۔ یہ اٹل فیصلے کے سامنے سر جھکانے

کی ابتدائی کوشش ہے۔

بادشاہ۔ میں کبھی سر نہ جھکاؤں گا۔

ڈاکٹر۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کبھی سر نہ جھکائیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ جھکائیں گے یہ گویا اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں۔ سوال اٹھا رہے ہیں۔

مارگریٹ۔ آخرکار۔

ڈاکٹر۔ حضور عالی! آپ نے ایک سو اسی بار جنگ لڑی ہے۔ اور دو ہزار بار لڑائی کے میدان میں اپنی فوجوں کی رہنمائی کی ہے۔ شروع میں ایک سفید گھوڑے پر، جس کی دم خوشنما سرخ اور سفید رنگ کی تھی۔ ڈر تو کبھی آپ کے قریب سے چھو کر بھی نہیں نکلا اور پھر جب آپ نے لڑائی کے نئے طریقے اپنائے تو آپ نے ٹینک پر کھڑے ہو کر اور پھر جنگی جہازوں کے پروں پر کھڑے ہو کر اپنی فوجوں کی رہنمائی کی۔

ماری۔ یہ سورما تھے۔

ڈاکٹر۔ ایک ہزار بار آپ موت کے دروازے تک آئے ہیں۔

بادشاہ۔ ہاں میں دروازے تک ضرور آیا۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ وہ موت میری نہیں تھی

ماری۔ تم سورما تھے۔ یاد رکھو، تم بہادر تھے۔

مارگریٹ۔ اور ڈاکٹر کی مدد اور مشورے سے جو پیشہ ور جلاد بھی ہیں، تم نے قتل کے حکم جاری کیے۔

ڈاکٹر۔ وہ قتل نہیں تھے۔ صرف سزائے موت تھی۔ اور میں تو حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ صرف ایک وسیلہ تھا۔ سر اڑانے والا جلاد نہیں۔ بلکہ علمی جامہ پہنانے والا ایک کارکن تھا۔ اور ان لوگوں کے لئے تو میں ایک مہربان فرشتۂ موت تھا۔ بہرحال مجھے افسوس ہے، معاف کیجئے۔

مارگریٹ۔ کان کھول کر سنو، تم نے میرے ماں باپ کو قتل کرایا۔ اور پھر اپنے بھائیوں کو، رقیبوں کو، رشتے کے بھائیوں کو، دور دراز کے چچاؤں کو، اور داداؤں کو مع ان کے خاندانوں اور مویشیوں کے، تم نے ان سب کا قتل کرایا اور ان کے کھیتوں کو جلایا۔

ڈاکٹر۔ حضورِ عالی کہا کرتے تھے کہ انھیں ایک نہ ایک دن تو مرنا ہے ہی۔

بادشاہ۔ وہ سب تو حکومت کے مفاد کے لئے تھا۔ حالات کا تقاضا تھا۔

مارگریٹ۔ تمہاری موت بھی حالات کا تقاضا ہے۔

بادشاہ۔ لیکن میں تو خود ہی حکومت ہوں۔

مارگریٹ۔ ہاں، لیکن اس وقت تو تم پر موت کی حکومت ہے۔

ماری۔ یہ خود قانون ہیں۔ یہ قانون سے بلند تر ہیں۔

بادشاہ۔ اب میں قانون نہیں ہوں۔

ڈاکٹر۔ یہ خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ یہ اچھا شگون ہے۔

بادشاہ۔ (کراہتے ہوئے) اب میں قانون نہیں ہوں۔ قانون سے بلند نہیں ہوں۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) بادشاہ اب قانون سے بلند نہیں ہیں۔

جولیٹ۔ بے چارے بادشاہ سلامت اب قانون کی پہنچ سے باہر نہیں ہیں۔

ماری۔ بے چارہ بادشاہ۔ بے چارہ بچہ۔

بادشاہ۔ بچہ! میں بچہ — اس کا مطلب ہے کہ نئے سرے سے زندگی شروع ہو سکتی ہے۔ میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں۔ (ماری سے) میں بچہ بننا چاہتا ہوں اور تم میری ماں بن جاؤ۔ تب یہ لوگ مجھے پریشان نہیں کر سکیں گے۔ میں دوبارہ اسکول میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔ بچوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا ہوں۔ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔

جولیٹ۔ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔

مارگریٹ۔ یہ تو تم پہلے ہی جانتے تھے۔

بادشاہ۔ ہاں، یہ تو صرف میری مدد کر رہی تھی۔ اف خدا۔ دھوکا دینا بھی ممکن نہیں۔ اف۔ اس دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کتنے بچے پیدا ہوں گے؟

مارگریٹ۔ ہاں لیکن ہمارے ملک میں اب کوئی بچہ پیدا نہیں ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر۔ پیدائش صفر ہے۔

جولیٹ۔ کوئی گاجر یا گھاس کی پتّی بھی پیدا نہیں ہو رہی ہے۔

مارگریٹ۔ تمہاری وجہ سے ہر چیز یہاں تک کہ زمین بھی بانجھ ہو گئی ہے۔

ماری۔ مہربانی سے انھیں الزام نہ دو۔

جولیٹ۔ ہو سکتا ہے کہ سب چیزیں پھر پیدا ہونے لگیں۔

مارگریٹ۔ ہاں لیکن اس کے لئے انھیں اس اٹل فیصلے کو قبول کرنا ہو گا۔ زندگی سے منہ موڑنا ہو گا۔

بادشاہ۔ جب میں منہ موڑوں گا تو سب لوگ ہنسیں گے۔ گائیں گے اور پاگلوں کی طرح کھاپی کر میری قبر پر ناچیں گے۔ گویا میرا کبھی وجود نہ تھا۔ دیکھو براہ کرم انھیں میری یاد دلاتے رہنا۔ انھیں میری یاد میں ملول کرنا۔ یاد دلانا اور میرے نام کو تاریخ کی کتابوں میں امر کرا دینا۔ سب لوگوں کو میرے حالات زندگی زبانی یاد کرانا، انھیں میرے نقش قدم پر چلنے کی تاکید کرنا۔ اسکول کے بچوں کو اور تحقیق کرنے والے عالموں کو صرف میرے حالات زندگی پڑھائے جائیں۔ ہر وزارت خانے میں میری تصویر لگائی جائے۔ ہر دفتر، ہر ہسپتال، ہر ٹاؤن ہال اور انکم ٹیکس کے دفتروں میں میرے فوٹو گراف لگائے جائیں۔ ہر موٹر کار، ہر چھکڑے، ہر ہوائی جہاز اور سب دریائی کشتیوں کے نام میرے نام پر رکھے جائیں اور سب کپتانوں بادشاہوں، شاہراہوں، فن کاروں اور فلسفیوں کو بھلا دیا جائے۔ اور ہر باشعور آدمی کے ذہن کو میری یادوں سے بھر دیا جائے۔ اسکولوں میں پڑھنا لکھنا سکھایا جائے تو سب سے پہلے میرے نام کے ہجّے سکھائے جائیں۔ ب سے برنجر۔ میری شبیہہ تمام عبادت گاہوں میں، گرجاؤں میں، اور تمام صلیبوں پر ہو۔ میرے لئے مذہبی ترانے اور بھجن گائے جائیں۔ اور دیوتا بنا کر پوجا جائے۔ تمام کھڑکیوں کے رنگ اور بناوٹ میری آنکھوں کی طرح ہو، اور دریا اس انداز سے بہیں، کہ زمین پر میرے چہرے کا خاکہ بن جائے۔ تاقیامت میرے نام کی مالا جپی جائے، اور مجھ ہی سے دعائیں اور مرادیں مانگی جائیں۔

ماری۔ ہو سکتا ہے تم دوبارہ پیدا ہو جاؤ۔

بادشاہ۔ ہاں ہو سکتا ہے میں دوبارہ پیدا ہوں، میرے جسم کو کسی محل میں شاہی تخت پر احتیاط سے رکھا جائے۔ جہاں میرے لئے ہر روز کھانا حاضر کیا جائے۔

فن کار میرے سامنے گائیں اور بجائیں اور کنواریاں آ کر میرے سرد قدموں پر لوٹیں۔

(اس تقریر کے لیے بادشاہ کھڑا ہو گیا ہے۔)

جولیٹ۔ (مارگریٹ سے) یہ تو ہذیان بک رہے ہیں۔

دربان۔ اعلان کرتا ہے۔) بادشاہ سلامت ہذیانی کیفیت میں ہیں۔

مارگریٹ۔ نہیں ابھی نہیں۔ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس میں ضرورت سے زیادہ سچائی ہے ضرورت سے زیادہ لیکن ناکافی۔

ڈاکٹر۔ اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو ہم آپ کے جسم کو دواؤں سے محفوظ کر لیں گے۔

جولیٹ۔ جب تک ممکن ہو سکے گا۔

بادشاہ۔ نہیں نہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا، میرے جسم کے ساتھ کسی قسم کی کاروائی نہ کی جائے۔ نہ اسے جلایا جائے۔ نہ دفن کیا جائے۔ نہ اسے جنگلی جانوروں اور چیل کوؤں کے سامنے پھینکا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی اپنے گرد بازوؤں کا لمس محسوس کرتا رہوں، گرم بازو، ٹھنڈے بازو، نرم بازو مضبوط بازو۔

جولیٹ۔ یہ خود بھی نہیں جانتے کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔

مارگریٹ۔ ہم ان کی مدد کریں گے۔ (ماری سے) بے ہوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ (جولیٹ رو رہی ہے) لاحول ولا قوۃ، سب کا وہی حال ہے۔

بادشاہ۔ نہ معلوم کتنے عرصے تک میری یاد باقی رہے گی۔ مجھے تا قیامت یاد رکھا جائے۔ مجھے قیامت کے بعد یاد رکھا جائے۔ ایک ہزار سال بعد تک۔ دس ہزار سال بعد تک۔ ایک لاکھ سال بعد تک۔ آہ اس وقت تو کوئی کسی کو یاد رکھنے والا بھی نہ ہوگا۔ سب پہلے ہی بھول چکے ہوں گے۔ یہ خود غرض لوگ اپنی محدود دنیا کے علاوہ کسی چیز کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اگر زمین کو ٹوٹ پھوٹ کر بکھرنا ہے یا پگھل کر ختم ہونا ہے تو وہ ضرور ہوگی۔ اگر کائنات کو ایک دھماکے کے ساتھ ختم ہونا ہے تو وہ ضرور ہوگی۔ اگر ہر چیز کو ختم ہونا ہی ہے تو وہ کل ختم ہو یا ہزاروں لاکھوں صدیوں بعد۔ جن سب چیزوں کو کبھی ختم ہونا ہی تھا وہ آج ختم ہو رہی ایں

مارگریٹ : تمہارے پاس اب صرف ماضی ہے۔

بادشاہ ۔ اور یہ لمحہ بھی ماضی بن جائے گا۔

ڈاکٹر ۔ ہر چیز ماضی کا حصہ بن جاتی ہے۔

ماری ۔ میرے پیارے بادشاہ ۔ ماضی کا کوئی وجود نہیں اور مستقبل کا کوئی وجود نہیں، صرف حال کا وجود ہے ۔ جو آخر وقت تک ہمارے ساتھ رہتا ہے ۔ ہر چیز حال ہے، تم حال میں موجود ہو، تم خود حال ہو۔

بادشاہ ۔ افسوس اب تو صرف ماضی میں میرا وجود ہے ۔

ماری ۔ نہیں ، یہ غلط ہے ۔

مارگریٹ ۔ یہ ٹھیک ہے بے خبر ۔ تم چیزوں کو سلجھانے کی کوشش کرو۔

ماری ۔ ہاں میرے پیارے بادشاہ، سلجھانے کی کوشش کرو ۔ اپنا دل نہ کڑھاؤ ۔ وجود اور "موت" صرف الفاظ ہیں، ہمارے تخیل کی پیداوار ہیں ۔ اگر تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو تو پریشانی تمہیں چھو کر بھی نہیں گذرے گی ۔ بس اپنے آپ پر نظر رکھو، اور ہر چیز کو بھلا دو، تم زندہ ہو، تم موجود ہو ، خود ایک مجسم سوال بن جاؤ ۔ کیا ؟ ۔ کیوں ؟ ۔ کس طرح ؟ ۔ اور یاد رکھو کہ ان سب سوالوں کا کوئی جواب نہ ہونا ہی ان کا جواب ہے ۔ اصل حقیقت تم خود ہو ۔ ہر چیز تم میں موجود ہے ۔ اور اظہار کے لئے بے تاب ہے ۔ اپنے کو حیرتوں کی بھول بھلیوں میں کھو جانے دو اور اس طرح تم خود لافانی بن جاؤ گے ۔ ہر چیز عجیب و غریب ہے ۔ اور الفاظ میں اس کا اظہار ممکن نہیں ۔ ان سے اپنی آنکھوں کو خیرہ اور ذہن کو مسحور ہونے دو، اور سلاخیں اٹھا کر پھینک دو، عقل اور دلائل کے جھنجھٹ سے فرار حاصل کرو تاکہ ایک بار پھر کھلی ہوا میں سانس لے سکو۔

ڈاکٹر ۔ ان کا دم گھٹ رہا ہے۔

مارگریٹ ۔ خوف نے ان کی بینائی کو جکڑ لیا ہے۔

ماری ۔ خوشی اور روشنی کے دروازے کھول دو اور ان کے سیلاب میں اپنے کو بہہ جانے دو ۔ خوشی کی منور لہریں، ہر طرف چراغاں کر دیں گی ۔ صرف یہ کہ تمہیں خود بڑھ کر ان کا استقبال کرنا ہوگا۔

جولیٹ ۔ اس میں کیا شک ہے ۔

ماری ۔ جانِ من جون کی اس صبح کو یاد کرو جو ہم نے سمندر کے کنارے بتائی تھی ۔ اس وقت تمہاری رگ رگ میں خوشی کا طوفان تھا ۔ اور اس اُبھرا روشنی میں تمہارا چہرہ جگمگا رہا تھا ۔ اس وقت تم جانتے تھے کہ خوشی کس قدر ابدی اور اور لافانی ہے ۔ اور اگر تم اس وقت یہ بات سمجھ سکتے تھے تو اس وقت بھی سمجھ سکتے ہو ۔ وہ روشنی خود تمہارے اندر سے پھوٹ رہی تھی اور اگر اس وقت وہ تمہارے پاس تھی تو اب بھی ہے ۔ اسے تلاش کرو ، اسے اپنے وجود میں ڈھونڈو ۔

بادشاہ ۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ۔

ماری ۔ کیا تم اب کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے ۔ ؟

مارگریٹ ۔ یہ کبھی بھی اپنے آپ کو نہ سمجھ پائے ۔

ماری ۔ اپنے آپ کو سنبھالو ۔

بادشاہ ۔ آہ میں کیا کروں ۔ کوئی میری مدد نہیں کرتا ۔ کوئی میری مدد نہیں کرے گا اور میں خود بھی اپنی مدد نہیں کر سکتا ۔ اے روشن سورج میری مدد کر ، ان سیاہیوں دور ہٹا لے اور رات کو کسی قید خانے میں بند کر دے ۔ سورج ! اے سورج آج ہر مقبرے کو جگمگا دے ، ہر کونے اور ہر سوراخ کو ․․․․ میری رگ رگ میں سما جا ۔ آہ میرے پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے ہیں ، اے سورج ! انھیں گرمی پہنچا ۔ آہ مجھے گرم کر ، میرے جسم کے اندر داخل ہو ، میری کھال کے اندر گھس ۔ میری آنکھوں کی پتلیوں میں گھس آ ۔ اور ان کی بینائی کو بحال کر دے ۔ آہ ! مجھے دیکھنے دے ۔ دیکھنے دے ۔ دیکھنے دے ۔ سورج ۔ سورج ۔ کیا تجھے کبھی میری یاد آئے گی ۔ ننھے منے سورج ، میری مدد کر ۔ میری حفاظت کر ۔ اگر تجھے کسی قربانی ہی کی ضرورت ہے تو تمام دنیا کو خشک کر دے اس میں شگاف ڈال دے ۔ دنیا کی ہر مخلوق کو ختم کر دے اگر اس طرح میں زندہ رہ سکوں ۔ میں تنہا ایک بیکراں صحرا میں زندگی گذارنے کے لئے تیار ہوں ۔ میں کچھ عرصے میں تنہائی کا عادی ہو جاؤں گا ۔ مجھے اور لوگوں کی کمی

محسوس ہوگی اور میں ان کی یاد تازہ رکھوں گا۔ لیکن میں ایک خلا میں بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔ طویل و عریض بنجر زمین پر بھی زندگی گذار سکتا ہوں۔ اپنے دوستوں کی یاد میں ملول ہونا اپنے نہ ہونے سے بہرحال بہتر ہے۔ اور پھر کوئی اور بھی تو میری یاد میں ملول ہونے والا نہیں ہے۔ اے زندگی کے اُجالے آ اور مجھے موت کے پنجے سے بچا۔

ڈاکٹر۔ (ماری سے) یہ وہ روشنی تو نہیں جس کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ مسرت کی ابدی روشنی۔ یہ تمہاری بات نہیں سمجھے، ان کا ذہن اب اتنا بار برداشت نہیں کر سکتا۔

مارگریٹ۔ عشق کی مات رہی، تم سے ہمدردی ہے۔

بادشاہ۔ اف مجھے زندہ رہنے دو۔ صدیوں تک، دانت کے شدید درد کی حالت میں بھی زندہ رہنے کو تیار ہوں۔ لیکن مجھے خطرہ یہی ہے کہ جس چیز کو کسی نہ کسی دن ختم ہونا تھا، وہ اس وقت ختم ہو رہی ہے۔

مارگریٹ۔ ہر چیز ختم ہو رہی ہے۔ صرف ان کی تقریریں لامتناہی ہیں۔ (ماری اور جولیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔) اور یہ دونوں اشکبار خواتین انھیں اور زیادہ دلدل میں دھکیل رہی ہیں۔ انھیں ایک جال میں پھنسا رہی ہیں۔ بندھن سخت کر رہی ہیں۔

بادشاہ۔ نہیں یہ اشکباری بھی کافی نہیں۔ ہر طرف اس سے زیادہ پریشانی اور کرب ہونا چاہیے تھا۔ ان لوگوں کے رونے دھونے اور آہ و زاری سے نہ روکو' اپنے بادشاہ سے اظہار ہمدردی کرنے دو۔ اپنے نوجوان بادشاہ سے' اپنے بوڑھے بادشاہ سے، بیچارے ننھے منے بادشاہ سے۔ مجھے یہ سوچ کر ان پر ترس آ رہا ہے۔ میرے بعد یہ کتنی تنہا اور بے سہارا رہ جائیں گی۔ ہر طرف تلاش کریں گی لیکن مجھے نہ پائیں گی۔ ہر وقت انھیں میری یاد ستاتی رہے گی، آہ مجھے ابھی تک دوسروں کا خیال ہے۔ تم سب میرے اندر سما جاؤ۔ میری کھال میں گھس جاؤ۔ میں تمہیں یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں مر رہا ہوں۔ لیکن اس بات کا اظہار ممکن نہیں، سوا اس کے کہ صرف کتابی بات کروں، اس موضوع پر ادب تخلیق کروں۔

مارگریٹ ۔ اچھا تو یہ ادب ہے۔

ڈاکٹر ۔ اسے لکھنے کی ضرورت نہیں، کوئی نئی بات نہیں ہے۔

بادشاہ ۔ ہر شخص میرے لئے اجنبی ہے۔ وہ بھی جنھیں میں اپنا سمجھتا تھا، مجھے ڈر محسوس ہو رہا ہے، میں دھنستا جا رہا ہوں، میں ڈوب رہا ہوں۔ میرے چاروں طرف اندھیرا ہے۔ شاید کبھی بھی میرا وجود نہیں تھا۔ میں مر رہا ہوں۔

مارگریٹ ۔ اسے ادب کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر ۔ یہ آخر تک جاری رہے گا۔ ہم جس وقت تک زندہ رہتے ہیں۔ ہر چیز کو ادب کے سانچے میں ڈھالتے رہتے ہیں۔

ماری ۔ کاش اس طرح انھیں کچھ سکون مل سکے۔

دربان ۔ (اعلان کرتے ہوئے) بادشاہ کو ادب کی تخلیق میں کچھ سکون مل رہا ہے۔

بادشاہ ۔ نہیں نہیں، مجھے کسی چیز سے سکون نہیں ملتا۔ بس میرے اندر ایک ابال سا اٹھتا ہے اور پھر وہ سب بہہ جاتا ہے۔ اے خدا، اے خدا، اے خدا — اُف اُف۔ اُف — ہائے۔ ہائے۔ ہائے — (یہ سلسلہ تھوڑی دیر جاری رہتا ہے۔) — آہ میری مدد کر۔ وہ سب کروڑوں لوگ جو مجھ سے پہلے مرے ہیں، میری مدد کریں، مجھے بتائیں کہ انھوں نے کس طرح موت کا سامنا کیا۔ تم سب مجھے یہ سبق پڑھاؤ، اپنی مثال سامنے رکھ کر مجھے تسلی دو، مجھے سہارا دو۔ مدد کرو، آہ تم بھی تو ڈرتے تھے، جانے کے لئے تیار نہ تھے، اس وقت کیسا محسوس ہوا تھا، کس نے تمہیں سہارا دیا تھا، کون تمہیں گھسیٹ کر وہاں تک لے گیا تھا، کس نے پیچھے سے دھکا لگایا تھا، کیا آخر تک ڈر محسوس ہوتا رہا تھا، اور تم سب جو مضبوط اور بہادر تھے، جنھوں نے موت کا بے پروائی اور سکون سے مقابلہ کیا تھا، مجھے اس بے پروائی اور سکون کا درس دو، بے نیازی سکھاؤ، (اس کے بعد جو مکالمہ ہے اس میں ایک مذہبی رسم کا انداز اختیار کیا جائے اور الفاظ اس طرح ادا کئے جائیں جیسے کوئی منتر پڑھا اور گایا جا رہا ہو، اس کے بعد کردار گھٹنے ٹیک کر یا دوزانو ہو کر دعا یا التجا کے انداز میں ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔)

جولیٹ۔ پرانے مجسموں، چمکدار یا تاریک شبیہوں، عکسوں اور ہیولوں۔
ماری۔ انھیں سکون کا درس دو۔
دربان۔ انھیں بے نیازی سکھاؤ۔
ڈاکٹر۔ انھیں دنیا سے ہاتھ اٹھانے کی تعلیم دو۔
مارگریٹ۔ انھیں عقل و دانش کی تعلیم دو اور ان کے ذہن کو سکون دو۔
بادشاہ۔ اے خودکشی کی وارداتو! مجھے زندگی سے نفرت کرنا سکھاؤ، بیزاری سے آشنا کرو، کیا اس سلسلے میں، میں کوئی دوا استعمال کرسکتا ہوں۔
ڈاکٹر۔ میں سکون کی گولیاں تجویز کرسکتا ہوں۔
مارگریٹ۔ یہ ہضم نہ کرسکیں گے۔
جولیٹ۔ پرانی یادوں ....
دربان۔ گذرے دنوں کے نظاروں ...
جولیٹ۔ جن کا وجود اب صرف ہماری یادوں میں ہے۔
دربان۔ صرف تصور کے خیالوں میں ہے۔
مارگریٹ۔ ان کو امید کا دامن چھوڑ کر تقدیر کے سامنے سر جھکانا ہے۔
دربان۔ ہم تم سے التجا کرتے ہیں۔
ماری۔ اے صبح کی شبنم اور دھند!
جولیٹ۔ شام کے بادلو اور دھوئیں کی لکیرو!
ماری۔ پاک بزرگو، رشیو، سمجھ دار اور بیوقوف کنواریوں! ان کی مدد کرو، کیونکہ میں نہیں کرسکتی۔
جولیٹ۔ ان کی مدد کرو۔
بادشاہ۔ تم سب جن پر رحمت کا سایہ تھا۔ جنھوں نے موت کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا، جنھوں نے ہمیشہ اپنے انجام پر نظر رکھی۔
جولیٹ۔ ان کی مدد کرو۔
ماری۔ تم سب ان کی مدد کرو۔ میں تم سے مدد کی بھیک مانگتی ہوں۔
بادشاہ۔ اور تم سب جو خوشی سے مرے، تمہارے قریب اس وقت کون سا چہرہ تھا۔

کس کی مسکراہٹ تھی۔ جس نے تمہیں سکون پہنچایا۔ اور تمہارے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔ وہ کون سی روشنی کی کرنیں تھیں، اس آخری لمحے میں جو تمہارے چہرے کو چھوتی ہوئی گذر گئیں۔؟

جولیٹ۔ لاکھوں، کروڑوں مرحوم لوگو! ان کی مدد کرو۔

دربان۔ اے عظیم ننھی بادشاہ کی مدد کر۔

بادشاہ۔ لاکھوں، کروڑوں عظیم لوگوں نے میرے کرب کو ہزار گنا کر دیا۔ میں خود مجسم ان سب کی موت کا کرب ہوں۔ میری موت میں ہزاروں موتیں پنہاں ہیں۔ میری زندگی کی شمع کے ساتھ ساتھ اور ہزاروں کائناتیں بجھ جائیں گی۔

مارگریٹ۔ زندگی ایک جلاوطنی ہے۔

بادشاہ۔ ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔

ڈاکٹر۔ دوسرے الفاظ میں، بادشاہ سلامت آپ وطن واپس جا رہے ہیں۔

ماری۔ تم وہیں جا رہے ہو جہاں سے اپنی پیدائش کے وقت آئے تھے۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں، وہاں بھی کوئی جانی پہچانی چیز ضرور ہوگی۔

بادشاہ۔ مجھے جلاوطنی ہی پسند ہے، اسی لئے میں اپنے وطن سے فرار ہوا تھا، میں وہاں جانا نہیں چاہتا۔ وہ دنیا کیسی تھی؟

مارگریٹ۔ یاد کرنے کی کوشش کرو، سوچو، غور سے سوچو — سوچو۔ اور سوچو۔ تم نے کبھی سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔

ڈاکٹر۔ شروع سے اب تک انھوں نے ایک منٹ بھی اس مسئلے پر غور نہیں کیا۔

ماری۔ دوسری دنیا، کھوئی ہوئی دنیا، مدفون اور بھولی ہوئی دنیا، اپنی گہرائیوں سے نکل کر باہر آ۔

جولیٹ۔ دوسرے میدانو! — دوسری وادیو! دوسرے پہاڑو —! دوسری زنجیرو!

ماری۔ انھیں اپنا نام یاد دلاؤ۔

بادشاہ۔ اس دور دراز دنیا کی کوئی یاد باقی نہیں۔

جولیٹ۔ یہ اپنے وطن کو بالکل بھول چکے ہیں۔

مارگریٹ۔ اپنی یادوں میں غوطہ لگاؤ، اور جہاں یادوں کے درمیان گہری خلیج ہے وہاں

اسی دنیا میں داخل ہونے کی کوشش کرو جس کی مملکت یادوں سے بھی پرے ہے،
(ڈاکٹر سے) یہی وہ دنیا ہے، جس تک ان کی پہنچ نہیں ہے۔

ماری ۔ یاد نہ آسکنے والی یادو! انھیں اپنا چہرہ دکھاؤ، ان کی مدد کرو۔

ڈاکٹر ۔ دراصل مشکل یہ ہے کہ یہ اس بحر بیکراں میں غوطہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مارگریٹ ۔ انھیں یہ کرنا ہی ہوگا۔

دربان ۔ بادشاہ سلامت نے کبھی غوطہ نہیں لگایا۔

جولیٹ ۔ افسوس ہے کہ انھوں نے کبھی یہ فن سیکھا ہی نہیں۔

مارگریٹ ۔ اگر نہیں سیکھا تو سیکھنا پڑے گا۔

بادشاہ ۔ موت کے روبرو ایک چھوٹی سی چیونٹی بھی جدوجہد کے لئے تیار ہو جاتی ہے اسے یکایک احساس ہوتا ہے کہ وہ تنہا ہے، اپنے ساتھیوں سے چھٹ چکی ہے اس کی زندگی کے ساتھ ایک کائنات بجھنے لگتی ہے۔ موت بالکل غیر فطری چیز ہے۔ کیونکہ کوئی مرنا نہیں چاہتا۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

جولیٹ ۔ یہ زندہ رہنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ یہ کچھ نہیں جانتے۔

مارگریٹ ۔ اب ان کی نظر کو ادھر ادھر نہیں بھٹکنا چاہیے۔ انھیں باہر کی دنیا کی من موہنی تصویروں سے اپنا ناطہ توڑنا ہوگا۔ انھیں اپنے آپ کو بند کر کے اندر سے تالا لگانا ہوگا۔ (بادشاہ سے) بس اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، خاموش رہو اور اندر ٹھہرو، ہر طرف نظریں دوڑانا ختم کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

بادشاہ ۔ میں اس قسم کی بہتری نہیں چاہتا۔

ڈاکٹر ۔ (مارگریٹ سے) ابھی ہم اس منزل تک نہیں پہنچے۔ یہ ابھی ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان کی ہمت بندھانا ضروری ہے۔ لیکن مجبورًا انھیں وہاں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔

مارگریٹ ۔ بہر حال نتیجہ یقینی ہے۔

بادشاہ ۔ ڈاکٹر، ڈاکٹر! کیا میں موت کے پنجے میں پھنس چکا ہوں۔ نہیں نہیں، تم غلطی پر ہو، ابھی نہیں ــــ ابھی نہیں۔ (اطمینان کا سانس لیتے ہوئے) ابھی اس کی ابتدا نہیں ہوئی۔ ابھی تو میں زندہ ہوں، موجود ہوں، میں دیکھ سکتا ہوں۔

میرے سامنے ایک دیوار ہے۔ کمرے کا سازوسامان ہے، سانس لینے کے لئے ہوا ہے۔ میں دیکھ سکتا ہوں، لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں زندہ ہوں، میں سوچ سکتا ہوں، دیکھ سکتا ہوں، سن سکتا ہوں، دیکھ اور سن سکتا ہوں، یہ باجہ کیسا بج رہا ہے۔ (دور سے باجہ بجنے کی آواز آتی ہے — بادشاہ قدم بڑھاتا ہے۔)

دربان۔ بادشاہ سلامت چل رہے ہیں۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔

(بادشاہ گر پڑتا ہے۔)

جولیٹ۔ بادشاہ سلامت گر گئے۔ بادشاہ سلامت مر رہے ہیں۔

(بادشاہ اٹھتا ہے۔)

ماری۔ پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔

دربان۔ بادشاہ سلامت کھڑے ہو گئے، بادشاہ سلامت زندہ باد۔

ماری۔ دیکھو، وہ پھر کھڑے ہیں۔

دربان۔ بادشاہ سلامت زندہ باد (بادشاہ گر جاتا ہے۔) بادشاہ سلامت انتقال کر گئے۔

ماری۔ نہیں نہیں، وہ پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (بادشاہ واقعی اٹھتا ہے۔) وہ ابھی زندہ ہیں۔

دربان۔ بادشاہ سلامت زندہ باد۔ (بادشاہ تخت شاہی کی طرف بڑھتا ہے۔)

جولیٹ۔ بادشاہ سلامت تخت شاہی پر بیٹھنا چاہتے ہیں۔

ماری۔ بادشاہ اب بھی حکومت کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر۔ ہذیانی کیفیت شروع ہونے والی ہے۔

ماری۔ (بادشاہ سے جو تخت شاہی پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔) ذرا سنبھل کر — اس کو مضبوطی سے پکڑلو (جولیٹ سے جو بادشاہ کی مدد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔) انھیں چھوڑ دو، یہ خود چڑھ سکتے ہیں۔ (بادشاہ چڑھنے میں ناکام رہتا ہے۔)

بادشاہ۔ خیر کوئی بات نہیں، میری ٹانگیں اب بھی موجود ہیں۔

ماری۔ پھر کوشش کرو۔

مارگریٹ۔ اب صرف ۳۲ منٹ اور ۲۵ سکنڈ باقی ہیں۔

بادشاہ۔ میں اب بھی کھڑا ہو سکتا ہوں۔

ڈاکٹر۔ یہ تشنج کی آخری کیفیت ہے۔

(بادشاہ بیمار کی کرسی پر گر پڑتا ہے جسے جولیٹ ابھی آگے لے آئی ہے۔ وہ لوگ اسے ایک کمبل اڑھا دیتے ہیں۔ اور اسے گرم پانی کی بوتل دے دیتے ہیں۔ بادشاہ اب بھی کہہ رہا ہے۔)

بادشاہ۔ میں اب بھی کھڑا ہو سکتا ہوں۔

(اب جولیٹ دھیرے دھیرے کئی اور کمبل اور گرم پانی کی بوتلیں وغیرہ لے کر آتی ہے۔)

ماری۔ تم تھک گئے ہو، تمہارا سانس پھول رہا ہے۔ تھوڑی دیر آرام کرو، اس کے بعد کھڑے ہو جانا۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

بادشاہ۔ (کرسی پر بیٹھتے ہوئے۔) مجھے موتزارت (Mozart) پسند تھا۔ میں اب کبھی وہ موسیقی نہ سن سکوں گا۔

مارگریٹ۔ تم اس موسیقی کو بالکل بھول جاؤ گے۔

بادشاہ۔ (جولیٹ سے) تم نے میری پتلون کی مرمت کی؟ یا پھر تمہارا خیال ہے کہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی؟ میرے سرخ لبادے میں ایک سوراخ تھا۔ تم نے اسے پیوند لگایا یا نہیں؟ رات کے لباس میں بٹن ٹانکے؟ میرے جوتے میں نیا تلا لگایا یا نہیں۔؟

جولیٹ۔ میں نے اس طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔

بادشاہ۔ تم نے توجہ نہیں کی؟ تم کیا سوچ رہی تھیں؟ مجھ سے کچھ باتیں کرو، تمہارا شوہر کیا کرتا ہے؟ (جولیٹ اس وقت سفید ٹوپی اور نرس کی ایپرن پہن رہی ہے۔)

جولیٹ ۔ میں بیوہ ہوں ۔
بادشاہ ۔ جب تم گھر کی دیکھ بھال کرتی ہو تو کیا سوچا کرتی ہو ؟
جولیٹ ۔ کچھ نہیں عالی جناب ۔
بادشاہ ۔ تمہارا وطن کہاں ہے ؟ تمہارا خاندان کس قسم کا ہے ؟
مارگریٹ ۔ اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس میں دلچسپی نہیں لی تھی ۔
ماری ۔ انھیں فرصت ہی نہیں ملی ۔
مارگریٹ ۔ اور اب بھی تمہاری دلچسپی حقیقی نہیں ہے ۔
ماری ۔ اس طرح انھیں کچھ اور وقت مل جائے گا ۔
بادشاہ ۔ (جولیٹ سے) تم کس طرح رہتی ہو ؟ تمہاری زندگی کس قسم کی ہے ۔
جولیٹ ۔ خراب ہے ۔
بادشاہ ۔ زندگی کبھی خراب نہیں ہو سکتی ۔ یہ بالکل ناممکن بات ہے ۔
جولیٹ ۔ بہرحال زندگی خوبصورت نہیں ہے ۔
بادشاہ ۔ زندگی، زندگی ہے ۔
جولیٹ ۔ جاڑے کے موسم میں جب میں سو کر اٹھتی ہوں تو اس وقت تک اندھیرا پھیلا ہوتا ہے اور میرا جسم برف کی مانند ٹھنڈا ہوتا ہے ۔
بادشاہ ۔ میرا بھی ہوتا ہے ۔ لیکن وہ ٹھنڈا اس قسم کی نہیں ہوتی ۔ کیا تمہیں ٹھنڈ پسند نہیں ؟
جولیٹ ۔ اور گرمی میں میں جب سو کر اٹھتی ہوں تو پو پھٹی ہوتی ہے اور ایک زرد سی روشنی پھیلی ہوتی ہے ۔
بادشاہ ۔ (خوشی سے جھومتے ہوئے) زرد روشنی ! ہاں روشنی بھی تو کئی قسم کی ہوتی ہے ۔ نیلی روشنی ! گلابی روشنی ! سفید روشنی ! ہری روشنی اور ہاں زرد روشنی !
جولیٹ ۔ محل کے تمام کپڑے لتے میں ہی دھوبی گھاٹ پر دھوتی ہوں، میرے ہاتھ دکھنے لگتے ہیں ۔ اور کھال پھٹنے لگتی ہے ۔
بادشاہ ۔ (خوشی سے) اچھا تمہیں تکلیف ہوتی ہے ؟ لیکن تمہیں یہ احساس تو ہوگا کہ تمہارے بدن پر کھال ہے ۔ کیا ان لوگوں نے تمہیں واشنگ مشین خرید کر نہیں

دی ۔ مارگریٹ ! اتنا بڑا محل اور واشنگ مشین ندارد ؟

مارگریٹ ۔ تھی لیکن حکومت کے لئے قرضہ حاصل کرنے کے لیے اسے رہن رکھنا پڑا ۔

جولیٹ ۔ پھر میں غسل خانے صاف کرتی ہوں ۔ بستر لگاتی ہوں ۔

بادشاہ ۔ اچھا بستر لگاتی ہو جہاں ہم روز رات کو سوتے ہیں ۔ اور جہاں صبح سویرے ہماری آنکھ کھلتی ہے ۔ ہر صبح آنکھ کھلتی ہے گویا ہر روز ہم نئے سرے پیدا ہوتے ہیں ۔

جولیٹ ۔ میں کمروں کے آبنوسی فرش صاف کرتی ہوں ، جھاڑو لگاتی ہوں ، صبح سے شام تک یہ کام ختم ہی نہیں ہوتا ۔

بادشاہ ۔ (خوشی سے) اچھا کبھی ختم نہیں ہوتا ۔

جولیٹ ۔ میری کمر دکھنے لگتی ہے ۔

بادشاہ ۔ اچھا کمر ! اس میں کیا شک ہے ۔ تمہاری کمر ہے ، ہم سب کی کمریں ہیں ۔

جولیٹ ۔ میرے گردے میں بھی درد رہتا ہے ۔

بادشاہ ۔ اور گردے بھی ہیں ۔

جولیٹ ۔ اس کے علاوہ میں ہی زمین کھودتی ہوں ۔ بیج بوتی ہوں ۔ مالی تو سب ختم ہو چکے ہیں ۔

بادشاہ ۔ اور پھر چیزیں اگتی ہیں ۔

جولیٹ ۔ میں بالکل تھک جاتی ہوں ۔ جوڑ جوڑ دکھتا ہے ۔

بادشاہ ۔ تم نے ہمیں پہلے کیوں نہ بتایا ؟

جولیٹ ۔ میں نے آپ کو بتایا تھا ۔

بادشاہ ۔ اس میں شک نہیں ۔ بہت سی چیزوں پر میری توجہ ہی نہیں گئی ۔

جولیٹ ۔ میرے کمرے میں کوئی کھڑکی نہیں ہے ۔

بادشاہ ۔ (خوشی سے جھومتے ہوئے) اچھا ! کوئی کھڑکی نہیں ہے ؟ تو تم روشنی کی تلاش میں باہر نکلتی ہو ، اور جب وہ تمہیں ملتی ہے تو تم مسکراتی ہو ، اور باہر آنے کے لئے تم دروازہ کھولتی ہو اور پھر باہر آ کر اسے بند کرتی ہو ، اور تالا لگاتی ہو — تم کہاں رہتی ہو ؟

جولیٹ۔ سب سے اوپر والے کمرے میں۔

بادشاہ۔ اچھا تو تم صبح نیچے آنے کے لئے زینے سے اترتی ہو، تم اس پر پہلا قدم رکھتی ہو اور پھر دوسرا اور پھر پہلا ۔ پھر دوسرا ۔ اور تم صبح ہی صبح اپنا لباس تبدیل کرتی ہو۔ پہلے موزے پہنتی ہو پھر جوتے۔

جولیٹ۔ اس کی ایڑیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

بادشاہ۔ اور پھر کپڑے پہنتی ہو۔ کتنی حیرتناک بات ہے۔

جولیٹ۔ ہاں ایک سستا سا لباس ۔ پرانا اور بوسیدہ۔

بادشاہ۔ تم تصور نہیں کر سکتیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کتنے حسین الفاظ ہیں۔ پرانا اور بوسیدہ لباس ؟

جولیٹ۔ اور پھر ایک بار میری ڈاڑھ سوج گئی اور ڈاکٹر نے میرا ایک دانت اکھیڑ ڈالا۔

بادشاہ۔ تمہیں ضرور شدید تکلیف ہوئی ہوگی۔ لیکن تکلیف دھیرے دھیرے کم ہونے لگتی ہے۔ اور پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر بڑا سکون محسوس ہوتا ہے۔ دل خوش ہو جاتا ہے۔

جولیٹ۔ میں تھکن کے سوا اور کچھ محسوس نہیں کر سکتی۔

بادشاہ۔ تو پھر تم آرام کرتی ہوں گی۔ آرام کتنا خوشگوار ہوتا ہے۔

جولیٹ۔ مجھے اس کا وقت ہی نہیں ملتا۔

بادشاہ۔ امید نہ چھوڑو۔ کبھی نہ کبھی ضرور وقت ملے گا۔ اور پھر تم ایک ٹوکری لے کر خریداری کرنے جاتی ہو۔ اور پھر ترکاری والے سے سلام علیک کرتی ہو۔

جولیٹ۔ وہ بہت موٹا ہے، خوفناک حد تک۔ بلیاں اور چڑیاں بھی اس سے ڈر کر بھاگ جاتی ہیں۔

بادشاہ۔ بہت خوب ! اور پھر تم اپنا بٹوہ نکالتی ہو اور دام چکاتی ہو۔ اور ریزگاری واپس لیتی ہو۔ اور پھر وہ بازار، ہری ترکاریاں، لال چیریاں، سنہری انگور، اور اودے بینگن، قوس وقزح کے تمام رنگ۔ کس قدر حیرتناک بات ہے ناقابل یقین پریوں کی کہانی۔

جولیٹ۔ اور پھر میں اسی راستے سے واپس آتی ہوں جس سے گئی تھی۔

بادشاہ۔ اچھا تو تم دوبارہ اس سڑک پر چلتی ہو، اور تمہارے سر پر نیلا آسمان ہوتا ہے۔ تم دوبارہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتی ہو۔ اور تم ہوا میں سانس لیتی ہو، لیکن تم کو یہ خیال بھی نہ آتا ہو گا کہ تم سانس لے رہی ہو۔ تمہیں اس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ ایک معجزہ ہے۔

جولیٹ۔ اور پھر میں رات کے گندے برتن دھوتی ہوں، جس پر چکنائی جمی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد کھانا پکانا ہوتا ہے۔

بادشاہ۔ کتنا بلند اور عظیم کام ہے۔

جولیٹ۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ بڑا اکتا دینے والا کام ہے۔ مجھے ابکائی آنے لگتی ہے۔

بادشاہ۔ اچھا، اکتا دینے والا کام ہے۔ اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ اکتاہٹ بھی ایک لاجواب چیز ہے۔ اور نہ اکتانا بھی لاجواب ہے۔ غصہ آنا بھی اور غصہ نہ آنا بھی لاجواب چیزیں ہیں۔ غیر مطمئن ہونا اور مطمئن ہونا دونوں ہی لاجواب ہیں صبر کرنا بھی لاجواب ہے اور اپنے حقوق کے لئے لڑنا بھی۔ اور جب ہمیں جوش آتا ہے تو ہم لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اور لوگ ہم سے باتیں کرتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو قریب سے دیکھتے ہیں، چھوتے ہیں۔ کس قدر حیرتناک بات ہے۔ گویا ایک طویل جشن ہو۔ جس کی نہ کوئی ابتدا ہو نہ انتہا۔

جولیٹ۔ یہ ٹھیک ہے اس کی کوئی انتہا نہیں ہے — اور پکانے کے بعد مجھے کھلانا ہوتا ہے۔

بادشاہ۔ (خوشی سے جھوم کر) تم کھانا کھلاتی ہو! اچھا — بہت خوب۔ تو تم کیا پیش کرتی ہو۔

جولیٹ۔ جو بھی کھانا اس وقت پکایا ہوتا ہے۔

بادشاہ۔ مثال کے طور پر کیا ؟

جولیٹ۔ کوئی مخصوص کھانا — مثال کے طور پر اسٹو۔

ادشاہ۔ (خواب آلود آواز میں) اسٹو! — اسٹو!

جولیٹ۔ وہ بھی اچھا خاصا پیٹ بھراؤ کھانا ہوتا ہے۔

ادشاہ۔ میں اسٹو کا دلدادہ تھا۔ ترکاریاں اور آلو، گاجر اور نوبھی سب ایک ساتھ

مکھن میں پکے ہوئے جنھیں ہم کانٹے سے توڑ کر اور ایک دوسرے میں ملا کر کھاتے تھے۔

جولیٹ۔ ان کو تھوڑا سا اسٹو تو کھلایا جا سکتا ہے۔

بادشاہ۔ ہاں اسٹو منگواؤ۔

مارگریٹ۔ نہیں۔

جولیٹ۔ کیا حرج ہے، انھیں پسند ہے۔

ڈاکٹر۔ ان کی صحت کے لئے مضر ہے۔ یہ پرہیزی غذا پر ہیں۔

بادشاہ۔ میں اسٹو کھاؤں گا۔

ڈاکٹر۔ ایک مرتے ہوئے انسان کو کوئی ڈاکٹر اسٹو نہیں دیتا۔

ماری۔ لیکن یہ ان کی آخری خواہش ہے۔

مارگریٹ۔ انھیں سب چیزوں سے ناطہ توڑنا ہوگا۔

بادشاہ۔ خوشبودار شوربہ۔ گرم گرم آلو اور گاجریں۔ اور سب کی خوشبو میری ناک میں گھسی ہوئی۔

جولیٹ۔ یہ اب بھی مذاق کر رہے ہیں۔

بادشاہ۔ (تھکے ہوئے انداز میں) آج سے پہلے مجھے کبھی اس بات کا احساس نہ ہوا تھا کہ گاجریں اتنی خوبصورت ہوتی ہیں۔ (جولیٹ سے) جلدی کرو، میری خوابگاہ میں ان دو مکڑیوں کو مار آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے بعد تک زندہ رہیں۔ نہیں نہیں، ان کو نہ مارو، ان میں کہیں نہ کہیں میں بھی سانس لے رہا ہوں۔ اور وہ اسٹو کیا ہوا۔ کیا مر گیا۔ کائنات سے غائب ہو گیا۔ کبھی اسٹو کا وجود ہی نہ تھا۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے۔) اسٹو کو ملک کے طول و عرض سے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔

مارگریٹ۔ شکر ہے کچھ بات آگے بڑھی۔ کسی چیز سے تو انھوں نے ہاتھ اٹھایا۔ ہم جن جن چیزوں پر جان دیتے ہیں ان میں سب سے پہلے چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اب ہم شروع کر سکتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اور نرمی سے جیسے کوئی زخم پر سے پھایا ہٹائے اور سب سے پہلے اس کے کناروں کو ہٹائے

جو زخم کے مرکز سے ذرا دُور ہوتے ہیں۔ (بادشاہ کے قریب آتے ہوئے)
جولیٹ ان کے چہرے سے پسینہ پوچھو، تر بتر ہو رہے ہیں۔ (ماری سے) نہیں
تم نہیں۔

ڈاکٹر۔ (مارگریٹ سے) یہ ان کا خوف ہے جو قطرے قطرے ٹپک رہا ہے۔ (وہ
بیمار کا معائنہ کرتا ہے۔ ماری دو زانو ہے، اس نے ہاتھوں سے اپنا چہرہ
چھپا لیا) دیکھیے ان کا ٹمپریچر گر گیا ہے۔ پہلے خوف سے ان کے رونگٹے کھڑے
ہو گئے تھے لیکن وہ اب بدن سے چپک گئے ہیں۔ انھیں اس قسم کے خوف کی عادت
نہیں ہے لیکن اب یہ اپنے اندر خوف کو دیکھ رہے ہیں۔ اسی لئے انھوں نے اپنی
آنکھوں کو بند کرنے کی ہمت کی ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں یہ آنکھیں کھول دیں
گے۔ ان میں ابھی تک ایک تناؤ موجود ہے۔ لیکن دیکھیے، یہ جھریاں جنھوں
نے چہرے پر بڑھاپے کی مہر لگا دی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انھوں نے کچھ
چیزوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سلسلہ آسان نہیں ہے۔
اور پیچھے کی طرف جانے کا خطرہ باقی ہے۔ لیکن ہائے واویلا کا یہ سلسلہ اب
ختم کیجیے۔ اور وہی سب سے زیادہ بے عزتی کی بات ہوتی ہے۔ ان پر ابھی
اور خوف کے حملے ہوں گے۔ لیکن وہ گویا خالص خوف ہوگا۔ اس میں تناؤ اور
بدہضمی شامل نہ ہوگی۔ اب اس بات کی امید تو نہیں کی جاسکتی کہ ان کی موت
ایک مثالی موت ہوگی۔ لیکن اسے کسی حد تک باعزت موت کہا جاسکے گا۔
ان کی موت صرف ان کو ختم کرے گی۔ ان کے خوف کو نہیں۔ لیکن ہمیں ان کی
مدد بہرحال کرنی ہوگی۔ ملکہ صاحبہ، انھیں آخری وقت تک ہماری مدد کی ضرورت
رہے گی۔ آخری سانس تک۔

مارگریٹ۔ میں ان کی مدد کروں گی۔ میں کسی نہ کسی طرح خوف کو ان کے جسم سے خارج کردوں
گی۔ انھیں اس جھاڑ جھنکار سے باہر نکال لوں گی۔ میں اس گچھے کی تمام گرہیں
کھولوں گی۔ پودے کو بیل کی گرفت سے آزاد کروں گی جس نے اسے چاروں
طرف سے جکڑ رکھا ہے۔

ڈاکٹر۔ یہ کام آسان نہ ہوگا۔

مارگریٹ۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ خطرناک جنگل جھاڑیاں اور بل دار بیلیں کیسے اُگ آئیں۔

ڈاکٹر۔ یہ سلسلہ سالہاسال سے چل رہا تھا۔

مارگریٹ۔ (بادشاہ سے) اب تو آپ بہت اچھی طرح لیٹے ہیں۔ کیا اس طرح آپ کو زیادہ سکون محسوس نہیں ہوتا؟

ماری۔ (کھڑے ہوتے ہوئے بادشاہ سے) تم اب بھی مہمان ہو، موت کی آمد تک۔ اور پھر جب تم چلے جاؤ گے تو تمہیں ان سے اور ان کی باتوں سے خود ہی نجات مل جائے گی۔

مارگریٹ۔ زندگی کے مخصوص جھوٹ۔ یہ سب میں بہت بار سن چکی ہوں۔ موت ہمیشہ ہمارے درمیان موجود رہتی ہے۔ یہ اس بیج کے ساتھ بوئی جاتی ہے جس سے زندگی کا پودا اُگتا ہے۔ یہ وہ کونپل ہے جو اس درخت کو اُگاتی ہے، یہ وہ پھول ہے جو اس کی شاخ پر کھلتا ہے۔ یہی وہ پھل ہے جو ہم اس درخت سے توڑ سکتے ہیں۔

ماری۔ (مارگریٹ سے) یہ بھی ایک بنیادی حقیقت ہے، اور یہ سب بھی ہم بہت بار سن چکے ہیں۔

مارگریٹ۔ ہاں بنیادی حقیقت ہے اور یہی آخری حقیقت ہے۔ کیوں ڈاکٹر! تمہارا کیا خیال ہے۔

ڈاکٹر۔ آپ دونوں کی بات ٹھیک ہو سکتی ہے۔ یہ نقطۂ نظر کا فرق ہے۔

ماری۔ کبھی تم مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔

بادشاہ۔ میں مر رہا ہوں۔

ڈاکٹر۔ بادشاہ نے اپنا نقطۂ نظر بدل دیا ہے۔ وہ اب ایک دوسرے مقام سے ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں۔

ماری۔ اگر تمہارے لئے تصویر کے دونوں رخ دیکھنا ضروری ہے تو میرے نقطۂ نظر کو بھی دیکھو۔

بادشاہ۔ نہیں یہ ممکن نہیں ــــ میں مر رہا ہوں، میں مر رہا ہوں۔

ماری ۔ اُف ان پر میرا اثر ختم ہو رہا ہے ۔

مارگریٹ ۔ ہاں ، اب ان پر تمہارا کوئی جادو نہیں چل سکتا ۔

دربان ۔ (اعلان کرتے ہوئے) بادشاہ سلامت پر اب ملکہ ماری کا کوئی جادو نہیں چل سکتا ۔

ماری ۔ تم مجھے چاہتے تھے ، تم اب بھی مجھے چاہتے ہو ۔ جس طرح میں نے ہمیشہ تمہیں چاہا ہے

مارگریٹ ۔ یہ اپنے علاوہ کچھ سوچ ہی نہیں سکتی ۔

جولیٹ ۔ یہ انسانی فطرت ہے ۔

ماری ۔ میں نے ہمیشہ تمہیں چاہا ہے ، میں اب بھی تمہیں چاہتی ہوں ۔

بادشاہ ۔ معلوم نہیں کیوں ۔ لیکن اس سے اب کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔

ڈاکٹر ۔ محبت اندھی ہوتی ہے ۔ پاگل ہوتی ہے ۔

ماری ۔ ہاں محبت اندھی ہوتی ہے ، پاگل ہوتی ہے اور اگر تم آنکھیں بند کرکے دل و جان سے مجھ سے محبت کرو گے تو موت تمہارے پاس سے آہستہ سے گذر جائے گی ۔ اگر تم چاہو اور زندگی سے پیار کرو تو محبت تمہارے خوف پر قابو پالے گی ۔ محبت انسان کو بلندی پہ لے جاتی ہے ۔ اور اگر انسان اپنے کو اس کے حوالے کردے تو خوف اس کا دامن چھوڑ دیتا ہے ۔ اور تمام کائنات ہم آہنگ ہو جاتی ہے ۔ ہر چیز میں ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جو جام خالی ہو چکا تھا وہ دوبارہ بھر جاتا ہے ۔

بادشاہ ۔ ہاں میں بھرا ہوا ہوں ۔ اور ایسے شگافوں سے جو لمحہ بہ لمحہ بڑھتے جا رہے ہیں ۔ گہرے ہو رہے ہیں ۔ اور اتھاہ غاروں میں تبدیل ہو رہے ہیں ۔ اپنے اندر ان گہرائیوں میں جھانکنے کے خیال سے مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے ۔ چکر آ رہے ہیں ۔ میں ختم ہو رہا ہوں ۔

ماری ۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا ۔ تمہاری جگہ کچھ اور لوگ لے لیں گے ۔ اور پھر آسمان کی بلندیوں کو تکیں گے ۔

بادشاہ ۔ میں مر رہا ہوں ۔

ماری ۔ تم دوسروں میں سرایت کر جاؤ ۔ اور ان میں زندہ رہو ۔ کچھ نہ کچھ یہاں ہمیشہ باقی

رہے گا — کچھ نہ کچھ۔

بادشاہ۔ کیا ؟

ماری۔ جو چیز کبھی زندہ رہی ہو وہ مر نہیں سکتی۔

بادشاہ۔ لیکن اب تو کچھ نہیں رہا — کچھ نہیں رہا۔

ماری۔ نئی نسل کائنات کو ایک نئی وسعت دے رہی ہے۔

بادشاہ۔ میں مَر رہا ہوں۔

ماری۔ تم دلیری سے جنت کے دروازے پر دستک دے رہے ہو۔

بادشاہ۔ میں مر رہا ہوں۔

ماری۔ تم دلیری سے جنت کے دروازے پر دستک دے رہے ہو۔

بادشاہ۔ وہ چاہیں تو اسے منہدم کرا دیں، مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

ڈاکٹر۔ اب ایسی دوائیں بنائی جا رہی ہیں جو ابدی زندگی دے سکیں۔

بادشاہ۔ (ڈاکٹر سے) بے وقوف! ناکارہ! تم نے پہلے انھیں ایجاد کیوں نہیں کیا۔

ماری۔ نئے سورج طلوع ہونے والے ہیں۔

بادشاہ۔ آہ میں اب برداشت نہیں کر سکتا۔

ماری۔ اور نئے نویلے ستارے، کنوارے اور شفاف۔

بادشاہ۔ وہ بھی دھیرے دھیرے ماند پڑ جائیں گے۔ اب مجھے اس کی پروا نہیں۔

دربان۔ (اعلان کرتا ہے) پرانے اور نئے فلکی نظام سے اب بادشاہ سلامت کو کوئی دلچسپی نہیں رہی۔

ماری۔ ایک نئی سائنس وجود میں آ رہی ہے۔

بادشاہ۔ میں مَر رہا ہوں۔

ماری۔ تم سب نئی ایجادوں اور تبدیلیوں کے پیغامبر تھے۔ رہنما تھے، تمہاری اپنی ایک جگہ تھی، تمہاری ہمیشہ ایک جگہ رہے گی۔

بادشاہ۔ ہاں، لیکن اب میں کوئی جگہ مقرر نہیں کروں گا۔ میں مَر رہا ہوں۔

ماری۔ ہر چیز جو کبھی تھی وہ آئندہ بھی رہے گی اور ہر چیز جو آئندہ ہوگی موجود ہے اور موجود تھی۔ تمہارا نام کائنات کے صحیفوں میں ہمیشہ کے لئے درج ہو گیا۔

بادشاہ۔ ہاں لیکن ان پرانے مسودوں کو کون پڑھے گا۔ میں مر رہا ہوں۔ اس لئے ہر چیز کو مرنے دو، نہیں — ہر چیز کو اسی طرح رہنے دو جیسی کہ وہ ہے، نہیں۔ اگر میری موت کی گونج تمام کائنات میں نہیں سُنی جاسکتی تو ہر چیز کو مرنے دو — نہیں۔ ہر چیز کو رہنے دو۔

دربان۔ بادشاہ سلامت کی خواہش ہے کہ باقی چیزیں باقی رہیں۔

بادشاہ۔ نہیں، نہیں، سب کو مر جانے دو۔

دوبان۔ بادشاہ سلامت چاہتے ہیں کہ سب چیزوں کو مرنے دیا جائے۔

بادشاہ۔ ہاں ہر چیز کو میرے ساتھ ختم ہونے دو، نہیں۔ ہر چیز کو میرے بعد تک رہنے دو — نہیں مرنے دو — رہنے دو — رہنے دو — مرنے دو۔

مارگریٹ۔ انھیں خود بھی معلوم نہیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔

جولیٹ۔ ہاں انھیں اب اس بات کا احساس نہیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔ ان کا ذہن بیکار ہوتا جا رہا ہے۔ اب یہ حواس باختہ ہیں۔

دربان۔ بادشاہ سلامت سلامت۔ خدا . . .

مارگریٹ۔ احمق خاموش رہو۔ اب ڈاکٹر کی رپورٹ کو نشر کرنے کی ضرورت نہیں۔

دربان۔ ملکہ معظمہ کے حکم کے مطابق اب ڈاکٹر کی رپورٹ کو نشر نہیں کیا جائے گا۔

ماری۔ میرے بادشاہ۔ میرے ننھے منے بادشاہ۔

بادشاہ۔ جب میں کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر سوتے میں چلاتا تو تم مجھے اٹھا دیتی تھیں مجھے پیار کرتی تھیں۔ اور میرے خوف کو دور کر دیتیں۔

مارگریٹ۔ اب یہ وہ سب نہیں کر سکتی۔

بادشاہ۔ اور جب رات کو میری نیند اڑ جاتی اور میں اپنے کمرے سے باہر نکل آتا تو تم بھی نکل آتیں۔ اور اپنے گلابی پھول دار ڈریسنگ گاؤن میں ایوان شاہی میں آتیں۔ اور مجھے ہاتھ پکڑ کر خواب گاہ میں لے جاتیں۔

جولیٹ۔ میرے شوہر کا بھی یہی حال تھا۔

بادشاہ۔ میں ہر چیز میں تمھیں شریک کرتا۔ یہاں تک کہ اپنے زکام اور فلو میں بھی۔

مارگریٹ۔ اب تمھیں زکام ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

بادشاہ۔ ہر روز صبح ہم ایک ہی لمحے آنکھیں کھولتے اور اب مجھے اکیلے ہی آنکھ بند کرنا ہو گی۔
تم اس وقت میرے پہلو میں نہ ہوں گی۔ ہم ایک وقت میں ایک ہی طرح سوچتے اور جو جملہ میں سوچنا شروع کرتا تم اسے ختم کرتیں۔ جب میں نہاتا تو تم کو کمر ملنے کے لئے آواز دیتا۔ اور تم روز میرے لئے ایک ٹائی کا انتخاب کرتیں۔ اگرچہ اکثر وہ مجھے پسند نہ آتیں۔ اور اس بات پر ہماری لڑائی ہو جاتی۔ لیکن کسی کو اس کا علم نہ تھا اور نہ کبھی ہو گا۔

ڈاکٹر۔ چائے کی پیالی میں طوفان آ رہا ہے۔

مارگریٹ۔ کس قدر گنوارو باتیں ہیں۔ ہمیں ان پر پردہ ڈالنا ہو گا۔

بادشاہ۔ تم کو بے ترتیب بال پسند نہ تھے۔ تم خود میرے بالوں میں کنگھا کرتیں۔

جولیٹ۔ آہ یہ سب کس قدر رومانٹک ہے۔

مارگریٹ۔ تمہارے بال اب کبھی بے ترتیب نہ ہوں گے۔

جولیٹ۔ ہائے افسوس!

بادشاہ۔ اور تم میرے تاج کو صاف کرتیں۔ اور موتیوں کو رگڑ کر چمکاتیں۔

ماری۔ تم مجھے چاہتے ہو نا۔ میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے۔ کیا تمہیں اب بھی مجھ سے محبت ہے؟ انھیں اب بھی مجھ سے محبت ہے۔ کیا تم آج مجھے چاہتے ہو۔
کیا اس لمحے تم مجھے چاہتے ہو، دیکھو میں یہاں ہوں، تمہارے پاس ہوں، مجھے دیکھو مجھے اچھی طرح دیکھو۔

بادشاہ۔ میں نے ہمیشہ صرف اپنے آپ سے محبت کی ہے اور کم سے کم یہ اس وقت بھی ممکن ہے۔ میں اپنے آپ سے محبت کر سکتا ہوں، اپنے کو محسوس کر سکتا ہوں دیکھ سکتا ہوں، ڈھونڈ سکتا ہوں، اپنے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) بس بس بہت ہو چکا ہے۔ (بادشاہ سے) اب ماضی کی طرف جانے کا یہ سلسلہ ختم ہونا چاہئے۔ بہت جلد، اس وقت میں یہ مشورہ دے رہی ہوں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد یہ حکم ہو گا۔ (ماری سے) میں تم سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ اب تم انھیں نقصان پہنچا سکتی ہو، فائدہ نہیں۔

ڈاکٹر۔ (گھڑی دیکھتے ہوئے) ان کا وقت نکلا جا رہا ہے اور یہ پیچھے کی طرف واپس

چل پڑے ہیں۔

مارگریٹ۔ یہ کوئی خاص بات نہیں ڈاکٹر صاحب اور شاہی جلاد — یہ چھوٹی موٹی حماقتیں اور شرارتیں — ان کی توقع پہلے ہی سے تھی۔ بلکہ یہ بھی پروگرام کا ایک حصہ ہیں۔

ڈاکٹر۔ اگر یہ باقاعدہ قسم کا ہارٹ اٹیک ہوتا تو شاید ہمیں اتنی پریشانی اٹھانی نہ پڑتی۔

مارگریٹ۔ ہارٹ اٹیک تو کاروباری لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔

ڈاکٹر۔ یا پھر ڈبل نمونیا ہو جاتا۔

مارگریٹ۔ وہ غریب لوگوں کی بیماری ہے۔ بادشاہ کو کیسے ہو سکتی ہے۔

بادشاہ۔ اگر میں چاہوں تو یہ فیصلہ کر سکتا ہوں کہ میں نہیں مروں گا۔

جولیٹ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئے۔

بادشاہ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں یہ فیصلہ کروں کہ اب کسی چیز کی خواہش نہیں کروں گا یا یہ فیصلہ کروں کہ اب کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔

مارگریٹ۔ ہم خود تمہاری طرف سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔

دربان۔ (اعلان کرتے ہوئے) ملکہ مارگریٹ اور ڈاکٹر اب بادشاہ کے حکم کے تابع نہیں ہیں —

مارگریٹ۔ ان کے حکم کے خلاف کرنا اب ہم لوگوں کا فرض ہے۔

بادشاہ۔ صرف ایک بادشاہ ہی تم لوگوں کو بادشاہ کی فرماں برداری کے فرض سے آزاد کر سکتا ہے۔

مارگریٹ۔ نہیں حالات بھی کر سکتے ہیں۔ حالات کے تقاضے! بنیادی اصولوں کے حصول کے لئے تو انھیں کے احکام کی تعمیل ضروری ہے۔

ڈاکٹر۔ اور یہ اب ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

(اس وقت جولیٹ بیمار کی کرسی میں بادشاہ کو ادھر ادھر گھما رہی ہے۔)

دربان۔ بادشاہ سلامت ہی نے جو ہمارے کمانڈر انچیف تھے۔ تھیمس کو آگ لگائی تھی انھوں نے ہی گن پوڈر ایجاد کیا۔ اور دیوتاؤں سے آگ چرائی۔ بم پھٹنے سے تمام دنیا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور پھر انھوں نے ان ٹکڑوں کو اٹھا کر رسی سے ایک دوسرے سے جوڑ دیا۔ اور اس میں میں نے ان کی مدد کی۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا

اور پھر ان کی بات سمجھنا بھی آسان نہ تھا۔ انھوں نے ہی سب سے پہلے بم زمین میں گاڑے۔ انھوں نے سٹیل بنانے کا طریقہ دریافت کیا۔ یہ روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے تھے۔ اور ہم سے اور بھی زیادہ کام لیتے تھے۔ وہ ہمارے سب سے بڑے انجینئر تھے۔ اس حیثیت سے انھوں نے پہلا ہوائی غبارہ اور پھر زیپلن بنایا اور آخر میں اپنے ہاتھوں سے سب سے پہلا ہوائی جہاز بنایا۔ شروع میں وہ کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ اس کا پہلا کپتان اکارس اور اس کے سب ساتھی سمندر میں ڈوب گئے۔ پھر انھوں نے خود پائیلٹ کے فرائض انجام دیئے۔ اور میں مستری کی حیثیت سے ساتھ تھا۔ اس سے بہت عرصے پہلے جب وہ بچے ہی تھے تو انھوں نے ایک ہوائی طیارہ تیار کیا تھا۔ میں ان کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے ریل کی پٹریاں، ٹرینیں، اور موٹر بنائیں۔ ایفل ٹاور کا نقشہ انھوں نے ہی تیار کیا تھا۔ اس کے علاوہ ہنسیا ہتھوڑے کا ڈیزائن اور اناج بونے اور کاٹنے کی مشینوں کے ڈیزائن تو انھوں نے ہی تیار کئے تھے۔

بادشاہ۔ ہاں وہ ٹریکٹر میں تو بھول ہی گیا تھا۔

دربان۔ انھوں نے جوالامکھی پہاڑوں کو بجھایا اور نئے جوالامکھی چھوڑے۔ انھوں نے پیرس کی بنیاد ڈالی۔ اور انھوں نے انقلاب تشکیل کئے اور انقلاب مخالف تحریکیں بنائیں۔ مذاہب کی بنیاد رکھی۔ اصلاحی تحریکیں بنائیں اور اصلاح مخالف تحریکیں بنائیں۔

جولیٹ۔ ان کو دیکھ کر تو اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

بادشاہ۔ موٹر کیا ہوتی ہے۔؟

جولیٹ۔ (جو ابھی تک اسے بیمار کی کرسی پر گھما رہی ہے) خود بخود چلتی ہے وہ۔

دربان۔ انھوں نے شیکسپیئر کے نام سے بہت سے المیہ اور طربیہ ڈرامے لکھے۔

جولیٹ۔ اچھا تو اب پتہ چلا یہ شیکسپیئر کون تھا۔

ڈاکٹر۔ (دربان سے) تمہیں یہ بات پہلے ہی بتانی چاہیئے تھی۔ کتنے عرصہ سے ہم اس سلسلے میں سر کھپا رہے تھے۔

دربان۔ یہ ایک راز تھا اور اسے فاش کرنے کی اجازت انھوں نے نہیں دی تھی۔

انھوں نے ٹیلیفون اور ٹیلیگراف ایجاد کیا اور پھر خود ہی انھیں بنایا۔ انھوں نے ہر کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیا۔

جولیٹ۔ ہاتھ کے کام میں تو یہ بالکل صفر تھے۔ اگر کہیں ذرا سی چھت ٹپکنے لگتی تو یہ مستری کو بلواتے۔

دربان۔ ہمارے کمانڈر انچیف دست دراز تھے۔

مارگریٹ۔ اور اب یہ اپنا جوتا بھی پہن اور اتار نہیں سکتے۔

دربان۔ کچھ دن پہلے تک تو یہ ایٹم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتے تھے۔

جولیٹ۔ اور اب یہ بجلی کا بٹن دبا کر اسے جلا بجھا بھی نہیں سکتے۔

دربان۔ شاہ اعظم کمانڈر ان چیف! حاکم! انتظامیہ ڈائریکٹر!

مارگریٹ۔ ان کے کارناموں کے بارے میں ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ ان کی فہرست پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بادشاہ۔ (وہ ابھی تک کرسی پر گھمایا جا رہا ہے) گھوڑا کیسا ہوتا ہے؟ وہ سامنے کھڑکیاں ہیں — یہ دیواریں ہیں — اور یہ فرش ہے... ہاں ہاں، میں نے یہ سب کیا تھا وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے کیا کہا تھا... میں بھول گیا... میں بھول گیا... اور وہ تخت شاہی ہے۔

ماری۔ کیا تمہیں میں یاد ہوں — دیکھو میں یہ ہوں — یہ میں ہوں۔

بادشاہ۔ اور یہ میں ہوں... میں موجود ہوں۔

جولیٹ۔ ان کو تو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ گھوڑا کیسا ہوتا ہے۔

بادشاہ۔ مجھے ایک بھورا بلا یاد ہے۔

ماری۔ انھیں بلا یاد ہے۔

بادشاہ۔ میرے پاس ایک بھورا بلا تھا۔ ہم اسے آوارہ گرد یہودی کہتے تھے۔ وہ مجھے ایک کھیت میں گھومتا ہوا ملا تھا۔ میں اسے اس کی ماں کے پاس سے چرا لایا تھا۔ جو ایک جنگلی بلی تھی۔ اس وقت وہ صرف دو ہفتے کا تھا یا شاید اس سے کچھ زیادہ۔ لیکن اسے کاٹنے اور نوچنے میں مہارت حاصل تھی۔ اور وہ کافی خونخوار تھا۔ میں نے اسے کھانا کھلایا، اس کو سہلایا اور اسے اپنے گھر لے آیا۔ اور پھر وہ

دھیرے دھیرے ایک بہت ہی نرم مزاج بلا بن گیا۔ ایک بار وہ ایک مہمان خاتون کی آستینوں میں گھس گیا۔ وہ بڑا مہذب بلا تھا۔ اس میں شہزادوں والا رکھ رکھاؤ تھا۔ جب ہم بیچ رات میں واپس آتے تو وہ خواب آلود نظروں سے ہمارا استقبال کرتا۔ اور اس کے بعد اپنے ڈبے میں واپس چلا جاتا۔ صبح ہی صبح وہ ہمیں جگا دیتا اور ہمارے بستر میں گھس جاتا۔ ایک بار ہم نے سونے کے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ اس نے اسے کھولنے کی بہت کوشش کی۔ وہ کواڑوں سے اپنی ننھی منی کمر رگڑتا رہا۔ اور پھر اس کو بہت غصہ آیا اور ایک مہینے تک وہ ہم سے خفا رہا۔ وہ ویکیوم کلینر سے بہت خوف کھاتا تھا۔ وہ کسی حد تک بزدل تھا۔ ذرا بے سہارا بلا تھا۔ دراصل وہ ایک شاعر بلا تھا۔ ہم نے اس کے لئے کل کا ایک چوہا خریدا اس نے بڑے شوق سے اسے سونگھنا شروع کر دیا۔ اور پھر جب ہم نے چوہے میں چابی بھر دی اور چوہا چلنے لگا تو اس نے چوہے کے منہ پر تھوک دیا اور پھر جلدی سے بھاگ کر کپڑوں کی الماری کے پیچھے چھپ گیا اور جب وہ بڑا ہوا تو بلیاں اس سے ملنے آتیں۔ اس سے اظہارِ محبت کرتیں۔ لیکن وہ دم سادھے خاموش بیٹھا رہتا۔ ہم نے اسے باہر کی دنیا سے متعارف کرانے کی کوشش کی۔ ہم اسے کھڑکی کے قریب سڑک کے کنارے بٹھا دیتے۔ لیکن وہ بہت ڈرپوک تھا۔ اُن کبوتروں سے بھی ڈر جاتا جو اس کے اردگرد پھدکتے پھرتے تھے۔ وہ دیوار سے چپک کر میاؤں میاؤں کرنے لگتا۔ پریشان ہو کر مجھے بلاتا۔ اس کے لئے دوسری بلیاں اور جانور اجنبی تھے، جن پر اسے بھروسہ نہ تھا۔ یا پھر وہ دشمن تھے جن سے ڈرنا قدرتی بات تھی۔ وہ صرف ہمارے ساتھ خوش رہتا اور انسانوں سے بالکل نہ ڈرتا۔ وہ اس کے عزیز رشتہ دار تھے۔ وہ اُچک کر ان کے کندھوں پر چڑھ جاتا۔ اور ان کے بالوں کو چاٹنا شروع کر دیتا۔ اس کا خیال تھا کہ ہم سب بلے اور بلیاں ہیں اور بلیاں کچھ اور ہیں لیکن ایک دن اس کا اکیلے گھومنے کو دل چاہا اور ہمارے پڑوسی کے بڑے کتے نے اسے مار ڈالا اور پھر وہ وہاں ایک کھلونے کے بلے کی طرح پڑا ملا۔ ایک کٹھ پتلی نما بلا جس کی ایک آنکھ اور ایک پنجہ نُچا ہوا ملا۔ بس جیسے کسی موذی بچے نے کسی گڑیا کو کچل دیا ہو۔

ماری ۔ (مارگریٹ سے) وہ تمہارا قصور تھا۔ تم نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کیا تھا۔

مارگریٹ۔ مجھے اس جذباتی اور ڈرپوک بلّے سے نفرت تھی۔

بادشاہ ۔ مجھے وہ بہت دن تک یاد آتا رہا۔ وہ نیک خوبصورت اور سمجھ دار تھا۔ اس میں سب خوبیاں موجود تھیں۔ وہ مجھے چاہتا تھا، وہ مجھے چاہتا تھا۔ میرا بے چارہ بلّا، میرا اکلوتا بلّا۔ میرا ننھا منا بلّا۔

(بلّے کے متعلق یہ طویل تقریر جذبات سے عاری ہونا چاہیے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بادشاہ غنودگی کے عالم میں ہے۔ لیکن ان آخری فقروں میں غم کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔)

ڈاکٹر۔ میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وقت نکلا جا رہا ہے۔

مارگریٹ۔ میں غور کر رہی ہوں۔ لیکن ٹائم ٹیبل کے مطابق اس قسم کی تاخیر کی گنجائش ہے۔ ان میں سے کچھ کی تو پہلے ہی توقع تھی۔

بادشاہ۔ کبھی کبھی میں اس کو خواب میں دیکھتا۔ میں دیکھتا کہ وہ ایک تنور میں پڑا ہے۔ دہکتی ہوئی چنگاریوں پر اور ماری حیرت میں ہے۔ کہ وہ جل کیوں نہیں رہا۔ میں اسے بتاتا ہوں کہ بلّے نہیں جل سکتے۔ وہ فائر پروف ہوتے ہیں۔ پھر وہ میاؤں میاؤں کرتا باہر آتا۔ لیکن وہ اب پہلا سا بلّا نہ ہوتا۔ بالکل بدل چکا ہوتا، اپنی ماں کی طرح موٹی بھدی ہیبت ناک بلی ہو جاتا۔ بہت بڑی سی بلی۔ کچھ کچھ مارگریٹ سے ملتی ہوئی۔

(اب جولیٹ بادشاہ کو بیمار کی کرسی میں چھوڑ کر آگے بڑھتی ہے اور حاضرین سے مخاطب ہوتی ہے۔

جولیٹ۔ یہ واقعی بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ یہ بڑے اچھے بادشاہ تھے۔

ڈاکٹر۔ ان کو خوش کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ کافی ظالم، انتقام پسند اور خراب بادشاہ تھے۔

مارگریٹ۔ مغرور تھے۔

جولیٹ۔ ہزاروں سے بہتر تھے۔

ماری۔ یہ نرم دل تھے، مہربان تھے۔

دربان۔ ہم سب انھیں پسند کرتے تھے۔

ڈاکٹر۔ (جولیٹ اور دربان سے) تم لوگ اکثر ان کی شکایتیں کیا کرتے تھے۔

جولیٹ۔ اب ہم وہ سب بھول گئے ہیں۔

ڈاکٹر۔ مجھے اکثر تم لوگوں کی طرف سے بولنا پڑتا تھا۔

مارگریٹ۔ لیکن وہ صرف ملکہ ماری کی بات سنتے۔

ڈاکٹر۔ یہ سخت دل اور سخت مزاج تھے۔ اور انصاف پسند بھی نہ تھے۔

جولیٹ۔ ہمارا اور ان کا آمنا سامنا بھی کہاں ہوتا تھا۔ ویسے ہو بھی جاتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم ان سے اکثر ملتے رہتے تھے۔

دربان۔ وہ مضبوط آدمی تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے کچھ لوگوں کے سر اڑا دیئے۔

جولیٹ۔ کچھ ایسے زیادہ نہیں۔

دربان۔ لیکن وہ عوام کی بھلائی کے لئے کیا۔

ڈاکٹر۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ ہم ہر طرف دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں۔

مارگریٹ۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ ہماری سرحدیں دشمنوں کے قبضے میں ہیں۔ ہمارے اور ہمارے پڑوسیوں کے درمیان ایک خلیج ہے جو بڑھتی جا رہی ہے۔

جولیٹ۔ یہ بھی اچھا ہی ہے وہ اب ہم پر حملہ نہیں کر سکتے ہیں۔

مارگریٹ۔ ہم خود ایک غار کے دہانے پر کھڑے ہیں جو منہ پھاڑے ہمیں نگلنے کو تیار ہے۔ ہمارے چاروں طرف ایک پھیلتا ہوا خلا ہے۔

دربان۔ ہم ابھی تک زمین کی کھال سے چمٹے ہوئے ہیں۔

مارگریٹ۔ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا۔

ماری۔ ان کے ساتھ ہم بھی ختم ہو جائیں تو اچھا ہو۔

مارگریٹ۔ اب کھال کے سوا بچا ہی کیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم خلا میں معلق ہوں گے۔

ڈاکٹر۔ اور یہ سب ان کا قصور ہے۔ انھوں نے کبھی اپنے بعد آنے والوں کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے بعد طوفانِ نوح آجائے گا۔ اور ہر چیز بہہ جائے گی۔ بلکہ اس سے بھی بدتر حشر ہو گا۔

جولیٹ۔ یہ ایک بڑے ملک کے بادشاہ تھے۔

ماری۔ یہ اس ملک کا مرکزی نقطہ تھے۔ دل و دماغ تھے۔
جولیٹ۔ اس کے شاہی مکین تھے۔
دربان۔ ایک ایسی مملکت تھے جو ہزاروں میل تک پھیلی ہوئی تھی جس کی سرحدوں کو دیکھنا ناممکن تھا۔
جولیٹ۔ جو اپنی وسعت میں لامحدود تھی۔
مارگریٹ۔ ہاں، لیکن وقت کی حدود میں قید تھی۔ بیک وقت لامحدود بھی اور چند روزہ بھی۔
جولیٹ۔ یہ اس سلطنت کے شاہزادے تھے۔ اس کے سب سے ممتاز شخص تھے۔ اس کے باپ بھی تھے اور اس کے بیٹے بھی۔ یہ پیدائش کے وقت ہی سے ایک تاج پوش بادشاہ تھے۔
ماری۔ یہ اور ان کی سلطنت ساتھ ساتھ بڑھے، پھلے پھولے۔
مارگریٹ۔ ہاں۔ اور اب ساتھ ساتھ ختم ہو رہے ہیں۔
جولیٹ۔ یہ بادشاہ تھے، تمام دنیا کے مالک تھے۔
ڈاکٹر۔ ایک بیوقوف مالک، جسے اپنی سلطنت کا کوئی علم نہ تھا۔
مارگریٹ۔ برائے نام علم تھا۔
ماری۔ وہ بہت وسیع و عریض تھی۔
جولیٹ۔ ان کے ساتھ ساتھ زمین دھنستی جا رہی ہے۔ تمام سورج ماند پڑ رہے ہیں۔ پانی، آگ، ہوا، ہماری کائنات اور دوسری تمام کائناتیں ختم ہو رہی ہیں، ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو رہی ہیں۔ ایسا کوئی تہ خانہ یا کباڑ کا کمرہ نہیں جس میں ان کو بھرا جا سکے۔ آخر اس کو بھرنے کے لئے جگہ کی ضرورت تو ہوگی ہی۔
ڈاکٹر۔ جب بادشاہ مرتے ہیں تو وہ دیوار، درخت، ندی، چاند جو چیز بھی سامنے ہو اسے سہارے کے لئے پکڑ لیتے ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔
مارگریٹ۔ ہاں۔ لیکن آخر کار ہر چیز چور چور ہو جاتی ہے۔
دربان۔ اور منتشر ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر۔ پگھل کر ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں بچتا ایک ذرہ بھی نہیں رہتا۔ ایک سایہ بھی نہیں۔

جولیٹ۔ یہ ہر چیز کو اپنے ساتھ گہرے غار میں گھسیٹ کر لے جائیں گے۔

ماری۔ انھوں نے اپنی دنیا کو اچھی طرح منظم کر لیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ ابھی پوری طرح اس کے مالک نہ بنے تھے۔ لیکن بہت جلد بن سکتے تھے۔ یہ بہت جلد فتح ہو رہے ہیں انھوں نے سال کو چار موسموں میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سب کام بہت اچھی طرح انجام دے رہے تھے۔ انھوں نے درختوں، پھولوں، رنگوں اور خوشبوؤں کو اچھی طرح سوچ لیا تھا۔

درباں۔ ان کی دنیا ایک بادشاہ کی شایانِ شان تھی۔

ماری۔ انھوں نے سمندروں اور پہاڑوں کو ایجاد کر لیا تھا۔ موں بلاں کی اونچائی تقریباً ۱۶ ہزار فٹ طے ہوئی تھی۔

درباں۔ اور ہمالیہ کی تقریباً ۲۹ ہزار فٹ۔

ماری۔ درختوں سے پتے جھڑ جاتے لیکن پھر نئی کونپلیں پھوٹتیں۔

جولیٹ۔ یہ بڑی پتے کی بات ہے۔

ماری۔ جس دن یہ پیدا ہوئے تھے اسی دن انھوں نے سورج کو تحلیل کیا۔

جولیٹ۔ لیکن اس سے بھی مطمئن نہ تھے۔ پھر انھوں نے آگ ایجاد کی۔

مارگریٹ۔ اور وہ کھلی فضائیں، آسمان، ستارے، سمندر اور پہاڑ، اور وہ میدان اور شہر اور وہ لوگ، ان کے چہرے، عمارتیں، کمرے اور دیوار اور رات اور روشنی جنگیں اور امن۔

درباں۔ اور تختِ شاہی۔

ماری۔ اور ان کی انگلیاں۔

مارگریٹ۔ اور ان کی شکل اور سانس کی آمد و رفت۔

جولیٹ۔ یہ اب بھی سانس لے رہے ہیں۔

ماری۔ ہاں، یہ اب تک سانس لے رہے ہیں۔ کیونکہ میں یہاں موجود ہوں۔

مارگریٹ۔ (ڈاکٹر سے) کیا یہ ابھی سانس لے رہے ہیں؟

جولیٹ۔ ہاں ملکہ معظمہ، یہ ابھی تک سانس لے رہے ہیں کیونکہ ہم موجود ہیں۔

ڈاکٹر۔ (مریض کا معائنہ کرتے ہوئے) ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ ابھی تک سانس لے رہے ہیں۔ ان کے گردوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ لیکن خون گردش کر رہا ہے ان کی دل کی حرکت ٹھیک ہے۔

مارگریٹ۔ بہت جلد اسے بند ہونا ہوگا۔ ایسے دل سے کیا فائدہ، جس کے دھڑکنے کا کوئی جواز نہ ہو۔

ڈاکٹر۔ ہاں، آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ ان کے دل کی حرکت یکایک تیز ہو گئی ہے صاف سُنائی دے رہی ہے۔ (بادشاہ کے دل کی حرکت سنی جا سکتی ہے۔) دیکھیے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی دوڑ لگا رہا ہو۔ اور پھر ایک دم سے آہستہ ہو جاتا ہے اور پھر وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، وہی تیز گامی (بادشاہ کے دل کی دھڑکن سے عمارت میں زلزلہ سا آجاتا ہے۔ دیوار کا شگاف گہرا ہو جاتا ہے اور دوسرے شگاف نمودار ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیوار کا ایک حصہ غائب ہو جائے یا پھر گر جائے۔)

جولیٹ۔ اُف ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر گر رہی ہے۔

مارگریٹ۔ یہ ایک مجنون دل ہے، مجنون انسان کا دِل۔

ڈاکٹر۔ خوف زدہ دل ہے اور یہ مہلک بیماری ہے۔ کسی کو بھی انفیکشن ہو سکتا ہے۔

مارگریٹ۔ (جولیٹ سے) کچھ دیر میں یہ سکون پذیر ہو جائے گا۔

ڈاکٹر۔ یہ اس بیماری کی خاص اسٹیج ہے۔ جب کوئی کائنات بجھتی ہے تو یہی ہوتا ہے۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی کائنات دنیا سے نرالی نہ تھی۔

ماری۔ یہ مجھے بھولے جا رہے ہیں۔ اسی لمحے یہ مجھے بھول رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اگر یہ مجھے بھول گئے تو میں کچھ بھی نہ رہوں گی۔ اگر انھوں نے مجھے بھلا دیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی۔ میرا وجود اگر ہے تو ان کے پراگندہ ذہن میں۔ مجھے مضبوطی سے پکڑ لو جیسے میں تھیں

پکڑے ہوں۔ میری طرف دیکھو جیسے میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ (بادشاہ اسے دیکھتا ہے۔)

مارگریٹ۔ یہ بلاوجہ تمہیں الجھن میں ڈال رہی ہے، اسے بھول جاؤ تو تمہیں اپنی حالت کچھ بہتر محسوس ہوگی۔

ڈاکٹر۔ حضور عالی ہار مان لیجیے، اپنی حکومت سے ہاتھ اٹھا لیجیے۔

جولیٹ۔ اگر آپ کو حکومت سے ہاتھ اٹھانا ہی ہے تو بہتر یہی ہے کہ اٹھا لیں۔
(وہ بادشاہ کی بیمار کی کرسی کو ایک چکر دیتی ہے اور پھر ماری کے قریب لا کر روکتی ہے۔

بادشاہ۔ میں سن سکتا ہوں، میں دیکھ سکتا ہوں۔ تم کون ہو؟ کیا تم میری ماں ہو۔ یا میری بہن ہو؟ میری بیوی ہو یا میری بیٹی ہو۔ میری بھانجی ہو یا میری کزن ہو؟ میں تمہیں جانتا ہوں۔ (جولیٹ اس کی کرسی کو مارگریٹ کے قریب لے آتی ہے۔)
اور تم؟ خوفناک قابل نفرت عورت، تم ابھی تک میرے پاس کیوں ہو؟ تم کیوں مجھ پر جھکی ہوئی ہو، یہاں سے دفع ہو جاؤ، جلدی کرو۔

ماری۔ اس کی طرف نہ دیکھو، اپنی نظریں میری طرف کرو۔ خوب غور سے دیکھو اور امید کا دامن نہ چھوڑو۔ میں یہیں ہوں۔ یہ نہ بھولو کہ تم کون ہو، میں ماری ہوں۔

بادشاہ۔ (ماری سے) ماری؟؟

ماری۔ اگر تم بھول گئے ہو تو مجھے غور سے دیکھو اور نئے سرے سے یاد کرو، میں ماری ہوں۔ میری آنکھوں کو دیکھو، میرے چہرے کو، بالوں کو، بازوؤں کو اور مجھے اچھی طرح ذہن نشیں کر لو۔

مارگریٹ۔ تم انھیں بلاوجہ پریشان کر رہی ہو۔ اب وہ کوئی اور بات ذہن نشیں نہیں کر سکتے۔

ماری۔ (بادشاہ سے) ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں روک نہ سکوں لیکن کم سے کم مجھے دیکھو، میں یہاں ہوں، میری صورت ذہن نشیں کر لو اور یہ تصویر اپنے ساتھ لے جاؤ۔

مارگریٹ۔ یہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ ان میں اب اتنی طاقت نہیں، ایک روح

یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ ان کو لمبے سفر پر جانا ہے اور ان کا سامان سفر بہت ہلکا ہونا چاہیے۔ (بادشاہ سے) ہر چیز کو اٹھا کر پھینک دو، اپنا بوجھ کم کر دو۔

ڈاکٹر۔ اپنا بوجھ کم کیجیے حضور عالی! (بادشاہ کھڑا ہوتا ہے لیکن اب اس کے چلنے کے انداز بالکل مختلف ہے۔ وہ ایک جھٹکے کے ساتھ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیند میں چل رہا ہے۔ یہ کیفیت دھیرے دھیرے زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔)

بادشاہ۔ (ماری! (وہ اپنا بازو پھیلاتا ہے اور گر جاتا ہے۔)

ماری۔ دیکھو انھوں نے میرا نام لیا۔

ڈاکٹر۔ ہاں لیکن بغیر سمجھے ہوئے۔

جولیٹ۔ طوطے کی طرح اس آواز میں جو مر چکی ہے۔

بادشاہ۔ (مارگریٹ کی طرف مڑتے ہوئے۔) میں تمھیں نہیں جانتا۔ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔

جولیٹ۔ ان کو معلوم ہے کہ نہ جاننا کیا ہوتا ہے۔

مارگریٹ۔ یہ اپنے ذہن میں میری تصویر لے کر اپنا سفر شروع کریں گے وہ ان کے راستے میں حارج نہ ہوگی۔ اور جب انھیں اس کی ضرورت نہ رہے گی تو وہ جدا ہو جائے گی۔ اسے دور سے بھی کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ (بادشاہ سے) ذرا اچھی طرح دیکھو، (بادشاہ حاضرین کی طرف رُخ کرتا ہے۔)

ماری۔ وہ تمھیں نہیں دیکھ سکتے۔

مارگریٹ۔ (ماری سے) وہ اب تمھیں نہیں دیکھ سکتے۔ (اس وقت اسٹیج کے کسی جھٹکے کی مدد سے ماری ایک دم غائب ہو جاتی ہے)

جولیٹ۔ یہ اب کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

ڈاکٹر۔ (بادشاہ کا معائنہ کرتا ہے) اس کی کوئی شک نہیں کہ ان کی بینائی ختم ہو گئی، وہ بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے اپنی انگلیاں یا کوئی شمع یا جلی ہوئی دیا سلائی گھماتا ہے۔ لیکن وہ بالکل کھلی رہتی ہیں۔ ان میں کوئی حرکت نہیں ہوتی)

جولیٹ۔ بادشاہ کی بینائی ختم ہو گئی۔ یہ ڈاکٹر کا سرکاری اعلان ہے۔

دربان۔ سرکاری طور پر اعلان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ کی بینائی ختم ہو گئی ہے۔

مارگریٹ اگر یہ اپنے اندر جھانک کر دیکھیں تو بہت کچھ دیکھ سکیں گے۔

بادشاہ میں بہت سی چیزیں دیکھ سکتا ہوں۔ چہرے، شہر اور جنگل، وسعت مکان اور وقت۔

مارگریٹ۔ اور زیادہ غور سے دیکھو۔

بادشاہ۔ اس کے آگے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔

جولیٹ۔ ان کا افق تنگ ہو گیا ہے۔ نگاہ آگے نہیں جا پاتی۔

مارگریٹ۔ اپنی نظر ان سب چیزوں سے آگے لے جاؤ جو تمہیں نظر آرہی ہیں۔ سڑک کے اس پار، پہاڑوں کے دوسری طرف اور اس جھاڑ جھنکاڑ جنگل سے آگے جسے تم نے کبھی زراعت کے لئے صاف نہیں کیا۔

بادشاہ۔ اب آگے ایک سمندر ہے، مجھ میں آگے جانے کی ہمت نہیں، مجھے تیرنا نہیں آتا۔

ڈاکٹر۔ ان کا جسم کمزور ہے۔

مارگریٹ۔ ابھی تمہاری نگاہیں سطح کا معائنہ کر رہی ہیں۔ ان سب گہرائیوں میں دیکھو۔

بادشاہ۔ میرے اندرونی اعضا میں آئینہ لگا ہے جہاں ہر چیز کا عکس نظر آرہا ہے۔ میں اب پہلے سے زیادہ دیکھ سکتا ہوں۔ میں زندگی کو اپنے ہاتھوں سے پھسلتا دیکھ سکتا ہوں۔

مارگریٹ۔ اس عکس کے پرے دیکھو۔

بادشاہ۔ سب چیزوں سے پرے میں خود ہوں میرا وجود ہے۔ ہر جگہ بس میں ہی میں ہوں۔ اور کچھ نہیں۔ شاید میں ہر آئینہ میں ہوں یا پھر میں ہی ہر چیز کا آئینہ ہوں۔

جولیٹ۔ انھیں اپنے آپ سے بیحد محبت ہے۔

ڈاکٹر۔ ہاں یہ ایک مشہور بیماری ہے۔ اس کا نام ہے خود پرستی۔

مارگریٹ۔ اور قریب آؤ۔

بادشاہ۔ راستہ بند ہے۔

جولیٹ۔ یہ سن سکتے ہیں یہ اپنا سر ہلا سکتے ہیں۔ سننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بازو

پھیلا رہے ہیں۔

دربان۔ یہ کس چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

جولیٹ۔ یہ کسی چیز کا سہارا چاہتے ہیں (بادشاہ ایک نابینا انسان کی طرح ڈگمگاتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔)

بادشاہ۔ دیواریں کہاں ہیں؟ بازو کہاں ہیں؟ دروازے کہاں ہیں؟ کھڑکیاں کہاں ہیں؟

جولیٹ۔ دیواریں یہ ہیں جناب! ہم سب یہیں ہیں اور یہ ایک بازو ہے۔ (اپنے بازو کے سہارے سے دیوار کے قریب لاتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دیوار پر رکھتی ہے۔)

بادشاہ۔ یہ دیوار ہے! اور شاہی چھڑی؟

جولیٹ۔ شاہی چھڑی یہ ہے۔

بادشاہ۔ دربان تم کہاں ہو؟ — میری بات کا جواب دو۔

دربان۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ کا ادنیٰ خدمت گار (بادشاہ گارڈ کی طرف بڑھتا ہے، اسے چھوتا ہے۔) جی ہاں میں یہیں ہوں — یہیں ہوں۔ حضور عالی۔

جولیٹ۔ آپ کا کمرہ اس طرف ہے حضور عالی۔

دربان۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے۔ (یکایک دربان غائب ہو جاتا ہے۔)

جولیٹ۔ ہم یہیں ہیں، آپ کے قریب ہیں۔ ہم آپ کے پاس رہیں گے۔ (یکایک جولیٹ غائب ہو جاتی ہے۔)

بادشاہ۔ دربان! جولیٹ! میری بات کا جواب دو، میں تمہاری بات نہیں سن سکتا ڈاکٹر! ڈاکٹر! کیا میں بہرہ ہو گیا ہوں۔

ڈاکٹر۔ حضور عالی۔ مجھے معاف کیجیے، جانا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، مجھے بہت افسوس ہے حضور مجھے معاف کیجیے۔ ڈاکٹر الٹے پاؤں جاتا ہے اور اس کی حرکات ایک کٹھ پتلی کی طرح ہیں۔ وہ اسٹیج کے دائیں بازو کے

دروازے سے جاتا ہے۔ آخر تک وہ جھک جھک کر سلام کرتا ہے۔ کورنش بجالاتا ہے۔ اور معافی مانگ رہا ہے)

بادشاہ۔ اس کی آواز مدھم ہوتی جارہی ہے اور اس کے قدموں کی چاپ بھی۔ وہ چلا گیا؟

مارگریٹ۔ وہ ڈاکٹر ہے۔ اس کے پیشے کے کچھ تقاضے ہیں۔

بادشاہ۔ (اپنے بازو پھیلاتا ہے۔ جولیٹ نے شاید جانے سے پہلے کرسی دیوار کے سہارے لگادی ہے۔ اس لئے اب وہ راستے میں حائل نہیں ہے) اور سب کہاں ہیں؟ (بادشاہ سامنے کے دائیں ہاتھ کے دروازے کی طرف جاتا ہے پھر سامنے کے بائیں دروازے کی طرف مڑتا ہے) سب چلے گئے اور مجھے یہاں بند کر گئے۔

مارگریٹ۔ وہ سب بیکار تھے۔ پریشانی کا سبب تھے۔ تمہارے راستے میں حائل تھے۔ تمہارے اردگرد بکھرے ہوئے تھے۔ پاؤں میں الجھ رہے تھے۔ انھوں نے تمہیں الجھن میں ڈال رکھا تھا۔ اس بات کا اعتراف کرو۔

بادشاہ۔ مجھے ان کی خدمات کی ضرورت ہے۔

مارگریٹ۔ میں ان کی جگہ لوں گی۔ میں ہرفن مولا ہوں۔

بادشاہ میں نے انھیں جانے کی اجازت نہیں دی تھی۔ انھیں واپس بلاؤ۔

مارگریٹ۔ ان کو تمہاری ذات سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے اور یہی تمہاری خواہش تھی۔

بادشاہ۔ نہیں یہ میری خواہش نہیں تھی۔

مارگریٹ۔ اگر تمہاری خواہش نہ ہوتی تو وہ کبھی نہ جاسکتے تھے۔ اب تم اپنا فیصلہ واپس نہیں لے سکتے۔ تم نے انھیں اپنے دل سے اتار دیا ہے۔

بادشاہ۔ انھیں واپس بلاؤ۔

مارگریٹ۔ تم ان کے نام بھول چکے ہو، ان کے کیا نام تھے۔ وہ کتنے لوگ تھے؟

بادشاہ۔ تمہارا مطلب کیا ہے، مجھے اس طرح بند رہنا پسند نہیں۔ دروازے کھولو۔

مارگریٹ۔ ذرا صبر سے کام لو۔ بہت جلد دروازے کھل جائیں گے۔

بادشاہ۔ (کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد) دروازے! دروازے! کون سے دروازے!

مارگریٹ۔ کیا وہاں کبھی دروازے نہیں تھے۔ کیا کوئی ایسا دنیا نہیں تھی جس میں تم زندہ تھے؟

بادشاہ۔ میں زندہ ہوں۔

مارگریٹ۔ بالکل ساکت رہو۔ حرکت سے تمہیں تھکن ہوتی ہے۔ (بادشاہ اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔)

بادشاہ۔ میں زندہ ہوں — آوازیں — گونجیں — دور سے آتی ہوئی — مدھم — اور مدھم اور کچھ نہیں۔ میں بہرا ہو گیا ہوں۔

مارگریٹ۔ تم ابھی میری آواز سن سکتے ہو، اور اب زیادہ اچھی طرح سن سکو گے۔ (بادشاہ ساکت اور خاموش کھڑا ہے۔) کبھی کبھی ہم کوئی ایسا خواب دیکھتے ہیں جو ہمیں پوری طرح اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ اور ہم اس پر یقین کرنے لگتے ہیں۔ صبح کے قریب جب ہم بیدار ہونے لگتے ہیں تو دونوں دنیائیں ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جاتی ہیں روشنی کی چمک سے رات کے وہ پیکر دھندلا جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ انھیں یاد رکھیں۔ انھیں اپنے پاس روک لیں۔ لیکن وہ ہمارے ہاتھوں سے پھسلنے لگتے ہیں، ان کی بے رحم حقیقت ان کو نکال باہر کرتی ہے۔ ہم اپنے آپ سے پوچھتے ہیں "میں نے کیا خواب دیکھا تھا" "اس میں کیا ہوا تھا" "میں نے کسے بوسہ دیا تھا" "کس سے محبت کی تھی" "میں نے کیا کہا تھا اور کیا سن رہا تھا۔ اس کے بعد ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمارے پاس افسوس کے علاوہ کچھ نہیں بچا۔ ان سب چیزوں کی جگہ جو کبھی تھیں یا جن کے لیے ہمارا خیال تھا کہ تھیں۔ پھر ہمیں یہ بھی یاد نہیں رہتا، کہ ہم کہاں تھے۔ کن چیزوں سے گھرے ہوئے تھے۔ ہمیں کچھ یاد نہیں آتا۔

بادشاہ۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کن چیزوں سے گھرا ہوا تھا۔ بس اتنا یاد ہے کہ میں ایک دنیا کا حصہ تھا۔ اور وہ میرے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ خود میں تھی — اور کیا تھا؟ — اور کیا تھا؟

مارگریٹ۔ ابھی کچھ گرہیں باقی ہیں جنھیں میں نے نہیں کھولا۔ کچھ ایسے بندھن ہیں جو توڑے نہیں گئے۔ کچھ ایسے بازو ہیں جو ابھی تمہارے گرد حائل ہیں اور تمہیں روک رہے ہیں۔ (مارگریٹ اس کے گرد چکر لگاتی ہے وہ ان غیر مرئی گرہوں کو ایک غیر مرئی قینچی سے کاٹ رہی ہے۔

بادشاہ۔ آہ — میں — میں — میں۔

مارگریٹ۔ یہ تم اصل میں تم نہیں ہو۔ یہ بہت سا جھاڑ جھنکاڑ ہے۔ جو جنگلی بیلوں کی طرح تم سے لپٹا ہوا ہے، تمہارا خون چوس رہا ہے۔ بیلیں جو دیوار پر چڑھ جاتی ہیں دیوار نہیں ہوتیں۔ تم اس بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہو۔ شاخ نہیں ہوتی، تم اس بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہو۔ تمہارے کندھے جھکے جا رہے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آپ کو بوڑھا محسوس کر رہے ہو۔ تمہارے پاؤں میں جو زنجیریں پڑی ہیں ان کی وجہ سے تمہارا چلنا مشکل ہے۔ (مارگریٹ جھکتی ہے اور غیر مرئی زنجیر کو اپنے پاؤں سے ہٹاتی ہے۔ جب وہ اٹھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل سے وہ کوئی بھاری بوجھ اٹھا رہی ہے) ایک ٹن وزن ہے اس سے کم کیا ہوگا۔ (اب وہ اس غیر مرئی شئے کو حاضرین کی طرف پھینکتی ہے اور سبک بار ہونے کے بعد سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے اور اطمینان کا سانس لیتی ہے) اب ٹھیک ہے کس طرح تمام زندگی تم اس بار کو اٹھائے پھرے (بادشاہ سیدھا ہونے کی کوشش کرتا ہے) مجھے ہمیشہ حیرت ہوتی تھی کہ تمہارے کندھے اس قدر جھکے ہوئے کیوں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنا بھاری گٹھڑ اٹھائے پھرو گے تو اور کیا ہوگا۔ (مارگریٹ اب وہ غیر مرئی گٹھڑ بادشاہ کے کندھوں سے اٹھا کر پھینکتی ہے۔) اور یہ بڑا سا پیکٹ اور یہ فوجی جوتا۔

بادشاہ۔ نہیں۔ نہیں....

مارگریٹ۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہاں زائد جوتوں کی ضرورت نہیں ہوگی اور یہ بیکار چیز ہے یہ رائفل — اور یہ مشین گن — یہ اوزاروں کا ڈبہ۔ (ان چیزوں کو اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے) آخر اس سے کیوں اس قدر لگاؤ ہے اور یہ پرانی زنگ آلود تلوار (یہ غیر مرئی تلوار بھی اس سے چھینتی ہے۔ بادشاہ اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔) ضد مت کرو، میری بات مانو (غیر مرئی تلوار آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ پر مارتی ہے) اب تمہیں مدافعت کی ضرورت نہیں۔ اب کوئی تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔ اور تمہارے لباس سے چمٹے ہوئے یہ کانٹے اور جھاڑیاں۔ جنگلی بیلیں اور سمندری نباتات

اور گیلی پتیاں ۔ یہ سب کس قدر تم سے چپک گئے ہیں۔ کتنے بُرے دھبّے پڑ گئے ہیں، میں انھیں چھڑاؤں گی، الگ کر کے پھینکوں گی۔ (اس کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انھیں چھڑا رہی ہے) اب یہ خواب ٹوٹ سکتا ہے۔ میں نے وہ سب کائی اور گندگی تمہارے لباس سے چھڑا دی ہے، اب تمہارا لبادہ زیادہ صاف اور اچھا معلوم ہو رہا ہے۔ اور تم خود بھی پہلے سے بہتر معلوم ہو رہے ہو۔ اب تھوڑا سا چلو، لاؤ میں تمہارا ہاتھ تھامتی ہوں، ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بس اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ اطمینان رکھو تم گرو گے نہیں، تم اس کی ہمت بھی نہ کرنا۔

بادشاہ۔ (ہکلاتے ہوئے) میں!

مارگریٹ۔ ان کا ابھی تک یہ خیال ہے کہ یہی سب کچھ ہیں، ان کا وجود ہی تمام کائنات کا وجود ہے۔ مجھے ان کے دماغ سے یہ خیال نکالنا پڑے گا۔ (اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے) کسی چیز کو فراموش نہیں کیا جائے گا۔ یہ سب اس ذہن میں محفوظ رہیں گے جسے اب یادوں کی ضرورت نہیں ہے۔ نمک کا ایک ریزہ جو پانی میں تحلیل ہو جاتا ہے، ختم نہیں ہوتا وہ پانی کو نمکین بنا دیتا ہے۔ بس ٹھیک ہے اب سیدھے ہو جاؤ۔ اب تمہارے کندھے جھکے ہوئے نہیں ہیں۔ تمہاری کمر میں درد نہیں ہے اور تمہارا بدن اکڑا ہوا نہیں ہے۔ کتنا بھاری بوجھ تھا، اب تو تم بہتر محسوس کر رہے ہو۔ اب تم آگے بڑھ سکتے ہو، ہاں بڑھو (بادشاہ کے کندھے دھیرے دھیرے جھکتے جا رہے ہیں) اپنے کندھے مت جھکاؤ اب ان پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ عادت کسی قدر مشکل سے چھوٹتی ہے (سیدھا ہونے میں اس کی مدد کرتی ہے) اپنا ہاتھ لاؤ (بادشاہ کی کیفیت غیر یقینی کی ہے۔ حکم کی تعمیل کرو اور اپنی مٹھیاں اس طرح نہ بھینچو۔ ہاتھ کو اچھی طرح کھولو مٹھی میں کیا بند کر رکھا ہے (اس کی مٹھی کھولتی ہے) اچھا ہاتھ میں تمام سلطنت دبا رکھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی چھوٹی ترین شکل میں ایک دانے کے برابر، مائیکرو فلم کی طرح۔ (بادشاہ سے) اس بیج سے اب کچھ نہیں اُگے گا۔ یہ بہت خراب بیج ہے۔ پھپھوندی لگا ہوا ہے، اسے پھینک دو، اپنا ہاتھ کھولو ۔ یہ میرا حکم

ہے۔ ان میدانوں کو، پہاڑوں کو اپنے ہاتھوں سے نکل جانے دو، یہ صرف خاک ہے (وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لے جاتی ہے۔ بادشاہ اپنے کو کسی قدر دوسری طرف کھینچ رہا ہے) چلو جلدی چلو، ابھی تک تمہاری کشمکش ختم نہیں ہوئی۔ (اس کا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج کا چکر لگواتی ہے۔) اب تم یہ خود طے کر سکتے ہو، کتنی آسان بات ہے۔ میں نے تمہارے لئے ایک آسان سا ڈھلوان راستہ بنوایا ہے۔ کچھ دور جا کر یہ ذرا زیادہ ڈھلوان ہو جائے گا۔ لیکن اس سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اس وقت تمہاری قوت بڑھ چکی ہوگی۔ اب مڑ مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ذرا غور سے سوچو — اپنے دل کو خیالات کا مرکز بناؤ — اور سیدھے آگے بڑھو۔۔ تمہیں یہ کرنا ہی ہوگا۔

بادشاہ۔ (آگے بڑھتا ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ مارگریٹ کے سہارے چل رہا ہے) میری حکومت! کیا کبھی اس ٹکر کی اور کوئی حکومت تھی۔ اس میں دو سورج تھے دو چاند تھے، دو آسمان تھے اور اب ایک اور سورج طلوع ہو رہا ہے، ایک اور سورج۔ ایک تیسری کائنات نمودار ہو رہی ہے، یہ اپنا سر اٹھا رہی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ایک سورج ڈوب رہا ہے اور دوسرے سورج طلوع ہو رہے ہیں۔ صبح کی روشنی اور شام کا جھٹپٹا ساتھ ساتھ ہیں۔ سات سو ستر کھمبوں سے اُدھر —

مارگریٹ۔ ہاں دور آگے بڑھو — اور پھیلو — چلو۔

بادشاہ۔ نیلا — نیلا —

مارگریٹ۔ ابھی تک انھیں رنگوں کی پہچان باقی ہے۔ اس حکومت سے بھی ہاتھ اٹھالو۔ یہ تمہیں گمراہ کر رہے ہیں۔ راستہ روک رہے ہیں، اب کہیں ٹھہرنے یا دیر لگانے کی ضرورت نہیں۔ (مارگریٹ اب اسٹیج کے ایک کونے سے ہدایت کار کے فرائض انجام دے رہی ہے۔) یہ نہ دن ہے اور نہ رات ہے۔ اب نہ دن باقی ہے نہ رات۔ اس گول چکر کو دیکھو جو تمہارے سامنے چکر لگا رہا ہے، اس پر سے نظریں نہ ہٹاؤ، اس کے ساتھ ساتھ اپنی نظریں گھماؤ، لیکن اس کے زیادہ قریب نہ آؤ، اس میں سے شعلے نکل رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ تم جل جاؤ — آگے

بڑھو، میں یہ جھاڑیاں تمہارے سامنے سے ہٹاتی ہوں۔ ذرا دیکھ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے داہنے ہاتھ پر اس خیالی پیکر سے ٹکرا جاؤ اور ہاتھ جو آگے بڑھ رہے ہیں، التجا کر رہے ہیں، یہ بازو جو پھیلے ہوئے ہیں، ہٹو ہٹو تم ان کے قریب نہ آؤ ان کو ہاتھ نہ لگاؤ، میں تمہیں پٹخ دوں گی۔ (بادشاہ سے) مڑ کر نہ دیکھو، دیکھو ہوشیاری سے۔ تمہارے بائیں بازو پر ایک خطرناک چٹان ہے۔ اور اس چنگھاڑتے ہوئے بھیڑیئے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی انگلیاں گتے کی ہیں۔ اس کا کوئی وجود نہیں (بھیڑیئے سے) بھیڑیئے ختم ہو جاؤ (بادشاہ سے) اور ان چوہوں سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں، وہ تمہارے پاؤں میں نہیں کاٹیں گے، (چوہوں سے) چوہو اور کیڑو مر جاؤ (بادشاہ سے) دیکھو اس فقیر پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں، جو ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے۔ اور اس بوڑھی عورت سے بچتے رہو جو تمہاری طرف بڑھ رہی ہے۔ پانی کا جو گلاس اس کے ہاتھ میں ہے اسے قبول نہ کرو، تمہیں پیاس نہیں لگ رہی ہے۔ نیک عورت انھیں پیاس بجھانے کی ضرورت نہیں۔ ان کے راستے میں نہ آؤ، تم غائب ہو جاؤ۔ (بادشاہ سے) اس مینڈھ پر سے کود جاؤ، یہ بڑی ٹرک تمہیں نہیں کچلے گی۔ یہ صرف نظر کا دھوکہ ہے اب تم سڑک پار کر سکتے ہو۔ نہیں نہیں۔ ڈیزی کا پھول گاتا نہیں، بہار میں بھی نہیں گاتا اس ندی کی آواز کو سننے کی ضرورت نہیں، یہ بھی اصل ندی نہیں ہے، یہ تمہیں دھوکہ دے رہی ہے۔ جھوٹی آواز خاموش ہو جاؤ۔ (بادشاہ سے) اب تمہیں کوئی پکار نہیں رہا ہے۔ اچھا اب اس پھول کو آخری بار سونگھ لو اور پھینک دو۔ اس کی خوشبو کو بھول جاؤ۔ اب تمہاری قوت گویائی ختم ہو چکی ہے۔ اب تمہاری بات کون کہے گا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اچھا دایاں پاؤں آگے بڑھاؤ، اب دوسرا آگے بڑھاؤ آگے ایک چھوٹا سا پل ہے۔ نہیں نہیں۔ تمہیں چکر نہیں آئے گا۔ (بادشاہ تخت شاہی کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔) سیدھے رہو، اب تمہیں چھڑی کی ضرورت نہیں۔ اور تمہارے پاس کوئی چھڑی ہے بھی نہیں۔ جھکنے کی ضرورت نہیں اور کسی حالت میں گرنے کی اجازت نہیں۔ اوپر چڑھو، ہاں اور اوپر (بادشاہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہے) اور اوپر۔ اور اوپر۔ (بادشاہ تقریباً تخت شاہی پر چڑھ چکا ہے)

اب میری طرف رُخ کرو۔ میری طرف دیکھو۔ میرے اندر جھانکو، میرے آئینے میں معائنہ کرو اور سیدھے کھڑے رہو۔ اپنی ٹانگیں مجھے دو۔ پہلے دائیں ٹانگ پھر بائیں۔ (اس کے حکم پر بادشاہ اپنی ٹانگوں کو سخت کر لیتا ہے، اب مجھے ایک انگلی دو، اور اب بایاں بازو اب اپنا سینہ، اپنا پیٹ، اپنے شانے، (بادشاہ ایک مجسمے کی طرح ساکت کھڑا ہے) یہ ٹھیک ہے اور اب جبکہ تمہاری قوتِ گویائی سلب ہو چکی ہے تو تمہارے دل کو دھڑکنے کی ضرورت نہیں اور سانس لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ بس اتنی سی بات کے لئے اتنا ہنگامہ ــــ اب تم اپنی جگہ پر جا سکتے ہو۔

(ملکہ مارگریٹ یکایک غائب ہو جاتی ہے۔ بادشاہ تختِ شاہی پر بیٹھا ہے۔ رفتہ رفتہ کمرے کے دروازے کھڑکیاں اور دیواریں غائب ہو جاتی ہیں اور صرف بادشاہ شاہی کرسی پر بیٹھا نظر آتا ہے۔ ہر طرف ایک سُرمئی روشنی پھیلی ہوئی ہے اور اس سرمئی روشنی میں چند لمحے بادشاہ نظر آتا ہے اور پھر وہ بھی غائب ہو جاتا ہے اور صرف سرمئی روشنی ایک دھند کی طرح پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، آہستہ آہستہ اسٹیج پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔) پردہ گرتا ہے۔

کمرہ

مصنف
مینول دی پیڈرولو
ترجمہ اور تعارف
زاہد زیدی

تعارف

زاہدہ زیدی

مینول دی پیدرولو ۔ "کمرہ"

مینول دی پیدرولو ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے اور بارسیلونا میں مقیم ہیں ۔ ہسپانوی خانہ جنگی سے پہلے وہ اسکول ماسٹر تھے لیکن کچھ عرصے بعد انھوں نے مدرسی کے پیشے کو خیرباد کہہ کر اپنی پوری توجہ ادب پر مرکوز کی اور ترجمے اور تصانیف کو ذریعہ معاش بنایا۔ ان کی تصانیف میں ناول، ڈرامے، شاعری اور سیاسی اور سماجی موضوعات پر مضامین شامل ہیں اور مترجم کی حیثیت سے بھی ان کا کام اہم سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بعض ناول جو سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسپین میں شائع نہ ہو سکے، دوسری زبانوں میں منتقل ہو کر خراج تحسین وصول کر چکے ہیں ۔ ان کے اکثر ڈراموں کا انگلش میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان ڈراموں میں "کرونا" "انسان اور نہیں"، "سناسیوبس" اور "کمرہ" خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

اپنے ناولوں، ڈراموں اور شاعری میں پیدرولو کا ذریعہ اظہار "کتالن" ہے جو ایک اقلیتی فرقے کی زبان ہے ۔ زیر نظر ترجمہ "کمرہ" اس ڈرامے کے انگلش ترجمے کی مدد سے کیا گیا ہے جو ۱۹۷۳ء میں "ماڈرن انٹرنیشنل ڈراما" (MODERN INTERNATIONAL DRAMA) میں شائع ہوا تھا۔ یہ ترجمہ مصنف کی اجازت سے پہلی بار "گفتگو" کے ستمبر تا دسمبر ۷۶ء کے شمارے میں شائع ہوا اور اب ان کی خواہش کے مطابق ہی اس مجموعے میں شامل کیا جا رہا ہے ۔

مینول دی پیدرولو کا پہلا ڈرامہ "کرونا" جولائی ۱۹۵۷ء میں بارسیلونا کے اسٹیج پر پیش کیا گیا۔ اس ڈرامے میں ہم ایک "مکین" کو اپنے گیلری نما کمرے کی پیمائش میں مصروف پاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد ایک "ملاقاتی" نمودار ہوتا ہے جو اس پیمائش میں اس کی مدد کرتا ہے لیکن ان کی یہ کاوش بے سود ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب وہ پیمائش کے ٹیپ کا معائنہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پیمائش کے نشان اور ہندسے ہی سرے سے غائب ہیں۔ اس کے بعد باہر سے کچھ آوازیں آتی ہیں اور کھڑکی کے شیشے پر کچھ سائے بھی دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ یہ طے نہیں کر پاتے کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے۔ اس کے بعد جب مکین غسلخانے کا دروازہ کھولتا ہے تو اس میں سے ایک اجنبی نمودار ہوتا ہے۔ جسے "مکین" "ملاقاتی" سمجھ کر گفتگو کا آغاز کرتا ہے اور اس طرح بات بہت الجھ جاتی ہے اور پھر یکایک ایک خوبصورت عورت نمودار ہوتی ہے۔ "ملاقاتی" اس سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ "مکین" کے ساتھ ایک ایسے دروازے سے باہر چلی جاتی ہے جس کا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا اور جو ان دونوں کے باہر جانے کے بعد پھر ایک آہنی دیوار میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ کچھ دیر بعد "مکین" اور "ملاقاتی" ان واقعات پر غور کرتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ شاید یہ سب ان کا واہمہ ہی ہو اور پھر یکایک ان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ان کا اپنا وجود بھی تو واہمہ نہیں۔

اس ڈرامے کا منظر نامہ پراسرار ہے اور اس میں ایبسرڈ ڈرامے کے سبھی عناصر موجود ہیں اور مصنف نے زندگی کی پراسراریت، انسانی رشتوں کی پیچیدگی، مشاہدے میں تشکیک کے پہلو، زندگی میں گریز یا احساسات اور تاثرات کی کارفرمائی، ذاتی شناخت کے مسئلے اور تنہائی کی داخلی کیفیت کو بڑے موثر اور شاعرانہ انداز سے پیش کیا ہے۔

پیدرولو کا ایک اور دلچسپ اور معنی خیز ڈرامہ "انسان اور نہیں" ہے جو ۱۹۵۸ء میں منظر عام پر آیا۔ اس ڈرامے میں اسٹیج کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تینوں کے درمیان آہنی سلاخوں کی دیواریں حائل ہیں۔ دائیں اور بائیں حصے میں ہم دو شادی شدہ جوڑوں کو دیکھتے ہیں اور درمیانی حصے میں ایک غیر انسانی مخلوق "نہیں" مقیم ہے جو غالباً ان لوگوں کا داروغۂ زنداں ہے۔ اسے سوتا پا کر یہ لوگ سلاخوں کو توڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن عین وقت پر "نہیں" جاگ جاتا ہے اور ان کی

کاوش بے سود ثابت ہوتی ہے۔ ہاں اس میں امید کی ایک جھلک ضرور نظر آتی ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے ایکٹ میں ڈرامائی ایکشن کا مرکز دائیں اور بائیں حصّے میں دو نوجوان یعنی ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہیں جو غالباً پہلے پیش کیے گئے جوڑوں کی اولاد ہیں اور ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہیں اور کسی بھی قیمت پر اس زنداں سے آزاد ہو کر ایک دوسرے تک پہنچنے کے لیے بے قرار ہیں۔ اپنے جیلر کو ضرورت سے زیادہ مستعد پا کر وہ دوسری طرف سے راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انھیں معلوم ہوتا ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں طرف گہرے غار ہیں۔ اب وہ پچھلی دیوار توڑ کر ایک دوسرے سے ہم آغوش ہونے کا منصوبہ بناتے ہیں تو انھیں اندازہ ہوتا ہے کہ پیچھے کی طرف کوئی مضبوط دیوار نہیں بلکہ ایک دبیز پردہ پڑا ہے اور جب وہ جیلر کے منع کرنے کے باوجود اس پردے کو چاک کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس پردے کے پیچھے ایک اور سلاخوں والی دیوار ہے جس کے دوسری طرف تین دربان استادہ ہیں۔ اس طرح انھیں اس بات کا عرفان ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ بلکہ ان کا دربان بھی ایک اور بڑی زنداں کا قیدی ہے اور شاید ان سلاخوں کے پیچھے استادہ دربان بھی کسی وسیع تر قید خانے کے قیدی ہوں۔ اس طرح ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ڈراما ان دو نوجوانوں کے عشق کی داستان نہیں بلکہ انسانی صورتحال کا ایک طویل استعارہ (EXTENDED METAPHOR) ہے جس میں وسیع و عریض کائنات میں انسانی زندگی کی قید و بند اور انسان کی بے بسی کی ڈرامائی پیش کش کے ساتھ مسلسل کش مکش اور جد و جہد کے بھی مثبت اشارے پوشیدہ ہیں — اور اب ہم اپنی توجہ شامل اشاعت ڈرامے "کمرہ" کی طرف مبذول کرتے ہیں جو نہ صرف مینول پید رولو کا سب سے زیادہ معرکۃ الآرا ڈراما ہے بلکہ جس کا شمار جدید مغربی تھیٹر کے شاہکار ڈراموں میں کیا جا سکتا ہے۔

"کمرہ"

زیر نظر ڈرامہ "کمرہ" جس کا ترجمہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ اپنے فورم اور ٹیکنک کے اعتبار سے پید رولو کے ابتدائی ڈراموں سے کافی مختلف ہے اور

موضوع کے اعتبار سے بھی اس کا کینوس زیادہ وسیع ہے اور اس میں زندگی کے زیادہ بنیادی گہرے اور ہمہ گیر مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈرامائی اسلوب کے اعتبار سے یہ ابسرڈ تھیٹر کی ایک بدلی ہوئی اور زیادہ تراشیدہ شکل ہے جس کا انداز بڑی حد تک تمثیلی ہے (ALLEGERICAL) ہے اور جس میں کلاسیکی رنگ نمایاں ہے۔

"کمرہ" بظاہر ایک سیدھا سادا ڈراما ہے جس کا پس منظر ایک معمولی کمرہ ہے اور جس کے کردار سات نوجوان یعنی تین مرد اور چار عورتیں ہیں جو کچھ عرصے کے لیے اس کمرے کے مکین ہیں۔ کمرے کے صرف دو دروازے ہیں۔ ایک وہ جس میں سے یہ سب کردار یکے بعد دیگرے داخل ہوتے ہیں اور دوسرا وہ جس سے وہ ڈرامے کے آخری ایکٹ میں ایک کے بعد ایک واپس جاتے ہیں۔ ہر جوان جب کمرے میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک خالی سوٹ کیس ہوتا ہے اور ہر ایک کی آمد پر لینڈ لیڈی" جو شروع سے آخر تک نظر نہیں آتی، اس کا پرجوش خیر مقدم کرتی ہے اور اسے کمرے کی خوبیوں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق یہ کمرہ ہر اعتبار سے اتنا اچھا ہے کہ اس میں کسی کو کوئی شکایت پیدا ہو ہی نہیں سکتی اور اسی لیے اس میں شکایت درج کرنے کی کتاب بھی نہیں رکھی گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ کمرے میں کچھ مختصر سا سامان بھی ہے یعنی دو بڑے دیوان اور ایک بڑی الماری جس میں کچھ متفرق چیزیں رکھی ہوئی ہیں یعنی ہتھوڑا، درانتی، کچھ پنسلیں اور کاغذ کے دستے گلاس، تاش کی گڈی، چابیوں کا گچھا اور کچھ ہتھکڑیاں وغیرہ۔ ایک سائیکل کا پہیہ اور ایک جعلی چہرہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کمرے میں ایک چھوٹی سی میز بھی ہے۔

کمرے میں آنے کے بعد یہ ساتوں نوجوان کچھ عرصے تک ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور اپنے ماحول اور ایک دوسرے سے مختلف قسم کے رشتے قائم کرتے ہیں جن کے توسط سے ان کی شخصیتوں اور ذاتی رویوں کے خدوخال ابھرتے ہیں۔ پیلیٹ اور کلیڈا کا رویہ مجموعی طور پر جارحانہ ہے اور وہ

قوت کے استعمال سے دوسروں پر تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
کلک اور لگانسا کو چیزیں بٹورنے کا شوق ہے۔ وہ ایک دوسرے سے مانوس ہیں لیکن ان کی محبت میں زیادہ گہرائی نہیں۔ کلک کو لکھنے کا شوق ہے اور لگانسا اپنے گردوپیش کے ماحول سے بے نیاز ناولوں کی دنیا میں کھوئے رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ دوسری طرف دالوا اور سمیر ایک دوسرے سے گہری محبت کرتے ہیں اور دونوں پرخلوص، جفاکش اور جمہوریت پسند ہیں اور دوسروں کے مسائل سے بھی ہمدردی رکھتے ہیں۔ سمیر غوروفکر کا عادی ہے اور اس میں لیڈرشپ کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ ڈرامائی ایکشن کے دوران یہ لوگ بیلیٹ اور کلیڈا سے مغلوب ضرور ہو جاتے ہیں لیکن اپنی ذاتی آزادی اور انسانی وقار کی ہر قیمت پر حفاظت کرتے ہیں۔ آخری کردار "الونا" دوسروں سے الگ تھلگ رہنے والی ایک خاموش طبع، نازک اور حساس لڑکی ہے جو بظاہر کمزور اور بے بس معلوم ہوتی ہے لیکن ایک اہم موقع پر وہ غیر معمولی جرأت اور ہوشمندی کا ثبوت دیتی ہے اور پورے گروپ کو بیلیٹ کی ڈکٹیٹرشپ سے آزاد کرانے میں ایک کلیدی رول ادا کرتی ہے۔

یہ ڈراما "کمرہ" تین ایکٹ پر مشتمل ہے۔ پہلا ایکٹ تعارفی نوعیت کا ہے، جس میں ہم ان کرداروں کی شخصیتوں اور مخصوص رویوں سے روشناس ہوتے ہیں۔ اس ایکٹ کا اختتام بیلیٹ اور کلیڈا کے جارحانہ قوت کی مدد سے کمرے کی ہر چیز پر قبضہ جمانے اور دوسروں پر اپنا تسلط قائم کرنے پر ہوتا ہے۔ دوسرے ایکٹ میں ہم باقی پانچ کرداروں کو بیلیٹ اور کلیڈا کے تشدد اور توہین آمیز برتاؤ کا شکار دیکھتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ ان میں پروٹسٹ اور بغاوت کا جذبہ بھی پروان چڑھ رہا ہے اور وہ آزادی اور جمہوریت کے خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔ ان سب کا لیڈر سمیر ہے جو دوسروں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے۔ اس ایکٹ کا اختتام بیلیٹ اور کلیڈا کی شکست اور ان لوگوں کی فتح پر ہوتا ہے۔ آخری ایکٹ میں ہم ان پانچ کرداروں کو غالب اور بیلیٹ اور کلیڈا کو مغلوب دیکھتے ہیں لیکن ان میں سے کچھ لوگ اس احساس سے بھی دوچار ہیں کہ اس فتح کے بعد زندگی کچھ بے معنی

سی ہوگئی ہے اور جن خرابیوں کے خلاف انھوں نے جدوجہد کی تھی اقتدار حاصل کرنے کے بعد اب وہ خود ان میں بھی در آئی ہیں۔ اسی ایکٹ میں ان کو (ایک کے بعد ایک) "لینڈ لیڈی" واپس بلاتی ہے اور وہ اپنا اپنا سوٹ کیس خالی کر کے دوسرے دروازے سے باہر جاتے ہیں۔ "لینڈ لیڈی" کے اس اقدام کا ان سب پر گہرا اور شدید ردعمل ہوتا ہے جو انھیں ایک نئے انداز سے سوچنے پر مجبور کرتا ہے لیکن "لینڈ لیڈی" انھیں اتنی مہلت نہیں دیتی کہ وہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں اور یکے بعد دیگرے ان کی واپسی میں ایک المناک پہلو اور پریشان کن تشنگی مضمر ہے۔ ان سب کی رخصتی کے بعد کمرہ چند لمحے خالی رہتا ہے اور پھر "لینڈ لیڈی" ایک نئے مہمان کو کمرے میں داخل ہونے کی دعوت دیتی ہے اور وہی سلسلہ ایک بار پھر شروع ہو جاتا ہے۔

ڈرامے کی تمام تفصیلات اور بظاہر معمولی واقعات پر غور و فکر کرنے کے بعد اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کے ڈرامائی ایکشن میں تہ در تہ معنی پوشیدہ ہیں اور جیسے جیسے ڈراما ارتقاپذیر ہوتا ہے زندگی کے مختلف پہلو ہماری نظروں کے سامنے بے نقاب ہوتے ہیں اور حیات و کائنات کے اسرار کھلتے جاتے ہیں اور ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ڈرامے کا منظر، پس منظر، کردار، واقعات اور چھوٹی بڑی سبھی تفصیلات گہری علامتی معنویت کی حامل ہیں اور فنکار نے اس محدود ڈرامائی پیش کش کے پردے میں بڑی گہری اور عالمگیر حقیقتوں پر روشنی ڈالی ہے اور انسانی رشتوں کی پیچیدگی انسانی اقدار کی نوعیت، انسانی حقوق اور فرائض، سیاسی اور سماجی تصورات، جمہوریت، ڈکٹیٹرشپ، ملکیت، تشدد، عدل، مساوات سے لے کر گہرے فلسفیانہ مسائل، احساس ذات اور عرفانِ کائنات، وقت اور لاوقت، زندگی اور موت اور انسانی زندگی کی حدود اور امکانات تک ہر مسئلے کا احاطہ کیا ہے۔ "کمرہ" درحقیقت ایک ہمہ گیر ڈرامائی تمثیل (ALLEGORY) ہے جس میں ڈرامہ نگار نے اپنے فلسفۂ حیات اور ہمہ گیر وژن کو ایک ٹھوس پیکر میں ڈھال کر ایک ڈرامائی شاہکار پیش کر دیا ہے۔

اس بات کی طرف پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ "کمرہ" یا "بند کمرہ" جدید مغربی ڈرامے کا ایک مخصوص استعارہ اور ایک ہمہ جہت علامت ہے جسے متعدد جدید ڈراما نگاروں اور خاص طور سے ابسرڈ ڈراما نگاروں اور بعض وجودی ڈراما نگاروں نے بڑی معنی خیز

انداز سے برتا ہے۔ بڑی حد تک مینوں دی پیدرولو کا یہ ڈرامہ "کمرہ" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ لیکن پیدرولو کا فنی طریقہ کار البسرڈ ڈرامانگاروں سے مختلف ہے اور یہ علامتی اور سرلیسٹ (SURREALIST) انداز کی نسبت ڈرامائی تمثیل (ALLEGORY) سے زیادہ قریب ہے جس میں ہر تفصیل ایک مخصوص معنی کی حامل ہوتی ہے۔ مثلاً یہاں ان کرداروں کا کمرے میں وارد ہونا انسان کی پیدائش کا استعارہ ہے۔ خود کمرہ انسان کے مخصوص ماحول اور زندگی کے حدود وامکانات کا اشاریہ ہے۔ کمرے میں دوسرے کرداروں کی موجودگی اور ان سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت ذاتی اور سماجی رشتوں کے خدوخال کو واضح کرتی ہے اور پھر لینڈ لیڈی کے حکم پر ان لوگوں کی واپسی موت کا اشارہ ہے اور اسی لیے یہ ان لوگوں کو اتنے گہرے طور پر متاثر کرتی ہے۔ سمیر کی واپسی (موت) کے بعد والوا خود کمرے سے باہر جانے کا فیصلہ کرتی ہے اور یہ خودکشی کا استعارہ ہے اور اس حقیقت کا انکشاف بھی کہ گو کہ انسان اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آتا لیکن اس کا زندہ رہنا اس کا ذاتی فیصلہ ہوتا ہے جس کے لیے وہ کسی اور کو ذمہ دار قرار نہیں دے سکتا دوسری طرف "لینڈ لیڈی" ایک مابعد الطبیعاتی اور پراسرار قوت کا استعارہ ہے جس کے سامنے انسان خود کو بے بس پاتا ہے۔ اس طرح ہم یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ موضوع کی گہرائی اور وسعت اور ڈرامائی وسائل کی سادگی اور کفایت کے باوجود اس ڈرامے میں ابہام نہیں ہے اور گہری نظر سے اگر اس کا مطالعہ کیا جائے تو اس کے معنوں کی تہ تک پہنچنا دشوار نہیں۔ اسی طرح ایک خوبصورت اور حساس اسٹیج پیش کش میں بھی اس کی گہری معنویت کے اسرار و رموز کھل سکتے ہیں۔

مینوں دی پیدرولو کا تعلق البسرڈ ڈرامانگاروں کی اس دوسری نسل یا گروپ سے ہے جنھوں نے البسرڈ ڈرامے کے بنیادی تصورات کو قبول کیا لیکن ساتھ ہی اس کے فنی طریقۂ کار میں تبدیلیوں کی ضرورت کو بھی محسوس کیا اور شدت پسندی اور افراط و تفریط سے دامن بچایا اور البسرڈ ڈرامائی طریقۂ کار کو بڑی حد تک کلاسیکی نقطۂ نظر سے ہم آہنگ کر کے ابسرڈ ڈرامے کے تصور کو وسعت دی "کمرہ" اس طریقۂ کار کی ایک بہت کامیاب مثال ہے۔ اور ایک منفرد شاہکار ہونے کے باوصف فنکار کے دستخط کا درجہ رکھتا ہے۔

نوٹ ۱: اس ڈرامے کو بھوپال میں اسٹیج پر پیش کیا جا چکا ہے اور میری اطلاع کے مطابق یہ ایک کامیاب پیش کش تھی اور اس ڈرامے کو بہت پسند کیا گیا ۔

نوٹ ۲ : حال ہی میں یہ اطلاع ملی ہے کہ مینول دی پیدرو کا انتقال ہو گیا ہے ۔

زاھدہ زیدی

"کمرہ"

مصنف ۔ مینول دی پیدرولو

ترجمہ اور تعارف ۔ زاہدہ زیدی

کردار :

(جس ترتیب سے ڈرامے کے ایکشن میں داخل ہوتے ہیں)

۱۔ لینڈ لیڈی (صرف آواز)
۲۔ کلک
۳۔ والوا
۴۔ سمیر
۵۔ ککانسا
۶۔ کلیڈرا
۷۔ بیلیٹ
۸۔ الونا

(صفحہ الٹیے)

پہلا ایکٹ

(ایک لمبوترا کمرہ۔ دائیں ہاتھ پر پیچھے کی طرف دو دروازے ہیں۔ بائیں طرف پیچھے کے حصے میں دو بڑے دیوان اور سامنے ایک بڑی کھلی ہوئی دیواری الماری ہے جس کے خانوں میں بہ سب سامان بے ترتیبی سے بھرا ہوا ہے۔ ایک ہتھوڑا، ایک درانتی، چابیوں کا گچھا، تین مختلف قسم کی کتابیں، دو تین پنسلیں، کاغذ کے دو دستے، ایک صابن کی ٹکیہ، ایک کنگھا، لپ اسٹک، ہتھکڑیاں، سگرٹ کے تین چار پیکٹ، ماچس، وہسکی کی چار بھری ہوتی بوتلیں، چند گلاس، ایک ایش ٹرے، تاش کی ایک گڈی، چھوٹی چابیوں سے بھرا ہوا ایک لفافہ، ایک درجن کے قریب کپڑا ٹانگنے کی چٹکیاں، آٹھ پلیٹیں، ایک سوئٹر، ایک الارم ٹائم پیس، تین خالی ڈبے، ایک ٹائی، ایک تیلیوں کا بنڈل، ایک پنکھی، ایک استری، ایک چاقو، بائیسکل کا ایک پہیہ، ایک نقلی چہرہ (ماسک) جس کے نقش و نگار سے خاکساری ٹپکتی ہے۔ ایک ڈبہ جس میں سوئی تاگا وغیرہ ہے۔ دائیں طرف سامنے کے حصے میں ایک بڑا آئینہ ہے جو دیوار سے جڑا ہوا ہے، قریب ایک چھوٹی میز ہے، کمرے کا کل سامان بس یہ ہے)۔

پردہ اٹھنے پر اسٹیج خالی نظر آتا ہے۔ ایک مناسب وقفہ کے بعد لینڈ لیڈی کی آواز سنائی دیتی ہے۔

لینڈ لیڈی کی آواز : ۔ نوجوان تم خوش قسمت ہو۔ کمرے کی فضا جیسا کہ تم دیکھو گے خوش گوار ہے اور اس میں آرام و آسائش کا تمام سامان موجود ہے۔ تمہاری ضروریات اور خواہشات کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور میں تمہیں فخر کے ساتھ بتا سکتی ہوں کہ جتنے مہمان اس گھر میں وقت گزار چکے ہیں، انھیں کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے یہاں شکایت درج کرنے کی کتاب بھی فراہم نہیں کی گئی ہے (چند لمحے لینڈ لیڈی خاموش رہتی ہے اور اس عرصے میں کنڈی کھولنے اور تالے میں چابی

گھمانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔آوازوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام کس قدر پیچیدہ اور دقت طلب ہے۔چند لمحے بعد دروازہ کھلتا ہے اور ایک نوجوان "کلک" جس نے ایک ڈھیلی ڈھالی جیکٹ پہن رکھی ہے اور جس کے ہاتھ میں ایک سوٹ کیس ہے اندر داخل ہوتا ہے۔لینڈ لیڈی کی آواز پھر سنائی دیتی ہے لیکن وہ نظر نہیں آتی) دیکھو تم خود فیصلہ کرو، کمرہ کیا ہے۔ایک مملکت ہے۔کشادہ اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے ہمہ تن تیار۔اس میں ضروری اشیاء کے علاوہ وہ سب غیر ضروری چیزیں بھی موجود ہیں جن کی مدد سے زندگی زیادہ خوشگوار بن جاتی ہے۔مجھے امید ہے کہ تم یہاں ہنسی خوشی زندگی گزارو گے جیسا کہ تم سے پہلے اور سب نے گزاری ہے۔امید ہے کہ تم کافی عرصے یہاں رہنا چاہو گے۔اسے اپنا ہی گھر سمجھو (آواز خاموشی میں ڈوب جاتی ہے اور دروازہ بند کرنے کی وہی سب پے چیدہ آوازیں سنائی دیتی ہیں)۔

کلک : (سوٹ کیس کو زمین پر رکھتے ہوئے) خوب ! . . . . بہت خوب ! (بے یقینی سے چند قدم بڑھاتا ہے چاروں طرف دیکھتا ہے مسہریوں کی طرف جاتا ہے اور ان میں سے ایک کو ہاتھ سے دبا کر ان کے گدیلے پن کا اندازہ لگاتا ہے۔اس کے بعد الماری کے قریب آتا ہے چند چیزوں کو ہاتھ سے چھو کر دلچسپی سے دیکھتا ہے، مڑ کر دائیں طرف جاتا ہے، اپنا سوٹ کیس اٹھا کر چھوٹی میز پر رکھتا ہے، اسے کھولتا ہے۔سوٹ کیس بالکل خالی ہے۔بڑے اطمینان سے وہ الماری کی طرف جاتا ہے اور ایک ایک کر کے درانتی، ایک بوتل، دو پلیٹیں اور ایک خالی ڈبہ اپنے سوٹ کیس میں لا لا کر رکھتا ہے۔اس کے بعد سائیکل کا پہیہ اٹھا کر معائنہ کرتا ہے، ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پایا ہے کہ لینڈ لیڈی کی آواز سنائی دیتی ہے اور اسی لمحے کلک سائیکل کا پہیہ رکھ دیتا ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز : ۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مہمان خانہ اپنے رکھ رکھاؤ، آرام و آسائش اور مہمانوں کی دیکھ بھال کے لیے دور و نزدیک مشہور ہے۔تمہارے آرام کی ہر ممکن چیز فراہم کی گئی ہے تاکہ تمہارا قیام خوش گوار ثابت ہو. . . . اور اب میں تمہارا کمرہ دکھاتی ہوں جہاں تم پریشانیوں سے دور ایک اچھی

اور خوش گوار زندگی گزار سکتی ہو (زنجیر وغیرہ کھلنے کی پیچیدہ آوازیں آتی ہیں، دروازہ کھلتا ہے اور والوا داخل ہوتی ہے۔ اس نے ایک سادہ سا اسکرٹ اور نیلے رنگ کا تنگ سوئٹر پہن رکھا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک سوٹ کیس ہے) تو یہ ہے تمہارا کمرہ جس کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ اس میں ضرورت اور آرام و آسائش کی ہر ممکن چیز موجود ہے اور عمدہ اور بھاری فرنیچر جسے اچھی حالت میں رکھنے کی ذمہ داری اب تم پر ہے، میں تمہیں اچھی صحبت میں چھوڑے جا رہی ہوں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہم صرف سنجیدہ اور شریف لوگوں کو ہی قیام کی دعوت دیتے ہیں۔ امید ہے کہ تم یہاں خوش رہو گی۔ (دروازہ اسی قسم کی آوازوں کے ساتھ بند ہوتا ہے، والوا اپنا سوٹ کیس زمین پر رکھتی ہے اور کلک کی طرف دیکھتی ہے)۔

کلک : (جو برابر اسے غور سے دیکھ رہا ہے) ہیلو ۔

والوا : ہیلو

کلک : معلوم ہوتا ہے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہوگا ۔

والوا : ہاں (پہلے دیوان کی طرف جاتی ہے اور اس پر لیٹ جاتی ہے) ۔

کلک : میرا نام کلک ہے ۔

والوا : اور میں والوا ہوں ۔

کلک : (دوسرے دیوان کو ہاتھ سے دباتا ہے) یہ زیادہ آرام دہ معلوم ہوتا ہے

والوا : ہو سکتا ہے (اس کی نظر آئینے پر پڑتی ہے۔ اٹھ کر آئینے میں اپنا جائزہ لیتی ہے) میرے بال بے ترتیب ہیں ۔

کلک : (الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہاں ایک کنگھا ہے ۔

(والوا الماری کی طرف جاتی ہے، چیزوں کو ادھر ادھر ہٹا کر دیکھتی ہے، آخر اسے کنگھا ملتا ہے)

والوا : یہاں ایک لپ اسٹک بھی ہے (اسے اٹھاتی ہے) ۔

کلک : ہاں میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں ۔

(والوا آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بال بناتی ہے۔ لپ اسٹک اس نے میز پر رکھ دی ہے۔ اس دوران میں کلک کی نظریں اس کا تعاقب

کررہی ہیں۔ وہ بڑے غور سے اسے بال بناتے ہوئے دیکھ رہا ہے)

والوا : تم ٹکٹکی باندھے کیا دیکھ رہے ہو)۔

کلک : تم بالکل مختلف ہو ۔

والوا : ہر ایک مختلف ہوتا ہے ۔

کلک : میرا مطلب کچھ اور تھا ۔

والوا : سمجھی ۔ میں ایک عورت ہوں ۔

(اسی وقت لینڈ لیڈی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ دونوں ایک ساتھ دروازے کی طرف دیکھتے ہیں۔ کلک دیوان کی طرف واپس جاتا ہے اور اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ والوا تیزی سے لپ اسٹک اٹھاتی ہے اور لپ اسٹک اور کنگھا اپنے سوٹ کیس میں رکھ کر اسے بند کرتی ہے اور دوسری طرف آکر اپنے دیوان پر بیٹھ جاتی ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز ـــــ اس مشترک مکان میں آنا مبارک ہو جہاں خوشیاں تمہارا انتظار کر رہی ہیں ۔ اس مہمان خانے کے بارے میں تم جانتے ہی ہو گے یہ ایک مثالی جگہ پر واقع ہے اور یہاں آب و ہوا خوشگوار ہے ۔ میں تعریف میں مبالغے کی قائل نہیں لیکن یہ تو تمہیں معلوم ہی ہونا چاہیے کہ اس کمرے میں ایک نووارد کے نقطۂ نظر سے کیا کیا خوبیاں ہیں ... یہ کمرہ مکان کی سب سے اچھی منزل پر واقع ہے... ۔ اچھا اب میں کھولتی ہوں ۔ (دروازہ کھلنے کی اسی قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں سیمیر داخل ہوتا ہے اس نے ایک لمبا کرتا پہن رکھا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک سوٹ کیس ہے)، تم اچھی طرح اس کمرے کو دیکھ لو اور خود ہی فیصلہ کرو کہ اس سے اچھا کمرہ کہیں اور مل سکتا تھا۔ یہاں تم ایک بھرپور اور قابل رشک زندگی گزار سکتے ہیں، جیسی کہ ان سب لوگوں نے گزاری جنھوں نے اس سے پہلے یہاں قیام کیا تھا۔ یعنی جب سے یہ سرائے قائم ہے تب سے اب تک۔ مجھے امید ہے کہ تم کافی عرصے یہاں قیام کرو گے ۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ۔

(دروازہ بند ہوتا ہے اور سمیر سوٹ کیس ایک طرف رکھ کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے) ۔

سمیر : افوہ سر میں درد ہونے لگا ۔

کلک : ہاں یہ بار بار وہی باتیں دہراتی ہیں ۔

سمیر : کیا تم لوگ یہاں کافی عرصے سے ہو ۔

کلک : ہاں تمہارے مقابلے میں ....بس یہ سمجھ لو کہ لپیٹنے کا ذرا سا وقفہ .... اور .... ۔

سمیر : کیا کہا تم نے ؟ لپیٹنے کا ؟

کلک : یہ تو کہنے کا ایک طریقہ ہے ۔

سمیر : (دیوان کے قریب آکر والوا کی طرف اشارہ کرتا ہے) اور یہ ؟

کلک : یہ والوا ہے ۔

سمیر : ہلو والوا ۔

والوا : ہلو کیا حال ہے ۔

کلک : اور میرا نام کلک ہے ۔

سمیر : میں سمیر ہوں (کلک سے ہاتھ ملاتا ہے) امید ہے کہ تم دونوں کے ساتھ اچھا وقت گزرے گا (والوا کے قریب بیٹھے ہوئے) اور خاص طور سے تمہارے ساتھ ۔

والوا : خاص طور سے میرے ساتھ کیوں ؟

سمیر : تم بہت اچھی معلوم ہوتی ہو ۔

(والوا چند لمحے اسے دیکھتی ہے پھر اٹھ کر سوٹ کیس کی طرف جاتی ہے اور اس میں کنگھا وغیرہ نکال کر آئینے کے قریب جاکر اپنے بال درست کرنا شروع کرتی ہے) ۔

سمیر : (چند لمحے نظروں سے اس کا تعاقب کرتا ہے ۔ پھر کلک کی طرف مڑتا ہے) اس میں کچھ غیر معمولی بات ہے' اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا سکتا.

کلک : ہاں وہ مختلف ہے ۔

سمیر: بالکل ٹھیک۔ "مختلف"

کلک: وہ ایک عورت ہے۔

سمیر: ہاں۔ وہ مجھے پسند ہے۔

کلک: اس کا خیال چھوڑ دو (رکتا ہے) شاید ابھی کچھ اور آئیں۔

سمیر: یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔

کلک: ہاں یقین تو نہیں ہے۔

سمیر: اور اگر اب کوئی اور نہ آئے۔ تو پھر؟

کلک: ابھی سے اس سلسلے میں پریشان ہونا بیکار ہے۔

سمیر: بالکل ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہاری جگہ ہوتا تو یہی کہتا (اٹھتا ہے)۔ بہرحال یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔

کلک: شاید! خیر میں اور چیزوں سے اس کی کمی پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔

سمیر: کس قسم کی چیزوں سے۔

کلک: میرے پاس کچھ چیزیں ہیں۔ آؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں (سمیر کو لے کر اپنے سوٹ کیس کے پاس جاتا ہے اور کھول کر اسے چیزیں دکھاتا ہے) کسی چیز پر دل آ گیا ہو تو بتا دو۔

سمیر: کسی چیز پر نہیں (والوا کی طرف اشارہ کرتا ہے) صرف اس پر آیا ہے۔

کلک: (اسے رجھاتے ہوئے) اس ڈبے کو دیکھو (کھولتا ہے) یہ ڈبہ خالی ہے اور اس میں تم جو چاہو رکھ سکتے ہو۔

سمیر: اور اگر میرے پاس رکھنے کو کچھ نہ ہو؟

کلک: اس سے کیا ہوتا ہے۔ آئندہ ہو سکتا ہے۔

سمیر: (ڈبہ کا معائنہ کرتے ہوئے) کیا واقعی تمہیں پسند ہے اور تمہارا خیال ہے کہ یہ ایک قابل قدر چیز ہے۔

کلک: اس میں کیا شک ہے۔ ایک عمدہ ڈبے سے اچھی اور کیا چیز ہو سکتی ہے . . . . (اسی لمحے لینڈ لیڈی کی آواز آتی ہے اور کلک جلدی سے ڈبے کو سوٹ کیس میں رکھ کر اسے بند کرتا ہے۔ والوا ابھی لپ اسٹک

اور کنگھار کھتی ہے۔ تینوں مسہریوں کی طرف جاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھ جاتے ہیں جیسے پہلے بیٹھے تھے یعنی کلک الماری کے پاس والی مسہری پر اور سیمر اور والوا دوسری مسہری پر۔)

لینڈ لیڈی کی آواز : ــــ میں تمہارے انتخاب کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس سے بہتر اور زیادہ آرام دہ مسافر خانہ اور کہاں مل سکتا تھا جہاں ایک معمولی سے خرچ پر تمہارے لیے تمام آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم یہاں خوش رہوگی اور یہ ثابت کروگی کہ تمہارا انتخاب ٹھیک تھا جس کی بدولت تمہیں ایک خوبصورت اور خوشگوار زندگی ملی۔ میں نے تمہارے لیے ایک ایسا کمرہ ریزرو کیا ہے جس میں آرام طلب لوگ بھی کوئی خرابی نہیں ڈھونڈھ سکتے (زنجیر وغیرہ کی آواز، اس کے ساتھ ہی ککانسا داخل ہوتی ہے۔ وہ ہواخوری کے لباس میں ملبوس ہے اور دوسروں کی طرح ایک سوٹ کیس اٹھائے ہوئے ہے) کہو پسند آیا کمرہ تمہارے سامنے ہے اور تمہارے آرام و آسائش کی سب چیزیں یہاں موجود ہیں۔ اب میں تمہیں ان چنیدہ لوگوں کے ساتھ چھوڑے جا رہی ہوں جو تمہارے ساتھ اس کمرے میں رہیں گے، اسے اپنا ہی گھر سمجھو (دروازہ بند ہوتا ہے۔ ابھی تک وہ لڑکی اسی کو تک رہی تھی، اب وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔)

ککانسا: یہ سب کیا چکر ہے ؟

سیمر : کیا سب ؟

ککانسا: میرا استقبال !

کلک : شاید یہ یہاں کا دستور ہے۔ ہم سب کو بھی اسی "چکر" سے گزرنا پڑا تھا۔ (اٹھ کر لڑکی کے قریب آتا ہے) اپنا سوٹ کیس یہاں رکھ دو (سوٹ کیس لے کر اپنے سوٹ کیس کے پاس رکھتا ہے) بیٹھو، تم تھک گئی ہوگی۔

ککانسا: میں تھکی تو نہیں، محو حیرت ہوں (ادھر ادھر دیکھتی ہے) آہا یہ آئینہ (تیزی سے آئینے کی طرف جاتی ہے) ہمیشہ سے میری خواہش تھی

کہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھوں ۔

کلک: (جو اس کے ساتھ ساتھ ہے) کیوں نہ ہوتی۔ تم بہت خوبصورت ہو۔

ککانسا: اچھا واقعی! (سمیر کی طرف بڑھتی ہے) کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے ؟

سمیر: کیا یہ کافی نہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی کا یہ خیال ہے (والوا کے قریب آکر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے) ۔

ککانسا: (ہنستے ہوئے) اچھا یہ بات ہے (والوا سے) تم کیوں خاموش ہو؟

والوا: کیا تم چاہتی ہو کہ میں بھی کہوں کہ تم خوبصورت ہو۔

ککانسا: نہیں۔ تمہیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے (آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے) میرے ہونٹ کتنے سفید ہیں، اگر میرے پاس انھیں پینٹ کرنے کو کچھ ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا ۔

والوا: میں تمہیں اپنی لپ اسٹک دے سکتی ہوں ۔

ککانسا: اچھا تمہارے پاس لپ اسٹک ہے ۔

والوا: (اپنے سوٹ کیس کی طرف جاتے ہوئے) ہاں ۔

ککانسا: (اس کے ساتھ جاتے ہوئے) تمہارے پاس اور کیا کیا ہے (والوا سوٹ کیس کھولتی ہے، دونوں جھک کر دیکھتی ہیں)

سمیر: (کلاک سے) اب تو شاید تمہیں وہ ڈبہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہی؟۔

کلاک: نہیں، لیکن اگر تمہیں ضرورت ہو تو وہاں ابھی کچھ اور ڈبے ہیں (الماری کی طرف اشارہ کرتا ہے)۔

سمیر: وہ کس کے ہیں ؟

کلاک: "جو بڑھ کر خود اٹھالے" ـــــ دیکھو یہاں کافی چیزیں ہیں (الماری کے قریب جا کر چیزوں کو ادھر ادھر کرتا ہے)

(دونوں لڑکیاں دوسری طرف کھڑی ہیں، ککانسا کے ہاتھ میں لپ اسٹک ہے)

ککانسا: تم لپ اسٹک نہیں لگاؤ گی ۔

والوا : ابھی تک موقع نہیں ملا۔

ککانسا: (اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے) ویسے تمہیں کوئی خاص ضرورت بھی نہیں، تمہارے ہونٹ قدرتی طور پر کافی سُرخ ہیں۔ مجھے زیادہ ضرورت ہے۔

والوا : کیا تم اسے لینا چاہتی ہو۔

ککانسا: اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو۔

والوا : اگر کبھی مجھے اس کی ضرورت پڑی تو تم لگانے دو گی نا؟

ککانسا: بالکل پکا وعدہ ہے۔ تم واقعی بہت اچھی ہو (والوا کو گلے لگاتی ہے اور پھر آئینے کے قریب جاکر لپ اسٹک لگانا شروع کرتی ہے۔ والوا اپنی مسہری کی طرف آتی ہے، کلک استری لے کر سوٹ کیس کی طرف جا رہا ہے)۔

سیمبر : (کلک سے) تم اسے کہاں لے جا رہے ہو۔

کلک : اسے ذرا احتیاط سے رکھوں گا وہاں یہ کھو جاتی (لیکن اسی وقت لینڈ لیڈی کی آواز آتی ہے اور کلک جلدی سے استری کو الماری میں رکھ کر اپنی مسہری کی طرف واپس جاتا ہے۔ ککانسا میک اپ میں مصروف رہتی ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز:۔ آؤ۔ آؤ۔ اندر آؤ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا جائے گا جیسا کہ اس مسافر خانہ کا دستور ہے۔ تم نے پہلے ہی دیکھ لیا ہو گا کہ یہ کتنی اچھی جگہ واقع ہے اور اس کے لیے تم اور میں دونوں ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور اب اپنا کمرہ بھی دیکھ لو جہاں چیزوں کی ترتیب اور خوشگوار فضا سے دل کو مسرت اور آنکھوں کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم یہاں بڑے مزے میں رہو گی اور کمرے کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ جو تمہارے لیے چشم براہ ہیں، اچھے تعلقات قائم کرو گی، (زنجیر وغیرہ کی آواز۔ دروازہ کھلتا ہے اور کلیڈا داخل ہوتی ہے

وہ پینٹ اور بلاؤز میں ملبوس ہے اور سوٹ کیس لیے ہوئے ہے) کہو، پسند آیا کمرہ، تم اپنی خوشی اور اطمینان کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتیں۔ دیکھو کتنا صاف ستھرا، روشن اور کشادہ کمرہ ہے اور تمہارے استقبال کے لیے ہمہ تن تیار! یہاں زندگی امن وامان سے گزرتی ہے، مجھے یقین ہے کہ تم ہنسی خوشی یہاں کافی عرصے قیام کروگی (دروازہ بند ہوتا ہے۔ کلیڈا آگے بڑھتی ہے اور اپنا سوٹ کیس اکھڑ انداز میں ایک طرف پھینک کر دوسروں کی طرف رخ کرتی ہے جو اسے دیکھ رہے ہیں۔

کلیڈا : ہوں ؟

کلک : کچھ نہیں۔

سیمیر : اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔

کلیڈا : لینڈ لیڈی کافی تقریریں کرچکی ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں (ککانسا لپ اسٹک لگانے کے بعد انگلی سے ٹھیک کرتی ہے، کلیڈا ایک قدم آگے بڑھاتی ہے اور سر کو جھکا دیتی ہے) میرا نام کلیڈا ہے۔

کلک : میں کلک ہوں، تم چاہو تو میرے پاس بیٹھ سکتی ہو۔

کلیڈا : کس خوشی میں ؟ .... (سیمیر سے) اور تم دونوں۔

سیمیر : اور ہم دونوں سیمیر اور دالوا ہیں۔

ککانسا : (جو ابھی تک آئینہ کے سامنے ہے) اور میں ککانسا ہوں۔

کلیڈا : (مسہریوں کے قریب جاکر چاروں طرف ایک طائرانہ نظر ڈالتی ہے) لاحول ولاقوۃ (لینڈ لیڈی کی نقل اتارتے ہوئے) صاف ستھرا، روشن اور کشادہ کمرہ.... استقبال کے لیے ہمہ تن تیار....

دالوا : اس کا انحصار اب ہم سب پر ہے۔

کلیڈا : یہ تو ابھی دیکھنا ہے (چھوٹی میز کے قریب جاتی ہے۔ کلک استری لیے سوٹ کیس کی طرف جارہا ہے۔ کلیڈا کی نظر لپ اسٹک پر پڑتی ہے) اچھا لپ اسٹک (غور سے دیکھتی ہے)۔

ککانسا: یہ میری ہے ۔
کلیڈا : کیوں ؟
سمیر : کیا یہ سوال ضروری ہے ؟
کلیڈا : بالکل ۔
والوا : یہ میں نے اسے دی ہے ۔
(ککانسا اس کی طرف غصے سے دیکھتی ہے۔ کلیڈا لپ اسٹک لے کر اپنے سوٹ کیس کی طرف جاتی ہے اور اسے کھول کر لپ اسٹک اس میں چھپانا چاہتی ہے ۔ کلک استری سوٹ کیس میں رکھ رہا ہے ۔)
کلیڈا : (کلک سے) تمہارے پاس کیا ہے ؟
کلک : (جلدی سے سوٹ کیس بند کرتے ہوئے) چیزیں ۔
سمیر : (کلیڈا کے قریب آتے ہوئے) یہ نامناسب ہے ۔
کلیڈا : (اس کی طرف مڑتے ہوئے) کیا مطلب ؟ ذرا اس سے بھی تو پوچھو اس نے سوٹ کیس میں کیا کیا بھر رکھا ہے ۔
سمیر : لپ اسٹک وہیں رکھ دو، وہ بتا چکی ہے کہ یہ اس کی ہے ۔
کلیڈا : کبھی تھی۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہمیشہ اسی کی رہے (لپ اسٹک کو سوٹ کیس میں رکھ کر بند کرتی ہے ۔ کلک دوسری طرف واپس جاتا ہے) ۔
سمیر : لیکن یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے ۔
(کلیڈا اس کی طرف توجہ کیے بغیر مسہریوں کی طرف جاتی ہے۔ جب وہ والوا کے قریب سے گزرتی ہے، تو والوا اس کا بازو آہستہ سے پکڑتی ہے)
والوا : لپ اسٹک واپس کرو ۔
کلیڈا : خاموش رہو۔ تم کیوں بیچ میں کود رہی ہو (میز کی طرف جاتی ہے اس دوران میں کلک الماری سے ایک پلیٹ لے کر اپنے

سوٹ کیس کی طرف جارہا ہے) اے مسٹر یہ پلیٹ ادھر دکھاؤ۔

کلک: (اسے چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور الماری کی طرف اشارہ کرتا ہے) وہاں اور کئی پلیٹیں ہیں۔ تمہیں ضرورت ہو تو وہ لے سکتی ہو (کلیڈا الماری کی طرف مڑتی ہے۔ ککانسا اس کا فائدہ اٹھا کر اس کے سوٹ کیس کی طرف لپ اسٹک نکالنے جاتی ہے۔ سیمر والوا کے قریب آتا ہے)۔

کلیڈا: (ایک پلیٹ اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھتی ہے) یہ کس قسم کی پلیٹیں ہیں؟ ان کا صرف ایک مصرف ہو سکتا ہے (زمین پر گراتی ہے۔ پلیٹ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے، دوسری پلیٹ اٹھانے کے لیے الماری کی طرف بڑھتی ہے لیکن اسی لمحے لینڈ لیڈی کی آواز آتی ہے۔ کلیڈا وہیں رک کر اپنے ناخنوں کا معائنہ کرنے لگتی ہے کلک تیزی سے اپنی مسہری کی طرف جاتا ہے۔ ککانسا جو سوٹ کیس سے لپ اسٹک نکال چکی ہے آئینے کے قریب آ کر اسے لگانا شروع کرتی ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز: — امن و سکون اس گھر کی سب سے اہم خصوصیات ہیں — اور پھر آرام و آسائش کا پورا اہتمام اور ایک بہترین کمرہ ان باتوں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ تمہارا یہاں قیام کا فیصلہ کتنا صحیح ہے۔ یہاں تمہیں مناسب ساتھی بھی ملیں گے جن کے ساتھ وقت آنکھ جھپکتے میں گزر جائے گا۔ آؤ۔ آؤ اندر آؤ تاکہ میں تمہیں اس کمرے تک لے چلوں جو خاص طور سے تمہارے لیے تیار کرایا گیا ہے اور جس کی پر تکلف اور پر آرام زندگی تمہیں یقیناً متاثر کرے گی (وہی آوازیں۔ دروازہ کھلتا ہے اور بیلیٹ داخل ہوتا ہے۔ اس نے نیلا بنیان پہن رکھا ہے اور حسب توقع اس کے ہاتھ میں بھی ایک سوٹ کیس ہے) اب تم کمرے کے پر سکون اور خوبصورت ماحول سے آنکھوں کے لیے نور اور دل کے لیے

سرور حاصل کر سکتے ہو۔ ایک طویل اور کامیاب زندگی کے لیے
میری بہترین دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ۔

(دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ بیلیٹ اپنا سوٹ کیس ایک طرف
ڈالتا ہے۔ جیب سے رومال نکال کر منہ ہاتھ پوچھتا ہے اور پھر
سیدھا مسہریوں کی طرف جاتا ہے اور والوا کے قریب بیٹھ جاتا ہے)

سمیر : ہمیں اپنا تعارف کرانے کی اجازت دو۔ یہ والوا ہیں اور میں سمیر ہوں

بیلٹ : عجیب معاملہ ہے ۔

سمیر : کیا کہا ؟ عجیب معاملہ ۔

بیلٹ : ہاں کیا یہ سب عجیب وغریب نہیں ۔

(اس وقت کلک دوبارہ الماری کی طرف جا رہا ہے اور کلیڈا دوسری
پلیٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہے)۔

والوا : (بیلٹ سے) کیا تم بہت تھکے ہوئے ہو ۔

بیلٹ : مجھے بور نہ کرو جان من ۔

سمیر : اس نے تو ایک مہذب سوال کیا تھا۔

بیلٹ : ٹرٹر بند کرو (اس لمحے کلیڈا دوسری پلیٹ زمین پر گرا کر توڑتی ہے) یہ
کیا قصہ ہے ؟

کلیڈا : (بے پروائی سے) پلیٹیں ..... ان کو کہتے ہیں پلیٹیں !

بیلٹ : اور میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ توڑی کیوں جا رہی ہیں ۔

کلیڈا : تم سے مطلب ؟ .... میرا دل چاہ رہا ہے اس لیے

بیلٹ : (اس کی طرف معنی خیز انداز سے دیکھتے ہوئے) خوب ! یہ بات ہوئی
.... زوردار لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ (کلک کی طرف مڑتا ہے جو
تاش کی گڈی اٹھا کر اپنے سوٹ کیس کی طرف مڑتا ہے) ارے
او مسٹر۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

کلک : یہ تاش کی گڈی ہے ۔

بیلٹ : اسے ادھر بڑھاؤ ۔

کلک : یہ میرے ہیں ۔

بیلٹ : سنا نہیں تم نے میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ اسے ادھر بڑھاؤ ۔

سمیر : (ان کے قریب آتے ہوئے) اس طرح بات کرنے کی ضرورت نہیں ۔

بیلٹ : زبان سنبھال کر بات کرو ۔ معلوم ہوتا ہے تمہاری شامت آئی ہے ۔

سمیر : یا شاید تمہاری ۔ جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اب تک سب ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے ۔ کم و بیش ۔

بیلٹ : سیدھے سیدھے اپنے پلنگ پر جاکر بیٹھو ۔ ہاں اس پر خیال آیا کہ پلنگوں کا معاملہ بھی طے ہوجانا چاہیئے (کلک اس موقع کا فائدہ اٹھا کر تاشوں کی گڈی اپنے سوٹ کیس کی طرف لے جاتا ہے ، جہاں تک میں دیکھ سکتا ہوں ، یہاں صرف دو پلنگ ہیں ۔

سمیر : ٹھیک کہتے ہو ۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اب سوچ سمجھ کر بات کر رہے ہو ۔ میں خود کچھ دیر سے اس مسئلے پر غور کر رہا تھا ۔

بیلٹ : (اسے ہٹاتے ہوئے) راستہ چھوڑ دو (پہلے دیوان کی طرف قدم بڑھاتا ہے)

سمیر : (اس کے پیچھے آتے ہوئے) ہم لوگ باری باری ان پر سو سکتے ہیں ۔

بیلٹ : میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم اپنی زبان بند رکھو (پہلے دیوان کو ہاتھ سے چھوتا ہے اور اس پر بیٹھ کر اس کے گدیلے پن کا اندازہ کرتا ہے اٹھ کر دوسرے دیوان کی طرف جاتا ہے ۔ سمیر اور کلیڈا اس کے ساتھ ساتھ ہیں ۔ ککانسا جو میک اپ مکمل کر چکی ہے لپ اسٹک اپنے سوٹ کیس میں رکھتی ہے ۔ اور پھر وہ اور کلک آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے کچھ کہتے ہیں ۔ بیلٹ دوسرے دیوان کو دبا کر دیکھتا ہے)

بیلٹ : یہ والا چلے گا ۔

سمیر : دونوں میں کوئی خاص فرق تو نہیں ۔

بیلٹ : نہیں (دوالا سے) اٹھو یہ میرا دیوان ہے ۔

سمیر : کیا مطلب ہے تمہارا ؟ ۔ یہ دیوان تم لوگے ۔

بیلٹ : بالکل ۔ تم اور کہیں جا سکتے ہو ۔

سیمر : (دیوان پر بیٹھتے ہوئے) اس کا کوئی سوال نہیں ۔

بیلٹ : کیا کہا ۔ نہیں! (اس کا بازو پکڑ کر زور سے کھینچتا ہے ۔ کلیڈا سے) تمہاری طاقت کا بھی امتحان ہے ۔

کلیڈا : مانا (والوا کو دھکیلتے ہوئے) یہاں سے دفع ہو جاؤ ۔ سن نہیں رہی ہو ۔ ۔ ۔ یہ دیوان ہمارا ہے ۔

سیمر : (دیوان کی طرف واپس جانے کی کوشش کرتے ہوئے) میں یہ برداشت نہیں کر سکتا ۔

والوا : (اسے روکتے ہوئے) چھوڑو سیمر (اسے کلک کی دیوان کی طرف لاتی ہے) ۔

بیلٹ : یہ لوگ بالکل بدھو معلوم ہوتے ہیں ۔

کلیڈا : بالکل ۔

بیلٹ : لیکن تم تو بدھو نہیں ہو ؟

کلیڈا : (مسکرا کر) کیا میں نے تمہاری مدد نہیں کی ۔

بیلٹ : میں نے شروع ہی میں اندازہ لگا لیا تھا کہ ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ۔ (کلک اور ککانسا ساتھ ساتھ الماری کی طرف لوٹتے ہوئے) ۔

کلک : کچھ بھی ہو سب سے زیادہ چیزیں ہم دونوں ہی کے پاس رہیں گی ۔

ککانسا : اچھا تو کیا یہ سب چیزیں ہم دونوں کی ملکیت ہوں گی ۔

کلک : بالکل ۔ کیوں اب تو خوش ہو ۔

ککانسا : ہاں (الماری کے پاس پہنچ کر) اب کیا چیز لی جائے ۔

کلک : جو تمہیں سب سے اچھی معلوم ہو ۔

بیلٹ : (جوان لوگوں کو غور سے دیکھ رہا ہے) ذرا دیکھ بھال کے، زیادہ چیزوں پر ہاتھ صاف کیا تو اچھا نہیں ہوگا ۔

کلک : (مڑتے ہوئے) کیا ہم سے کہہ رہے ہو؟

بیلٹ : قطعی ۔ تم دونوں سے ۔

ککانسا: یہ چیزیں تمہاری نہیں ہیں ۔

کلک : جو سب سے پہلے اٹھائے یہ چیزیں اسی کی ہیں۔

بیلٹ: یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ سنتے ہو یا کسی اور طرح بتاؤں (کلیڈا سے) ہمارے سوٹ کیس لاؤ (کلیڈا لاتی ہے) اگر ہمارے چھانٹنے کے بعد کوئی چیز بچ جائے تو تم لے سکتے ہو۔ کچھ سمجھ میں آیا ؟

کلک: یہ زیادتی ہے۔ ہم سب کے حقوق برابر ہیں ۔

بیلٹ : کسی چیز کو چھو کر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا ۔

سمیر : کلک ٹھیک کہتا ہے۔ ویسے ذاتی طور پر مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہیں۔

کلیڈا : (اپنا سوٹ کیس کھول کر دیکھتی ہے اور زور سے چلاتی ہے) میری لپ اسٹک ۔

بیلٹ: کیا قصہ ہے ۔

کلیڈا : (پریشانی سے) میرے پاس ایک لپ اسٹک تھی۔ وہ کسی نے چرالی ۔

بیلٹ : (ایک قدم پیچھے ہٹ کر سب لوگوں کا جائزہ لیتا ہے) یہ کس کی حرکت ہے ؟

والوا : وہ لپ اسٹک اس کی تھی ہی نہیں ۔

بیلٹ: اور کس کی تھی ؟

والوا : میری تھی اور میں نے ککانسا کو دی تھی ۔

بیلٹ : اور یہ ککانسا کون ہے ؟

سمیر : اگر کان کھول کر تعارف سنا ہوتا تو تمہیں یہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی ۔

بیلٹ: (زمین پر پاؤں مارتے ہوئے) میں پوچھ رہا ہوں ککانسا کون ہے۔

ککانسا: میں ہوں ۔

بیلٹ : (اس کی طرف بڑھتے ہوئے) لپ اسٹک کہاں ہے ؟

ککانسا : (کلیڈا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس نے چرائی تھی ۔

بیلٹ : (ککانسا کے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہے) جلدی بولو۔ کہاں ہے ۔

کلک : اسے فوراً چھوڑ دو ۔
بیلٹ: لپ اسٹک ! میں کہتا ہوں لپ اسٹک !
ککانسا: میرے پاس نہیں ہے ۔
بیلٹ : (اسے چھوڑتے ہوئے) سوٹ کیس کی تلاشی لینی پڑے گی ۔
ککانسا: نہیں (دوڑ کر اپنے سوٹ کیس پر بیٹھ جاتی ہے ۔ سب لوگ آ کر اس کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں، سوائے والوا کے جو اپنی جگہ بیٹھی رہتی ہے) میں لپ اسٹک نہیں دوں گی ۔
بیلٹ: (کلک سے) اس کو سمجھاؤ ۔ ورنہ ہمیں میں ابھی اس کا دماغ ٹھیک کیے دیتا ہوں ۔
کلک : لپ اسٹک اسی کی ہے اور ہم یہ جبر برداشت نہیں کریں گے کیوں سمیر۔
سمیر: بالکل ٹھیک ہے ۔
بیلٹ : (انھیں غور سے دیکھتا ہے) ایک کے مقابلہ میں دو ؟ (ہنستا ہے) احمق ! (اطمینان سے الماری کی طرف بڑھتا ہے ۔ سب اس کی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ والوا تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتی ہے اور پھرتی سے الماری سے چاقو اٹھا لیتی ہے ۔
والوا : (اسے چاقو دکھاتے ہوئے) یہی ڈھونڈ رہے تھے نا ۔
(بیلٹ کوئی جواب نہیں دیتا اور تیزی سے الماری کے قریب ٹنگا ہوا سویٹر اٹھاتا ہے اور اسے والوا کے چہرے پر ڈال دیتا ہے اور اس کے اوپر چڑھ کر اس کے ہاتھ سے چاقو چھین لیتا ہے اور اسے دھکا دے کر ہٹا دیتا ہے ۔
بیلٹ : (حقارت سے) نوسکھیے !
سمیر : (تیزی سے والوا کی طرف آتا ہے) والوا۔ والوا (سہارا دے کر اٹھاتا ہے) چوٹ تو نہیں آئی ۔
والوا : نہیں کوئی خاص نہیں ۔
سمیر : (بیلٹ کی طرف مڑتے ہوئے) الو کے ....

بیلٹ : (چاقو کھول کر دکھاتا ہے) زبان بند رکھو (دوسروں سے) تم سب
یہاں سے دفع ہو جاؤ (اسی لمحے لینڈلیڈی کی آواز آتی ہے، سب
اپنی اپنی جگہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ بیلٹ اور کلیڈا اپنی مسہری پر آکر
بیٹھتے ہیں۔ بیلٹ چاقو اپنے قریب رکھ لیتا ہے۔ کلک اور ککانا
اپنے اپنے سوٹ کیسوں پر بیٹھے رہتے ہیں)۔

لینڈلیڈی کی آواز : — خوش آمدید۔ اس گھر میں تمہیں ہر وہ آرام حاصل ہوگا جس کی تم
حق دار ہو۔ یہ مسافرخانہ اپنی آؤ بھگت اور پیار محبت کے لیے دور دور
مشہور ہے۔ اور آج سے تم بھی ان سب کا لطف اٹھا سکو گی۔ مجھے
امید ہے کہ تم اس پر تکلف انتظام کو پسند کرو گی جو تمہیں کرنا ہی چاہیے۔
اور یہ بھی امید کرتی ہوں کہ تم اور ساتھیوں کی طرح ایک باعزت اور
ایماندار زندگی گزارو گی۔ میں نے اس مکان کے سب سے اچھے کمرے
میں تمہارے رہنے کا انتظام کیا ہے۔ جہاں خوشیوں بھرے دن تمہارے
منتظر ہیں۔ اور آرام و آسائش کا تمام سامان موجود ہے (تالے کنجی وغیرہ
کی آواز، دروازہ کھلتا ہے اور الونا داخل ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی
سا شب خوابی کا لباس پہنے ہے، اور ساتھ میں سوٹ کیس لیے ہے)
دیکھو یہ ہے تمہارا کمرہ۔ جس میں ضرورت کی ہر ممکن چیز موجود ہے
شروع سے اب تک ہمارے سب مہمان یہاں ہنسی خوشی رہے
ہیں۔ امید ہے کہ تم بھی اسی طرح رہو گی۔ میری دعائیں تمہارے
ساتھ ہیں۔

الونا : (سوٹ کیس ہاتھ میں لیے شرمیلے انداز میں) آداب عرض۔

سب لوگ : (سوائے بیلٹ اور کلیڈا کے) آداب عرض۔

الونا : میں الونا ہوں۔

کلک : ہم لوگ ـ ـ ـ ـ ـ

بیلٹ : اس فضول گفتگو کی ضرورت نہیں، اور تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے
کہ اس طرح تم لپ اسٹک کے معاملے کو کھٹائی میں ڈال سکو گے

(سوٹ کیس کی طرف بڑھتا ہے۔ کلیڈا اس کے ساتھ آتی ہے)

الونا : (چاقو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو بلیٹ کے ہاتھ میں ہے) یہ کیا ہے۔

بلیٹ : تمہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم اپنی خیریت چاہتی ہو تو۔۔۔۔

والوا : الونا تم ادھر آؤ (الونا اپنا سوٹ کیس رکھ کر والوا کے قریب جاتی ہے' بلیٹ کلک اور ککانسا کے قریب پہنچ چکا ہے)

بلیٹ : جلدی نکالو۔

کلک : ہم نہیں دیں گے۔

بلیٹ : (جھک کر کلک کو گردن سے پکڑ لیتا ہے اور کھلے ہوئے چاقو کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ دیتا ہے) لپ اسٹک نکالو۔

ککانسا: اس کو قتل نہ کرو۔ میں تمہیں لپ اسٹک دیتی ہوں (سوٹ کیس پر سے اٹھتی ہے)۔

ککانسا : پہلے تم اسے چھوڑ دو۔

(چند لمحے سوچتا ہے۔ الونا' والوا اور سمیرا اسے غور سے دیکھ رہے ہیں)

الونا : یہ سب کیا ہے؟

والوا : یہ شخص ٹھگ ہے۔ دوسروں کی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔

سمیر : یہ ہم سبھی کے لیے خطرناک ہے۔ اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔

الونا : مجھے ڈر لگ رہا ہے (والوا اسے گلے لگاتی ہے)

بلیٹ : (کلک کو چھوڑتے ہوئے) ٹھیک ہے (ککانسا سوٹ کیس کھول کر لپ اسٹک بلیٹ کے حوالے کرتی ہے)۔

ککانسا: لو یہ رہی لپ اسٹک۔

کلک : تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

بلیٹ : (نفرت سے) کب اور کس طرح؟ (کلیڈا کو لپ اسٹک دیتے ہوئے) لو یہ لو۔ (ان دونوں سے) یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ میں تم لوگوں کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ (وہ دونوں اپنے دیوان کی طرف جاتے ہیں) بلیٹ کلیڈا سے مخاطب ہوتا ہے) دونوں سوٹ کیس لاؤ تاکہ ہم اپنی پسند کی

چیزیں لے لیں۔ الماری کی طرف بڑھتا ہے۔ کلیڈا سوٹ کیس لے کر وہاں جاتی ہے۔

کلک : (والوا، سیمرا اور الونا سے جو اس کے دیوان پر بیٹھے ہوئے ہیں) تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔

سیمیر : آخر ہمیں بھی کسی چیز کی ضرورت ہے جہاں ہم چند لمحے ....

کلک : (چڑچڑے انداز میں) یہ میرا دیوان ہے اور یہاں کسی اور کو بیٹھنے کا حق نہیں ہے۔

سیمیر : لیکن اس کے سوا اور کوئی بیٹھنے کی جگہ بھی تو نہیں ہے۔

کلک : تو میں کیا کروں۔ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔

سیمیر : (کھڑے ہو کر اس کا سامنا کرتے ہوئے) اچھا تو اب تم بھی دھونس جمانے لگے۔

والوا : (اٹھ کر سیمیر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے) اسے اس کے حال پر چھوڑ دو — (دوسرے دیوان کی طرف لے جاتی ہے)۔

سیمیر : میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ آخر ہم لوگ کہاں جائیں۔

والوا : مجھے اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہے، میرے لیے ہر جگہ یکساں ہے (اس کا ہاتھ پکڑ کر قریب لاتی ہے)۔

سیمیر : (ہاتھ چھڑاتے ہوئے) یہ کافی بڑا دیوان ہے، سب لوگ اس پر بیٹھ سکتے ہیں تھوڑی تھوڑی دیر۔

لکانسا : کلک ان لوگوں کو یہاں بیٹھنے دو۔

کلک : اس کا سوال نہیں۔ ان کے پاس خود ایک دیوان تھا۔ انھوں نے اپنی ہی حماقت سے اسے کھو دیا۔ اب اگر ہمت ہو تو اسے دوبارہ حاصل کرلیں۔

سیمیر : اس پاگل شخص سے۔

بیلیٹ : (اس کی طرف مڑتے ہوئے) کیا یہ میرے بارے میں بک رہے ہو۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو زبان سنبھال کر بات کرو۔

سیمیر : میں جو بھی سوچوں یا محسوس کروں گا، وہی کہوں گا۔ یہ ایک ایسا حق ہے جو تم مجھ سے نہیں چھین سکتے۔

والوا : سمبر خاموش رہو۔ خدا کے لیے خاموش رہو۔

بیلیٹ : بہتر ہو گا کہ تم اس عورت کے کہنے پر عمل کرو اور مجھے غصہ نہ دلاؤ (اسی وقت اس کی نظر الونا پر پڑتی ہے جو اس کے دیوان پر بیٹھی ہے) اے لڑکی (دیوان کی طرف جاتا ہے) تجھے اس دیوان پر بیٹھنے کی اجازت کس نے دی۔

الونا : میں — میں سمجھتی تھی کہ —

بیلیٹ : کچھ سمجھنے وجھنے کی ضرورت نہیں۔ فوراً اٹھو (لیکن جیسے ہی الونا کھڑی ہوتی ہے وہ اسے ہاتھ بڑھا کر روکتا ہے) ذرا ٹھہرو (اس کا بازو پکڑتا ہے) ہوں... تو یہ بات ہے... ۔ ذرا مڑو تو سہی (الونا جھکتی ہے) کچھ سنا میں کیا کہہ رہا ہوں' مڑ کر دکھاؤ (خود اسے مڑنے پر مجبور کرتا ہے)۔

سمبر : بدتمیزی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

والوا : اسے اس کے حال پر چھوڑ دو سمبر (اس کا ہاتھ پکڑ کر میز کی طرف لے جاتی ہے' اب ان کی نظر الونا اور بیلیٹ پر پڑتی ہے)۔

بیلیٹ : واہ خوب۔ تم تو حسین ہو جان من۔

کلیڈا : (تیزی سے ادھر آتے ہوئے اونچی آواز میں) بیلیٹ !

بیلیٹ : دخل دینے کی ضرورت نہیں (الونا سے) شاید میں نے جلد بازی سے کام لیا۔ دیوان کافی بڑا ہے — اور

کلیڈا : میں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔

بیلیٹ : ٹرٹر بند کرو۔ تین آدمی یہاں بڑے آرام سے رہ سکتے ہیں۔

کلیڈا : یا یہ رہے گی یا میں۔

(الونا جانے کے لیے مڑتی ہے۔ بیلیٹ اسے روکتا ہے)۔

بیلیٹ : نہیں۔ نہیں' یہاں بیٹھو۔ (پکڑ کر اسے بٹھاتا ہے اور اس کے قریب بیٹھتا ہے۔ کلیڈا سے) تم بھی یہاں بیٹھو۔

کلیڈا : میں اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں (الماری کی طرف بڑھتی ہے)

بیلیٹ : اچھا تو یہ بات ہے (اٹھ کر کلیڈا کی طرف بڑھتا ہے' جاتے جاتے الونا سے کہتا ہے) تم یہیں بیٹھی رہو۔ ہلنے کی ضرورت نہیں۔

گگانسا : کیا آدمی ہے !!

کلک : (خفگی سے) کیا تم اسے پسند کرتی ہو۔

گگانسا : نہیں یہ تو بات کہنے کا ایک طریقہ ہے۔

بیلیٹ : (کلیڈرا کے قریب آکر بازو پکڑ کر اسے روکتا ہے) کیا تمہارا خیال ہے کہ تم کوئی خاص چیز ہو۔

کلیڈرا : بالکل۔ جس کی اپنی ایک رائے ہے۔ اور میری رائے میں یہ دیوان۔ تین آدمیوں کے لیے بالکل ناکافی ہے۔

بیلیٹ : زناٹے کی عورت ہو (اس کی کمر میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے)۔

کلیڈرا : میرے قریب نہ آؤ۔ تم سمجھتے ہو خوشامد درآمد سے کام چل جائے گا۔

بیلیٹ : دراصل تم ابھی اس لڑکی کو جانتی نہیں ہو۔ جان پہچان ہو جائے تو تم دونوں کی خوب پٹ جائے گی۔

کلیڈرا : نہیں میں پہلے ہی تمہیں بتا چکی ہوں۔ یا میں۔ یا وہ!

بیلیٹ : (چڑچڑا کر) بس بس بہت ہو چکا (اس کو زور سے دبوچتا ہے) سیدھے سیدھے ادھر آکر بیٹھو (اس کو اپنے دیوان کی طرف لاتا ہے)۔

گگانسا : کیا دھونس جماتا ہے دونوں عورتوں پر !!

سیمر : یہ سب کچھ بھی دیکھنا پڑے گا (جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے) میری سگرٹ ختم ہو گئی۔

والوا : ایک منٹ ٹھہرو (الماری کی طرف جاتی ہے اور وہاں سے سگرٹ کا ایک پیکٹ، ماچس، وہسکی کی ایک بوتل اور دو گلاس لاتی ہے)۔

بینیٹ : (کلیڈرا سے جو ابھی تک مدافعت کر رہی ہے) اس کے پاس بیٹھو۔ میں چاہتا ہوں تم دونوں آپس میں دوستی کر لو۔

الونا : (کلیڈرا سے شرمیلے انداز میں) جہاں تک میرا سوال ہے ....

(اس کی آواز سن کر کلیڈرا مڑ کر اس کے گال پر چپت رسید کرتی ہے)

بیلیٹ : (اسے پکڑتے ہوئے) ہاتھ چلانے کی ضرورت نہیں۔ یہ کام میرے لیے چھوڑ دو۔

کلیڈرا : میں تمہیں نوچ لوں گی۔

بیلیٹ : (ریشہ خطمی ہوتے ہوئے) پوسی کیٹ (اب وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔ آخر کار بیلیٹ اسے پکڑ کر دیوان پر لٹانے میں کامیاب ہوجاتا ہے)

کلک : (جو والوا کو چیزیں لے جاتے ہوئے دیکھ رہا ہے، ککانسا سے) ذرا ادھر آؤ۔

ککانسا : کدھر؟

کلک : اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہیئے، چلو اپنے سوٹ کیس بھر لیں۔

ککانسا : اور اگر ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا تو؟

کلک : ذرا احتیاط سے کریں گے۔ دھیرے دھیرے۔

(کلک اور ککانسا الماری کے قریب آکر چیزوں کو چھیڑنا شروع کرتے ہیں، والوا اپنی چیزیں لے کر سمیر کی طرف بڑھتی ہے)۔

والوا : یہ رہے سگرٹ۔

سمیر : لیکن کیا ان پر ہمارا کوئی حق ہے۔ کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ یہ چیزیں سب لوگوں کی مشترکہ ملکیت ہوں۔

والوا : (مسکراتے ہوئے) بالکل۔ اگر کسی اور کو ان چیزوں کی ضرورت ہو تو وہ بھی لے سکتا ہے (بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)۔ میں یہ بھی لے آئی ہوں تھوڑی سی پیو گے۔

سمیر : ضرور۔

(والوا بوتل کھولتی ہے اور دونوں گلاس میں وسکی انڈیلتی ہے۔ سمیر سگریٹ سلگاتا ہے۔ کلک اور ککانسا سوٹ کیسوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ کلک کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک دستہ ہے اور ککانسا کپڑے ٹانگنے کی چٹکیاں لیے ہوئے ہے)

کلیڈا : یہ نہ سمجھنا کہ اتنی آسانی سے مجھے رجھا لوگے۔

بیلیٹ : میں تو صرف اس کی مدد کر رہا تھا۔ بچاری اکیلی لڑکی ہے۔ ذرا اس کی طرف دیکھو۔ بھلا اس سے تم کیا رشک کرو گی۔

کلیڈا : لیکن تم نے اس سے کہا کہ تم حسین ہو۔

بیلیٹ : کچھ نہ کچھ تو مجھے کہنا ہی تھا۔

کلیڈرا : لیکن حسین کہنے کی کیا ضرورت تھی ۔

بیلیٹ : طعنہ بازی بند کرو۔ کیا دیوان کے بغیر تمہارا کام چل سکتا ہے ؟

کلیڈرا : میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود حاصل کر لوں گی۔

بیلیٹ : (اس کو سختی سے پکڑتے ہوئے) کیا کہا۔ ذرا پھر تو کہو۔ اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔

کلیڈرا : میرا دل جو چاہے گا کہوں گی۔ مجھے دھمکا کر تم کچھ حاصل نہیں کر سکتے (وقفہ) یہ خیال دل سے نکال دو۔

الونا : (اٹھتے ہوئے) اس کی ضرورت نہیں ... میں جا رہی ہوں ۔

بیلیٹ : تم بیٹھ جاؤ ۔

(الونا اس کی بات کو نظر انداز کر کے آگے بڑھتی ہے۔ لکانسا اور کلک الماری کی طرف واپس آتے ہیں اور کچھ اور چیزیں اٹھاتے۔ بیلیٹ الونا کو پکڑ کر بے دردی سے پلنگ کی طرف گھسیٹتا ہے ۔

بیلیٹ : یہاں بیٹھو یہ میرا حکم ہے

الونا : نہیں میری خواہش نہیں ۔

بیلیٹ : یہاں صرف ایک شخص ہے جو کہہ سکتا ہے "میری خواہش ہے" اور "میری خواہش نہیں ہے" اور وہ شخص میں ہوں ۔

(دونوں لڑکیوں کو دھمکاتے ہوئے) فوراً ایک دوسرے سے دوستی کرو

سیمیر : (جس کے ہاتھ میں وسکی کا گلاس ہے) اب نوبت یہاں تک پہنچی ۔ یہ دھمکیوں سے بھی آگے بڑھا جا رہا ہے ۔

بیلیٹ : (اس کی طرف مڑتے ہوئے) ٹر ٹر بند کرو۔ میں ایک لفظ اور سننا نہیں چاہتا

سیمیر : (گلاس رکھ کر دیوان کی طرف جاتا ہے) میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں جو ٹھیک سمجھتا ہوں' وہی کہوں گا۔ یہ حق تم مجھ سے نہیں چھین سکتے۔

بیلیٹ : کیا کہا ؟ نہیں چھین سکتا ؟ (اسی وقت اس کی نظر کلک اور لکانسا پر پڑتی ہے جو الماری سے کچھ چیزیں لے کر سوٹ کیس کی طرف جا رہے ہیں۔ کلک کے ہاتھ میں ایک پنسل ہے اور لکانسا کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے) ذرا ٹھہرو۔ یہ تم کیا لیے جا رہے ہو ؟

کلک : کچھ نہیں۔
(والوا خاموشی سے اٹھ کر الماری کی طرف جاتی ہے اور ہتھکڑی اٹھا کر واپس میز کے پاس آجاتی ہے۔ ہتھکڑی اپنے سکرٹ کی جیب میں چھپا لیتی ہے۔)

بیلیٹ : (چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور یہ کیا ہے؟

کلک : کوئی خاص چیز نہیں۔ لکھنے کے لیے ایک پنسل . . . .
(کلیڈا الونا کو مسہری سے ہٹاتی ہے) ۔

بیلیٹ : کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم میری اجازت کے بغیر کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتے ۔

کلک : لیکن یہ تو بہت معمولی سی چیز ہے ۔

بیلیٹ : (غصہ سے) میں کہہ چکا ہوں کہ تم کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ سنا یا نہیں ... فوراً انہیں واپس رکھو ۔

سیمبر : کیا تم نے یہ نہیں سوچا کہ انجانے میں کوئی تمہیں بھی پکڑ سکتا ہے ۔

بیلیٹ : (نفرت سے) بہر حال وہ تم نہیں ہوں گے (دوسروں سے) اس کی بات پر دھیان دینے کی ضرورت نہیں۔ (ان لوگوں کو ساتھ لے کر الماری کی طرف جاتا ہے پھر کلیڈا کی طرف مڑ کر) ادھر آؤ (یہ دیکھ کر کہ الونا دیوان پر نہیں ہے) تم نے اس کا کیا کیا؟ دوسری لڑکی کا ۔

کلیڈا : (الونا کی طرف دیکھ کر جواب دوسرے کونے میں سوٹ کیسوں کے پاس ہے) میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا ۔

بیلیٹ : (ایک منٹ غیر یقینی کیفیت کے بعد ہنسنا شروع کر دیتا ہے)۔ بہت خوب تم بالکل میری طرح ہو (سر ہلاتا ہے) تم پر غصہ آنا مشکل ہے۔ (سنجیدگی) اب ادھر آؤ ، دوسرا کام زیادہ ضروری ہے ۔

کلیڈا : (اس کا حکم مانتے ہوئے) کیا اب تم سوٹ کیس سے بھرنا چاہتے ہو ۔

بیلیٹ : ہاں (الماری کے خانوں کو غور سے دیکھتا ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزیں یہاں سے غائب ہو گئی ہیں (کلک اور رگکانسا سے) کیا

تم لوگوں نے پار لگائی ہیں۔

کلک : (لکانسا کو آنکھ مار کر وہ چیزیں دکھاتا ہے۔ جنھیں لے جاتے ہوئے وہ پکڑے گئے تھے) صرف یہ چیزیں لی ہیں۔

بیلیٹ : دیکھنا پڑے گا۔ تم لوگ یہیں کھڑے رہو (کلیڈا اور وہ اپنے اپنے سوٹ کیسوں میں چیزیں ڈالنا شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے بیلیٹ وہ سوئٹر رکھتا ہے جو دیوان کے قریب گر گیا تھا)۔

سمیر : (والوا سے) ہمیں یہ سب خاموشی سے برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ہم لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔

والوا : ایک دن یہ سب واپس لے لیں گے (اسے ہتھکڑی دکھاتے ہوئے) یہ دیکھو۔

سمیر : ہمیں ان سب ہی سے نپٹنا پڑے گا اور یہ کام آسان نہیں ہے ــــ ویسے کلک برا آدمی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے ہمیں دیوان پر سے ہٹا دیا ہے لیکن بات یہ تھی کہ اس وقت وہ بہت غصے میں تھا۔ اس کی بے عزتی ہوئی تھی مگر بدقسمتی سے وہ بڑا بے ہمت آدمی ہے (کچھ وسکی پیتا ہے) اس سے پہلے کہ یہ لوگ اسے بھی چھین لیں۔

والوا : ہاں (گلاس بھرتی ہے) اس سے پہلے ایک ٹوسٹ ہو جائے۔

سمیر : کس چیز کے لیے۔

والوا : ایک بہتر مستقبل کے لیے۔

سمیر : ٹھیک ہے (والوا کے گلاس سے اپنا گلاس ٹکراتا ہے) ایک بہتر مستقبل کا جام!

بیلیٹ : (گلاس بجنے کی آواز سن کر ان کی طرف مڑتا ہے) یہ کیا ہو رہا ہے؟

سمیر : (بوتل اٹھا کر اسے دکھاتا ہے) کیا تم بھی تھوڑی سی پیو گے؟

بیلیٹ : بوتل ادھر لاؤ (اس وقت کلیڈا سوٹ کیس میں چیزیں رکھ رہی ہے)۔

سمیر : ٹھیک ہے بوتل تمہاری ہے کیونکہ تمہارے پاس طاقت ہے۔ لیکن تمہیں خود آکر اسے لینا ہوگا۔

بیلیٹ : کیا تمہاری شامت آئی ہے۔

والوا : سمیر اس سے نہ الجھو۔

سمیر : چلو ایک جام اور (گلاس بھرتا ہے)

بیلیٹ : (اس سے بوتل چھینتے ہوئے) تم ضرورت سے زیادہ ٹرٹر کر رہے ہو۔

سمیر : (والوا کی طرف مخاطب ہو کر) اب کس چیز کا جام پیا جائے۔

والوا : وہی بہتر مستقبل کا۔

کلیڈرا : (الماری کے قریب سے) ذرا یہ دیکھو۔

بیلیٹ : (ان دونوں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے) اچھا میں آتا ہوں۔

کلیڈرا : (بائیسکل کا پہیہ اٹھا کر دکھاتی ہے) سمجھ میں نہیں آتا اس کا کیا کیا جائے سوٹ کیس میں تو یہ گھس نہیں سکتا۔ میرے خیال میں اسے چھوڑ دیا جائے۔

بیلیٹ : نہیں ہم کوئی چیز نہیں چھوڑیں گے۔

کلیڈرا : لیکن اسے رکھنے کے لیے جگہ نہیں ہے۔

بیلیٹ : اس سے کیا ہوتا ہے (سوٹ کیسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) انہیں بند کر دو اور میرے ساتھ اس طرف چلو۔ ذرا ان دونوں کے سوٹ کیسوں کی تلاشی لی جائے۔

کلک : لیکن ہمارے پاس کوئی خاص چیز نہیں ہے۔ تمہارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔

بیلیٹ : یہ ہم خود دیکھ لیں گے۔ سامنے سے ہٹو (انھیں پرے ہٹاتا ہے۔ جب وہ ککانسا کو ہٹا رہا ہے تو وہ اسے دیکھ کر مسکراتی ہے)۔ اچھا تو تم مجھ سے متاثر ہو گئیں۔ ننھی گڑیا۔

کلک : ککانسا (اسے پکڑ کر ہٹاتا ہے اور شکایت آمیز نظروں سے اسے دیکھتا ہے)

ککانسا : اتنی زور سے نہ پکڑو۔

(بیلیٹ مسکراتا ہے اور دوسری طرف بڑھتا ہے۔ کلیڈرا سوٹ کیس بند کرنے کے بعد اس کے پیچھے آتی ہے)

سمیر : (والوا سے) تم نے دیکھا۔

والوا : ہاں دیکھا ۔

سمیر : بے چارہ کلک ۔

بیلیٹ : (الونا سے) دوسرا نمبر تمہارا ہے (الونا سہم کر اٹھتی ہے اور خاموشی سے اسٹیج کے وسط میں آتی ہے، پھر کچھ سوچ کر خالی الماری کی طرف جاتی ہے، بیلیٹ کلک اور رکانسا سے کہتا ہے،) سوٹ کیس کھولو ۔

کلک : لیکن ۔

بیلیٹ : لیکن ویکن کچھ نہیں ۔میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں ۔ (کلک سوٹ کیس کھولتا ہے۔ رکانسا بیلیٹ کو دیکھ کر پھر مسکراتی ہے ۔ بیلیٹ اس کی تھوڑی چھوتا ہے اور پیار سے اس پر ہاتھ پھیرتا ہے) ۔

کلیڈرا : (جو ان کے پیچھے ہے) بیلیٹ !

بیلیٹ : کیوں کیا بات ہے ۔تم سوٹ کیس کیوں نہیں کھولتیں (پہیئے کو ایک طرف رکھ کر کلک کے سوٹ کیس کی تمام چیزیں اپنے سوٹ کیس میں منتقل کرتا ہے کلیڈرا سے) ذرا اوروں کو بھی اچھی طرح دیکھ لو ۔

کلیڈرا : اور کچھ نہیں ہے ۔

بیلیٹ : تو ٹھیک ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ طے ہوگیا (سوٹ کیس بند کرنے کے لیے جھکتا ہے لیکن کچھ سوچ کر اس میں سے ایک بوتل اور گلاس نکالتا ہے۔ اور انھیں لے کر میز کی طرف جاتا ہے) تم سب لوگ ادھر آؤ (الونا کے سوا سب اس کے قریب آتے ہیں) ٹھیک ہے اب تم لوگ اپنے اپنے گلاس بھر لو (سب لوگ گلاس بھرتے ہیں) کس کا جام صحت پیا جائے ۔

کلیڈرا : اپنا

بیلیٹ : ٹھیک ۔ ہمارا جام صحت اور ایک طویل مستقبل کا جو حال کی طرح شاندار ہوگا ۔

کلیڈرا : ایک طویل مستقبل کا جام جو حال کی طرح شاندار ہوگا !

بیلیٹ : (یہ دیکھ کر کہ اور لوگ نہیں پی رہے ہیں) کیوں کیا بات ہے (سب لوگ بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتے ہیں) کیا تم چاہتے ہو کہ سب جام میں

دوسرا ایکٹ

(پردہ اٹھتا ہے۔ کلک سامنے کی طرف چھوٹی میز کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کے پیچھے بائیسکل کا پہیہ ہے۔ سمیر سامنے کے حصّے میں الماری کے قریب بیٹھا ہے۔ اس نے جیکٹ پہن رکھی ہے۔ لیکن اس کے نیچے قمیص نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک تختہ ہے اور وہ ہتھوڑے اور کیلوں کی مدد سے ایک بکس بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ والوا اس کے قریب بیٹھی ہوئی اس کی قمیص کی مرمت کر رہی ہے۔ ککانسا مسہری پر بیٹھی ہوئی ہے اور ایک کتاب پڑھنے میں محو ہے۔ الونا کے ہاتھ میں ایک جھاڑن ہے اور وہ سوٹ کیس صاف کر کے انھیں قاعدے سے لگا رہی ہے۔ بیلیٹ نے سوئٹر پہن رکھا ہے اور وہ اور کلیڈا اپنی مسہری پر آرام کر رہے ہیں)۔

بیلیٹ : (انگڑائی لیتے ہوئے) ہو ووں (سب کی طرف ایک نظر ڈالتا ہے) ٹھیک ہے، سب چیزیں صاف ستھری ہیں اور ہر شخص اپنے مقام پر ہے (کلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ذہنی کام ۔ (سمیر کی طرف اشارہ کرتا ہے) جسمانی کام (اپنی طرف اشارہ کرتا ہے) اور وہ شخص جسے ہر کام کا پھل ملتا ہے۔ جمائی لیتا ہے۔ اپنی جیب سے تاش کی گڈی نکال کر میز کے قریب جاتا ہے، کلک سے) یہاں سے چلے جاؤ ۔

کلک : میں لکھ رہا ہوں ۔

بیلیٹ : کہیں اور جا کر لکھو۔ یہاں میں تاش کھیلنا چاہتا ہوں (یہ دیکھ کر کہ کلک پس و پیش کر رہا ہے) سنا نہیں۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ (کلک میز پر سے اپنی چیزیں اٹھاتا ہے اور ادھر ادھر نظر ڈال کر کسی اور جگہ کی تلاش کرتا ہے۔ آخرکار وہ ایک سوٹ کیس لیکر اس پر اپنے کاغذ پھیلاتا ہے اور زمین پر بیٹھ کر

لکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ بیلیٹ تاش میز پر جماتا ہے۔ کلیڈا اس کے پاس آتی ہے)۔

بیلیٹ : (ایک لمحے کے بعد) یہاں گرد نہ اڑاؤ۔

الونا : کیوں کیا صفائی نہ کروں۔

بیلیٹ : دوسری طرف جا کر کرو۔ (الونا جھاڑن لے کر الماری کی طرف جاتی ہے)

والوا : (سمیر سے) کیسا چل رہا ہے؟

سمیر : ٹھیک۔ دھیرے دھیرے، مگر چل رہا ہے۔ لیکن کام کرنے کا لطف ختم ہو گیا یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ہمارا کام ہے۔ ہر بات بے معنی سی معلوم ہوتی ہے (اوزار نیچے رکھ کر سگریٹ کی ڈبیا نکالتا ہے۔ اس میں صرف ایک سگریٹ ہے۔ وہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک والوا کی طرف بڑھاتا ہے) لو، یہ لو۔ (دونوں سگریٹ جلاتے ہیں)۔

کلیڈا : (بیلیٹ کو ایک تاش دکھا کر) یہ رہا۔

بیلیٹ : میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا، تم بلاوجہ ٹانگ اڑاتی ہو۔

والوا : (الونا سے جو الماری جھاڑ رہی ہے) الونا ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔

الونا : ہاں مگر اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس طرف صفائی کروں۔

سمیر : اس شخص کو اپنے سوا کسی کا خیال نہیں۔

الونا : تم ہی بتاؤ میں کیا کروں (سمیر پر جھکتے ہوئے) کیا بنا رہے ہو؟ بکس؟

سمیر : کوشش کر رہا ہوں۔ بنانے کا دعوا تو نہیں کر سکتا۔

الونا : (اس کے قریب بیٹھتے ہوئے) میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی یہ سب کام سیکھ لوں۔

کلیڈا : (الونا کو دیکھتے ہوئے) یہ کیا ہو رہا ہے؟

الونا : کچھ نہیں۔ کچھ نہیں (اپنا کام شروع کرتی ہے)

کلک : (لکھنا بند کر کے بیلیٹ کی طرف مڑتا ہے) مجھے ایک اور کاغذ چاہیئے۔

بیلیٹ : کیا کہا ایک اور کاغذ؟

کلک : ہاں کل سے اب تک تم نے مجھے کوئی کاغذ نہیں دیا۔

بیلیبٹ : کل سے ؟ تو کیا تم روز ایک کاغذ برباد کرنا چاہتے ہو ۔
کلک : ہوسکتا ہے۔ روز ضرورت پڑے۔ یہ تو انسپیریشن پر منحصر ہے ۔
بیلیبٹ : تم نے دوسری طرف لکھا ہے یا نہیں ۔
کلک : ہاں دونوں طرف لکھ چکا ہوں ۔
بیلیبٹ : (ہاتھ بڑھاتے ہوئے) ذرا ادھر بڑھاؤ۔ میں تم میں سے کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔ اور خاص طور سے تم پر ۔ ایک فن کار ۔
کلک : اچھا تو تمہیں میری تحریریں پسند ہیں ۔
بیلیبٹ : ہر چیز کی ایک جگہ ہوتی ہے ۔ میں ہر چیز کو اس کی جگہ پر دیکھنا پسند کرتا ہوں (کلک کے ہاتھ سے کاغذ لے کر ہر طرف سے اس کا معائنہ کرتا ہے) ۔
کلبڈا : (جھک کر دیکھتے ہوئے) اس سے زیادہ باریک لکھا جاسکتا تھا ۔
بیلیبٹ : تم ٹھیک کہتی ہو۔ ایک کاغذ سے زیادہ سے زیادہ کام نکالو ۔
کلک : لیکن پھر تم شکایت کروگے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ۔
بیلیبٹ : یہ نہ سمجھو کہ تمہارے پاس ہر بات کا جواب موجود ہے ۔ آئندہ سے ہر صفحے پر چھ سطریں زیادہ لکھو اور ہاں ایک بات اور ۔ اتنا کاٹنے چھانٹنے کی ضرورت نہیں ۔ اس سے بھی کاغذ ضائع ہوتا ہے ۔
کلک : یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہر بات بنی بنائی اور سجل قلم سے نکلے ۔
بیلیبٹ : بالکل یہی ہونا چاہیئے ۔ تمہاری عادتیں بگڑتی جارہی ہیں ۔
سیمر : ہم سب کی عادتیں بگڑتی جارہی ہیں ۔ یہ سلسلہ اب بہت آگے نکل چکا ہے۔ (والوا اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتی ہے اور وہ اس کی خواہش کا خیال رکھتے ہوئے خاموش ہوجاتا ہے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے ۔ ایک لمحے دونوں ایک دوسرے کی طرف انس و محبت سے دیکھتے ہیں اور پھر اپنے اپنے کام میں مصروف ہوجاتے ہیں)

بیلیبٹ : (کلک کو لکھا ہوا کاغذ دیتے ہوئے) یہ لو ایک دن کے لیے یہ بہت کافی ہے۔
کلک : کیا تم نہیں چاہتے کہ میں کچھ اور لکھوں ۔

بیلیٹ : فی الحال نہیں ۔ تمہاری زیادہ تر چیزوں سے میں صرف بور ہوتا ہوں ۔
کلک : اگر تمہیں پسند نہیں تو نہ پڑھو۔ لیکن جہاں تک میرا سوال ہے میں لکھتے رہنا چاہتا ہوں، بس مجھے ایک ورق چاہیئے اور کچھ نہیں ۔
بیلیٹ : کل مل جائے گا یا پرسوں، یا پھر کسی اور دن ۔ اس وقت میرا پیچھا چھوڑ دو، میں یہ بازی ختم کرنا چاہتا ہوں ۔
کلک : صرف ایک ورق اور چاہیئے ۔ صرف اتنی سی بات ہے ۔
بیلیٹ : تم ہمیشہ ہی کہتے ہو، تم چاہتے ہو کہ تم لوگوں کے لیے میں اپنے آپ کو تباہ کر لوں ۔ کبھی تم اپنی محبوبہ کے واسطے ایک کتاب کے لیے گڑگڑاتے ہو اور کبھی
کلک : وہ کتاب تم نے اسے صرف پڑھنے کے لیے دی ہے ۔ بالکل تو نہیں دی ۔
بیلیٹ : اس سے کیا ہوتا ہے ۔ اس کے پڑھنے سے کتاب پرانی ہو جائے گی اور اس کی قدر و قیمت کم ہو جائے گی اور ہاں کبھی تم سگرٹ کے لیے بلبلاتے ہو کیونکہ اس سے تمہیں کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے ۔
کلک : لیکن وہ میں اپنی محنت سے حاصل کرتا ہوں ۔
بیلیٹ : اگر تمہارے دل میں لکھنے کی لگن ہوتی تو تم بغیر معاوضے کے لکھتے ۔
کلک : وہ تو میں کرتا ہوں ۔ کبھی کبھار ایک سگرٹ کو تم معاوضہ تو نہیں کہہ سکتے ۔
بیلیٹ : (غصہ سے) اچھا تو یہ بات ہے؟ دماغ ٹھیک ہے یا نہیں ؟ یہاں سے دفع ہو جاؤ ۔ ورنہ میں تمہاری کھوپڑی پچکا دوں گا (کلیڈا سے) یہ شخص صرف بیکار باتیں بنانا جانتا ہے ۔
کلیڈا : میری سمجھ میں نہیں آتا تم سے برداشت کیسے کر لیتے ہو ۔ تمہارا ہی دل ہے ۔
بیلیٹ : کبھی کبھی اس کی باتوں پر ہنسی آتی ہے (کلک سے جو ابھی تک وہیں ہے) اچھا تم اب تک یہاں موجود ہو ؟
کلک : مجھے کاغذ کا ایک ورق چاہیئے ۔
بیلیٹ : وہ تمہیں نہیں ملے گا، ہرگز نہیں ملے گا ۔ آدھا ورق بھی نہیں (آواز اور لہجہ بدل کر) تم اس کو حاصل کرنے کے لیے کیا کرنے کو تیار ہو ؟
کلک : کہہ نہیں سکتا ۔ کچھ بھی ۔ کوئی جانی بوجھی بات ......

بیلیٹ : (تاش جمع کرتے ہوئے) اب دیکھنا یہ ہے کہ تم ہماری تفریح کا سامان مہیا کر سکتے ہو یا نہیں۔ (میز پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے) اپنے چاروں ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ۔

کلک : کیا کہہ رہے ہو — ؟ میں ؟

بیلیٹ : تم نے ابھی کہا تھا کہ ہماری تفریح کا سامان مہیا کر سکتے ہو۔ کہا تھا یا نہیں۔ (کلک پس و پیش میں ہے۔ ہر ایک اس کی طرف دیکھ رہا ہے سوائے اس کی محبوبہ کے جو گرد و پیش سے بے خبر پڑھنے میں محو ہے)

(کلک آہستہ آہستہ بیٹھتا ہے)

سمیر : (چیخ کر) نہیں کلک۔

کلک : (رکتے ہوئے) کیا کہا تم نے ؟

سمیر : اس طرح اپنے آپ کو ذلیل نہ کرو۔

بیلیٹ : تم کیوں ٹانگ اڑا رہے ہو۔ اس کے بعد تمہیں بھی سگرٹ کی ضرورت پڑے گی۔

سمیر : میں نے تم سے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہیں کی (نامکمل یکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) میں ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لیتا ہوں۔ بلکہ اس طرح تم میری محنت کا ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہو۔

والوا : ذرا سکون سے۔

سمیر : میں صاف اور کھری بات کہہ رہا ہوں۔

بیلیٹ : کہتے رہو اور دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اب تک تمہیں دو سگرٹ روز ملتے تھے اور آج سے ایک ملا کرے گا۔

سمیر : (اوزار پھینکتے ہوئے) لو تو یہ تم خود بناؤ۔

بیلیٹ : ٹھیک ہے۔ کل اگر تمہیں کام کی ضرورت محسوس ہو گی تو شرائط مختلف ہوں گی۔ صرف آدھا سگرٹ (کلک سے) اگر تمہیں کا غذ کی ضرورت ہے تو سلسلہ جاری رکھو۔

کلک : نہیں سمیر ٹھیک کہتا ہے۔

بیلیٹ : اچھا ؟ وہ ٹھیک کہتا ہے ؟ ذرا پھر تو کہنا ۔ (زمین کی طرف اشارہ کرتا ہے) فوراً ! — چاروں ہاتھ پاؤں پر ۔

کلک : (ضد کے انداز میں) نہیں نہیں کروں گا ۔ چاہے لکھ سکوں یا نہ لکھ سکوں ۔

بیلیٹ : اگر دوبارہ حکم دینا پڑا تو اس طرح دوں گا (چاقو دکھاتا ہے)
(کلک ہار مان لیتا ہے اور جھک کر ہاتھ زمین پر رکھتا ہے)

بیلیٹ : یہ بات ہوئی ! — اور اب کہو "میاؤں" (بیلیٹ اور کلیڈا زور سے ہنستے ہیں) ۔

کلک : (مری ہوئی آواز میں) میاؤں (بیلیٹ اور کلیڈا پھر ہنستے ہیں) ۔

بیلیٹ : (کلیڈا سے) مزا آ رہا ہے ؟

کلیڈا : ہاں بہت ! اس سے کہو کہ پھر کرے ۔

بیلیٹ : تم نے سنا ؟ سنا یا نہیں ؟

کلک : میاؤں

(اس بار بیلیٹ نہیں ہنستا ۔ چاقو جیب میں رکھ کر میز کی طرف جاتا ہے اور اطمینان سے تاش لگاتا ہے ۔ کلک اٹھ کر اپنے کپڑوں کی گرد جھاڑتا ہے اور سر جھکائے سیدھا اپنے دیوان کی طرف جاتا ہے)

الونا : بے چارہ !

کلیڈا : (اس کی طرف دیکھے بغیر) الونا میں تمہاری آواز سننا نہیں چاہتی ۔

الونا : بہت اچھا میڈم ۔

والوا : (سمیر سے) میرے خیال میں وہ بات کرنے کے لیے یہ موقع مناسب ہے ۔

سمیر : کچھ کہہ نہیں سکتا کہ اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں ۔

والوا : ابھی ابھی جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد بھروسہ کرنا زیادہ آسان ہے ۔

سمیر : ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں ۔

والوا : (قمیص کو زمین پر رکھتے ہوئے) یہ میں بعد میں پورا کر لوں گی ۔ (دونوں اٹھ کر کلک کی مسہری کی طرف بڑھتے ہیں) (کلک کلاسا کے ہاتھ سے کتاب لے کر بند کر دیتا ہے) ۔

کلک : ظاہر ہے کہ تم نے کچھ نہیں سنا ۔

ککانسا : کیا۔ کچھ نہیں سنا ؟ ۔ یہ کتاب بے حد دلچسپ ہے (ماتھے سے پسینہ پونچھتی ہے) تم اس وقت لکھ کیوں نہیں رہے ہو ؟

سمیر : کلک (کلک ان کی طرف کھوئے ہوئے انداز میں دیکھتا ہے) ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں ۔

کلک : میں کسی سے بات کرنا نہیں چاہتا ۔

والوا : بہت اہم بات ہے ۔

کلک : اس وقت کوئی چیز اہم نہیں معلوم ہوتی ۔

سمیر : (لکھنا بھی نہیں) میں ایک ایسی بات جانتا ہوں جس کی مدد سے تم ہمیشہ لکھ سکتے ہو ۔ تمہیں دوسروں سے کاغذ مانگنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

کلک : (دلچسپی سے) کس طرح ؟

سمیر : (دیوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا ہم بیٹھ سکتے ہیں ۔

ککانسا : ضرور مجھے خود کہنا چاہیئے تھا ۔

(سب دیوان پر ایک دوسرے کے قریب بیٹھ کر آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہیں)

کلیڈرا : (جو بیلیٹ کے قریب ہے) یہ ہے وہ کارڈ ۔ تم کچھ کھوئے کھوئے سے ہو۔

بیلیٹ : ہاں ہو سکتا ہے ۔ اب میرا دل نہیں لگ رہا ہے ۔

کلیڈرا : لاؤ اب میں آگے چلاؤں گی ۔

بیلیٹ : (اسے تاش دیتے ہوئے) کھیل بہت الجھ گیا ہے ۔

کلیڈرا : اسی وقت تو مزا آتا ہے ۔

(بیلیٹ ایک سگریٹ سلگاتا ہے۔ چند قدم چل کر اسٹیج کے درمیانی حصے میں آتا ہے اور والونا کو تکنا شروع کرتا ہے) ۔

والوا : (جس نے بیلیٹ کو آتے ہوئے دیکھ لیا ہے) ذرا ٹھہرو۔ سب سے پہلے یہ طے کر لیا جائے کہ اگر وہ ہمارے قریب آیا تو ہم کیا کہیں گے ۔ ہم یہ ظاہر کریں گے کہ ہم ذہنی اور جسمانی کاموں کی خوبیوں اور برائیوں کے بارے میں

گفتگو کر رہے ہیں ۔

سمیر : وہ ادھر نہیں آئے گا ۔

کلک : نہیں یہ ٹھیک کہتی ہیں۔ پہلے سے ہر بات کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ بعد میں پچھتانے سے کیا فائدہ ۔۔۔۔ ہاں تو تم ہتھکڑی کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے !

سمیر : ہاں وہ ہمارے پاس ہے۔ لیکن اس وقت تمہیں دکھانا خطرے سے خالی نہ ہوگا ۔

کلک : اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔

(وہ چاروں سرگوشی میں گفتگو کرتے ہیں۔ اس دوران میں بیلیٹ الونا کے قریب آتا ہے) ۔

بیلیٹ : (الونا سے) کیا تھوڑی دیر آرام کرنے کو تمہارا دل نہیں چاہتا ۔

الونا : آرام ؟ نہیں ۔

بیلیٹ : شاید تم صرف مجھے چڑانے کو یہ کہہ رہی ہو ۔

الونا : نہیں مجھے کام پسند ہے ۔

بیلیٹ : لیکن اتنا زیادہ کام بھی اچھا نہیں ہوتا (اس کا بازو سہلاتا ہے) ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے ۔ ٹھیک ہے نا ؟

الونا : ہاں ہاں ٹھیک ہے ۔

بیلیٹ : آپس میں باتیں کرنے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے ۔ تم تو کچھ بولتی ہی نہیں ۔

الونا : تم مجھ سے کیا کہلوانا چاہتے ہو ؟

بیلیٹ : کیا کہلوانا چاہتا ہوں۔ یہی تو اصل سوال ہے (جیب سے سگرٹ کا پیکٹ نکالتا ہے) سگرٹ پیوگی ؟

الونا : کہہ نہیں سکتی ۔

بیلیٹ : لو ایک لے لو (اس کے لیے ایک سگرٹ نکال کر سلگاتا ہے) اپنا جھاڑن ادھر رکھ دو۔ (اس کے ہاتھ سے جھاڑن لے کر الماری کے خانے میں رکھتا

سے ہے) ادھر آؤ۔۔۔۔

الونا : (کلیڈا کی طرف دیکھتے ہوئے) لیکن۔۔۔ لیکن

بیلیٹ : ڈرنے کی ضرورت نہیں (اسے اپنی مسہری کی طرف لے جاتا ہے) کچھ دیر یہاں بیٹھو۔ جوتے اتار کر آرام سے بیٹھو۔

الونا : میں جوتے نہیں پہنے ہوئے ہوں۔

بیلیٹ : خیر تو پھر اپنے سلیپر اتار دو۔

الونا : نہیں میں اسی طرح ٹھیک ہوں۔

بیلیٹ : یا پھر اپنا پاجامہ کھول دو۔ یہاں کافی گرمی ہے۔

الونا : مجھے گرمی نہیں لگ رہی ہے۔

بیلیٹ : پھر بھی ایک دو بٹن تو کھول ہی سکتی ہو۔

الونا : نہیں اس کے علاوہ میرے بدن پر اور کچھ نہیں ہے۔

بیلیٹ : (کلیڈا پر ایک گہری نظر ڈال کر، سگرٹ پھینکتے ہوئے) یہ اور بھی اچھا ہے۔ میرا مطلب ہے۔۔۔۔ یعنی زیادہ آرام دہ ہے۔

الونا : ہاں۔

بیلیٹ : (اس کا بازو سہلاتے ہوئے) یہ ضرور ہے کہ کبھی کبھی میں تم پر چلایا ہوں لیکن اس میں کسی مخالفت کو دخل نہ تھا۔ بلکہ یہ تو میں اپنے اصلی جذبات کو چھپانے کے لیے کرتا تھا۔ تم سمجھیں؟

الونا : (ذرا ڈر کر) پتہ نہیں۔

بیلیٹ : تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم یہاں آئی تھیں تو میری خواہش تھی کہ تم میری مسہری پر ہی رہو۔ یاد ہے نا؟

الونا : ہاں۔ ہاں مجھے یاد ہے۔

بیلیٹ : میں حالات سے مجبور ہو گیا۔ لیکن بنیادی طور پر میں وہی آدمی ہوں۔

الونا : ہاں

بیلیٹ : اس لیے مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے تمہارا کوئی قرض اتارنا ہے۔

الونا : (پیچھے ہٹتے ہوئے) نہیں نہیں۔ اب مجھے کام پر واپس جانا چاہیئے۔

بیلیٹ : (بے صبری سے) کچھ دیر کے لیے کام کو بھول جاؤ۔ کیا تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے؟
الونا : (بے یقینی سے) نہیں ۔
بیلیٹ : دیکھو میں تمہارا مخالف نہیں ہوں۔ تم ایک تنہا لڑکی ہو اور ایک اکیلی لڑکی کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی دیکھ بھال کر سکے۔ اسے خطروں سے بچا سکے ۔
الونا : سمیر اور والو میرا بہت خیال رکھتے ہیں ۔
بیلیٹ : وہ اور بات ہے ۔ ۔ ۔ اور پھر وہ تمہیں دے بھی کیا سکتے ہیں ۔
الونا : مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔
بیلیٹ : یہ تو تمہارا اپنا خیال ہے۔ ورنہ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں پا کر دل خوش ہوتا ہے (اس کے کانوں کو چھوتا ہے) ۔
الونا : ذرا دور رہو ۔
بیلیٹ : (اس کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے) شرمانے کی ضرورت نہیں۔ میرے اور قریب آؤ (اس کے ہاتھ سے سگرٹ لے کر پھینک دیتا ہے اور اسے مجبور کر کے اس کے بازو اپنی کمر کے قریب حمائل کرتا ہے۔ الونا کی انگلیاں اتفاقاً چاقو سے چھو جاتی ہیں جو بیلیٹ کی جیب میں ہے اور وہ اسے خاموشی سے نکال لیتی ہے) میں اور تم !
کلیڈا : (میز کے پاس سے) کام بن گیا بیلیٹ !
بیلیٹ : (الونا سے الگ ہوتے ہوئے) اتنی زور زور سے کیوں چلا رہی ہو !
کلیڈا : (دیوان کی طرف آتے ہوئے) یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس لڑکی کو فوراً رخصت کرو (بیلیٹ کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہے۔ بیلیٹ اسے سختی سے پکڑتا ہے۔ الونا اپنے کپڑوں میں چاقو چھپا کر آہستہ سے الماری کی طرف جاتی ہے) ۔
بیلیٹ : (کلیڈا سے) تم جنگلی درندہ ہو (دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں) شاید اسی لیے میں تمہیں اتنا پسند کرتا ہوں ۔
کلیڈا : چاپلوسی کی ضرورت نہیں۔ تم سبھی عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہو ۔
بیلیٹ : (آہستہ سے ہنستا ہے، دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں) اچھا تو یہ بات ہے تمہیں

رشک محسوس ہوتا ہے۔

کلیڈا : مجھے ؟ ۔ رشک ! (اپنے کو چھڑاتے ہوئے) مجھے جانے دو ۔

بیلیٹ : اس کا کوئی سوال نہیں (اسے لپٹانے کی کوشش کرتا ہے) ۔

(اسی وقت دوسری مسہری پر جو لوگ جمع تھے۔ وہ ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ سمیرا اور والوا اپنے اپنے کام پر واپس آتے ہیں) ۔

کلیڈا : (حقارت سے) تم ایک گمنام آدمی ہو۔ بالکل ناکارہ ۔

بیلیٹ : بس بس اب مان جاؤ ۔

کلیڈا : کیا میری ایسی ایک عورت تمہارے لیے کافی نہیں۔ اس لونڈیا کے پیچھے کیوں دوڑ رہے تھے ۔

بیلیٹ : میں کسی کے پیچھے نہیں دوڑا ۔ بے چاری لڑکی تھک کر چور ہو چکی تھی اور

کلیڈا : اچھا تھک کر چور ہو گئی تھی۔ اسی لیے تم اسے لپٹا رہے تھے تاکہ اس کے جسم میں نئے سرے سے طاقت پیدا ہو جائے ۔ ذرا ٹھہرو۔ کسی دن میرے جسم میں بھی ذرا طاقت آجائے تو دیکھنا ۔

بیلیٹ : (لہجہ بدلتے ہوئے) بس بس بہت ہو چکا۔ یہ دھمکیاں کسی اور کے لیے رہنے دو (سمیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو اس وقت کیل ٹھونک رہا ہے) دیکھو اس نے اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا ہے ۔

کلیڈا : ہم اس مسئلے پر گفتگو نہیں کر رہے تھے ۔

بیلیٹ : بک بک بند کرو۔ ذرا پیار سے بات کیا کر لیتا ہوں کہ سر پر ہی چڑھ گئیں۔ خوب کان کھول کر سن لو۔ یہاں تمہاری ایک نہیں چلے گی (اسے زبردستی مسہری پر لٹاتا ہے) چپ چاپ سو جاؤ، زیادہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں ۔

کلیڈا : ایک دن تمہیں ان سب باتوں کا بدلہ چکانا ہوگا ۔

بیلیٹ : (اس کی طرف پشت کر کے سمیر کی طرف بڑھتا ہے) معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے (سمیر جواب نہیں دیتا) سنا یا نہیں ؟ میری ہر بات کا جواب فوراً دیا کرو ۔

سمیر : (سر اٹھاتے ہوئے) کیا یہ تمہاری بات کا جواب نہیں ہے ؟

بیلبیٹ : تمہیں شرائط معلوم ہیں۔ ہر روز صرف آدھی سگرٹ۔

سمیر : مجھے معلوم ہے۔ بیگار لینا اور دوسروں کا خون چوسنا تمہارا کام ہے۔

بیلبیٹ : کیا معاملہ ہے۔ اتنے اطمینان سے تو تم نے کبھی میری بے عزتی نہ کی تھی۔

سمیر : حالات بدلتے رہتے ہیں۔

بیلبیٹ : وہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ بہرحال تمہیں اتنا پرسکون دیکھ کر مجھے کچھ ناامیدی ہوئی (جواب کا انتظار کرتا ہے۔ سمیر خاموش رہتا ہے۔

بیلبیٹ دوسری طرف مڑتا ہے) بہرحال ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے۔

کلک : (اپنی مسہری سے اٹھ کر بیلبیٹ کی طرف آتا ہے) اب تم مہربانی سے مجھے ایک کاغذ دے دو۔

بیلبیٹ : کیسا کاغذ ؟

کلک : جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

بیلبیٹ : میں کبھی کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ یہ بات میں خوب جانتا ہوں۔

کلک : ہاں کیا تھا۔ جب تم نے مجھ سے چاروں ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو کر "میاؤں" "میاؤں کرنے کو کہا تھا۔

بیلبیٹ : تو تم کہہ چکے ہو کہ تمہیں اس کی ضرورت نہیں۔

کلک : ہاں کہا تھا لیکن اب میں کچھ لکھنے کے لیے بیتاب ہوں۔

بیلبیٹ : اچھا۔ لیکن کل تمہیں تمام دن اسی سے کام چلانا ہوگا۔
(ککانسا مسہری سے اٹھ کر میز کے قریب آتی ہے)

کلک : کوشش کروں گا۔

بیلبیٹ : میں یہ الفاظ سننا نہیں چاہتا۔ میرا حکم ہے۔ آج اور کل تمہیں اسی کاغذ سے کام چلانا ہوگا۔

کلک : بہت اچھا۔

(بیلبیٹ سوٹ کیس کے پاس جاتا ہے اور اسے کھول کر کاغذ ڈھونڈتا ہے)
کلک ککانسا اور روالوا خاموشی سے ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہیں۔

ککانسا : (کلک سے) بہت دن سے تم نے ہمیں تاش کا کوئی چٹکلا نہیں دکھایا ۔
کلک : ہاں کچھ خواہش نہیں ہوئی ۔
ککانسا : پہلے تو تم دکھاتے رہتے تھے ۔ بڑا مزا آتا تھا ۔
بیلیٹ : کیا ؟ کس چیز میں مزہ آتا تھا ۔
ککانسا : ان کے تاش کے چٹکلوں میں ۔
بیلیٹ : کیا تم تاش کے تماشے دکھا سکتے ہو ۔
ککانسا : ہاں ۔ بے شمار ۔ لیکن اب ان کا دل ہی نہیں چاہتا ۔
کلک : اب میرے پاس تاش کی گڈی بھی نہیں ۔ اور کچھ خواہش بھی نہیں ہوتی ۔
(کاغذ لینے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے) ۔
بیلیٹ : اس قدر بے قراری کی ضرورت نہیں ۔ تم نے کیوں نہیں بتایا کہ تم تاش کے تماشے جانتے ہو ۔
کلک : مجھے کچھ خیال نہیں آیا ۔ ویسے بھی یہ بہت پہلے کی بات ہے جب تم یہاں نہیں آئے تھے ۔
بیلیٹ : (تاش جمع کرتے ہوئے) اب پھر سے کوشش کرو ۔ مجھے تاش کے تماشوں میں بڑا مزہ آتا ہے ۔
کلک : نہیں ۔
بیلیٹ : یہ نہیں نہیں کیا لگا رکھی ہے ۔ میں یہ لفظ سننا نہیں چاہتا ۔ یا تو تماشہ دکھاؤ یا پھر اس کاغذ سے ہاتھ دھو لو ۔
ککانسا : ہاں ہاں کلک دکھاؤ نا ۔
کلک : مجھے مشق نہیں رہی ۔ اگر کچھ گڑبڑ ہو گئی تو ـــــ ؟
ککانسا : نہیں گڑبڑ نہیں ہوگی ۔ چلو اب شروع کر ڈالو ۔
کلک : خیر اگر تم لوگوں کی یہی مرضی ہے تو ۔ ۔ ۔ ۔ (تاش کی گڈی اٹھاتا ہے)
(سوائے کلیڈا کے جواب تک غصّے میں بھری بیٹھی ہے ۔ سب لوگ چھوٹی میز کے قریب جمع ہوتے ہیں) ۔
والوا : (سمیر کو قمیص دیتے ہوئے) یہ لو میں نے مرمت کر دی ہے ۔ (سمیر قمیص

لے کر پھینٹتا ہے) ۔

لکانسا : (کلک سے) کون سا تماشہ سب سے پہلے دکھاؤ گے ؟

کلک : چار بادشاہوں والا (بیلیٹ سے) تم نے پہلے یہ تماشہ دیکھا ہے ؟

بیلیٹ : نہیں ۔

کلک : سب سے پہلے تو ان چار بادشاہوں کو نکالا جائے تاکہ تم سب کو یقین آجائے کہ دو نہیں ہیں ۔

والوا : مزیدار تماشہ معلوم ہوتا ہے ۔

بیلیٹ : خاموش رہو ۔

کلک : نہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

بیلیٹ : لیکن میرے لیے پڑتا ہے ۔

کلک : اچھا تو یہ رہے چاروں بادشاہ ۔ ایک ۔ دو ۔ تین ۔ چار (سب کو دکھا ہے) کیوں تم سب نے دیکھ لیے نا ؟ سب لوگ ہاں ۔ ہاں ۔ بالکل

کلک : ٹھیک ہے ۔ اب میں انہیں تاش کی گڈی پر رکھے دیتا ہوں (رکھتا ہے اور اب انہیں الگ الگ کرتا ہوں (ایک کارڈ اٹھاکر بیچ میں رکھتا ہے ایک (ایک اور کارڈ ڈالتا ہے) دو ۔ اور اسے میں دوسری جگہ رکھتا ہوا اور یہ تیسرا ۔۔ اور یہ آخری ۔۔۔ اب دیکھیے یہ چاروں بادشاہ الگ ہوگئے ہیں ۔ لیکن یہ اس بات سے زیادہ خوش نہیں ہیں کیوں کہ چند لمحے کے لیے جب یہ اکٹھے ہوگئے تھے ۔ تو ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے تھے اسی لیے ذرا موقع ملتے پر یہ پھر قریب آنے کی کوشش کریں گے ۔

بیلیٹ : زیادہ چرب زبانی کی ضرورت نہیں ۔

کلک : ٹھیک ہے میں اختصار سے کہوں گا (تاش کی گڈی میز پہ رکھتا ہے) اب لوگوں میں سے کوئی اسے کاٹ دے (لکانسا ہاتھ بڑھاتی ہے لیکن بیا اسے روک دیتا ہے) ۔

بیلیٹ : ٹھہرو ۔ کہیں تم کوئی بے ایمانی نہ کرو ۔ میں خود کاٹوں گا ۔ گڈی کو دو حصہ میں بانٹ کر نیچے کا حصہ اوپر رکھتا ہے) ۔

کلک : ٹھیک ہے (گڈی اٹھاتا ہے) اب تو تمہیں ہے کہ کوئی دھوکا نہیں ہے (تاشوں کو الگ الگ کرتا ہے سب اسے دیکھ رہے ہیں) یہ ہیں چاروں بادشاہ۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ (دکھاتا ہے)

سیمر : (والوا سے) واقعی کمال ہے۔

بیلیٹ : (سر کھجاتے ہوئے) سمجھ میں نہیں آتا کیا قصہ ہے۔ ابھی تو تم نے انہیں الگ الگ رکھا تھا۔

کلک : تم سب کے سامنے۔

بیلیٹ : تمہیں اس کا راز بتانا ہوگا۔

کلک : یہ راز کسی کو بتائے نہیں جاتے۔

بیلیٹ : ایسا کوئی راز نہیں ہوتا مجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تم کس طرح کرتے ہو۔

کلک : (ہتھیار ڈالتے ہوئے) ٹھیک ہے تم یہاں مالک ہو (دکھا کر بتاتا ہے) جب میں نے یہ چاروں بادشاہ نکالے تو ان کے پیچھے چار اور کارڈ رکھ لیے اور جب میں نے انھیں تاشوں کی گڈی کے اوپر رکھ کر ایک ایک کر کے دوسرے کارڈوں کے بیچ میں رکھا تو دراصل وہ چاروں کارڈ الگ الگ رکھ رہا تھا۔ بادشاہ اس دوران میں بھی ساتھ رہے۔ یہ تو ایک بہت سیدھا سادہ تماشہ ہے۔

بیلیٹ : ہاں سیدھا سادہ تو ہے لیکن دلچسپ بھی ہے۔ ایک اور تماشہ دکھاؤ

ککانسا : وہ تماشا جس میں کارڈ بدل جاتے ہیں۔

کلک : نہیں وہ بہت مشکل ہے۔

بیلیٹ : یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔

والوا : ہاں ہاں وہی تماشہ دکھاؤ۔

کلک : دراصل بہت عرصے سے .....

بیلیٹ : بہانے تراشنے کی ضرورت نہیں۔ یا تو وہ تماشہ دکھاؤ یا پھر کاغذ سے ہاتھ اٹھاؤ۔

سیمر : (والوا سے) دیکھا تم نے۔ پھر وہی منہ توڑ جواب۔

بیلیٹ : زبان مت چلاؤ — اب دیکھنا یہ ہے کہ ایمانداری سے تعریج کی جاسکتی ہے یا نہیں (کلک سے) تم شروع کرو۔

کلک : اس تماشے کے لیے مجھے ایک آدمی کی ضرورت ہے۔ تم ہی ٹھیک رہوگے، اس طرح تمہیں اطمینان بھی رہے گا کہ کوئی دھوکا نہیں ہو رہا ہے۔

بیلیٹ : مجھے کیا کرنا ہوگا۔

کلک : ابھی بتاتا ہوں (تاش کی گڈی میں سے ایک تاش نکالتا ہے) دیکھو اس کارڈ کو دیکھو (سب کو دکھاتا ہے)۔

بیلیٹ : یہ حکم کا پنجہ ہے (یا جو کارڈ بھی نکالا گیا ہو)۔

کلک : ٹھیک ہے میں تمہیں یہ کارڈ دیتا ہوں، تم اپنے ہاتھ پیچھے کی طرف کرلو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رہو اور جب میں تم سے کہوں تو مٹھی کھول کر دیکھو اس وقت یہ دوسرا کارڈ ہوگا۔ تم اسے جتنی بار چاہو کر سکتے ہو۔

بیلیٹ : کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جب تم کارڈ بدلوگے تو مجھے بالکل پتہ نہیں چلے گا۔

کلک : بدلنے کا سوال نہیں۔ میں یہیں بیٹھا رہوں گا۔ تمہیں چھونے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

بیلیٹ : مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے۔

کلک : یقین تمہیں ابھی آجائے گا بلکہ میں اسے اور بھی مشکل بنائے دیتا ہوں جب میں تم سے کہوں کہ مٹھی کھولو تو خود مجھے بتاؤ کہ اس کارڈ کے بجائے کون سا کارڈ دیکھنا چاہتے ہو اور وہی کارڈ تمہیں اپنے ہاتھ میں مل جائے گا۔

بیلیٹ : یہ بالکل ناممکن ہے۔

کلک : (اسے کارڈ دیتے ہوئے) تم خود ابھی دیکھ لوگے۔

بیلیٹ : ٹھیک ہے میں خود دیکھنا چاہتا ہوں (کارڈ لے کر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتا ہے)۔

کلک : اس طرح نہیں تمہارے ہاتھ تمہاری کمر کے پیچھے ہونے چاہئیں۔

بیلیٹ : یہ ایک ہی بات ہے۔

کلک : بالکل نہیں۔

بیلیٹ : اصل بات تو یہ ہے کہ کارڈ میرے ہاتھ میں ہو۔

کلک : ہاں اور یہ بھی کہ تمہیں اپنے ہاتھ نظر نہ آئیں۔

بیلیٹ : کیوں نہ آئیں۔

کلک : یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔

بیلیٹ : میں اپنی آنکھیں بند کیے لیتا ہوں۔

کلک : نہیں۔ نہیں اس سے کام نہیں چلے گا۔ اور سب باتوں میں تم اپنی مرضی چلا سکتے ہو لیکن اس وقت میری بات ماننا پڑے گی کیونکہ جادو کے تماشے اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب انھیں بالکل ٹھیک طرح سے کیا جائے۔

سمیر : (طنز سے) اگر اس وقت بھی یہ اپنا حکم چلانا چاہتا ہے تو یہ قصہ ختم کرو کارڈ میرے ہاتھ میں دو اور اپنا تماشہ دکھاؤ۔

بیلیٹ : خاموش رہو۔ اس بات میں کسی اور کو ٹانگ اڑانے کی ضرورت نہیں۔ (اپنے ہاتھ پیچھے کرتا ہے' ہتھیلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں) ٹھیک ہے نا!

کلک : ہاں ٹھیک ہے۔ (سمیر اپنی جیب سے ہتھکڑی نکالتا ہے۔ جب میں کہوں گا۔ "بیلیٹ" اسی وقت کارڈ بدل جائے گا۔ یہ تماشہ تمہیں حیرت میں ڈال دے گا۔ (سمیر ہتھکڑی پہنانا شروع کرتا ہے)۔

کلیڈا : (جس نے یہ دیکھ لیا ہے۔ تیزی سے بستر سے اٹھتی ہے) "بیلیٹ! بیلیٹ! تمہارے ساتھ دھوکا کیا جا رہا ہے۔

بیلیٹ : (تاش پھینک کر ہاتھ کھولتے ہوئے) کیا؟ ــــ دھوکا

کلیڈا : ان لوگوں کے پاس ہتھکڑی ہے۔

بیلیٹ : کیا کہا۔ ہتھکڑی (تیزی سے ہتھکڑی چھینتا ہے) اچھا تو یہ "تماشہ" تھا۔ ہاتھ کی صفائی دکھائی جا رہی تھی اور وہ بھی اس انوکھے انداز سے (سمیر سے دھمکی کے انداز میں) مجھے یقین ہے یہ تمہارے دماغ کی پیداوار ہے۔

سمیر : ہاں۔ ہاں۔ پھر؟

بیلیٹ : مجھے پہلے ہی سوچنا چاہیئے تھا (کلیڈا کی طرف رخ کرتے ہوئے) جان من یہ صرف تمہاری وجہ سے .....

کلیڈا : (نفرت سے منہ موڑتے ہوئے) بس بس رہنے دو۔ تم اس لائق تو نہ تھے۔ (سب لوگ اٹھ کر الماری کی طرف جاتے ہیں)۔

بیلیٹ : کلیڈا اطمینان رکھو۔ میں اس بات پر اور تمہیں کوئی انعام دوں گا۔ میں ویسے بھی کسی کا احسان اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ میں ضرور تمہیں کوئی بڑا انعام دوں گا (اور لوگوں پر نظر پڑتی ہے جو اب الماری کے قریب پہنچنے والے ہیں) ابے او بدمعاشو۔ یہ کیا قصہ ہے۔ تم سب کہاں بھاگے جارہے ہو۔

سمیر : بدقسمتی سے زیادہ دور نہیں۔

بیلیٹ : ادھر آؤ (سب آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہیں، بہت افسردہ اور پریشان ہیں۔ سمیر سے) اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ اگلی بار یہ بات زبان سے نہیں کہوں گا۔ دوسری طرح بتاؤں گا۔

الونا : (سمیر سے جو بیلیٹ کے حکم کی تعمیل کرنے والا ہے) اس کا حکم نہ مانو۔ (سب لوگ تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہیں، بیلیٹ بھی حیران ہے)

بیلیٹ : اس ٹرٹر کا کیا مطلب ہے۔ صفائی کا کام جاری رکھو (الونا جھاڑن لینے جاتی ہے) ٹھیک ہے (سمیر سے) ابے او بدمعاش اپنے ہاتھ آگے بڑھا۔

الونا : (جھاڑن اٹھاتے ہوئے) اس کا حکم نہ مانو۔

بیلیٹ : او۔ زبان دراز عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تجھے چانٹا رسید کردوں۔

الونا : (اس کے قریب آکر جھاڑن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے) لو یہ پکڑو۔

بیلیٹ : میں! ـــ یہ جھاڑن!!

والوا : الونا خدا کے لیے۔ یہ کیا پاگل پن ہے؟

الونا : (اس کی طرف توجہ کیے بغیر بیلیٹ سے) جھاڑن اٹھاؤ۔

بیلیٹ : دماغ تو نہیں چل گیا ہے فوراً جھاڑن اٹھاؤ۔ ورنہ (اپنی جیبیں ٹٹولتا ہے)۔

الونا : کیا چاقو ڈھونڈ رہے ہو؟

بیلیٹ : اس کی بات سنے بغیر جلدی جلدی جیبیں خالی کرتا ہے) کہاں گیا؟ میں نے

کہاں رکھ دیا ۔ ؟

الونا : (اسے چاقو دکھاتے ہوئے) یہ تو نہیں ہے ۔

بیلیٹ : (اس کی طرف جھپٹتے ہوئے) فوراً واپس کرو ۔

الونا : (چاقو دکھاتے ہوئے) ذرا سوچ سمجھ کر۔ اس کی دھار بہت تیز ہے (بیلیٹ ٹھٹھرتا ہے) جھاڑن اٹھاؤ ۔

بیلیٹ : (غصے سے) ہیں ۔ ہیں !

الونا : اگر اپنی جان پیاری ہے تو فوراً جھاڑن اٹھاؤ ۔

بیلیٹ : (جھاڑن اٹھاتے ہوئے) ٹھیک ہے آئندہ دیکھا جائے گا ۔

الونا : چلو الماری صاف کرو ۔

(کلیڈا ہنستی ہے ۔ بیلیٹ غصہ میں مڑتا ہے اور اس کی طرف ایک قدم بڑھاتا ہے)

الونا : (جو ابھی تک بظاہر پرسکون ہے) الماری ۔ بیلیٹ ۔ الماری (بیلیٹ ایک منٹ پس و پیش کرتا ہے۔ پھر چاقو کی طرف دیکھتا ہے اور پھر الماری کے قریب جاکر اسے بے دلی سے صاف کرنا شروع کرتا ہے۔ کن انکھیوں سے دوسروں کی طرف دیکھ رہا ہے)۔ (سب لوگ الونا کے اردگرد جمع ہوگئے ہیں اور اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہے ہیں ۔

والوا : الونا میں تو سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ تم اتنی ہمت کا ثبوت دے سکتی ہو۔ تم واقعی بڑی بہادر ہو ۔

الونا : نہیں نہیں میں بہادر نہیں ہوں ۔ مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ یہ سب کیسے ہوا۔ (چاقو اس کے ہاتھ سے گر جاتا ہے اور وہ ماتھے سے پسینہ پونچھتی ہے۔ اس کا سر آہستہ آہستہ چکر کھا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرنے والی ہے ۔ سمیر کے علاوہ جو بڑھ کر چاقو اٹھاتا ہے اور سب اسے سہارا دینے کے لیے بڑھتے ہیں)

والوا : الونا۔ الونا۔ تمہیں کیا ہوا ؟

کلک : شاید بے ہوش ہوگئی ہے ۔

ککانسا : اسے یہاں بستر پہ لے آؤ ۔

والوا : پریشانی اور تناؤ کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی ہے
(سب لوگ اسے سہارا دے کر کلک کی مسہری کی طرف لاتے ہیں اور مسہری پر لٹاتے ہیں۔ والوا اور ککانسا اس کے تلوے سہلا رہی ہیں — دونوں مرد مسہری کے قریب کھڑے ہیں)۔

کلک : اب ہمیں اس عورت سے نپٹنا ہوگا۔ کلیڈا سے۔

سمیر : اب وہ تنہا ہے اس لیے اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

کلک : لیکن اس نے ہمیشہ بلیٹ کا ساتھ دیا ہے۔ اسے بھی کچھ نہ کچھ سزا ملنا چاہیے

سمیر : اسے تم کیا سزا دے سکتے ہو۔ وہ عورت ہے۔

کلک : ٹھہرو میں تمہیں ابھی بتاتا ہوں۔ میں نے دوسری چیزوں کے ساتھ الماری میں ایک نقلی چہرہ بھی دیکھا تھا۔ اس سے کہا جائے کہ وہ اسے اپنے چہرے پر لگالے تو کیسا رہے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی سزا ہی ہوگی اور پھر یہ ذرا دلچسپ بات بھی ہوگی۔

سمیر : ہاں یہ خیال برا نہیں (دونوں ماسک ڈھونڈنے سوٹ کیس کی طرف جاتے ہیں)۔

والوا : (جو ابھی تک الونا کے پاس ہے) اسے اب کچھ کچھ ہوش آرہا ہے۔ دیکھو اس کے لب ہل رہے ہیں۔

ککانسا : اگر اسے تھوڑی وسکی پلادی جائے تو جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔

والوا : سوٹ کیس میں تھوڑی سی ہے۔ ابھی جا کر لاتی ہوں۔

سمیر : (ماسک نکالتے ہوئے) لو یہ مل گئی (دونوں اسے دیکھتے ہیں) واقعی یہ لاجواب خیال تھا تمہارا۔ اس سے اچھی سزا اس عورت کے لیے کوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔

والوا : (وہ وسکی لینے جارہی ہے) تم لوگ اس ماسک کا کیا کروگے۔

کلک : ہم کلیڈا کو ایک نیا چہرہ عطا کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کیا خیال ہے؟ اس پر اچھا لگے گا نا؟

والوا : (ہنستی ہے) ہاں بہت اچھا لگے گا (سوٹ کیس کھول کر وسکی کی

بوتل ڈھونڈتی ہے) (دونوں مرد کلیڈا کی طرف بڑھتے ہیں جو اپنی مسہری
کے قریب ہے)۔

سمیر : ہم تمہارے لیے کچھ لے کر آئے ہیں۔

کلیڈا : مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

کلک : ٹھیک ہے۔ ایک چھوٹی سی تقریب کے بعد ہم تمہیں تمہارے حال پر
چھوڑ دیں گے۔ یہ نقلی چہرہ لگالو۔ اور اسے لگائے رہو۔ یہ تمہاری سزا ہے۔

کلیڈا : میری سزا؟۔ کیوں؟ میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے۔

سمیر : تم نے ہمیشہ بیلیٹ کا ساتھ دیا۔ اور تمہاری ہی وجہ سے ہمیں اپنی کوشش
میں ناکامی ہوئی۔

کلک : (ماسک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے) لو یہ پہن لو۔

کلیڈا : اور اگر میں نہ پہنوں تو۔

سمیر : (اسے چاقو دکھاتے ہوئے) تو پھر ہمیں دوسرے طریقے اختیار کرنے پڑیں
گے۔ اگر تم ہمیں وہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کرو تو بہتر ہوگا۔ اس میں
تمہارا ہی فائدہ ہے۔

(کلیڈا اس کے ہاتھ سے نقلی چہرہ لے کر اس کا معائنہ کرتی ہے اور کچھ دیر
پس و پیش کے بعد اسے پہننے کا فیصلہ کرتی ہے۔)

والوا : (جواب الونا کے قریب آچکی ہے اور لکانسا کی مدد سے اسے سہارا دے کر
وسکی پلا رہی ہے) تھوڑی سی اور لے لو۔ اسے ختم کر دو اس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔

کلک : (کلیڈا سے) اس کے علاوہ تمہیں وہ مسہری بھی واپس کرنا ہوگی جو تم نے
زبردستی چھینی تھی۔ وہ سمیر کی ہے۔

(کلیڈا کچھ جواب دیے بغیر آئینے کی طرف جاتی ہے اور آئینے میں اپنے آپ
کو دیکھتی ہے، سمیر بے یقینی سے ہنستا ہے۔)

کلک : (کلیڈا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ماشاءاللہ کیا بہار دے رہی ہے۔

سمیر : (سر ہلاتے ہوئے) نہیں مجھے یہ بات کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ تم نے
بھی تو ایک بار مجھے اپنی مسہری پر سے اٹھایا تھا، میرے خیال میں اب تم

کو مجھے اس کا ایک حصہ ....

کلک : (شرمندگی سے) ذرا سمجھنے کی کوشش کرو، میں یہ کبھی نہ کرتا لیکن اس وقت میں بہت پریشان تھا۔

سمیر : بہانے بنانے کی ضرورت نہیں۔ جو بات ہوچکی ہے وہ ہوچکی ہے۔

کلک : تم خود سمجھ سکتے ہو کہ جب حالات ہمارے خلاف ہوتے ہیں تو ہم میں خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے۔

سمیر : میرے خیال میں تو تم خاموش ہی رہو تو بہتر ہوگا۔ اس قسم کی تاویلوں سے تو اور بات بگڑ رہی ہے۔

(وہ دونوں الونا کے پاس جاتے ہیں جو ابھی تک مسہری پر ہے۔ کلیبڈ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنے کے بعد خاموشی سے میز کے پاس ایک کونے میں دبک جاتی ہے)۔

والوا : (دونوں مردوں سے) اب اسے ہوش آگیا ہے۔

الونا : ہاں میں ٹھیک ہوں۔

سمیر : میں سب لوگوں کی طرف سے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اگر تمہاری بروقت مدد شامل حال نہ ہوتی تو حالات پہلے سے بھی بدتر ہوچکے ہوتے۔ ہم لوگوں نے منصوبہ تو بڑے سوچ سمجھ کر بنایا تھا لیکن اپنی حماقت سے مات کھا گئے۔

الونا : یہ تو یقینی بات ہے۔

کلک : کیوں ؟

الونا : آخر تک مجھے ٹھیک طرح اندازہ نہیں ہوا اور شاید اسی لیے مجھ میں اتنی ہمت پیدا ہوگئی۔

سمیر : کس بات کا اندازہ نہیں ہوا۔

الونا : کہ تم اس کے سامنے سر جھکا دو گے۔ اپنی مرضی کے خلاف ہی سہی لیکن جھکایا تو۔ میں ہی وہ تنہا انسان تھی جس نے اس کا جام صحت نہیں پیا تھا۔ اس لیے یہ کام بھی مجھے ہی کرنا تھا (سب لوگ شرمندگی سے ایک دوسرے کی

طرف دیکھتے ہیں) مجھے یقین تھا کہ میں ضرور کامیاب ہوں گی ۔

سیمیر : تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہم اس قابل ہی نہ تھے ۔

الونا : شاید یہ کہنا بھی ٹھیک نہ ہوگا۔ اس نے تم لوگوں کو اپنا جام صحت پینے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس وقت وہ مجھے بھول ہی گیا تھا۔ اگر وہ مجھے بھی اسی طرح مجبور کرتا تو مجھے بھی پینا پڑتا۔ ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے میں ہی پی لیتی کیونکہ میں سب سے زیادہ ڈرپوک اور کمزور ہوں ۔

والوا : جس نے تمہیں چاقو نکال کر بیلیٹ کو دھمکاتے دیکھا ہو وہ تو کبھی یہ نہیں مان سکتا کہ تم کمزور اور ڈرپوک ہو ۔

الونا : چند لمحہ کے لیے میں اپنے آپ کو بالکل بھول گئی تھی۔ عام حالات میں میں آج یہ سب کبھی نہ کر پاتی اور اب سوچتی ہوں تو یقین نہیں آتا کہ وہ میں ہی تھی ۔

کلک : خیر جو کچھ بھی ہو اب تمہاری بدولت ہم ایک نئی زندگی شروع کر سکتے ہیں، ایک نئی قسم کی زندگی جس میں امن اور انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ (الونا اٹھنا چاہتی ہے) تمہیں اٹھنے کی ضرورت نہیں ۔

الونا : لیکن اب میں بالکل ٹھیک ہوں ۔

کلک : ہاں لیکن آج سے یہ مسہری تمہاری ہے ۔

الونا : نہیں اس کی ضرورت نہیں ۔

کلک : ہاں اب تم یہیں رہو گی۔ اس سے ہمیں دلی خوشی ہوگی۔ کیوں ککانسا ۔

ککانسا : (ذرا مری ہوئی آواز میں) ٹھیک ہے۔ اچھی طرح غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پر تین آدمی آرام سے رہ سکتے ہیں ۔

کلک : ککانسا !

ککانسا : آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔ ہر انسان کو رفتہ رفتہ اپنی چیزوں سے آرام اٹھانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ بہت مشکل ہے کہ ۔۔۔۔

کلک : ککانسا تم اپنی خود غرضی سے ۔۔۔

الونا : تم لوگ میری خاطر آپس میں جھگڑا نہ کرو (اٹھنے کی کوشش کرتی ہے) ۔

کلک : (اس کو روکتے ہوئے) نہیں نہیں یہ میری دلی خواہش ہے (ککانسا سے)
کیا اب بھی تمہیں شرم نہیں آتی ککانسا ۔

ککانسا : ٹھیک ہے۔ جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن تم نے یہ بھی سوچا کہ ہم خود کہاں
رہیں گے ۔

کلک : جہاں سمیرا اور والوا اب تک رہتے تھے ۔

سمیر : اس کی ضرورت نہیں۔ اگر ہمدردی اور نیک نیتی سے اس مسئلے پر غور کیا جائے
تو کوئی ایسا حل نکل سکتا ہے جو سبھی کو مطمئن کر سکے۔ ہم سب باری باری
مسہری کو استعمال کر سکتے ہیں۔ چیزوں کو مل بانٹ کر لینے میں جو مزا ہے وہ ...
ہاں اس پر خیال آیا کہ ان دونوں کے سوٹ کیسوں میں جو چیزیں بھری ہیں انھیں
بھی آپس میں تقسیم کرنا ہے ۔

کلک : ہاں بالکل ٹھیک۔ کاغذ کے دستے میں لوں گا ۔

سمیر : بالکل ۔

(سب لوگ اٹھتے ہیں لیکن چند قدم چلنے کے بعد ٹھہر جاتے ہیں ۔ ان کی نظر
بیلیٹ پر پڑتی ہے جو الماری کے سہارے کھڑا ہوا سگرٹ پی رہا ہے) ۔

سمیر : یہ کیا ہو رہا ہے ۔

بیلیٹ : (اطمینان سے) میں سگرٹ پی رہا ہوں ۔

سمیر : بڑے مطمئن معلوم ہوتے ہو۔ کیا معاملہ ہے ۔

بیلیٹ : کیا تمہیں اس سے پریشانی ہو رہی ہے۔

سمیر : نہیں لیکن بہتر ہوگا اگر تم اپنا صفائی کا کام جاری رکھو ۔

بیلیٹ : کس چیز کی صفائی۔ اس سے زیادہ صاف الماری میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

کلک : اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا' ہم تمہیں مصروف دیکھنا چاہتے ہیں ۔

والوا : میرے خیال میں بہتر ہوگا اگر اب اسے ہتھکڑی پہنا دی جائے۔ کم سے
کم اتنی دیر کے لیے ہم سوٹ کیسوں کی چیزیں بانٹ لیں ۔

کلک : کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ اس دوران میں وہ کوئی چال چل سکتا ہے۔

والوا : کہہ نہیں سکتی۔ لیکن احتیاط بہر حال بہتر ہے ۔

سمیر : (ہتھکڑی نکالتے ہوئے) یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ تم ٹھیک کہتی ہو (بلیبٹ کے قریب جاتا ہے) ذرا اپنے ہاتھ دکھاؤ (بلیبٹ جواب دینے کے بجائے اس کی طرف نفرت سے دیکھتا ہے)

کلک : (آگے بڑھتے ہوئے) سنا یہ کیا کہہ رہے ہیں تمہارے ہاتھ (اس کا ہاتھ پکڑتا ہے، سمیر اس کو ہتھکڑی پہناتا ہے اور اس کا دوسرا سرا الماری سے باندھ دیتا ہے۔

بیلبٹ : (نفرت سے) ان سب باتوں کا مقصد کیا ہے؟

سمیر : یہ بتا دینا کہ ہم تم پر بھروسہ نہیں کر سکتے (دوسروں کی طرف رخ کرتے ہوئے) چلو اب اپنا کام شروع کرتے ہیں (سب لوگ سوٹ کیسوں کی طرف جاتے ہیں، میز کے پاس سے گزرتے ہوئے گگانسا کلیڈا کو دیکھ کر ٹھٹکتی ہے)۔

گگانسا : ذرا اسے دیکھو۔ میں نے ابھی تک دیکھا ہی نہ تھا (کلیڈا منہ پھیر لیتی ہے)

الونا : کیا یہ اس نے خود نکال کر پہنی ہے۔

کلک : نہیں یہ سزا ہم نے اس کے لیے تجویز کی ہے۔ اب اسے ہمیشہ اس بہروپ میں رہنا ہوگا۔

سمیر : (کلیڈا سے) تم اپنے دوست کے پاس جاؤ۔ یہاں تم ہمارے راستے میں حائل ہو (کلیڈا اس کا حکم مانتی ہے)

والوا : (تعجب سے) اس سے پہلے تو اس نے کبھی اتنی خاموشی اور انکساری سے کسی کا حکم نہ مانا تھا معلوم ہوتا ہے گویا کلیڈا نہیں کوئی اور ہے۔

سمیر : ہاں کوئی اور ہی ہے۔ اگر ہم اپنے اپنے چہرے بدل لیں تو وہ نہ رہیں گے جو ہم اب ہیں۔ اسی لیے ہمیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ یہ اپنی ماسک نہ ہٹائے۔ اچھا اب چلو کام شروع کیا جائے۔

(کلیڈا بیلبٹ کے قریب پہنچ کر اس کے قدموں میں بیٹھ جاتی ہے)

کلک : ان سب چیزوں کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا۔

سمیر : پہلے ہم سب سوٹ کیسوں کو یہیں اٹھا لاتے ہیں اور پھر سب چیزوں

کو نکال کر برابر تقسیم کیے لیتے ہیں ۔

والوا : لیکن یہ نہ بھولنا کہ ہمیں شروع میں کسی چیز کو اپنی ملکیت بنانے کی خواہش نہ تھی ۔

سمیر : ہاں ۔لیکن وہ ہماری غلطی تھی ۔ہم نے دنیا کو سمجھا نہ تھا ۔یہاں چیزیں ضروری ہوتی ہیں ۔

والوا : (آہ بھرتی ہے) بدقسمتی سے !

سمیر : اس سلسلے میں ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ ہر چیز کو اس کے صحیح اور بہترین استعمال میں لائیں ۔

(اس وقت سب لوگ سوٹ کیس لا رہے ہیں) ۔

والوا : اور یہ آسان کام نہیں ۔

سمیر : اس میں کوئی شک نہیں (آخری سوٹ کیس لیتے جاتا ہے)

(سب لوگ اسٹیج کے سامنے والے حصہ میں ہیں اور سوٹ کیسوں کو کھول کر اپنے سامنے رکھتے ہیں) ۔

کلک : صرف ایک سوٹ کیس پورا بھرا ہے کلیڈا کا ۔

سمیر : (واپس آتے ہوئے) اسے میز پر رکھ دو ۔اور یہ بیلیٹ کا سوٹ کیس ہے (اسے ایک طرف رکھتا ہے ۔کلک کلیڈا کا سوٹ کیس میز پر رکھتا ہے)

تکانسا : چیزیں کس طرح تقسیم کی جائیں گی ۔ذاتی پسند کا خیال رکھے بغیر ؟

سمیر : نہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہوگا ۔ہر ایک کو خوش کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

کلک : ایک منٹ ٹھہرو ابھی کچھ چیزیں باقی ہیں ۔

(ہتھوڑا بکس اور لکڑی کے ٹکڑے جو زمین پر پڑے ہیں اٹھا کر لاتا ہے) ۔

والوا : میں بوتل لاتی ہوں (بوتل اور گلاس لاتی ہے جس سے الونا کو وسکی پلائی گئی تھی تکانسا کی کتاب بھی لاتی ہے) ۔

تکانسا : (چاروں طرف دیکھتے ہوئے) کوئی چیز باقی تو نہیں ہے ۔

سمیر : نہیں سب آگئی ہیں ۔

(سب چیزیں نکال کر میز پر رکھ دی جاتی ہیں)

کلک :	اب شروع کیا جا سکتا ہے ۔
سمیر :	دو کتابیں اور دو خالی ڈبے ! میرے خیال میں ان چیزوں پر سب سے زیادہ حق کلک کا ہے ۔ اسی کو ملنے چاہئیں اور خاص طور سے یہ خالی ڈبے (سب ہنستے ہیں) ۔
کلک :	(ہنستے ہوئے) ہاں میرا بھی یہی خیال ہے ۔
سمیر :	ایک صابن ایک کنگھا اور ایک گھڑی ۔ یہ کس کو چاہیئے (سب کی طرف دیکھتا ہے)
الونا :	یہ میں لینا چاہتی ہوں ۔
سمیر :	(چاروں طرف دیکھتا ہے ۔ کوئی اعتراض نہیں کرتا) لو یہ تمہاری ہیں ۔ (الونا انہیں لے کر اپنے سوٹ کیس میں رکھتی ہے ۔ اس سے پہلے کلک بھی یہی کر چکا ہے اور اس کے بعد دوسرے لوگ بھی یہی کرتے ہیں)
سمیر :	ایک سگرٹ کا پیکٹ اور ماچس ۔ انہیں میں رکھے لیتا ہوں (اپنی جیب میں رکھتا ہے) ایک بوتل اور دو گلاس ۔ انہیں کون لینا چاہتا ہے ۔ ککانسا تم ۔
ککانسا :	ہاں ضرور ۔ (لیتی ہے) ۔
سمیر :	اور والوا تمہارے لیے یہ ایک پنکھی اور استری ہے ۔
والوا :	(انہیں اٹھاتے ہوئے) ہاں یہ کافی کارآمد چیزیں ہیں ۔
سمیر :	(سوٹ کیس میں ہاتھ ڈالتا ہے) آخاہ ! لپ اسٹک ۔ یہ تو تم لینا چاہوگی ککانسا ؟
الونا :	یہ میں لینا چاہتی ہوں ۔
ککانسا :	یہ لپ اسٹک پہلے میری تھی ۔
والوا :	میں کسی بات کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتی ۔ لیکن میرا خیال ہے سب باتوں کو دیکھتے ہوئے الونا کا حق زیادہ ہے ۔
ککانسا :	ہم نے اسے اپنی مسہری دے دی ہے ، اس بات کو حد سے بڑھانے کی ضرورت نہیں ۔
والوا :	اچھا تو پھر یہ اس کو مل جائے جو زیادہ اونچا پتہ کھینچے ۔

سیمبر : یہ خیال اچھا ہے (تاش گڈی اٹھا کر لڑکیوں کی طرف بڑھاتا ہے) جس کے پاس زیادہ اونچا پتہ آئے لپ اسٹک اسی کی ہوگی ۔
(دونوں ایک ایک تاش نکال کر اسے دکھاتی ہیں) ۔

ککانسا : ٹھیک ہے ۔ یہ جیتی میں ہاری (مایوسی سے) ۔

سیمبر : (الونا کو لپ اسٹک دیتے ہوئے) لو یہ تمہاری ہے ۔ اچھا اب دیکھتے ہیں کہ دوسرے سوٹ کیس میں کیا ہے ۔ (اس سوٹ کیس کو نیچے رکھ کر دوسرا سوٹ کیس میز کے اوپر رکھتا ہے) ذرا اس کو بھی دیکھ لیا جائے ۔ (کھولتا ہے) ایک کتاب اور ایک ٹائی، انہیں میں رکھنا چاہوں گا (سب لوگ اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہیں) دو پنسلیں اور ایک کاغذ کا دستہ ۔ یہ تو کلک کو ملنی چاہئیں ۔ کیوں ٹھیک ہے نا ۔ (کلک کو پکڑاتا ہے) ایک ایش ٹرے (سب کی طرف دیکھتا ہے) اس کو تو مشترکہ ملکیت ہونا چاہیئے ۔

والوا : بہت اچھا خیال ہے ۔

سیمبر : ایک چابیوں کا چھلا اور چھ پلیٹیں ! ۔ ۔ ۔ یہ تو کسی جفاکش لڑکی کو ملنی چاہئیں ۔ کیوں الونا ؟

الونا : ہاں یہ مجھے پسند ہیں ۔

سیمبر : دو بوتلیں ۔ تین گلاس ۔ ایک آری ۔

والوا : آری مجھے چاہیے ۔

سیمبر : ککانسا تو پہلے ہی گلاس اور بوتل لے چکی ہے ۔ اس لیے یہ سب چیزیں تم ہی لے لو ۔

والوا : ٹھیک ہے شکریہ (لیتی ہے) ۔

سیمبر : ابھی اس میں ایک ڈبہ اور ایک سگرٹ کا پیکیٹ اور ہے ۔ یہ تمہیں ملنا چاہیئے ۔ ککانسا اس سوٹ کیس میں سے تمہیں ابھی تک کچھ نہیں ملا ۔ (چیزیں ککانسا کے حوالے کرتا ہے) ابھی کچھ چیزیں باقی ہیں ۔ ایک ڈبہ اور اس میں سوئی تاگا وغیرہ ۔ میرے خیال میں یہ تو والوا کو ملنا چاہیئے ۔

ککانسا : ہاں ٹھیک ہے ۔

سمیر : اور تاش کی گڈی ۔ یہ تو ظاہر ہے کلک کا حق ہے ۔ ایک اور بوتل اور گلاس ۔ یہ تمہارے لیے ہیں الونا ۔

الونا : شکریہ ۔

سمیر : ہتھوڑا ۔ کیلیں ۔ لکڑی کے تختے ۔

کلک : یہ تمہارا حصّہ ہے سمیر ۔ تمہارے اوزار !

سمیر : ٹھیک ہے ۔ اب کچھ نہیں رہا ۔

(سب لوگ اپنے اپنے سوٹ کیس بند کرتے ہیں ۔ سمیر بھی اپنی سب چیزیں اپنے سوٹ کیس میں رکھتا ہے)

بیلیٹ : (الماری کے پاس سے) اور ہم لوگ ؟ ہمارے لیے کیا ہے ۔

سمیر : (اس کی طرف بڑھتے ہوئے) ہم تمہیں نہیں بھولے ۔ تم لوگوں کے لیے ہے ۔ یہ جھارن اور ہتھکڑی اور نقلی چہرہ اور ضرورت پڑے تو یہ بھی (چاقو دکھاتا ہے) اور ہاں ایک چیز اور بھی ہے (میز کے نیچے سے سائیکل کا پہیہ اٹھاتا ہے) اور وہ ہے یہ سائیکل کا پہیہ (اس کو الماری کی طرف بڑھاتا ہے ، سب لوگ آہستہ آہستہ ہنستے ہیں ۔ اور اپنے اپنے سوٹ کیس اٹھا کر لے جاتے ہیں ۔

(پردہ گرتا ہے)

تیسرا ایکٹ

(پردہ اٹھنے پر سب کردار اس طرح نظر آتے ہیں۔ بیلیٹ الماری کے قریب زمین پر بیٹھتا ہے۔ اب اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی نہیں ہے۔ اس نے سوئیٹر اتار دیا ہے جواب الماری کے خانے میں رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہتھوڑا وغیرہ ہے اور وہ وہی باکس بنانے کی کوشش کر رہا ہے جو سمیر پچھلے ایکٹ میں تیار کر رہا تھا۔ کلیڈا اس کے قریب زمین پر بیٹھی ہے۔ اس نے وہی نقلی چہرہ لگا رکھا ہے وہ گھٹنوں پر سر ٹکاتے اس طرح بیٹھی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سو رہی ہے۔ والوا، الونا اور کلک میز کے گرد سوٹ کیسوں پر بیٹھے ہیں اور تاش کھیلنے میں مصروف ہیں۔ ان کے قریب ہی ایک بوتل اور تین گلاس رکھے ہیں۔ رکانسا آئینے کے سامنے بڑے اطمینان سے آہستہ آہستہ اپنے بال درست کر رہی ہے۔ سمیر کمرے میں ٹہل رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک سگرٹ ہے)۔

بیلیٹ : (کلیڈا کا بازو چھوتے ہوئے) کیا تم سو گئیں۔

کلیڈا : نہیں۔

بیلیٹ : یہ کافی آسان کام ہے۔

کلیڈا : کیا؟ — سونا؟

بیلیٹ : نہیں وہ دوسری بات جو میں نے تمہیں بتائی تھی۔

کلیڈا : سمیر با اصول آدمی ہے۔

بیلیٹ : کبھی تھا لیکن اب حالات بدل چکے ہیں۔

کلیڈا : نہیں۔ وہ والوا سے محبت کرتا ہے۔

بیلیٹ : ہاں۔ لیکن شاید اتنا نہیں جتنا ہم سمجھتے ہیں اور پھر اس بات کا محبت سے کیا تعلق۔ اس کی ضرورت نہیں کہ وہ تم سے محبت کرے۔ بس وقتی طور پر تم

میں محو ہو جائے۔ اور اپنے کو اتنا بھول جائے کہ میں انجانے میں اس پر حملہ کر سکوں اور اس سے چاقو چھین لوں ۔

کلیڈا : مشکل ہے ۔

بیلیٹ : لعنت خدا کی اس نقلی چہرے پر۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ تم اس طرح کی باتیں کرنے لگی ہو۔ اگر تمہارے چہرے پر یہ نقاب نہ ہوتی تو تم سو فیصد میری ہم خیال ہوتیں اور خود ہی کوئی راستہ نکال لیتیں ۔

کلیڈا : دراصل بات یہ ہے کہ ..... میں کچھ کہہ نہیں سکتی ۔

بیلیٹ : ایک منٹ کے لیے یہ نقلی چہرہ اُتار کر دیکھو ۔

کلیڈا : لیکن کیوں ؟

بیلیٹ : تاکہ تم چند لمحوں کے لیے وہی پرانی کلیڈا بن جاؤ ۔

کلیڈا : اس سے کیا حاصل ہوگا۔ میں یہ نقلی چہرہ لگائے بغیر تو اس کے پاس جا کر اس پر ڈورے نہیں ڈال سکتی ۔

بیلیٹ : بالکل جا سکتی ہو۔ اس کا کوئی راستہ نکالا جائے گا (سمیر ان لوگوں کے قریب جاتا ہے جو تاش کھیل رہے ہیں) یہ موقع اچھا ہے۔ دیکھو جلدی کرو۔ تھوڑی دیر کے لیے یہ ماسک ہٹا دو۔ (کلیڈا ماسک ہٹاتی ہے، بیلیٹ اسے غور سے دیکھتا ہے) میں تو قریب قریب بھول ہی گیا تھا کہ تم کیسی تھیں۔

کلیڈا : (کرخت مسکراہٹ کے ساتھ) میں بھی بھول چکی تھی۔ ہاں ہم یہ ضرور کریں گے۔ میں اسے کسی بہانے بستر پر لے جاؤں گی اور پھر اس پر وہی چال چلوں گی جو الونا تم پر چلی تھی ۔

بیلیٹ : نہیں اس طرح تو وہ سمجھ جائے گا ۔ اور پھر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس جیب میں چھپا ہوا ہے ۔ ہمیں اس کی تلاشی لینی ہوگی۔ بس کچھ دیر کے لیے اسے باتوں میں لگا لو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اس وقت اور سب لوگ بھی کافی دور ہیں اور کھیل میں محو ہیں ۔

والوا : (سر اٹھا کر سمیر کو دیکھتے ہوئے) آؤ تم بھی ایک دو بازی کھیل لو ۔

سمیر : نہیں پھر کسی وقت ۔ مجھے اس میں مزہ نہیں آتا ۔ ویسے بھی تم لوگ کافی ہو ۔
الونا : تم میری جگہ لے لو ۔ مجھے تھکن محسوس ہو رہی ہے ۔ میں کچھ دیر بستر پہ آرام کرنا چاہتی ہوں (اٹھتی ہے) ۔
سمیر : (کلک سے) نہیں میرا دل نہیں چاہتا ۔
کلک : دوسری طرف نظر دوڑاتے ہوئے ۔ ہلو ککانسا ۔ کچھ دیر تاش کھیلوگی ۔
ککانسا : ہاں کیوں نہیں ؟ (کندھے ہلاتے ہوئے) کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے ۔
کلک : ہاں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی چاہیئے ۔ اور پھر ہر وقت کام کرنے سے بھی کیا فائدہ ۔
والوا : کام ! (زیرلب ہنستے ہوئے) لیکن اب تو تم کچھ لکھتے بھی نہیں ۔
کلک : (تاش پھینٹتے ہوئے) ٹھیک کہتی ہو' اب میں کچھ نہیں لکھتا' اس لیے کہ اب میں جو چاہوں کر سکتا ہوں ۔
سمیر : سچ تو یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہم سبھی اکتاہٹ اور بے دلی کا شکار ہیں ۔
کلک : اس میں حیرت کی کیا بات ہے ۔ اس سے پہلے ہمارے سامنے ایک مقصد تھا جسے جلد از جلد حاصل کرنے کے لیے ہمیں جدوجہد کرنا تھا ... اور اب .... (کندھے ہلاتا ہے) ۔
والوا : کیا تمہیں ان دونوں کی یاد ستاتی ہے ۔
کلک : نہیں ۔ خیر یاد تو نہیں ستاتی ۔ اب ہم پہلے سے بہتر حال میں ہیں اور ایک باعزت زندگی گزار رہے ہیں ۔
سمیر : مجھے اس میں کچھ شک ہے ۔ کبھی کبھی تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس جمود اور بے مقصدی کے مقابلے میں اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنا زیادہ باعزت کام تھا ۔
کلک : اتنے سخت الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رکاوٹیں اور دشواریاں آتش شوق کو تیز کرتی ہیں ۔
سمیر : ہاں کر سکتی ہیں ۔ بشرطیکہ وہ ہماری قوت اور صلاحیتوں کے مطابق ہوں ۔ اگر وہ ان سے زیادہ ہوں تو ہم ان سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر کم ہوں تو ہم ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ۔

کلک : اور تمہارا خیال ہے کہ اس وقت وہ کم ہیں ۔

سمیر : غالباً ۔

کلک : اگر تم غور کرو ۔ ۔ ۔ ۔

سمیر : میں غور کرتا ہوں۔ لیکن جو مسائل میرے سامنے آتے ہیں وہ کچھ مبہم اور کتابی سے معلوم ہوتے ہیں جن کو عملی جامہ پہنانا کسی حد تک ناممکن نظر آتا ہے ۔

کلک : بہرحال اس میں شک نہیں کہ ہم کافی ترقی کر چکے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ککانسا تم یہ بازی کھیلوگی نا !

ککانسا : ہاں (سمیر دوسری طرف جاتا ہے) ۔

بیلیٹ : اب یہ نقلی چہرہ لگالو ۔

کلیڈا : (لگاتے ہوئے) ٹھیک ہے نا !

بیلیٹ : بالکل ! ۔ ۔ ۔ اور یہ موقع بھی عین مناسب ہے ۔ تم نے جھاڑن کہاں رکھا ہے ۔؟

کلیڈا : جہاں ہمیشہ رکھتی ہوں ۔

(جھاڑن لینے بڑھتی ہے لیکن الونا کی چیخ سن کر اپنی جگہ ساکت ہو جاتی ہے)۔

الونا : (بستر سے) والوا ! ۔ ۔ ۔ ککانسا !

لینڈلیڈی کی آواز : الونا واپس جانے کی تیاری کرو ۔ واپس جانے کی تیاری کرو (والوا اور ککانسا تیزی سے دوڑتی ہوئی مسہری کی طرف آتی ہیں ۔ سمیر اور کلک بھی اس طرف بڑھتے ہیں ۔

والوا اور ککانسا : کیا بات ہے الونا۔ کیا بات ہے ۔

ککانسا : یہ کیا تھا ؟

والوا : کیا ؟ ۔ وہ آواز ؟

الونا : اب مجھے واپس جانا ہے ۔

والوا : لیکن کیوں ؟

الونا : (کمزور آواز میں) میرا سوٹ کیس ! سوٹ کیس لاؤ ۔

لینڈ لیڈی کی آواز : الونا واپسی کی تیاری کرو۔ واپس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ (سمیر
تیزی سے اس کا سوٹ کیس لینے جاتا ہے۔ دونوں لڑکیاں الونا کو گلے
لگائے ہیں)۔

والوا : الونا یہ تو بہت زیادتی ہے۔

ککانسا : تم نے ہمارے لیے اتنا کچھ کیا اور ۔۔۔۔

کلک : (اپنے آپ سے) اسے اس وقت بھی اپنا ہی خیال آیا۔

سمیر : (سوٹ کیس کو پلنگ پر رکھتے ہوئے) سوٹ کیس۔

الونا : شکریہ سمیر۔ اسے کھول دو۔ یہ لپ اسٹک میں ککانسا کے لیے چھوڑ رہی ہوں
اور باقی سب چیزیں۔۔۔۔ باقی سب چیزیں والوا کے لیے۔

والوا : نہیں نہیں الونا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ (ہاتھوں سے منہ چھپاتی ہے)

الونا : ہو سکتا ہے ہو گیا ہے (سمیر تیزی سے سوٹ کیس خالی کر رہا ہے)۔

ککانسا : لیکن اتنا یکایک کیوں ہوا؟

لینڈ لیڈی کی آواز : الونا تمہاری ضرورت ہے۔ وقت ہو گیا ہے۔ جلدی کرو (الونا
آہستہ آہستہ اٹھتی ہے، سوٹ کیس ہاتھ میں لیتی ہے اور دروازے کی
طرف دیکھتی ہے)۔

الونا : خدا حافظ دوستو!

کلک : خدا حافظ۔

سمیر : الونا!

ککانسا اور والوا : (جو اسے سہارا دے کر دروازے کی طرف جانے میں مدد کر رہی ہیں) الونا
— الونا — الونا —

الونا : (دروازے کے قریب پہنچ کر رکتی ہے اور ذرا سا مڑ کر بڑی مشکل سے کہتی
ہے) — میں — (لیکن فوراً سر جھکا کر دروازے کا سہارا لیتی ہے دروازہ
کھل جاتا ہے۔ اور الونا یکایک سوٹ کیس سمیت دوسری طرف غائب
ہو جاتی ہے۔ دروازہ بند ہو جاتا ہے)۔

والوا : (حیرت اور غم سے) یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

(کلک اور سمیر دونوں لڑکیوں کے قریب آتے ہیں اور اپنی اپنی محبوبہ کے گلے میں باہیں ڈال کر انھیں تسلی دیتے ہیں۔ اور انھیں لے کر اسٹیج کے سامنے والے حصّے میں آتے ہیں)۔

کلک : (ککانسا سے) چلو ادھر آؤ۔ اتنا پریشان نہ ہو۔

سمیر : (والوا سے) یہ تو ہونا ہی تھا۔ اس سے کون بچ سکتا ہے۔

والوا : لیکن کیوں — لیکن کیوں ؟

سمیر : مجھ سے کیوں پوچھتی ہو۔ اس نظام یا بدنظمی کا خالق میں تو نہیں (اپنی جیب ٹٹولتا ہے) لو یہ لو — سگرٹ پیو۔

کلک : (ککانسا کو لے کر میز کے قریب آتا ہے) لو تم یہاں بیٹھ جاؤ۔

(ککانسا اس کے ساتھ ساتھ آتی ہے لیکن وہ بیٹھنے ہی والی ہے کہ اسے کچھ یاد آتا ہے)۔

ککانسا : ارے وہ لپ اسٹک۔ میں تو بھول ہی گئی تھی (لپ اسٹک لینے دیوان کی طرف جاتی ہے)۔

سمیر : (جو والوا کا سگرٹ جلا چکا ہے) لو یہ پیو۔ اس سے تمہیں سکون ملے گا۔

والوا : لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں یہ ماننے کو تیار نہیں۔

سمیر : ہاں کوئی کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ جب ہم یہاں آئے تھے تو کسی نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ایک دن ہم نکال دیئے جائیں گے۔ یہی بات مجھے ہر لمحہ ستاتی ہے۔

ککانسا : (مسہری کے پاس سے) والوا تمہاری سب چیزیں یہاں ہیں۔

(کلک میز کے قریب بیٹھ کر اپنے لیے وسکی انڈیلتا ہے)۔

والوا : اگر تم کوئی چیز لینا چاہتی ہو تو لے سکتی ہو۔

ککانسا : (چیزوں کو دیکھتے ہوئے) یہ پنکھی!۔ کیا میں یہ پنکھی لے سکتی ہوں۔

والوا : ہاں لے سکتی ہو۔

(ککانسا لپ اسٹک اور پنکھی لے کر اپنے سوٹ کیس میں رکھنے جاتی ہے)

والوا : (جو نظروں سے اس کا تعاقب کر رہی ہے) دیکھا تم نے ؟ یہ ابھی سے اسے بھول چکی ہے۔ گویا وہ ہم لوگوں کے درمیان کبھی تھی ہی نہیں۔

سمیر : کسی حد تک تو وہ ہم لوگوں کے درمیان واقعی نہیں تھی اور شاید ہم اسے کبھی جان نہ سکتے اگر وہ لمحہ نہ آتا جس میں اس نے غیر معمولی ہمت اور جسارت کا ثبوت دیا۔

والوا : ہاں لیکن وہ لمحہ آیا اور اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو نظر انداز کرنا سراسر زیادتی ہوگی۔

کلک : (میز کے قریب سے) کیوں والوا کیا کھیل جاری رکھنے کا ارادہ نہیں۔

والوا : (غم اور حقارت بھرے لہجے میں) کھیل !!

کلانسا : (جو اپنی چیزیں سوٹ کیس میں رکھنے کے بعد اسے میز کے قریب لے آئی ہے اور اسے اس جگہ رکھ رہی ہے جہاں الونا بیٹھی تھی)۔ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔ کلک نے کسی بری نیت سے تو یہ بات نہیں کہی تھی۔

سمیر : ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ بے حد المناک اور ظالم حادثہ تھا لیکن ہم اسے جتنی جلدی بھول جائیں اتنا ہی اچھا ہوگا کیونکہ اگر ہم نہ بھولے تو اسے کبھی معاف نہ کر سکیں گے (کچھ دیر خاموش رہتا ہے) ادھر آؤ (والوا کو لے کر میز کے قریب آتا ہے)۔

کلک : دیکھو نا ہم اسے اچھی طرح جانتے بھی کہاں تھے بلکہ میں تو کہوں گا ہم اس سے برائے نام ہی واقف تھے شاید اس لیے کہ وہ خود ہی سب سے الگ تھلگ رہتی تھی۔ اتنی خاموش اور منکسر مزاج تھی۔

سمیر : نہیں یہ بات نہیں ہم سب ہی ایک دوسرے کو بہت کم جانتے ہیں اور ہم سب بھی اسی طرح ایک کے بعد ایک رخصت ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ ہم اپنے تاثرات اور تجربات کا اظہار کر سکیں۔

کلک : میری طرف سے تو تم یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ میں نے تو اپنی آدھی زندگی اپنے تاثرات کو قلمبند کرنے میں گزار دی۔

سمیر : اس سے کچھ نہیں ہوتا اظہار اسی وقت بامعنی ہو سکتا ہے جب اسے کوئی سمجھنے والا ہو۔ لیکن ہم کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے (پریشانی کے عالم میں وہ کمرے میں چکر لگانا شروع کرتا ہے)۔

کلک : سمیر پر اس حادثے کا بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ اسی لیے وہ اتنی گہری باتیں کر رہا ہے۔
والوا : اس حادثے کا ہم سب پر ہی گہرا اثر ہوا ہے۔
کلک : لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ چلو اب ایک بازی اور کھیلے لیتے ہیں۔

- -

بیلبٹ : (کلیڈا سے) حالات ہمارے ساتھ دے رہے ہیں۔ تم اس موقعہ کا فائدہ اٹھا سکتی ہو۔
کلیڈا : لیکن یہ وقت اسی کام کے لیے کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس وقت تو سمیر کا دل بہت اداس ہے۔
بیلبٹ : اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔ جس وقت ہم کسی گہرے غم یا شدید خوشی سے مغلوب ہوتے ہیں۔ اس وقت میں راستے سے بھٹکانا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اسی وقت کوشش کرو۔

(کلیڈا مسہری کے قریب جاتی ہے اور اسے جھاڑنا شروع کرتی ہے اور پھر یکایک وہ اپنی ماسک کی الاسٹک پکڑ کر کھینچتی ہے)۔

کلک : ککانسا یہ تمہاری باری ہے۔ کیا سو رہی ہو؟
ککانسا : نہیں میں سوچ رہی تھی کہ الونا کی دی ہوئی چیزیں اب تک وہیں پڑی ہیں۔ والوا نے اپنے سوٹ کیس میں نہیں رکھیں۔
والوا : اس کی کوئی جلدی نہیں۔

(سمیر اب مسہری کے قریب آچکا ہے۔ کلیڈا اس موقع کا فائدہ اٹھا کر وہیں بیٹھ جاتی ہے۔ نقلی چہرہ اس کے ہاتھ میں ہے)۔

کلیڈا : اوہ (نظر اٹھا کر دیکھتی ہے) سمیر!
سمیر : تم یہ ماسک ہاتھ میں لیے کیا کر رہی ہو۔ کیا بھول گئیں کہ تمہیں اسے ہر وقت پہنے رہنا ہے۔
کلیڈا : مجھے یاد ہے۔
سمیر : تو پھر تم نے یہ کیوں اتاری۔
کلیڈا : اس کی الاسٹک ٹوٹ گئی ہے۔ پتہ نہیں کیسے۔ شاید گر گئی۔

سمیر : (اس کے قریب آتے ہوئے) ذرا دکھاؤ۔
کلیڈا : شاید تم اسے جوڑ سکو (سمیر اس کے قریب بیٹھ کر ماسک لیتا ہے۔ کلیڈا اسے دیکھ کر بڑے ناز و انداز سے مسکراتی ہے) تمہاری انگلیاں اس فن میں ماہر ہیں۔
سمیر : (ماسک کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد) الاسٹک ٹوٹی نہیں صرف اپنی جگہ سے پھسل گئی ہے۔
کلیڈا : تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس وقت میں کتنی خوش ہوں۔
سمیر : ظاہر ہے (الاسٹک سوراخ میں پھنساتا ہے)۔
کلیڈا : نہیں وہ بات نہیں (اس کے قریب آتے ہوئے) میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی تھی۔
سمیر : کیا باتیں؟ ہمارے درمیان کوئی چیز مشترک نہیں ہے۔ اور مجھے تم سے کچھ کہنا نہیں ہے۔
کلیڈا : لیکن مجھے بہت کچھ کہنا ہے (بناوٹی شرم سے مسکرا کر) تم مجھے اس کی اجازت دو تو (بیلیٹ خاموشی سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھتا ہے)۔
سمیر : میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔
کلیڈا : (اس کے گلے میں باہیں ڈالتے ہوئے) تم نے ابھی تک غور نہیں کیا کہ میں ہر وقت تمہیں دیکھتی رہتی ہوں اور ظاہر ہے تم دیکھ بھی کیسے سکتے تھے۔ میں تو ماسک لگائے ہوئے تھی۔۔۔ میں روز بروز تم میں ڈوبتی جا رہی ہوں سمیر!
سمیر : دور ہو کلیڈا۔ تم خود بھی نہیں جانتیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔
کلیڈا : جانتی ہوں۔ یا شاید نہیں جانتی ۔۔۔ آؤ سمیر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک عورت۔۔۔ (اسے لپٹاتی ہے۔ اسی لمحے بیلیٹ اس پر حملہ کرتا ہے)
سمیر : (یکایک سب کچھ سمجھ جاتا ہے اور اپنے کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے) اچھا تو یہ چال تھی۔ مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا (بیلیٹ کو دھکا دے کر چاقو نکالتا ہے لیکن بیلیٹ اس پر دوبارہ حملہ کرتا ہے)۔
کلیڈا : (گھبرا کر) بیلیٹ۔

(اسی لمحے تاش کھیلنے والے لوگ چونک کر اس طرف دیکھتے ہیں اور فوراً

کھڑے ہوتے ہیں)۔

کلک : اس نے حملہ کر دیا ہے (مسہری کی طرف دوڑتا ہے)

لینڈلیڈی کی آواز : جلدی تیار ہو جاؤ۔ بیلیٹ واپس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

کلیڈا : (ہاتھوں سے چہرہ چھپاتی ہے) ہائے اللہ۔

(سمیر بڑی مشکل سے اپنا بازو چھڑاتا ہے جو بیلیٹ کی گرفت میں ہے اور اس سے پہلے کہ کلک اس کے قریب پہنچے وہ چاقو بیلیٹ کے پیٹ میں گھونپ دیتا ہے، بیلیٹ چکرا کر پیچھے ہٹتا ہے)۔

ککاتسا : بیلیٹ زخمی ہو گیا ہے۔

(سب لوگ خاموشی اور ادب سے الگ ہٹتے ہیں اور بیلیٹ کو جانے کے لیے راستہ دیتے ہیں، بیلیٹ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے لڑکھڑاتا ہوا دروازے کی طرف جاتا ہے)۔

لینڈلیڈی کی آواز : وقت ہو گیا ہے بیلیٹ جلدی کرو۔ تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ جلدی کرو۔

(کلیڈا کے علاوہ جو مسہری پر پڑی رو رہی ہے اور سب لوگ بیلیٹ کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں۔ راستے میں بیلیٹ اپنا سوٹ کیس اٹھاتا ہے)

سمیر : (اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے) میں نے اسے قتل کر دیا!

کلک : اس میں تمہارا قصور نہیں۔ اسی نے تم پر حملہ کیا۔

(بیلیٹ دروازے کا سہارا لیتا ہے جو فوراً کھلتا ہے اور اسے نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔)

سمیر : (میز کی طرف جاتے ہوئے) اب مجھے بھی ایک جام دو۔

کلیڈا : (مسہری پر سے) قاتل! تم سب قاتل ہو۔

کلک : زیادہ مبالغے کی ضرورت نہیں۔ تم ماسک لگا لو۔

سمیر : (فکر) نہیں اس کی ضرورت نہیں (وسکی پیتا ہے)

کلک : کیا تم بھول گئے کہ ان لوگوں نے ہمارے خلاف سازش کی تھی۔

سمیر : اس میں ہم سب ہی کا قصور تھا۔

والوا : یہ دو بار ہمیں دھوکہ دے چکی ہے ۔ اگر الونا کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو پہلی بار ہی اسے مکمل کامیابی ہو جاتی ۔

سمیر : اس کے باوجود قصور ہمارا بھی ہے ۔ ہم نے کبھی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا ۔ اپنے قریب آنے کا موقع نہیں دیا ۔

کلک : اس نے اپنے مقام کا انتخاب کیا ۔ اس نے ہمیشہ بیلیٹ کا ساتھ دیا ۔

سمیر : لیکن یہ ہمارا فرض تھا کہ اسے بیلیٹ کے اثر سے آزاد کریں ۔ اسے سزا دینے کے بجائے ہم اس بات کی کوشش کر سکتے تھے (کچھ سوچتے ہوئے) شاید اب بھی اس کا امکان باقی ہو (کلیڈا کی طرف جاتا ہے ' سب اس کے پیچھے جاتے ہیں) کلیڈا ۔

کلیڈا : چلے جاؤ یہاں سے ' دور ہٹ جاؤ ۔

سمیر : ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے تھے ۔ ویسے ہمیں اس سے پہلے ہی تم سے بات کر لینا چاہیئے تھا ۔ شاید اب وقت گزر چکا ہے ۔

کلیڈا : ہاں وقت گزر چکا ہے ۔

سمیر : ہمارا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کرو ۔ پہلے لمحے سے تم نے بیلیٹ کا ساتھ دیا اور ہماری مخالفت کی ۔ اپنی حفاظت کے لیے یہ ضروری تھا کہ ہم ۔ ۔ ۔

کلک : سمیر یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ' تم خود کیوں صفائی پیش کرنے لگے ۔

سمیر : شاید یہ ضروری ہے ۔ ہمارا فرض ہے ۔ ہم نے کبھی ان کے انسانی وقار کی عزت نہیں کی ۔

کلک : اور انھوں نے ؟ ۔ کیا انھوں نے ہمارے انسانی وقار کی عزت کی کیا تم وہ زمانہ بھول گئے جب تم آدھے سگریٹ کے لیے تمام دن ان کے لیے کام کرتے تھے اور جب میں ایک کاغذ حاصل کرنے کے لیے ان کی تمام بیہودہ خواہشات پوری کرتا تھا ۔

سمیر : ہاں مجھے سب یاد ہے ۔ لیکن اس قسم کی شکایتوں کی لمبی فہرست مرتب کرنے سے کیا حاصل ہوگا ۔ کسی نہ کسی کو تو صلح کی پیش کش کرنی ہی ہوگی ۔

کلک : لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ یہ کام اسی وقت انجام پائے اور کیا یہ ضروری

ہے کہ پہلا قدم بھی ہم ہی اٹھائیں ۔

سمیر : ہاں، کیوں کہ اس وقت ہم حاوی ہیں ۔اس لیے یہ ذمہ داری بھی ہماری ہی ہے ۔

کلیڈرا : تم کس طرح حاوی ہو ۔ہم نے کبھی تمہارے سامنے سر نہیں جھکایا۔ مجھے تم کبھی اپنی مرضی کا تابع نہیں بنا سکے ۔

والوا : ہاں جھکایا ۔جب تم نقلی چہرہ لگائے تھیں ۔

کلک : میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔شاید اس لیے کہ میں اس تمام عرصے میں اپنے سیتوں کے محل میں قید رہا۔ باہر کی دنیا سے میرا ناطہ ٹوٹ گیا تھا۔ تم کہتے ہو کہ قصور ہمارا تھا۔ لیکن کیا اپنی حفاظت کرنا گناہ ہے ۔

ککانسا : میں یہ بات سمجھ سکتی ہوں ۔

کلک : (کسی قدر حقارت سے) تم ۔اور بھی کوئی نہیں ۔ تم !

ککانسا : سیدھی سی بات ہے ۔جب ہماری مدافعت حملے میں تبدیل ہو گئی تو ہم بھی قصوروار ہو گئے ۔

سمیر : ہاں اور اسی لیے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان لوگوں سے بہتر ہیں (کلیڈرا سے) اس بات کا یقین کرو کہ ہم یہ سب باتیں نیک نیتی سے کر رہے ہیں ۔

کلیڈرا : میرا پیچھا چھوڑ دو ۔کیا تمہارا خیال ہے کہ تم لوگوں کے بغیر تنہا نہیں رہ سکتی ۔

سمیر : مجھے یقین ہے کہ تم نہیں رہ سکتیں ۔

کلیڈرا : تم ٹھیک کہتے ہو ۔میں تم لوگوں سے الگ تنہا نہیں رہ سکتی ۔ لیکن تم لوگوں کے خلاف کمربستہ رہ سکتی ہوں ۔

والوا : تم نفرت کا شکار ہو ۔

کلیڈرا : نفرت ؟ نہیں میں ایک مختلف قانون کی تابع ہوں ۔

سمیر : قانون صرف ایک ہے ۔

والوا : اس کا مطلب ہے کہ تم الوتا اور ریلیٹ کی جدائی کا مطلب نہیں سمجھیں ۔

کلک : یہ کیسے سمجھ سکتی تھی ۔کیا کوئی اور اس کا مطلب سمجھ سکا ہے اور اسی لیے یہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے (سمیر سے) تم نے خود ہی کہا تھا

کہ یہ ناقابل معافی ہے۔

سمیر : ہاں، ناقابل معافی تو ہے۔ لیکن اسے کوئی نہ کوئی معنی دینے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد دوسروں پر حاوی ہونے کے بجائے کچھ اور ہو۔ کیونکہ برتری کی خواہش صرف دوسروں کو کچل کر ہی پوری کی جا سکتی ہے۔ اس جبر اور نفرت کی جگہ باہمی عزت کو لینا چاہیئے۔

کلک : مجھے یقین نہیں آتا کہ تم یہ سب باتیں خلوص سے کر رہے ہو۔

سمیر : اس سے زیادہ خلوص اور سچائی اس سے پہلے میری کسی بات میں نہ تھی۔

کلک : اس کا مطلب ہے کہ تم بدل گئے ہو۔ اس سے پہلے تو تم مشکلات اور رکاوٹوں کی بات کرتے تھے جو ہماری آتش شوق کو تیز کرتی ہیں۔ اور جن کے بغیر ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

سمیر : ہاں کرتا تھا۔ لیکن اس وقت سے اب تک بہت کچھ ہو چکا ہے۔ کم سے کم جو کچھ ہوا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اور اب ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اپنے راستے کا پتھر ہم خود ہیں۔ اور یہ کافی بڑا پتھر ہے۔ اس کا ہٹانا آسان کام نہیں۔ لیکن ناممکن بھی نہیں۔

کلک : لیکن یہ رکاوٹ تو ہمیشہ ہی سے تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری نظر اس پر نہ پڑی ہو۔ لیکن ہم محسوس تو کر سکتے تھے۔

سمیر : ہمیں اس کی فرصت ہی کہاں تھی۔ ہم تو ایک دوسرے کو دیکھتے، دوسروں کی کمزوریاں ڈھونڈنے اور اپنی شکایتوں کو پکانے میں ہمہ تن مصروف تھے۔

کلیڈا : کاش میں تمہاری باتوں پر یقین کر سکتی۔

سمیر : تم یقین کر سکتی ہو۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے (چاقو بڑھاتا ہے) تم یہ لے سکتی ہو۔

کلک : نہیں، نہیں، یہ کیا کر رہے ہو (میز کے قریب جا کر وسکی انڈیل کر پینا شروع کرتا ہے)۔

کلیڈا : (ہاتھ بڑھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چاقو لینے والی ہے، لیکن پھر رک جاتی ہے) نہیں۔

سمیر : ہاں تم یہ لے سکتی ہو۔

کلیڈرا : تم نے یہ نہیں سوچا کہ میں تم سے انتقام لے سکتی ہوں۔

سمیر : نہیں۔جب تم نے کہا کہ کاش میں تمہاری باتوں پر یقین کر سکتی تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم انتقام نہیں لوگی۔لو یہ چاقو تم لے لو۔

کلیڈرا : نہیں۔

سمیر : تو پھر ٹھیک ہے۔مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں (اسے مسہری کے پاس کونے میں پھینک دیتا ہے۔)

کلیڈرا : میں حماقت کا شکار رہی (اپنے چہرے پر ماسک لگاتی ہے)۔

والوا : یہ تم کیا کر رہی ہو۔

کلیڈرا : کیا تم خود نہیں دیکھ سکتیں۔

والوا : لیکن اب اس کی ضرورت نہیں ہم میں سے کوئی تمہیں سزا نہیں دینا چاہتا اور ہم اس قابل بھی نہیں کہ کسی اور کو سزا دے سکیں۔

کلیڈرا : لیکن میں خود اپنے آپ کو سزا دے سکتی ہوں۔

سمیر : میں اپنا نقطہ نظر کسی پر تھوپنا نہیں چاہتا لیکن مجھے یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔

کلیڈرا : کیوں۔

سمیر : کیونکہ اپنی تذلیل کا یہ عمل تمہیں ہم سب سے جدا کر دے گا۔

کلک : (میز کے پاس سے وسکی پیتے ہوئے) سمیر کو ہر بات معلوم ہے۔

ککانسا : کلیڈرا یہ نقلی چہرہ اتار دو۔ورنہ ہم سب بھی تمنا کرنے لگیں گے کہ ہمارے لیے بھی نقلی چہرے ہوتے۔

کلک : ککانسا بھی ہر بات جانتی ہے۔

کلیڈرا : میں بس تھوڑی دیر اور یہ نقلی چہرہ پہنوں گی۔

سمیر : اس صورت میں یہ ریا کاری ہوگی اور وہ دوسروں سے رشتہ توڑ لینے کا ایک اور طریقہ ہے۔

کلک : (جواب دیوان کے قریب آچکا ہے) آخر تم چاہتے کیا ہو۔یہی نا کہ ہم سب

پانی کے قطروں کی طرح ایک سے ہو جائیں۔

سمیر : پانی کے قطرے ایک سے نہیں ہوتے۔

ککانسا : کلک اب اور شراب نہ پیو۔

کلک : مجھے تو ایک سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔

سمیر : نہیں وہ ایک سے نہیں ہوتے اور اگر ان میں شعور پیدا ہو جائے تو وہ اپنی الگ الگ خصوصیات کو دیکھ سکیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم انہیں یکساں سمجھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے لینڈ لیڈی ہم سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتی ہے۔ اس کے لیے تو ہم بس چند نام ہیں اور یہ نام وہ کسی کو بھی دے سکتی تھی۔

کلک : (اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے) لینڈ لیڈی کا جام صحت (مایوسی سے گلاس کو دیکھتا ہے) یہ تو خالی ہے (گلاس بھرنے کے لیے میز کی طرف بڑھتا ہے)۔

والوا : کلک بیوقوفی کر رہا ہے۔

ککانسا : یہ بات نہیں۔ سمیر کی باتوں کی سچائی، جس سے انکار ممکن نہیں، اس کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

سمیر : اگر ہم اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں تو یہ سب ہی کے لیے کسی حد تک ناقابل برداشت ہے۔

ککانسا : (میز کے قریب جاتے ہوئے جہاں کلک شراب پی رہا ہے) تم بہت زیادہ پی رہے ہو۔

کلک : بہت زیادہ ؟ ۔ کس وقت سے ؟

ککانسا : اس وقت سے۔

کلک : (جام اٹھاتا) لینڈ لیڈی کا جام صحت !

لینڈ لیڈی کی آواز : کلک واپس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ واپس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سمیر اور والوا : یہ کیسے ممکن ہے ! (دونوں تیزی سے کلک کی طرف آتے ہیں جس کے بازو میز پر لٹک گئے ہیں)۔

ککانسا : (اسے ہلاتے ہوئے) کلک - کلک !

کلک : سوٹ کیس - !

(ککانسا اور والوا اسے سہارا دے کر اٹھاتی ہیں سمیر اس کا سوٹ کیس خالی کرتا ہے)

کلیڈا : (جو میز کے قریب آگئی ہے) شاید یہ شراب کے نشے میں مدہوش ہے -

سمیر : کیا تم نے لینڈ لیڈی کی آواز نہیں سنی -

لینڈ لیڈی کی آواز : وقت ہو گیا ہے کلک - شدت سے تمہارا انتظار ہو رہا ہے -

ککانسا : نہیں - نہیں -

(سمیر کلک کو سہارا دے کر دروازے تک لے جاتا ہے دروازے کے قریب پہنچکر سوٹ کیس اس کے ہاتھ میں دیتا ہے - سب لوگ حسب دستور اس کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں) -

کلک : (کمزور آواز میں) مجھے معاف کرنا - تم سب مجھے معاف کرنا (دروازے کو آہستہ سے دھکا دیتا ہے دروازہ کھلتا ہے اور وہ غائب ہو جاتا ہے) -

سمیر : (دوسروں کی طرف رخ کرتے ہوئے) دیکھا تم نے کتنی سادہ سی بات ہے -

(ککانسا میز کی طرف دوڑتی ہے اور وسکی کا ایک بڑا سا پیگ بھر کر پیتی ہے) -

والوا : (اس کے قریب آتے ہوئے) یہ کیا حماقت ہے ککانسا یہ جام رکھ دو -

ککانسا : (بے بسی اور التجا کے لہجے میں) نہیں مجھے پینے دو - میں پینا چاہتی ہوں - بہت زیادہ پینا چاہتی ہوں - (والوا اسے گلے لگاتی ہے' اسے سہارا دے کر بٹھاتی ہے اور اس کے قریب رہتی ہے) -

سمیر : (دیوان پر بیٹھے ہوئے) ہر لمحہ ایک نیا آغاز ہے - نیا انجام ہے -

کلیڈا : (اس کے قریب آتے ہوئے) تم بہت اداس ہو - کیوں ؟

سمیر : ہاں -

کلیڈا : لیکن تم نے خود کہا تھا - - - -

سمیر : اب مجھے ان باتوں پر یقین نہیں رہا -

کلیڈا : اس کے باوجود تم نے مجھے چاقو پیش کیا -

سمیر : ہاں کیا تھا -

کلیڈا : لیکن اگر تمہیں یقین نہیں تھا تو تم کو یہ خطرہ ہو سکتا تھا کہ میں تم پر حملہ کر دوں گی۔

سمیر : ہو سکتا ہے اسی لیے میں نے تمہیں وہ چاقو دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ تم مجھے ختم کر دو۔ ہم سب کو ختم کر دو۔ ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دو۔ کیونکہ ایک تم ہی مضبوط ہو۔

کلیڈا : میں۔ کس طرح۔

سمیر : تم ہم سب کی مخالفت میں ڈٹی رہیں۔ تم نے ہمیشہ بیلیٹ کا ساتھ دیا اور جب اس نے الونا سے عشق لڑانا چاہا۔ تو تم نے اس کی دغابازی کا منھ توڑ جواب دیا۔ لیکن جب ہم اس پر فتح پانے والے تھے تو تم نے اس کا ساتھ دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ صرف تم ہی اس کمرے میں رہنے کے قابل ہو۔ یا کم سے کم تھیں۔

کلیڈا : تمہارا خیال غلط ہے۔ پہلے نہیں تھی۔ لیکن اب ہوں۔

سمیر : (طنز سے) عجیب بات ہے۔ تم جس بات پر یقین نہیں کرتیں اس کا پرچار کیسے کر سکتی ہو۔۔۔ یا واقعی میری باتوں نے تم پر گہرا اثر ڈالا ہے۔

کلیڈا : ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ میں بالکل بدل چکی ہوں۔

سمیر : لیکن میں تو خود تم سے کہہ رہا ہوں کہ وہ سب جھوٹ تھا۔

کلیڈا : ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے لیے جھوٹ ہو لیکن میرے لیے نہیں ہے ہر شخص کا سچائی کا عرفان دوسروں سے مختلف ہوتا ہے اور تم نے مجھے میری سچائی سے روشناس کرایا۔ یہ شاید تم خود بھی نہ سمجھ سکو۔

سمیر : (ہنستا ہے) یہ سب بکواس ہے۔ (دونوں عورتوں سے) ادھر آؤ میری بات سنو۔

والوا : کیا بات ہے سمیر؟

سمیر : (کلیڈا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اسے ہر بات کا یقین آگیا۔

والوا : کس بات کا؟

سمیر : ان سب بڑے بڑے الفاظ کا جس کا کوئی مطلب نہ تھا۔

والوا : (کرکانسا کو چھوڑ کر اس کے پاس آتے ہوئے) تمہارے دوست کی موت نے تمہارے ذہن کو بہت بری طرح متاثر کیا ہے۔

سمیر : وہ میرا دوست نہیں تھا۔ ہم لوگ کبھی دوست نہیں تھے۔

والوا : لیکن سمیر ۔۔۔۔۔
سمیر : اور ہاں میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی میرے قریب آکر مجھے تسلی دلاسا دے کیونکہ میں غمزدہ نہیں ہوں۔ لکانسا کے پاس جاؤ۔ غالباً اسے تمہاری ضرورت ہے ۔
والوا : لیکن میرا فرض مجھے یہاں کھینچ لایا ہے ۔
سمیر : (خاص انداز سے اٹھتے ہوئے) فرض !۔۔ فرائض کا کوئی وجود نہیں اور نہ حقوق کا۔۔۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔
والوا : سمیر۔ سمیر۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو ۔
(اسے جواب دیے بغیر سمیر اسٹیج کے سامنے کے حصے میں آتا ہے۔ تینوں لڑکیاں چھوٹی سے میز کے قریب آگئی ہیں اور اسے غور سے دیکھ رہی ہیں ۔ وہ بے اطمینانی سے کمرے میں چکر لگاتا ہے)۔
سمیر : (دو بار چکر لگانے کے بعد) تم لوگ کیا دیکھ رہی ہو؟
کلیڈرا سمیر تم عقل سے کام نہیں لے رہے ہو ۔
سمیر : کیوں لوں ۔ کیا یہاں کوئی اور بات عقل کے معیار پر پوری اترتی ہے ۔؟
کلیڈرا : اتر سکتی ہے ۔ اگر ہم اس کے لیے دل و جان سے کوشش کریں ۔
سمیر : (دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور وہ دروازہ ۔ اور وہ دلخراش آوازیں جو ہمیں اس کمرے سے باہر کھینچ لے جاتی ہیں ۔
والوا : شاید ۔
سمیر : بالکل نہیں ۔ اگر ان کا عقل اور منطق سے کوئی تعلق ہوتا تو وہ ہم پر اس طرح اثر انداز نہ ہوتیں ۔ ذرا اپنی طرف دیکھو۔ ہم سب کی طرف دیکھو۔ ہم کیا ہیں چار ڈوبتے ہوئے انسان جو اس موج کے منتظر ہیں جو انھیں سمندر کی تہہ میں غرق کر دے گی ۔
والوا : (اس کے قریب آتے ہوئے) نہیں سمیر ہم لوگ ابھی جدوجہد کریں گے بالکل ایسے ہی جیسے ڈوبتے ہوئے انسان اپنی بقا کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ۔
سمیر : اس انتظار میں کہ شاید کوئی جہاز یہاں سے آنکلے اور ہمیں اس طوفان سے نکال لے ۔

کلیڈرا : سمیر تم ہی نے ہمیں امید کی دولت سے مالامال کیا تھا۔ اب ہمیں اس سے محروم نہ کرو۔

سمیر : میں نے تمہیں کوئی دولت نہیں دی۔ کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کسی کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس کچھ چیزیں ہیں لیکن کیا ان کی کوئی اہمیت ہے۔ اور کیا یہ ہماری ہیں (تیزی سے اپنا سوٹ کیس خالی کرتا ہے) جن چیزوں کو ہم سے کسی وقت بھی واپس لیا جا سکے۔ وہ ہماری کیسے ہو سکتی ہیں۔

کلیڈرا : لیکن جب تک وہ ہمارے پاس ہیں، وہ ہماری ہی ہیں۔ اگر وہ ہماری نہ ہوتیں تو نہ ہم انہیں کسی کو دے سکتے اور نہ دینے سے انکار کر سکتے۔

ککانسا : اس میں شک نہیں کہ ہم یہ چیزیں دوسروں کو اپنی خوشی سے دے سکتے ہیں۔

سمیر : (ان چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کلک کے سوٹ کیس سے نکلی ہیں) تو پھر ٹھیک ہے۔ ان چیزوں کا بٹوارہ کرو۔ کوئی اور سوٹ کیس ان سے بھرو۔ لیکن بہت جلد اس کو بھی خالی کرنا پڑے گا۔

ککانسا : یہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔

سمیر : کیا تم نے خود نہیں دیکھا کہ کس طرح وہ سب ایک کے بعد ایک رخصت ہو گئے۔

ککانسا : لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیں بھی اسی طرح جانا پڑے۔

سمیر : (طنز سے) اس میں کیا شک ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ وہ ایک مخصوص ہستی ہے اور اس کا انجام دوسروں سے مختلف ہوگا۔ بس بس بہت ہو گیا۔ اب میں یہ باتیں اور زیادہ نہیں سن سکتا (دیوان پر بیٹھ کر ہاتھوں سے چہرہ چھپاتا ہے) (ککانسا نیچے پڑی ہوئی چیزیں اٹھا اٹھا کر اپنے سوٹ کیس میں رکھتی ہے، کلیڈرا میز پر بیٹھی ہے۔ والوا سمیر کے قریب آتی ہے)۔

والوا : سمیر!

سمیر : تم یہاں سے جاؤ والوا۔ یہاں سے چلی جاؤ۔

والوا : مجھے اس طرح اپنے سے جدا نہ کرو۔

سمیر : مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ تم جا کر تاش وغیرہ کھیلو۔

والوا : (اس کی گردن میں باہیں ڈالتے ہوئے) نہیں سمیر۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔

سمیر : خاموش رہو (اپنے کو اس سے علاحدہ کرتے ہوئے) محبت ! . . . .
(قدم بڑھانا چاہتا ہے لیکن یکایک زمین پر گر جاتا ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز: واپس جانے کی تیاری کرو سمیر۔ واپس جانے کی تیاری کرو (والوا فرطِ غم سے اس کے قریب گر جاتی ہے۔ باقی دونوں عورتیں دوڑتی ہوئی ان کے قریب آتی ہیں)۔

والوا : نہیں۔ نہیں سمیر۔ نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

سمیر : (اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے) یہ ناگزیر تھا۔

والوا : لیکن میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔

سمیر : یہ ایک معمولی سی بات ہے (مسکرانے کی کوشش کرتا ہے) میں تم سے محبت کرتا ہوں والوا۔

لینڈ لیڈی کی آواز: سمیر جلدی کرو۔ وقت ہو گیا ہے۔

کلیڈا : (لکانسا سے) ایک اور۔

سمیر : خدا حافظ والوا۔ میری مدد کرو۔ تم سب میری مدد کرو۔
(تینوں اس کے کھڑا ہونے اور سوٹ کیس اٹھانے میں مدد کرتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دروازے تک جاتی ہیں۔ والوا رو رہی ہے۔ کلیڈا ان لوگوں سے الگ ہو کر میز کے پاس آتی ہے)۔

کلیڈا : اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سوچوں (ایک گلاس میں تھوڑی سی وسکی انڈیلتی ہے)۔

(دروازہ کھلتا ہے اور سمیر غائب ہو جاتا ہے)

والوا : محبوب !۔ میرے محبوب ! (اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپاتی ہے۔ لکانسا اسے گلے لگاتی ہے۔ لیکن ایک لمحے بعد والوا اپنے آپ کو اس سے علاحدہ کر لیتی ہے) اس کی ضرورت نہیں میں ٹھیک ہوں (والوا اسٹیج کے سامنے والے حصے میں آتی ہے اور چند لمحے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اپنا سوٹ کیس اٹھاتی

ہے اور اسے لے کر الماری کی طرف جاتی ہے اور سب چیزیں نکال کر الماری میں رکھتی ہیں۔ پھر اسے بند کرتی ہے۔ اور دروازے کی طرف جاتی ہے)۔

ککانسا : (کسی قدر پریشانی سے) کہاں جا رہی ہو۔

والوا : کہیں نہیں (اب وہ دروازہ کے قریب پہنچ گئی ہے)۔

لینڈلیڈی کی آواز: یہی وقت ہے والوا.... یہی....

ککانسا اور کلیڈا (دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے) نہیں۔ نہیں (لیکن والوا دروازے کو دھکا دے کر اس کے پیچھے غائب ہو چکی ہے۔ دونوں لڑکیاں محو حیرت ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہی ہیں)۔

ککانسا : والوا اپنی مرضی سے گئی ہے۔

کلیڈا : ہاں (کمرے میں ٹہلتی ہے)۔

(ککانسا دروازے کی طرف بڑھتی ہے اور پھر میز کے قریب آکر اپنے سوٹ کیس پر بیٹھ جاتی ہے)۔

ککانسا : میں نہیں کر سکتی۔

کلیڈا : کبھی ایک بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے اور کبھی دوسری۔ شاید اس لیے کہ ہم خود بھی بدلتے رہتے ہیں۔

ککانسا : تم کیا کہنا چاہ رہی ہو۔

کلیڈا : میں خود بھی نہیں جانتی کہ کیا کہہ رہی ہوں (دیوان کے کنارے پر بیٹھتی ہے) میں خود بھی نہیں جانتی۔

ککانسا : اب صرف ہم دو باقی بچے ہیں۔

کلیڈا : اور ہم میں سے ایک اس وقت بھی ہو گی جب کہ دوسری نہ ہو گی۔ بہت زیادہ عرصے کے لیے نہیں لیکن پھر بھی۔

ککانسا : یہ بات منھ سے نہ نکالو۔

کلیڈا : اگر تم نہیں چاہتیں تو نہیں کہوں گی (رکتی ہے) اگر سامنے ایک سے زیادہ راستہ ہوتا تو شاید... لیکن جیسے ہی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ کچھ بھی نہیں (سر ہلاتی ہے)... نہیں۔

ککانسا : تم کیا کہہ رہی ہو کلیڈا۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔

کلیڈا : کوئی بات نہیں۔ کوئی قابل توجہ بات نہیں۔

ککانسا : تمہاری سنجیدگی سے مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے۔

کلیڈا : ہو سکتا ہے ایک لمحے بعد میں ہنسنے لگوں۔ یا۔ کہا جا سکتا ہے۔ ہم مستقبل کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں کیا ہونے والا ہے۔ شاید ہم ایک خلا میں معلق ہیں۔ شاید ہمارا وجود ایک واہمہ ہے کیا تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ کوئی چیز بھی اس طرح نہیں ہے جیسا کہ اسے ہونا چاہیے تھا۔

ککانسا : کیسا ہونا چاہیے تھا۔

کلیڈا : جیسے کہ وہ تھی ... کیونکہ ہم دونوں ... خیر کوئی بات نہیں۔ کیا تم خود نہیں سمجھ سکتیں۔

ککانسا : تم کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہو (پریشان ہے)۔

کلیڈا : کچھ نہیں (دیوان سے اٹھ کر ٹہلتی ہے) میرا رول ختم ہو چکا ہے۔ لیکن ڈرامہ جاری ہے اس لیے مجھے ایک خود ساختہ رول ادا کرنا ہے اور ہم سب ہی کے ساتھ یہی ہوا۔ کم و بیش سب کے ساتھ۔ اور ہم کو معلوم نہیں کہ یہ ٹھیک بھی ہے یا ہمیں اس کے لیے سزا دی جائے گی۔ جب میں اس کمرے میں داخل ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ یہ سب کچھ میرا ہے اور اس بات کا یقین مجھے اس وقت تک رہا جب مجھے نقلی چہرہ لگانے کے لیے مجبور کیا گیا (اٹھ کر جاتی ہے اور ماسک اٹھا کر لاتی ہے) اور اب مجھے دوبارہ یہ ماسک پہننے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

ککانسا : نہیں کلیڈا !

کلیڈا : (ماسک اتارتے ہوئے) ہاں اب اسے پہننا بھی بیکار ہے (اسے لے جا کر الماری میں رکھتی ہے۔ کچھ دیر وہیں ٹھہرتی ہے) میں کچھ بھی محسوس نہیں کر سکتی۔

ککانسا : میں خود کچھ محسوس نہیں کر سکتی۔

کلیڈا : جب میں یہاں آئی تو میں تشدد پسند تھی۔ مجھے دولت اور قوت کی ہوس تھی۔ اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی تھی اور مجھے کچھ باتوں پر یقین تھا۔ (مڑتی ہے) لیکن جو کچھ میں اب جانتی ہوں۔ اس وقت نہ جانتی تھی (مایوسی سے) اور اب مجھے کسی چیز کی خواہش باقی نہیں۔

ککانسا : کیونکہ سب ختم ہو چکے ہیں۔

کلیڈا : ہاں کیونکہ سب ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر سب نہ بھی ختم ہوتے تو ایک کا ختم ہونا بھی سب کو بدل دینے کے لیے کافی تھا۔ اور پھر یہ بھی خیال آتا ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی وہ نہ تھا جو اسے ہونا چاہیے تھا۔ یعنی جیسا کہ اس نے اپنے لیے سوچا تھا۔ لیکن کیوں ؟

ککانسا : میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔

کلیڈا : صرف والوا اور بیلیٹ ہی اپنی اصلیت سے قریب آسکے اور انہوں نے اپنی رخصتی کا فیصلہ بھی خود ہی کیا اور یہ بھی کہ انھیں کس طرح رخصت ہونا ہے۔

ککانسا : بیلیٹ کے لیے تو تم یہ نہیں کہہ سکتیں۔

کلیڈا : ہاں بیلیٹ کے لیے بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ اسے نہ اور کسی چیز کی خواہش باقی تھی نہ امید۔ بہرحال اس سے بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ سب ایک ہی دروازہ سے رخصت ہوئے۔ سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے حق میں یہ بات بہتر ہے یا یہ ہمارے ساتھ ظلم ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے (کچھ دیر خاموش رہتی ہے پھر میز کے قریب آکر تھوڑی سی وسکی پیتی ہے) ہم کچھ نہیں جانتے (اپنا سوٹ کیس لے کر آتی ہے اور ککانسا کے قریب بیٹھتی ہے) بس اب میں اور تم باقی ہیں ککانسا اپنی نسل کے آخری افراد! اور کسی وقت ہمارا بلاوا بھی آسکتا ہے۔

ککانسا : کلیڈا خاموش رہو۔

کلیڈا : (اس کی طرف توجہ کیے بغیر) اور پھر جب ہم اپنے آپ سے یہ سوال کریں گے کہ ہم نے یہاں کیا کیا۔ میرا مطلب ہے کہ ہم سب نے۔۔۔۔ تو ہمیں کیا جواب ملے گا (اس کا بازو چھوتی ہے) بتاؤ۔ ہم اس سوال کا کیا جواب دیں گے۔

ککانسا : شاید ہم یہاں کچھ کرنے کے لیے بھیجے ہی نہیں گئے تھے۔

کلیڈا : غالباً (کھڑی ہوتی ہے) ٹھیک ہے۔ مبالغہ آرائی کے بجائے اب ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے کہ آخر یہ ہے کیا۔ ایک مسافر خانے کا کمرہ جس میں اتفاق سے ہم سب یکجا ہو گئے تھے۔ ہم جو بیک وقت ایک دوسرے کے ہم رتبہ بھی تھے اور مخالف بھی۔ اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ اور ہم نے کیا کیا۔ ہم نے محبت کی۔ ہم ایک دوسرے سے لڑے۔ ہم نے چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن جب کوئی بات کسی حد تک ہماری سمجھ میں آئی تو ہمیں یہ محسوس ہونے لگا کہ ہمارا علم ناکافی ہے۔ اور ہم نے کسی اور نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی۔ اور پھر وہ بات بھی ہمیں بے معنی معلوم ہونے لگی ہم دوسروں سے متاثر ہوئے۔ اور ہم نے دوسروں کو متاثر کیا اور کبھی کبھی اس کے بعد ہم نے خود ہی اپنے خیالات بدل ڈالے، یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن اب اس میں سے کچھ باقی نہیں ہے۔

ککانسا : ہم دونوں باقی ہیں۔

کلیڈا : (دیوان کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے) ہاں ہم دونوں باقی ہیں۔ لیکن صرف چند لمحے کے لیے اور اس کے بعد پھر وہی خالی کمرہ۔ وہی ایک کمرہ جو کسی کا بھی نہیں اور کسی کا بھی ہو سکتا ہے (چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور یہ سب چیزیں جو کسی بھی ہو سکتی تھیں۔ اور جن میں سے زیادہ تر بیکار تھیں۔ یا ہمیں ان کو استعمال کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ یا شاید وہ غلط لوگوں کو ملیں جو ان کا استعمال نہ کر سکتے تھے۔

ککانسا : اگر تم کوئی چیز لینا چاہو تو لے سکتی ہو۔

کلیڈا : (مڑ کر قہقہہ لگاتی ہے) میں لے سکتی ہوں۔ لیکن کس لیے ؟

ککانسا : مجھے معلوم نہیں ۔۔۔ لیکن جیسا کہ تم ابھی کہہ رہی تھیں ۔۔۔۔

کلیڈا : ہاں میں کہہ رہی تھی ۔۔۔۔ میں کچھ نہ کچھ کہہ رہی تھی تاکہ میں خاموش نہ رہوں۔ میں خاموش نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اگر میں خاموش رہوں گی تو لینڈ لیڈی کو اس خلا کو اپنی آواز سے پر کرنے کی خواہش پیدا ہو سکتی ہے اور یہ تو تم جانتی ہی

ہو کہ وہ صرف ہمیں یہاں سے باہر نکالنے کے لیے ہی اپنی آواز کا استعمال کرتی ہے۔

ککانسا : کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ ہمیں کسی اور کمرے میں بھیج دے گی۔

کلیڈرا : مگر کیوں۔

ککانسا : ہو سکتا ہے کہ اگر وہ ہمارے طور طریق سے مطمئن ہو تو ہمیں کسی اور اچھے کمرے میں بھیج دے۔

کلیڈرا : اس کو ہمارے طور طریق کا اندازہ بھی کیا ہو سکتا ہے۔ اس نے تو کبھی اس کمرے میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔ اور پھر کون سے طور طریق۔ ہم ہمیشہ ایک سے تو نہیں رہے۔ اس پرانی کلیڈرا میں جو خود غرض اور لالچی تھی اور اس موجودہ کلیڈرا میں کون سی بات مشترک ہے اور پھر یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ان دونوں میں سے اصل کلیڈرا کون سی ہے۔

ککانسا : موجودہ کلیڈرا۔ اس کمرے میں تمہارے گوناگوں تجربات اور دوسروں کے ساتھ تمہارے تعلقات نے تم کو بدل دیا ہے اور تمہاری اصلیت کو تم پر ظاہر کر دیا ہے۔

کلیڈرا : (طنز سے) اور جیسا کہ میں اپنے آپ کو سمجھتی تھی دراصل اس سے بہتر تھی کیا یہی کہنا چاہتی ہو۔

ککانسا : ہاں

کلیڈرا : اور وہ لوگ جنھوں نے غلط قسم کے رشتے قائم کیے اور جن کے لیے کمرے کی فضا موزوں اور مناسب نہ تھی ؟

ککانسا : میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔

کلیڈرا : ایک خاص قسم کے حالات سب کے لیے یکساں طور پر موزوں نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن اس صورت میں ہماری شخصیت اور طرز عمل کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے کیونکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر حالات مختلف ہوتے تو ہم مختلف ہوتے۔ مجھے دیکھو۔ اگر سمیرا اس کمرے کا مکیں نہ ہوتا اور اگر اس نے مجھ سے وہ سب باتیں نہ کہی ہوتیں جس سے مجھ میں بنیادی تبدیلی

پیدا ہوئی ۔ تو میں وہ نہ ہوتی جو اس وقت ہوں ۔ وہی پرانی کلیڈا ہوتی جو اس کمرے میں داخل ہوئی تھی (میز کی طرف جاتے ہوئے) دوسرے لوگوں کے ساتھ ہمارے رشتے ہمیں چھیل سنوار کر ایک خاص کردار اور شخصیت عطا کرتے ہیں لیکن وہ دوسرے کوئی اور بھی ہو سکتے تھے ۔

ککانسا : لیکن مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ۔

کلیڈا : یہ تو تمہارا خیال ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ تم میں بہت زیادہ تبدیلی نہ ہوئی ہو کیونکہ تم نے دوسری قسم کے رشتے قائم کیے ۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے مزاج اور صلاحیتوں کے مطابق کچھ رشتے قائم کرتا ہے جو ہمارے لیے موزوں یا ناموزوں ہو سکتے ہیں ۔ اس کا تعلق اور بھی بہت سی باتوں سے ہے ۔ مثلاً یہ کہ کس لمحے آپ کا تعلق کسی دوسرے انسان سے پیدا ہوا ۔ یا وہ کون سا شخص تھا جس سے آپ نے سب سے پہلے بات کی ۔ یا دوسرے لوگوں نے آپ کی طرف کس قسم کا رویہ اختیار کیا ۔ کیا تم خود یہ باتیں محسوس نہیں کر سکتیں ۔

ککانسا : ہاں کسی حد تک (بوتل اٹھا کر وسکی پینے کا ارادہ کرتی ہے) ۔

کلیڈا : (اسے روکتے ہوئے) کیا واقعی تم اور پینا چاہتی ہو ۔

ککانسا : نہیں (بوتل رکھتی ہے) لیکن کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور یکایک مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اب کرنے کے لیے کچھ بھی باقی نہیں ۔

کلیڈا : ہاں کچھ باقی نہیں ۔

ککانسا : (اٹھتے ہوئے) اور شاید کبھی بھی نہیں تھا ۔

کلیڈا : ہاں کبھی نہیں تھا ۔

ککانسا : (دروازے کی طرف جاتے ہوئے) سوائے اس ایک کام کے جو غالباً اسی وقت انجام پا چکا تھا جب ہم اس کمرے میں داخل ہوئے تھے ۔

کلیڈا : (مڑ کر اسے دیکھتی ہے) تم کیا کرنا چاہتی ہو ۔ کیا والوا کی تقلید کرنے کا ارادہ ہے ۔

ککانسا : نہیں (واپس آتے ہوئے) تم ٹھیک کہہ رہی تھیں ۔ ہم بدلتے رہتے ہیں اور یہ تبدیلیاں اکثر انجانے میں رونما ہو جاتی ہیں ۔

کلیڈا : یہ تو تم پہلے بھی محسوس کر سکتی تھیں ۔

ککانسا : شاید مجھے کسی چیز سے لگاؤ یا دلچسپی نہیں رہی ۔لیکن اب . . . .

کلیڈا : لیکن اب کیا ؟

ککانسا : اب مجھے ہر چیز کے خلاف ایک دلچسپی اور لگاؤ ہے ۔

کلیڈا : ہر چیز کے خلاف ؟ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے ؟

ککانسا : (میز پر بانہ لگا کر بیٹھتی ہے) ہاں ہر چیز کے خلاف اس کمرے کے ہر شخص کے ان رشتوں کے جو ہم نے ایک دوسرے سے قائم کیے اور سب سے زیادہ اپنے خلاف ۔

کلیڈا : لیکن اس مخالفت سے کیا مطلب نکالا جا سکتا ہے ۔

ککانسا : کچھ نہیں لیکن اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یوں تو جو کچھ تم ابھی کہہ رہی تھیں اس کا بھی کوئی خاص مطلب نہ تھا ۔

کلیڈا : (اس کی طرف لیے دیے انداز میں دیکھتی ہے) تم نے بہت زیادہ شراب تو نہیں پی لی ۔

ککانسا : اگر تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نشے میں چور ہوں تو کہہ سکتی ہو ۔لیکن یہ مخالفت کا نشہ ہے ۔

کلیڈا : (بے صبری سے) کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اب تم کوئی اور بات کرو ۔

ککانسا : (کھڑے ہوتے ہوئے) شاید لینڈ لیڈی سو رہی ہے ۔اس نے ہم لوگوں کو ضرورت سے زیادہ بولنے کا موقع دیا ہے ۔شاید ہمیں اس کی ضرورت بھی نہ تھی ۔

کلیڈا : ہاں ۔شاید

ککانسا : (ذرا دور جاتے ہوئے) اگر لینڈ لیڈی مجھے کسی اور کمرے میں رہنے کا موقع دے تو میں اسے قبول نہ کروں (مڑتے ہوئے) سنو ۔

لینڈ لیڈی کی آواز : کلیڈا واپس جانے کی تیاری کرو ۔

ککانسا : (حیرت سے) اس نے کیا کہا ؟ — کلیڈا ؟

کلیڈا : ہاں ۔

ککانسا : ارے یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو تم سے بہت ساری باتیں کرنا تھیں ۔

(کلیڈا اٹھ کر سوٹ کیس لینے جاتی ہے) نہیں۔ نہیں۔ ذرا ٹھہرو۔

کلیڈا : تم نے اس میں بہت دیر کر دی۔ اور یوں بھی اس سے کچھ حاصل نہ ہوتا۔

ککانسا : ذرا ٹھہرو۔ سنو!

لینڈ لیڈی کی آواز: جلدی کرو کلیڈا۔ وقت ہو چکا ہے۔

کلیڈا : (دروازے کی طرف جاتے ہوئے) خدا حافظ ککانسا۔ سمجھ میں نہیں آتا تم سے کیا کہوں۔ یہ کیسے کہوں کہ تم سے ملکر خوشی ہوئی۔۔۔

ککانسا : صرف ایک منٹ ٹھہرو (ہار مانتے ہوئے) اچھا خدا حافظ کلیڈا۔ میں جانتی ہوں تم اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتیں (اسے پیار کرتی ہے) خدا حافظ۔

لینڈ لیڈی کی آواز: کلیڈا تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ تمہارا انتظار شدت سے ہو رہا ہے۔

کلیڈا اپنے کو ککانسا سے الگ کرتی ہے اور اسے خدا حافظ کہتی ہے اور پھر دروازے کو دھکا دے کر اس کے پیچھے غائب ہو جاتی ہے۔ ککانسا بہت دیر تک دروازے کو تکتی رہتی ہے۔ اس کے بعد اسٹیج کے سامنے والے حصے میں آتی ہے۔

ککانسا : کون کہہ سکتا تھا کہ میں آخری انسان ہوں گی (چاروں طرف دیکھتی ہے) خیر اب یہ ڈرامہ بھی ختم ہونے والا ہے (اپنا سوٹ کیس اٹھا کر الماری کے قریب آتی ہے۔ اسے کھول کر چیزیں نکال نکال کر بے ترتیبی سے الماری میں رکھتی ہے۔ میز کے پاس آتی ہے۔ بوتل اور گلاس اٹھانے میں تأمل کرتی ہے) معلوم نہیں میں یہ سب کیوں کر رہی ہوں (بوتل اور گلاس الماری میں رکھتی ہے) میرے خیال میں اور تو کوئی چیز نہیں (لپ اسٹک اور پنسل اٹھا کر آئینے کے قریب آتی ہے اور اپنے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانا شروع کرتی ہے اور انھیں خوب جوڑ اینٹ کرتی ہے۔ ہنستی ہے اپنے ہونٹوں کو جوکر کے ہونٹوں کی طرح بناتی ہے۔ پھر پنسل سے بھوؤں کے نیچے کالی لکیریں کھینچتی ہے اور انھیں گالوں کے سروں تک لے جاتی ہے۔ لپ اسٹک سے دونوں گالوں پر دو گول چکر بناتی ہے اور پھر بال کھول کر انہیں اپنے چہرے پر بکھیر لیتی ہے۔

لینڈ لیڈی کی آواز: ککانسا اب تمہاری باری ہے۔ کمرہ چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

ککانسا : (طنز سے) بالکل تیار ہوں۔ تم دیکھ سکتی ہو کہ میں نے روانگی کی مناسب تیاری کی ہے (غصے بھرے انداز میں تیزی سے ہونٹ دوبارہ رنگتی ہے) میں تیار ہوں۔ تمہارے حکم کی منتظر ہوں (لپ اسٹک اور پنسل لے جا کر الماری میں رکھتی ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز : تمہارا انتظار ہو رہا ہے ککانسا۔ ہم تمہارے منتظر ہیں۔

ککانسا : اچھا آگے بڑھ کر سوٹ کیس اٹھاتی ہے۔ مڑ کر ایک بار غور سے کمرے پر نظر ڈالتی ہے پھر بہت فیصلہ کن انداز میں مڑ کر دروازے کو دھکا دیتی ہے) میں حاضر ہوں (دروازے کے پیچھے غائب ہو جاتی ہے) (ایک لمحہ خاموشی رہتی ہے، پھر لینڈ لیڈی کی آواز سنائی دیتی ہے)۔

لینڈ لیڈی کی آواز : (لہجے میں استقبالی کیفیت ہے) نوجوان تم خوش قسمت ہو، کمرہ جیسا کہ تم خود دیکھ سکتے ہو، خوش گوار ہے اور اس میں ضرورت اور آرام کا تمام سامان موجود ہے۔ ہم نے تمہارے آرام اور خوشی کا خیال رکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ میں بڑے فخر سے تمہیں آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ اب تک جو مہمان یہاں ٹھہرے انھیں کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ اسی لیے یہاں شکایت درج کرنے کی کتاب کا انتظام بھی نہیں کیا گیا ہے (چند سکنڈ وہ خاموش رہتی ہے اور اس دوران میں بولٹ اور زنجیر وغیرہ کھلنے کی آواز آتی ہے۔ اور پھر دروازہ کھلتا ہے۔ اور ایک نوجوان جو بے تکلف لباس میں ملبوس ہے داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک سوٹ کیس ہے) دیکھو اور خود ہی فیصلہ کرو۔ کمرہ کیا ہے۔ ایک مملکت ہے۔ کشادہ اور تمہیں خوش آمدید کہنے کے لیے ہر طرح تیار۔ یہاں تمام ضروری چیزوں کے علاوہ سب غیر ضروری چیزیں بھی موجود ہیں جن سے تمہیں دلی مسرت ہوگی۔ جیسا کہ اور سب کو ہوئی جو تم سے پہلے یہاں ٹھہرے۔ امید ہے کہ تم کافی عرصے یہاں قیام کرنا چاہو گے۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھو (بولٹ وغیرہ کی آوازوں کے ساتھ دروازہ بند ہوتا ہے اور پردہ آہستہ آہستہ گرنا شروع ہوتا ہے)۔ نوجوان (سوٹ کیس نیچے رکھ کر چاروں طرف دیکھتا ہے)۔۔۔۔۔۔

نوجوان: خوب... بہت خوب! (پردہ گرتا ہے)

ژاں پال سارتر

بند کمرہ

(ترجمہ اور تعارف)

زاہدہ زیدی

تعارف

ژاں پال۔ سارتر ــ "بند کمرہ"

ژاں پال سارتر (۱۹۰۵ تا ۱۹۸۰) وجودی فلسفہ کے ساتھ وابستہ رہے اور وجودیت (EXISTENTIALISM) انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے نصف اول میں پروان چڑھنے والا انقلاب آفریں فلسفہ ہے جس نے تجزیاتی (ANALYTICAL) اور مکتبی (ACADEMIC) فلسفے کے مجرد تصورات اور جامد رویوں سے انحراف کیا۔ بورژوا اخلاقیات کے ریاکارانہ اور مصنوعی تصور کو بے نقاب کیا اور فرد کی داخلیت، شدتِ احساسات اور وجودی تجربے کو نہ صرف فلسفیانہ فکر اور مطالعے کا مرکز بنایا بلکہ اسے فلسفے کا خام مواد قرار دیا۔ اس فلسفیانہ فکر کے عظیم معماروں اور معتبر علمبرداروں میں کیرکے گارد، نیطشے، یاسپر، مارشل، ہائیڈیگر کے ساتھ ژاں۔ پال سارتر کا نام بھی نمایاں اور ممتاز ہے۔ سارتر کا تعلق وجودی فلسفہ کے اس مکتب فکر (SCHOOL) سے ہے جس کا رجحان سیکولر ہے اور جسے ہیومنشک وجودیت (HUMANISTIC EXISTENTIALISM) کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اس رجحان سے تعلق رکھنے والے مفکروں نے نہ صرف انسان کے وجودی تجربات کو مرکزِ مطالعہ بنایا بلکہ پیچیدہ عصری مسائل کو بھی فلسفے کے تار و پو میں پیوست کیا۔ خود سارتر بھی دوسری جنگ عظیم کے دوران فرانس کی تحریک مدافعت سے گہرے طور پر وابستہ رہے۔ اور بعض مخصوص شرائط پر کیمونزم اور مارکسزم سے بھی تعاون کیا۔

ساتھ ہی ادبی حلقوں کے لیے بھی سارتر کی شخصیت محتاج تعارف نہیں کیونکہ ایک ممتاز دانش ور اور فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ژاں پال سارتر نے افسانہ نگاری، ناول نگاری، ڈرامہ نگاری، ادبی تنقید، سوانح نگاری اور صحافت کے میدانوں میں

بھی گراں قدر کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں اور سارتر کے فلسفیانہ افکار، وجودی نفسیات، تنقیدی نظریات اور ادبی اور سماجی رویوں نے نہ صرف یورپ اور امریکہ کو بلکہ تیسری دنیا کی بھی کئی نسلوں کو اتنے گہرے طور پر متاثر کیا ہے کہ اگر موجودہ صدی کے پچھلے پچاس سالوں کو AGE OF SARTRA یا سارتر کا عہد کہا جائے تو مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔

ژاں پال سارتر کے فلسفے کے بنیادی تصورات ان کی معرکتہ الآرا کتابوں مثلاً نفسیات اور تخیل (PSYCHOLOGY AND IMAGINATION) "ہستی اور نیستی" (BEING AND NOTHINGNESS) "انا سے ماورا" (TRANSCENDENCE OF EGO) "جدلیاتی عقلیت کی تنقید" (A CRITIQUE OF DIALECTICAL REASON) سے اخذ کیے جا سکتے ہیں لیکن سارتر کی فلسفیانہ فکر کے مختصر ترین تعارف کے لیے بھی ایک طویل مقالہ درکار ہوگا۔ اس لیے یہاں صرف ان تصورات کی طرف مختصر اشارے کیے جائیں گے جن کا تعلق براہ راست سارتر کی ادبی تحریروں سے ہے اور جن کا عرفان ان سے لطف اندوز ہونے اور ان کے معنوں کی تہیں کھولنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

وجودی فکر کے مطابق انسان کی تخلیق انسانی فطرت کے کسی جامد اور آفاقی تصور کے مطابق نہیں ہوئی بلکہ انسان خود اپنے داخلی جذبات، وجودی تجربات، انتخاب، فیصلے اور عمل کے توسط سے اپنی شناخت کی جانب قدم بڑھاتا ہے گویا انسانی وجود (EXISTENCE) کو اس کی ماہیت (ESSENCE) پر اولیت حاصل ہے۔

انسانی وجود ایک باشعور وجود ہے جبکہ فطرت اور دیگر اشیا بے شعور وجود کے زمرے میں آتی ہیں اور اسی لیے نہ صرف انسان اور فطرت کے درمیان بلکہ انسان اور اس کے شعور کے درمیان بھی ایک گہری خلیج حائل ہے اور یہی خلا نیستی کا غماز ہے اور انسان کو اپنی اتفاقیت (CONTINGENCY) کے تجربے سے دوچار کرتا ہے۔ دوسری طرف فطرت اور بے شعور اشیا اپنی واقعیت

اور ٹھوس حقیقت پر اصرار کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

وجودی فکر میں فرد کی آزادی کو مرکزی اہمیت حاصل ہے اور مخصوص لمحات میں انسان خود کو ایک ایسی مطلق اور لامحدود آزادی (ABSOLUTE FREEDOM) کے روبرو پاتا ہے جو اسے وجودی کرب، دہشت اور تشویش کے تجربے سے دوچار کرتی ہے اور یہ احساس اس حقیقت کا اشاریہ ہے کہ انسان آزاد ہے۔ اس لیے پیچیدہ سے پیچیدہ صورت حال میں بھی فیصلے اور عمل کی ذمہ داری اسی کے کمزور شانوں پر ہے اور ایک وسیع و عریض کائنات میں جو دائمی اقدار اور آفاقی نظام اخلاقیات سے بے نیاز نظر آتی ہے۔ وہ خود ہی اپنی اقدار کا خالق ہے اور اس کا ہر انتخاب اور عمل نہ صرف اس کے لیے ایک مخصوص سمت سفر کا تعین کرتا ہے بلکہ کل انسانیت کے لیے بھی کسی مثبت یا منفی قدر کا حوالہ بن جاتا ہے۔ اسی لیے وجودی فکر میں آزادی اور ذمہ داری کے تصورات لازم و ملزوم ہیں۔ اور سارتر کے فلسفے میں آزادی کے ساتھ وابستگی یا COMMITMENT کا تصور بھی بہت اہم ہے۔

لامحدود آزادی کا اقرار، ذمہ داری کا گہرا احساس، معنی کی تلاش اور اقدار کی تشکیل اور انفرادی اور اجتماعی رشتوں میں خلوص اور والہانہ پن کا سنگم انسانی زندگی کو اعتبار AUTHENTICITY کی سند عطا کرتے ہیں لیکن ابدیت کی تلاش ایک شوقِ فضول یا USELESS PASION سے زیادہ کچھ نہیں۔ سارتر کی ادبی تحریروں میں معتبر اور غیر معتبر (AUTHENTIC & UNAUTHENTIC) زندگی کا گہرا مطالعہ اور دلچسپ مرقعے نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ آزادی سے انکار اور ذمہ داری سے فرار نہ صرف انسانی زندگی کے وسیع تر امکانات کو محدود کر کے اسے غیر معتبر بنا دیتے ہیں بلکہ اکثر اسے BAD FAITH کے دروازے پر لا کھڑا کرتے ہیں جو ایک پیچیدہ اعتقادی اور نفسیاتی بددیانتی کے مترادف ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے سارتر نے اپنی تحروں میں باشعور اور بے شعور وجود کے تضاد کو نمایاں کیا ہے جو داخلیت اور خارجیت کے ٹکراؤ کی بنیاد ہے اور ساتھ ہی انہوں نے مختلف داخلیتوں کے ٹکراؤ کو بھی بڑے ڈرامائی انداز سے پیش کیا ہے۔

یہ ٹکراؤ عشق کے شدید تجربے سے لے کر عام انسانی رشتوں، یہاں تک کہ کاروباری رشتوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے اور اس نقطۂ نظر سے سارتر نے انسانی رشتوں کی پیچیدگیوں کا بڑی باریکی سے اور بصیرت افروز مطالعہ کیا ہے۔

ژاں پال سارتر کا پہلا افسانوی مجموعہ "قربت" (INTIMACY) اس نفسیاتی دروں بینی اور انسانی رشتوں میں متضاد رویوں کی فنکارانہ پیش کش کی ایک اچھی مثال ہے۔ ان افسانوں میں فلسفیانہ تفکر کے ساتھ سماجی اخلاقیات کی تنقید اور طنز کی زیریں لہر ان کی معنویت کو دوچند کرتی ہے۔ ان افسانوں کے موضوعات، ذاتی رشتوں کی پیچیدگی اور جنسی رویوں کی کجروی سے لے کر سیاسی نظریات، اخلاقی تصورات اور مذہبی عقائد میں BAD FAITH کے مظاہر تک پھیلے ہوئے ہیں جن کے توسط سے سارتر کے معتبر اور غیر معتبر زندگی کے تصور پر گہری روشنی پڑتی ہے۔

ژاں پال سارتر کا پہلا ناول "متلی" (NAUSEA) ان فلسفیانہ تصورات کا افسانوی روپ ہے جن کا محاکمہ (BEING AND NOTHINGNESS) میں کیا گیا ہے۔ اس ناول میں انسانی وجود کی اتفاقیت اور اس سے پیدا ہونے والی بے چینی، بے کیفی اور متلی کی کیفیت کا تجزیہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بورژوا اقدار کے تضاد اور کھوکھلے پن کو بھی داخلی تجربے کے وسیلے سے اجاگر کیا گیا ہے۔ ناول کے آخری حصے میں ہیرو تشکک، تشویش اور اذیت ناک بے کیفی کے تجربے سے گزرنے کے بعد ایک بصیرت افروز احساس سے دوچار ہوتا ہے اور اسے انفرادی زندگی میں فیصلے کی اہمیت، انتخاب ذات اور فن کے وسیلے سے معنی کی تخلیق کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔ یہ ناول سارتر کے فلسفیانہ تصورات کا ایک بھرپور مرقع ہے لیکن ان تصورات کی شدت اور فراوانی سے اس کی افسانویت بڑی حد تک مجروح ہو گئی ہے۔

اس کے برخلاف سارتر کا مسلسل ناول "آزادی کے راستے" جو تین حصوں یعنی "سن شعور" (AGE OF REASON)، "صلح کا وقفہ" اور "بے چین نیند" پر مشتمل ہے، ایک زیادہ کامیاب ناول ہے جسے جدید ناول نگاری کے میدان میں ایک قابل قدر اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان ناولوں میں سارتر نے اپنے افسانوی کرداروں کا مطالعہ ان کے سماجی اور اخلاقی

پس منظر میں بڑی باریک بینی سے کیا ہے اور باہمی رشتوں میں سیاسی تصورات اور اخلاقی نظریات کی کارفرمائی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ان رشتوں کے نشیب و فراز، کرب، تشویش اور تنہائی کے داخلی تجربے کو فنکارانہ چابکدستی سے پیش کیا ہے لیکن ان ناولوں کا مرکزی اور مسلسل موضوع "آزادی کے راستے" ہی ہے۔ اور سارتر نے نہ صرف انفرادی اور اجتماعی آزادی کے تصور پر بھرپور روشنی ڈالی ہے بلکہ آزادی کے مختلف، محدود سطحی اور گمراہ کن تصورات کو بھی بڑے دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے مثلاً آزادی اور نابستگی "آزادی اور بے راہ روی" جنسی آزادی اور جنسی کجروی وغیرہ۔ ساتھ ہی انھوں نے مختلف سیاسی نظریات مثلاً ہیومنزم (HUMANISM) بورژوا، لبرلزم، کمیونزم اور فاشزم وغیرہ کے سیاق و سباق میں بھی آزادی کے تصور کا تجزیہ کیا ہے اور ساتھ ہی ان ناولوں میں آزادی کے زیادہ گہرے اور معتبر تصور یعنی آزادی اور ذمہ داری اور آزادی اور وابستگی کی طرف بھی واضح اشارے ملتے ہیں۔ لیکن اس ناول کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ سب تصورات اس کی افسانوی ساخت میں پیوست ہیں اور کرداروں کے ذاتی تجربات اور نفسیاتی کیفیات کے وسیلے سے ہمارے سامنے آتے ہیں اور اسی لیے فنی نقطۂ نظر سے بھی یہ ناول کامیاب ہے۔

اور اس منزل پر جب ہم سارتر کی ڈرامہ نگاری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو گو کہ یہاں بھی سارتر کا مقصد اپنے فلسفیانہ تصورات کی افہام و تفہیم ہی ہے لیکن یہاں ہمیں زیادہ تازہ کاری اور بے ساختہ پن کا احساس ہوتا ہے اور خود سارتر کے خیال کے مطابق بھی ان کی ڈرامہ نگاری صرف ان کے تصورات کی ڈرامائی پیش کش نہیں بلکہ ان کی فلسفیانہ سرگرمیوں کی توسیع بھی ہے اور یوں بھی ڈرامے کا فن، سارتر کے وجودی فلسفے سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہے کیونکہ ڈرامے میں ایک کردار کی شناخت کا وسیلہ اس کا انتخاب اور عمل ہی ہے اور یہی صورت وجودی فلسفے میں بھی ہے اور فیصلے، عمل اور ذاتی شناخت کا مسئلہ سارتر کے بیشتر ڈراموں کا مرکزی موضوع بھی ہے جسے کبھی حال اور کبھی ماضی کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے لیکن ہر صورت میں یہ اثبات اور معنی کی تخلیق کا سنگ بنیاد ہے۔

سارتر کے ابتدائی ڈراموں میں "مکھیاں" (THE FLIES 1943) اور بندکمرہ (NO EXIT 1994) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ "مکھیاں" (THE FLIES) یونانی دیومالا میں اورسٹیز (ORESTES) کی کہانی کا جدید روپ ہے جس میں سارتر نے اورجنل کہانی کے ظاہری خدوخال کو توبڑی حد تک قائم رکھا ہے لیکن ان کی معنویت کو اس حد تک بدل دیا ہے کہ وہ سارتر کے مخصوص وجودی تصورات کی ڈرامائی تجسیم بن گئے ہیں جس میں آزادی اور ذمہ داری سے فرار، احساس جرم اور اعتقادی بددیانتی (BAD FAITH) آزادی اور نابستگی، آزادی اور وابستگی، آزادی اور ذمہ داری، عمل، انتخاب اور ذاتی شناخت کا مسئلہ، اقدار و معنی کی تخلیق، غیر معتبر زندگی کی سکڑی ہوئی حدود اور معتبر زندگی کے لامحدود امکانات مرکزی اہمیت کے حامل ہیں۔

اگس تھیوس اور کلائی ٹامنسٹرا (بادشاہ اور ملکہ) قوت کی ناجائز ملکیت اور ریاکارانہ استحصال کی علامت ہیں۔ عظیم دیوتا جیوپیٹر مذہب اور روحانیت کے نام پر عوام کے استحصال کی مثال ہے۔ آرگوس کے عوام اپنی بے پایاں آزادی کے احساس سے ناآشنا ہیں اور شدید احساس جرم، خوف و ہراس کا شکار ہیں۔ اس اعتقادی بددیانتی نے فضا کو مسموم کر دیا ہے جس کا ڈرامائی اظہار وہ مکھیاں ہیں جو تعداد اور سائز میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور جن کی موجودگی نے عوام کو قابل رحم اور ماحول کو گھناونا بنا دیتا ہے۔ مقتول بادشاہ ایگا میمنون کی لڑکی الکٹرا کی مذہب اور اقتدار سے بغاوت جذباتی حدود کے آگے نہیں بڑھتی۔ اسے اپنے بھائی اورسٹیز کا انتظار ہے جو اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے گا اور اپنے ملک کو اس جبر و تشدد سے نجات دلائے گا۔ اورسٹیز ایک وجودی ہیرو ہے جسے آزادی کا درس ملا ہے لیکن اپنی آزادی کو اعتبار کی سند دینے کے لیے اسے خود کو آرگوس کے عوام کے مقدر سے وابستہ کرنا ہے۔ وہ فیصلے اور عمل کے دوراہے پر کھڑا ہے اور اس کا روح فرسا فیصلہ (بادشاہ اور ملکہ کا قتل) ارگوس کی آزادی اور اس کی ذاتی شناخت کا سنگ بنیاد بنتا ہے۔ اس کا اپنے عمل کی ذمہ داری قبول کرنا معتبر طرز فکر کی مثال ہے اور پھر اورسٹیز کا انجانی وسعتوں کا سفر انسانی کی آزادی مطلق اور اس کی زندگی کے لامحدود امکانات کا

اشاریہ ہے۔ اس طرح یہ ڈراما سارتر کے بنیادی وجودی تصورات کی تجسیم ہے کچھ نقادوں نے اس ڈرامے کو دوسری جنگ عظیم میں فرانس کی تحریک مدافعت کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ نقطۂ نظر بھی کسی حد تک درست ہے لیکن یہ صرف ڈرامے کے ایک پہلو پر روشنی ڈالتا ہے جبکہ اس کا وجودی تجزیہ اس کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔

اور اب ہم اپنی توجہ سارتر کے اس شاہکار ڈرامے یعنی (NO EXIT) "بند کمرہ" کی طرف مبذول کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ اس مجموعے میں شامل اشاعت ہے۔

بند کمرہ (NO EXIT 1944)

فنی اعتبار سے بند کمرہ (NO EXIT) ایک زیادہ کامیاب ڈرامہ ہے جس کے کردار زیادہ دلچسپ اور پےچیدہ ہیں اور ان کا نفسیاتی مطالعہ بڑی باریک بینی سے کیا گیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں سارتر کی فلسفیانہ فکر اور وجودی تصورات پوری طرح اس کی ڈرامائی ساخت میں پیوست ہیں اور حقیقت نگاری کے اکثر تقاضوں کو پورا کرنے کے باوجود یہ ڈرامہ ایک طویل استعارہ (EXTENDED METAPHOR) بن گیا ہے جو سارتر کے مخصوص وجودی تصورات کی ایک تخیل آفریں تجسیم ہے۔

"بند کمرہ" میں جہنم کے مذہبی تصور کا فکر انگیز استعمال کیا گیا ہے جو اس کا مخصوص استعارہ بھی ہے۔ لیکن سارتر کا جہنم عیسائیت یا اسلام کے جہنم کی طرح آگ کے شعلوں میں جھلسنے یا کسی اور قسم کے جسمانی اذیت کی آماجگاہ نہیں بلکہ دوسری امپائر کے ڈرائنگ روم سے ملتا جلتا ایک بند کمرہ ہے جس میں تین گناہگاروں کو بند کیا گیا ہے۔ یہ تینوں یعنی گارسوں جو ایک جرنلسٹ ہے۔ آنیز جو ایک پوسٹ آفس کلرک ہے اور استیل جو ایک سوسائٹی لیڈی ہے، ایک دوسرے کے لیے بالکل اجنبی ہیں اور اس بات پر حیرت زدہ ہیں کہ انھیں ساتھ کیوں رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی وہ اس بات سے بھی خوفزدہ ہیں کہ بہت جلد اذیت ناک سزاؤں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ ڈرامائی ایکشن اور گفتگو کے دوران ان کی شخصیتیں اور ماضی کے نقوش ابھرتے ہیں اور ان کے "گناہوں" کا پردہ فاش ہوتا ہے اور آخر میں ان پر یہ انکشاف

بھی ہوتا ہے کہ اب وہاں کوئی اذیت رساں نہیں آئے گا کیونکہ ایک دوسرے کے اذیت رساں وہ خود ہیں۔

ستیل جو فیشن ایبل طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک خود پرست اور دوسروں کے جذبات سے کھیلنے والی عورت ہے، ابتدا میں خود کو معصوم ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن آخرکار اسے اس بات کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کہ اس نے اپنی ناجائز بچی کا خون کیا اور اس طرح اپنے عاشق کی خودکشی کا سبب بنی۔ دوسری طرف آئنیز ایک بے رحم اور اذیت پرست عورت ہے جس کو اپنے SADIST ہونے پر فخر اور LESBIAN (ہم جنسوں سے جنسی تعلقات رکھنے والی عورت) ہونے پر اصرار ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے اپنے جہنم بھیجے جانے پر ذرا بھی تعجب نہیں کیونکہ وہ پیدائشی طور پر شیطان کی شاگرد تھی لیکن سارتر کے نقطۂ نظر سے یہ خیال یکسر غلط ہے کیونکہ کوئی انسان ایک مخصوص فطرت لے کر پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ علامہ اقبال کے الفاظ میں:-

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اور وجودی نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ یعنی انیز بھی اپنے عمل ہی کی بدولت جہنم میں ہے۔ زندگی بھر اس نے نہ صرف مختلف عورتوں کو اپنی محبت کے جال میں پھنسایا اور نفسیاتی طور پر ان پر اپنا کنٹرول قائم کیا بلکہ اپنی آخری معشوقہ کو شدید احساس جرم میں مبتلا کر کے اسے خودکشی کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ تیسرا کردار یعنی گارسوں بھی ان دونوں عورتوں کی طرح BAD FAITH یا اعتقادی بددیانتی کا شکار ہے۔ اس نے اپنی سیدھی سادی بیوی سے ہمیشہ بدسلوکی کی۔ اسے احساس کمتری میں مبتلا کیا اور ہر ممکن طریقے سے اس کی دل شکنی کی۔ ساتھ ہی اس نے اپنی ان خطاؤں کو اس لیے معاف کیا کہ اس کے خیال میں وہ ایک بہت ہی اہم انسان تھا۔ اسے اپنے جنگ مخالف اور با اصول انسان ہونے پر ہمیشہ ناز رہا۔ لیکن جب جنگ چھڑی تو وہ سرحد پار کرتا ہوا گرفتار ہوا اور غداری کے جرم میں گولی کا نشانہ بنا۔ گارسوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنے امن پسند اصولوں کی خاطر ملک چھوڑ کر جا رہا تھا جب کہ اس کے ساتھی اسے غدار قرار دے چکے ہیں۔ اور آئنیز کا خیال ہے کہ وہ بنیادی طور پر ایک بزدل انسان

ہے ۔ اور سارتر کے خیال کے مطابق ایک شخص کا عمل اور فیصلہ ہی اس کی شناخت کا وسیلہ ہے اور اس کے دستخط کا درجہ رکھتا ہے ۔ دوسری طرف نیت اور ارادے کا تعین کرنا اتنا آسان نہیں ۔ کیونکہ :

ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہیں تصویریں
(اقبال)

اس طرح ژاں ۔پال ۔ سارتر نے ان تینوں کرداروں کے ذاتی زندگی کے ڈراموں کو جو بجائے خود بھی کافی دلچسپ اور سنسنی خیز ہیں ایک فلسفیانہ فریم میں جڑ دیا ہے جو زیادہ معنی خیز اور بصیرت افروز ہے ۔

ڈرامائی ایکشن کے دوران آنیز ستیل کو جو کافی خوبصورت ہے اپنی محبت کے جال میں پھنسانا چاہتی ہے لیکن گارسوں کی موجودگی اس کی راہ میں حائل ہے کیونکہ ستیل خود گارسوں سے جنسی تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے ۔ لیکن اس کے لیے بھی یہ آسان نہیں کیونکہ انیز ہر قدم پر روڑا اٹکاتی ہے اور اس کی تیز اور بے رحم نگاہیں ان لوگوں کے ذہنی فرار کی اس اسکیم کو ناکام بنا دیتی ہیں ۔ دوسری طرف گارسوں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے یقین دلائے کہ وہ بزدل نہیں بلکہ ایک اصول پرست انسان ہے لیکن ستیل کو تو اس مسئلے سے کوئی دلچسپی ہی نہیں اور انیز ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کو تیار ہے کہ وہ بزدل اور غدار ہے ۔ اس طرح ان تینوں کرداروں کی داخلیتوں کا ٹکراؤ نہ صرف ڈرامائی کش مکش کو دوچند کرتا ہے بلکہ ان کے لیے ذہنی اذیتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ بن جاتا ہے ۔ ان اذیتوں سے پریشان حال ہو کر گارسوں چلا اٹھتا ہے کہ دوسروں کی موجودگی ہی جہنم ہے اور جب وہ پاگلوں کی طرح اس کمرے کا بند دروازہ پیٹتا ہے تو یکایک وہ کھل جاتا ہے لیکن یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی باہر جانے کے لیے تیار نہیں ہے اور وہ خود ہی دروازہ بند کر دیتے ہیں اور پھر وہی سلسلہ نئے سرے سے شروع ہو جاتا ہے ۔

اس اختتام کی جو غیر معمولی ڈرامائی دلچسپی کا حامل ہے گہری وجودی معنویت بھی ہے کیوں کہ ژاں پال سارتر کے خیال کے مطابق انتہائی محدود اور پریشان کن صورت حال میں بھی انسان کے پاس عمل اور فیصلے کی کچھ نہ کچھ آزادی ضرور ہوتی

ہے اور اس کا ایک جرأت مندانہ فیصلہ اس کی زندگی میں ایک اہم تبدیلی لا سکتا ہے یعنی ایک RADICAL CONVERSION کا سنگ بنیاد بن سکتا ہے۔ جب کہ آزادی سے فرار اس کی زندگی کو اور زیادہ محدود اور نامعتبر بنا دیتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اہم فیصلہ عام طور پر اندھیرے میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہوتا ہے (جیساکہ اس ڈرامے میں ہے) اور بیشتر لوگ خطرے کا سامنا کرنے سے اس قدر خائف ہوتے ہیں کہ غیر معتبر زندگی اور BAD FAITH کی محبوس اور متعفن فضا میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اس مختصر تجزیے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سارتر کا جہنم صرف جرم و سزا اور اعمال اور ان کے نتائج کا ڈرامائی روپ نہیں بلکہ اعتقادی بددیانتی کے مختلف مظاہر اور غیر معتبر زندگی کی سکڑتی ہوئی حدود اور جامد اور بے معنی صورت حال کا استعارہ بھی ہے۔ ان تینوں کرداروں نے نہ صرف ذاتی اور شخصی رشتوں میں خود غرضی اور سفاکی کو آلہ کار بنایا بلکہ شخصیت کی شناخت، اقدار کی تخلیق اور اپنی آزادی کو بامعنی بنانے میں بھی مجرمانہ طور پر بے نیاز رہے۔ نتیجے کے طور پر یہ اپنے تعمیر کردہ جہنم میں محبوس ہیں جہاں تخلیق کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور یہ لوگ اپنے جذبات کی تسکین اور ذات کی شناخت کے لیے مکمل طور پر ایک دوسرے کے دست نگر ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ ان میں سے کوئی بھی کسی دوسرے سے کوئی بامعنی رشتہ قائم کرنے کا اہل نہیں۔

اس ڈرامے کا ایک ثانوی موضوع وجودی فلسفے میں موت کے تصور سے متعلق ہے ہے۔ سارتر کے نقطہ نظر سے ہر زندہ انسان اپنے فیصلوں اور عمل کے وسیلے سے اپنی اقدار اور شخصیت کی تخلیق کرتا ہے۔ اور اس میں ہر لمحہ تبدیلی بھی ممکن ہے لیکن موت کے بعد اور یہ موت جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور روحانی بھی۔ اس کی زندگی ایک تکمیل شدہ پروجکٹ کی مانند ہے جو اب دوسروں کے ہاتھوں میں ہے اور جسے وہی اپنی مرضی کے مطابق کوئی معنی پہناتے ہیں اور خود اس شخص کا اپنے تصور ذات یا شناخت پر کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ جیساکہ اس ڈرامے میں یہ کردار اپنی "موت" کے بعد دوسروں کی رائے پر اثرانداز نہیں ہو سکتے۔ دنیا انھیں یا تو بھلا چکی ہے جیساکہ آینز کے سلسلے میں ہوتا ہے یا ان کی معصومیت کا پردہ فاش ہو چکا ہے، جیساکہ ستیل کے سلسلے میں ہوتا ہے یا ان کی

شخصیت پر ان کی مرضی کے خلاف ایک لیبل چسپاں کر دیا جاتا ہے جیسا کہ گارسوں کے سلسلے میں ہوتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ "بند کمرہ" (NO EXIT) ژاں پال سارتر کے فلسفیانہ تصورات کی ایک نہایت بصیرت افروز، دل نشیں اور فنکارانہ تجسیم ہے اور یہ تصورات بالکل فطری انداز سے نمایاں ہوتے ہیں اور ہمیں گہرے طور پر متاثر کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر بھی میرا یہی خیال ہے کہ یہی ڈرامہ سارتر کا سب سے کامیاب ڈرامائی شاہکار ہے۔ اور اسی لیے اردو ترجمے کے لیے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کی اسٹیج پیش کش بھی زیادہ مشکل نہیں۔ البتہ اس کے معنوں پر پورا عبور اور حساس اور فنکارانہ اداکاری ہی اس پیش کش کی کامیابی کی ضامن بن سکتی ہیں۔

سارتر کے دوسرے ڈراموں میں "بے سایہ لوگ" "التونا کے قیدی" "کین" اور "نکراسوف" بھی کئی اعتبار سے قابل ذکر ہیں۔ اور یہ ڈرامے بھی سارتر کی وجودی فکر کے کئی گوشوں کو منور کرتے ہیں لیکن یہاں ان پر تفصیل سے روشنی ڈالنا ممکن نہیں۔

زاھدہ زیدی
آبشار نمبر ۴۔ HIG فلیٹ
سر سید نگر۔ علی گڑھ

ژاں پال سارتر

بند کمرہ

ترجمہ اور تعارف

زاہدہ زیدی

کردار :-

گارسوں

آنیز

استیل

خدمت گار

بند کمرہ

ژاں پال سارتر　　　　ترجمہ : زاہدہ زیدی

(دوسری امپائر کے طرز کا ڈرائنگ روم) کارنس پر پینیل کا ایک بڑا مجسمہ رکھا ہوا ہے) گارسوں (ایک میزبان خدمتگار کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور کمرہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہے)

گارسوں: ہوں تو ہم یہاں ہیں

خدمتگار : جی ہاں مسٹر گارسوں

گارسوں : تو گویا یہ اس قسم کی جگہ ہے ۔

خدمتگار : جی ہاں

گارسوں : دوسری امپائر کے طرز کا فرنیچر! ـــــــ بہر حال میں سوچتا ہوں وقت گذرنے پر انسان ہر چیز کا عادی ہو جاتا ہے ۔

خدمتگار : کچھ لوگ ہو جاتے ہیں ۔ کچھ نہیں ہوتے ۔

گارسوں : کیا اور سب کمرے بھی اسی قسم کے ہیں ۔

خدمتگار : اور سب کمرے اس قسم کے کیسے ہو سکتے ہیں ہمیں تو ہر قسم کے لوگوں کے لیے انتظام کرنا ہوتا ہے ۔ مثال کے طور پر چینی اور ہندوستانی ۔ بھلا ان لوگوں کا اس طرز کی کرسیوں سے کیا کام نکل سکتا ہے ۔

گارسوں : اور میں پوچھ سکتا ہوں کہ میرا اس قسم کی کرسی سے کیا کام نکل سکتا ہے ؟ تم کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں ؟ ـــ خیر اس بات کو چھوڑو ۔ پھر سچی بات تو یہ ہے کہ میں ہر قسم کے ناخوشگوار فرنیچر کا عادی ہو چکا ہوں یہاں تک کہ ان کی غلط ترتیب کا بھی ۔ بلکہ کبھی کبھی تو وہی اچھا لگنے لگتا ہے ۔ مثلاً لوئی کلب

کے کمرۂ طعام میں فرنیچر کی غلط ترتیب ــ تم اس اسٹائل سے تو واقف ہی ہوں گے ۔ تو گویا اس میں بھی ایک نکتہ تھا ۔ یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ بوگس در بوگس ۔

خدمتگار : دھیرے دھیرے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ دوسری امپائر کی طرز کے ڈرائنگ روم میں بھی ایک نکتہ ہے ۔

گارسوں : کیا واقعی ؟ ــ ہو سکتا ہے ۔ ہو سکتا ہے (کمرے پر ایک اور نظر ڈالتا ہے) پھر بھی ــ مجھے اس قسم کی جگہ کی ہرگز توقع نہ تھی ۔ تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ وہاں، نیچے اس سلسلے میں کس قسم کے خیالات رائج ہیں ۔

خدمتگار : کس سلسلے میں

گارسوں : اس، یعنی اس رہائش گاہ کے بارے میں (ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے)

خدمتگار : کمال ہے جناب، آپ نے اس قسم کی افواہوں پر کیسے یقین کیا ۔ یعنی ایسے لوگوں کی گڑھی ہوئی کہانیاں، جنہوں نے کبھی یہاں قدم نہیں رکھا ــ ظاہر ہے کہ اگر وہ یہاں آتے تو ــ

گارسوں : بالکل ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک ہے (دونوں ہنستے ہیں، یکایک گارسوں کے چہرے پر ہنسی منجمد ہو جاتی ہے) لیکن یہ بتاؤ کہ اذیت پہنچانے والے آلات کہاں ہیں ؟

خدمتگار : کیا ــ ؟ ــ کیسے آلات ؟

گارسوں : آہنی شکنجے، دہکتی ہوئی سلاخیں اور اسی قسم کی دوسری چیزیں ؟

خدمتگار : جناب آپ مذاق کرنا چاہیں تو شوق سے کیجیے ۔

گارسوں : مذاق !! ــ اچھا اب میں سمجھا ، نہیں جناب میں مذاق نہیں کر رہا تھا (وقفہ ۔ کمرے میں ٹہلتا ہے) اچھا تو یہاں کوئی آئینہ نہیں ہے اور نہ کوئی کھڑکی ــ بہر حال اس کی توقع ہی تھی ۔ اور ہاں یہاں کوئی ٹوٹنے والی کوئی چیز بھی نہیں ہے ... (غصہ سے) خیر یہ سب کچھ تو ہے لیکن کم سے کم ٹوتھ برش تو میرے پاس چھوڑا جا سکتا تھا ۔

خدمتگار : بہت خوب ! تو گویا آپ ابھی تک اپنے ــ اپنے انسانی وقار کو نہیں بھولے

مُسکرانے کی معافی چاہتا ہوں۔

گارسوں : (کرسی کے ہتھے پر غصہ سے مُکا مارتے ہوئے) مہربانی سے میرے ساتھ ادب اور تہذیب سے پیش آؤ — میں اپنی صورتِ حال سے بخوبی واقف ہوں لیکن پھر بھی میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔

خدمتگار : معاف کیجئے جناب! میرا یہ منشا ہرگز نہ تھا لیکن ہمارے سبھی مہمان مجھ سے ایک ہی قسم کے سوال کرتے ہیں۔ اور وہ بھی معاف کیجئے گا، بہت حماقت آمیز سوالات — سب سے پہلا سوال تو ہر ایک کا یہ ہوتا ہے کہ "اذیت پہنچانے والا کمرہ کہاں ہے؟" اور تھوڑی دیر بعد جب اُن کے اعصاب کو ذرا سکون ملتا ہے تو وہ اپنے ٹوتھ برش اور اس قسم کی چیزوں کا رونا رونے لگتے ہیں بغیر یہ معلوم کئے ہوئے کہ یہاں کوئی غسل خانہ بھی ہے یا نہیں — خدا کے لیے مسٹر گارسوں، ذرا اپنی عقل استعمال کیجئے۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں آپ کو اپنے دانت صاف کرنے سے کیا حاصل ہوگا۔

گارسوں : (قدرے سکون سے) ہاں ٹھیک کہتے ہو — بالکل ٹھیک ہے (کمرے پر ایک اور نظر ڈالتا ہے) اور پھر آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے کی بھی ایسی کیا ضرورت ہے۔ اور وہاں کارنس پر وہ پیتل کا مجسمہ، تو ہوسکتا ہے کہ ایسا کوئی وقت بھی آئے، جب میں اُس میں اپنی نظریں گڑو دینا چاہوں۔ یعنی اپنی نظریں نکال کر اُس میں گاڑ دوں — کچھ سمجھے میں کیا کہنا چاہتا ہوں — اچھا ٹھیک ہے، تو یُوں کیا جائے کہ ہم اپنے پتے کھول دیں — میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس صورتحال کا پورا احساس ہے کیا تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ مجھے اس وقت کیا محسوس ہو رہا ہے۔ بس یوں سمجھو کہ کوئی شخص ڈوب رہا ہو اس کی سانس گھُٹ رہی ہو، اور وہ لمحہ بہ لمحہ غرق ہو رہا ہو یہاں تک کہ بس اُس کی آنکھیں پانی سے باہر رہ جائیں۔ اور اس وقت اُسے کیا کیا دکھتا ہے؟ پیتل کا ایک بیہودہ مجسمہ، جسے باربیدی نے جنم دیا تھا۔ ایک غیر معروف پُرانی یادگار — ایک قسم کا بھیانک خواب۔ تم ہی بتاؤ اُسے یہاں رکھنے کا کیا جواز ہوسکتا ہے — کیوں؟ — لیکن نہیں، میں اصرار نہیں کروں گا۔

غالباً تمہیں سوالوں کا جواب دینے کی اجازت نہیں ہے ۔ لیکن عزیزمن یاد رکھو، مجھے خوب اندازہ ہے کہ مجھے کیا ہونے والا نہیں ہے ۔ اس لیے تمہیں اس بات پر اترانے کی ضرورت نہیں کہ تم نے مجھے انجانے میں پکڑ لیا ۔ میں پوری طرح صورتِ حال کا سامنا کر رہا ہوں (کمرے میں ٹہلنا شروع کرتا ہے) ہاں تو یہ صورتِ حال ہے ۔ ٹوتھ برش غائب اور پلنگ بھی ۔ تو کیا اس سے اندازہ لگایا جائے کہ یہاں کوئی سوتا بھی نہیں ۔

خدمتگار : آپ کا خیال ٹھیک ہے ۔

گارسوں : ظاہر ہے کہ یہاں کوئی کیوں سوئے گا؟ ۔۔۔ یہ ضرور ہے کہ کبھی کبھی غنودگی طاری ہوگی اور معلوم ہوگا کہ کوئی کان کے پیچھے ہلکے ہلکے گدگدی اٹھا رہا ہے اور آنکھیں بند ہوتی محسوس ہوں گی، لیکن ایسے میں سونے کی کیا ضرورت ہے ۔ بس ذرا صوفے پر سر ٹکا لیجئے ۔۔۔ اور بجلی کی سی سرعت سے نیند غائب ہوجائیگی ۔ بس اب آپ اپنی آنکھیں ملیئے، اور اُٹھ کر بیٹھ جائیے اور از سر نو وہی سلسلہ شروع ہوجائے گا ۔

خدمتگار : آپ بڑے رومینٹک معلوم ہوتے ہیں ۔

گارسوں : مہربانی سے خاموش رہو، میں جھگڑا کھڑا کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں خود رحمی کا شکار بننا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا ۔ میں صورتِ حال کا سامنا کروں گا، مردانہ وار اور کھرے کھرے انداز سے ۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ انجانے میں مجھ پر پیچھے سے حملہ کردے، یعنی اس سے پہلے کہ میں اسے ناپ تول چکا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں رومینٹک ہوں ...... ہاں تو گویا کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ ایک انسان کو آرام کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور جب نیند ہی نہ آئے تو سونے کے سلسلے میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔ بات تو عقل کے معیار پر پوری اُترتی ہے ۔ کیوں کیا خیال ہے ۔۔۔ لیکن ذرا ٹھہرو ۔ اس میں کوئی گڑبڑ ہے ۔ کچھ ناخوشگوار سی کیفیت تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات ناخوشگوار کیوں ہے؟ ۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے ۔ اب سمجھا ۔ ایک لامتناہی یکسانیت !

خدمتگار : اس کا کیا مطلب ہوا ؟

گارسوں : کیا مطلب ہوا (خدمتگار کو شک کی نظروں سے دیکھتا ہے) اچھا تو میرا خیال ٹھیک تھا۔ اسی لیے تمہارا گھورنے کا انداز اتنا کریہہ اور غیر شائستہ ہے۔ وہ مفلوج ہیں۔

خدمتگار : کس کی بات کر رہے ہو

گارسوں : تمہارے پپوٹے۔ ہمارے پپوٹے متواتر اوپر آتے ہیں اور پھر نیچے جاتے ہیں اور اسے ہم آنکھ جھپکانا کہتے ہیں۔ بس یوں سمجھو جیسے ایک چھوٹا سا سیاہ کواڑ ایک سکنڈ کے لیے بند ہو جائے، اور پھر فوراً ہی کھل جائے۔ اس طرح گویا ایک وقفہ ملتا ہے، جس میں پپوٹوں میں نمی آجاتی ہے۔ شاید تم یہ تصور نہ کر سکو کہ یہ عمل کتنا سکون آمیز اور تازگی بخش ہوتا ہے۔ گویا ہر گھنٹے میں چار ہزار ننھے منے آرام کے وقفے چار ہزار ننھے منے سکون۔ اچھا تو گویا اس میں یہ نکتہ ہے کہ یہاں بغیر پپوٹوں کے زندہ رہنا پڑے گا۔ بھولا بننے کی ضرورت نہیں' تم جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اگر پپوٹے نہ ہوں تو نیند آنے کا سوال ہی کیا ہے اس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیوں ؟۔ تو اس کا مطلب ہے کہ میں اب کبھی نہیں سوؤں گا۔ لیکن اس صورت میں مجھے یقیناً اپنے آپ سے نفرت ہو جائے گی۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ ٹھیک ہے کہ مجھے کھجانے کا شوق ہے، اب یہ شوق میری طبیعت ثانیہ بن گیا ہے میں اپنے آپ کو کھجاتا رہتا ہوں، بلکہ کھرچتا رہتا ہوں، کیوں مجھے اچھی طرح کھجانا نہیں آتا۔ لیکن مسلسل تو میں یہ بھی نہیں کر سکتا، وہاں نیچے میری راتیں اچھی گذر جاتی تھیں اور میں سو جاتا تھا۔ میری راتیں ہمیشہ اچھی ہی گذریں۔ شاید یہ بھی ایک قسم کی تلافی تھی۔ اور پھر کچھ اچھے خواب ! ۔ وہاں ایک ہرا بھرا کھیت تھا، جہاں میں سیر کرنے جاتا تھا۔ کیا یہ دن کا وقت ہے۔

خدمتگار : کیا آپ خود نہیں دیکھ سکتے۔ روشنیاں جلی ہوئی ہیں۔

گارسوں : اچھا سمجھا، تو یہ تمہارا دن ہے، اور باہر؟

خدمتگار : باہر ؟

گارسوں : بنومت، تمہیں معلوم ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں' اس دیوار کے دوسری طرف !

خدمتگار : ایک بند راستہ ہے ۔
گارسوں : اور اس راستے کے اختتام پر ؟
خدمتگار : اور کمرے ہیں، پھر اور راستے ہیں، اور زینے ہیں ۔
گارسوں : اور ان سب کے اختتام پر ؟
خدمتگار : اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔
گارسوں : لیکن یقیناً، کہیں نہ کہیں تو دن ہوتا ہوگا، تم کہاں جاتے ہو ۔
خدمتگار : اپنے چچا کے ہاں، وہ یہاں کا سب سے بڑا داروغہ ہے ۔ اس کا کمرہ تیسری منزل پر ہے ۔
گارسوں : ظاہر ہے یہ تو مجھے پہلے ہی سوچنا چاہیئے تھا۔ بجلی کا بٹن کہاں ہے ۔
خدمتگار : یہاں کوئی بٹن نہیں ہے ۔
گارسوں : کیا کہا ؟ ۔ تو کیا روشنی بند نہیں کی جاسکتی ؟
خدمتگار : ارباب حل وعقد بجلی کا تار کاٹ سکتے ہیں ۔ لیکن میری یاد میں اس منزل پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کم سے کم ہمیں روشنی کی کمی نہیں پڑی ۔
گارسوں : اس کا مطلب ہے کہ یہاں مسلسل کھلی آنکھوں زندگی گذارنی پڑتی ہے ۔
خدمتگار : کیا کہا آپ نے ـــــ " زندگی ! "
گارسوں : لفظوں کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ۔ ہمیشہ ہمیشہ ۔ کھلی آنکھوں سے میری آنکھوں میں دن کی چبھتی ہوئی روشنی ۔ اور میرے سر میں ـــــ (وقفہ) اور فرض کرو کہ میں کارنس پر رکھے ہوئے ہیولے کو اٹھا کر لمپ پر پٹخ دوں ۔ تو تمہارا خیال ہے کہ یہ بجھے گا نہیں ۔
خدمتگار : اسے آپ اٹھا نہیں سکتے، یہ بہت بھاری ہے ۔
گارسوں : پیتل کے مجسمے کو اٹھانے کی کوشش کرتا ہے) تم ٹھیک کہتے ہو ۔ یہ بہت بھاری ہے (مختصر وقفہ)
خدمتگار : اچھا تو جناب، اگر آپ کو میری ضرورت نہیں تو میں چلتا ہوں ۔
گارسوں : کیا ؟ ۔ تم جارہے ہو ؟ ـــــ (خدمت گار دروازے تک جاتا ہے) ذرا ٹھہرو (خدمت گار ٹھہرتا ہے، اِدھر اُدھر دیکھتا ہے) کیا وہ گھنٹی ہے، (خدمت گار

اشارے سے ہاں کہتا ہے) اگر میں گھنٹی بجاؤں گا تو تم آجاؤ گے۔ کیوں؟

خدمتگار : ہاں ہوسکتا ہے، لیکن اس گھنٹی کا کوئی اعتبار نہیں، اس کے تار میں کچھ گڑبڑ ہے، اور یہ اکثر کام نہیں کرتی۔

(گارسوں گھنٹی بجاتا ہے۔ باہر سے گھنٹی بجنے کی آواز آتی ہے)

گارسوں : یہ تو ٹھیک کام کر رہی ہے۔

خدمتگار : (تعجب سے) ہاں، واقعی! (بٹن دباتا ہے) لیکن اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اس گھنٹی پر کبھی بھروسا نہ کرتا۔ یہ بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ اچھا اب مجھے جانا چاہیئے (گارسوں اسے ہاتھ کے اشارے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے) جناب!

گارسوں : خیر چھوڑو، کوئی بات نہیں (کارنس کے قریب جاتا ہے اور اس پر سے کاغذ کاٹنے کا چاقو اٹھاتا ہے) یہ کیا ہے؟

خدمتگار : کیا آپ خود نہیں دیکھ سکتے؟ ایک معمولی پیپر کٹر

گارسوں : تو کیا یہاں کتابیں ہیں؟

خدمتگار : نہیں۔

گارسوں : تو پھر اس کا کیا فائدہ (خدمتگار شانے ہلاتا ہے۔) ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو (خدمت گار باہر جاتا ہے)

(گارسوں کمرے میں تنہا ہے۔ وہ پیتل کے مجسمے کی طرف جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس پر ہاتھ پھیرتا ہے خیالات میں گم ہے۔ بیٹھ جاتا ہے اور پھر جلد ہی اٹھ جاتا ہے گھنٹی کا بٹن دباتا ہے، کوئی آواز نہیں آتی، دو تین بار کوشش کرتا ہے لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس میں بھی ناکام رہتا ہے۔ کئی بار خدمت گار کو آواز دیتا ہے اُس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ دروازے پر مکے مارتا ہے اور ساتھ ساتھ اُسے آواز دیتا ہے، یکایک اُس پر سکون طاری ہوجاتا ہے اور وہ دوبارہ بیٹھ جاتا ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلتا ہے اور آنیز داخل ہوتی ہے۔ اس کے پیچھے خدمت گار بھی آتا ہے۔

خدمتگار : کیا آپ نے مجھے بلایا تھا (گارسوں ہاں کہنے والا ہے لیکن یکایک اس کی نظر آنیز پر پڑتی ہے اور وہ نفی میں جواب دیتا ہے ۔)

خدمتگار : (آنیز سے) یہ آپ کا کمرہ ہے محترمہ (آنیز خاموش رہتی ہے) آپ کچھ دریافت کرنا چاہتی ہیں؟ — (آنیز اب بھی خاموش رہتی ہے، خدمتگار بُرا مانتا ہے) ہمارے بیشتر مہمان مجھ سے بہت سی باتیں دریافت کرتے ہیں، بہر حال میں اصرار نہیں کروں گا جہاں تک ٹوتھ برش، بجلی کی گھنٹی اور کارنس پر رکھی ہوئی، اس چیز کا تعلق ہے، آپ جو کچھ جاننا چاہیں گی یہ صاحب آپ کو بتا دیں گے۔ ابھی ابھی ہماری اس موضوع پر بات ہو چکی ہے ۔

خدمتگار باہر جاتا ہے، گارسوں آنیز سے نظریں بچائے رکھتا ہے جو اس وقت کمرے کا معائنہ کر رہی ہے، یکایک وہ گارسوں کی طرف مڑتی ہے)

آنیز : فلورنس کہاں ہے؟ (گارسوں جواب نہیں دیتا) تم نے سُنا میں کیا کہہ رہی ہوں۔ فلورنس کہاں ہے؟

گارسوں : مجھے کچھ معلوم نہیں ۔

آنیز : اچھا تو یہاں یہ طریقۂ کار ہے، جدائی کی اذیت! لیکن اس سلسلے میں تمہیں کوئی کامیابی نہیں ہوگی۔ فلورنس ایک بیوقوف لڑکی تھی اور اس کی جُدائی سے مجھے کوئی خاص اذیت نہیں ہوگی ۔

گارسوں : معاف کرو۔ تمہارے خیال میں، میں کون ہوں؟

آنیز : تم؟ ۔ ظاہر ہے ۔ اذیت رساں جلاد!

گارسوں : کچھ دیر اسے حیرت سے دیکھتا ہے اور پھر ایک دم قہقہہ لگاتا ہے) بہت خوب! بہت خوب! — میں اذیت رساں! لاجواب مذاق ہے، اچھا تو تم نے سوچا کہ میں ۔ میں ۔ یعنی میں یہاں کے سٹاف کا آدمی ہوں، ظاہر ہے کہ یہ اس بیوقوف آدمی کا قصور ہے، اسے ہمارا تعارف کرانا چاہیئے تھا۔ اذیت رساں! بہت خوب! ۔ میں ۔ میں جوزف گارسوں ہوں، ایک پیشہ ور مصنف اور صحافی، اور یہاں ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں مسز ......

آنیز : (خفگی سے) مسز سے تمہارا کیا مطلب، میں غیر شادی شدہ ہوں۔

گارسوں : چلو ٹھیک ہے۔ تمہاری خاموشی تو ٹوٹی، اب یہیں سے بات چیت کی ابتدا ہو سکتی ہے، کیا میں واقعی تمہیں ایک اذیت رساں معلوم ہوتا ہوں، اور ہاں سب سے پہلے تو یہ بتاؤ کہ ایک اذیت رساں جلاد کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے غالباً تمہاری اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ رائے ضرور ہو گی۔

آنیز : وہ لوگ خوفزدہ معلوم ہوتے ہیں۔

گارسوں : خوفزدہ؟ بڑی عجیب بات ہے۔ وہ لوگ کس چیز سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ اپنے شکار سے؟

آنیز : اگر تم مذاق کرنا چاہو تو شوق سے کرو۔ لیکن میں خوب جانتی ہوں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ میں نے اکثر آئینے میں اپنے چہرے کو بغور دیکھا ہے۔

گارسوں : آئینے میں؟ (چاروں طرف دیکھتا ہے) لیکن یہاں تو ان لوگوں نے آئینے سے ملتی جلتی کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ کتنی وحشیانہ حرکت ہے (مختصر وقفہ) بہر حال میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے صورتِ حال کی سنجیدگی کا احساس نہیں۔ مجھے اس کا پورا احساس ہے۔ لیکن میں خوفزدہ نہیں ہوں۔

آنیز : (شانے ہلاتی ہے) یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔ (خاموشی) کیا تم مستقل یہیں رہو گے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کبھی کبھی سیر کے لیے باہر چلے جایا کرو۔

گارسوں : دروازہ مقفل ہے۔

آنیز : ارے یہ تو بہت بُری بات ہے۔

گارسوں : مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میری یہاں موجودگی سے کوفت ہو رہی ہے، اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں بھی اگر تنہا ہوتا تو بہر طور بہتر تھا — میں سوچنا چاہتا ہوں اپنی زندگی میں کوئی نظام اور ترتیب پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ کام تنہائی میں زیادہ بہتر طریقے سے انجام پا سکتا ہے۔ لیکن امید ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ بھی کام چلا لیں گے۔ مجھے زیادہ بولنے کی عادت نہیں، اور میں زیادہ حرکت کا بھی قائل نہیں ہوں، مجموعی طور پر میں ایک امن پسند قسم کا انسان

ہوں صرف اس سلسلے میں، میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تہذیب سے پیش آئیں یہ ہم دونوں کے لیے اچھا ہوگا۔

آنیز : میں مہذب نہیں ہوں۔

گارسوں : اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے دگنا مہذب بننا پڑے گا۔

(قدرے طویل خاموشی، گارسوں کرسی پر بیٹھا ہے اور آنیز کمرے میں ٹہل رہی ہے)

آنیز : (گارسوں کو گھورتے ہوئے) اُف تمہارا مُنہ!

گارسوں : (گویا خواب سے بیدار ہوا ہو) معاف کرنا کیا کہا؟

آنیز : اس طرح منہ کیوں بگاڑ رہے ہو، کیا تم اسے ساکت نہیں رکھ سکتے، کس قدر مضحکہ خیز معلوم ہو رہا ہے۔

گارسوں : معاف کرنا۔ مجھے احساس نہ تھا۔

آنیز : اسی بات پر تو مجھے زیادہ غصہ آرہا ہے (گارسوں کے ہونٹ پھڑپھڑاتے ہیں) اُف پھر وہی۔ تم ایک طرف تو مہذب بننے کی بات کرتے ہو اور دوسری طرف اپنے چہرے پر بھی قابو نہیں رکھ سکتے، یاد رکھو کہ تم یہاں تنہا نہیں ہو، اور تمہیں اپنے خوف کے اظہار سے مجھے اذیت پہنچانے کا کوئی حق نہیں۔

گارسوں : (اُٹھ کر اُس کے قریب آتا ہے) اور تم؟ کیا تم خوفزدہ نہیں ہو؟

آنیز : اب خوفزدہ ہونے سے کیا حاصل ہوگا۔ اگر پہلے خوفزدہ ہوتی تو ایک بات تھی۔

گارسوں : (آہستہ سے) اب کوئی امید باقی نہیں، یہ سچ ہے، لیکن یہ اب بھی پہلے ہی ہے، کیونکہ ابھی تک ہم کو اذیت دینا شروع نہیں ہوا ہے۔

آنیز : اس میں کوئی شک نہیں۔ (مختصر خاموشی) سوال یہ ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ میں ہمہ تن انتظار ہوں۔

(خاموشی۔ گارسوں بیٹھ جاتا ہے اور آنیز کمرے میں ٹہلتی ہے)

(گارسوں کے ہونٹ پھڑپھڑاتے ہیں اور وہ آنیز کی طرف ایک نظر ڈالتا ہے اور اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیتا ہے۔ اسٹیل میزبان خدمت گار کے ساتھ داخل ہوتی ہے، وہ گارسوں کی طرف دیکھتی ہے، جس کا چہرہ اب بھی ہاتھوں سے

چھپا ہوا ہے) ۔

استیل : (گارسوں سے) نہیں ۔نہیں ۔ہاتھ نہ ہٹاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا چہرہ ختم ہو چکا ہے۔
(گارسوں چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اوپر دیکھتا ہے)
کیا ؟ — (مختصر وقفہ ۔حیرت سے) لیکن تمہیں تو میں نہیں جانتی !

گارسوں : محترمہ، میں اذیت رساں نہیں ہوں ۔

استیل : میں نے کب کہا کہ تم اذیت رساں ہو — میں تو یہ سمجھ رہی تھی کہ کسی نے مکاری سے میرے ساتھ یہ چال چلی ہے ۔ (خدمتگار سے) کیا کوئی اور آرہا ہے ۔

خدمتگار : نہیں محترمہ اب اور کوئی نہیں آئے گا ۔

استیل : اوہ ۔تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں بس ہم تینوں رہیں گے، یہ صاحب، یہ خاتون اور میں ..... (ہنسنا شروع کرتی ہے)

گارسوں : (غصہ سے) آخر تم کس بات پر ہنس رہی ہو ۔

استیل : (جو ابھی تک ہنس رہی ہے) ان صوفوں پر، کس قدر خوفناک ہیں اور ذرا دیکھو انہیں کس طرح لگایا گیا ہے، مجھے نئے سال کی شام یاد آرہی ہے جب میں ان بوڑھی اور غیر دلچسپ خالہ سے ملنے جایا کرتی تھی ۔خالہ میری سے ۔ اُن کا گھر بھی اسی قسم کی خوفناک چیزوں سے پٹا پڑا ہے، تو کیا ہم سب کے لیے الگ الگ ایک صوفہ ہے ۔کیا وہ والا صوفہ میرا ہے (خدمتگار سے) تو کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اس صوفے پر بیٹھ سکتی ہوں ۔یہ کس قدر خوفناک بات ہوگی، کیا تم خود دیکھ نہیں سکتے کہ میں ہلکے نیلے رنگ کا لباس پہنے ہوں اور یہ صوفہ شوخ ہرے رنگ کا ہے ۔

آئینز : کیا تم میرے صوفے پر بیٹھنا پسند کروگی ؟

استیل : یہ سرخی مائل صوفہ ۔بہت بہت شکریہ، لیکن میرے خیال میں یہ بھی کم و بیش اتنا ہی غیر مناسب ہے ۔ اور پھر پریشان ہونے سے فائدہ بھی کیا، ظاہر ہے کہ یہاں تو جو کچھ بھی ہمیں ملے گا وہی قبول کرنا پڑے گا ۔
اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اگر ان صاحب کا صوفہ مل سکے تو بُرا نہیں رہے گا ۔

آئینز : تم نے سُنا مسٹر گارسوں ۔

گارسوں : (گھبرا کر متوجہ ہوتے ہوئے) اچھا یہ صوفہ۔ معاف کیجئے گا!
(اٹھتا ہے) محترمہ آپ لے سکتی ہیں۔

اسٹیل : شکریہ (کوٹ اتار کر صوفے پہ ڈالتی ہے، (مختصر خاموشی) ہوں، تو گویا اب ہم لوگوں کو ساتھ رہنا پڑے گا۔ اس صورت میں بہتر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں۔ میرا نام رگولٹ ہے اسٹیل رگولٹ (گارسوں جھکتا ہے اور اپنا نام بتانے والا ہے، لیکن آنیز تیزی سے اس کے اور اسٹیل کے بیچ میں آجاتی ہے)

آنیز : اور میں آنیز سیرا تو ہوں، تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

گارسوں : (دوبارہ جھکتا ہے) جوزف گارسوں،

خدمتگار : اب میری ضرورت تو نہیں ہے ؟

اسٹیل : نہیں تم جا سکتے ہو، اگر مجھے تمہاری ضرورت پڑی تو گھنٹی بجا دوں گی۔
(خدمت گار ہر ایک کے سامنے ادب سے جھکتا ہے اور باہر جاتا ہے)

آنیز : (اسٹیل سے) تم کتنی حسین ہو، کاش کہ تمہیں خوش آمدید کہنے کے لیے ہمارے پاس کچھ پھول ہوتے،

اسٹیل : پھول؟ ہاں مجھے پھولوں سے پیار تھا۔ لیکن یہاں تو پھول بہت جلد مرجھا جائیں گے تمہارا کیا خیال ہے۔ یہاں کس قدر گرمی ہے۔ بہر حال سب سے اہم بات یہ ہے کہ جہاں تک بھی ہو سکے ہم اپنے آپ کو خوش رکھیں ٹھیک ہے نا؟ ظاہر ہے کہ تم بھی ـــ

آنیز : ہاں پچھلے ہفتے، اور تم کب ؟

اسٹیل : ابھی حال ہی میں۔ کل میرا خیال ہے کہ ابھی تک تو سب رسومات کی ادائیگی بھی نہیں ہوئی ہے (اب اس کا چہرہ نارمل ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے اُسے آنکھوں سے بھی دیکھ رہی ہے)
میری بہن کی کالی نقاب ہوا میں لہرا رہی ہے۔ وہ رونے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے، پیاری بہن ایک بار اور کوشش کر کے دیکھو۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ...... اب دو ننھے منے آنسو نقاب کے پیچھے جھلملا رہے ہیں۔ اف خدا! ادلگا

کتنی زوردار لگ رہی ہے ۔ وہ میری بہن کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے' اسے سہارا دے رہی ہے ۔ وہ رو نہیں رہی ۔ اور میں اُسے الزام نہیں دیتی' آنسوؤں سے میک اَپ تباہ ہو جاتا ہے ۔ تمہارا کیا خیال ہے ۔ اَدلگا میری سب سے اچھی دوست تھی ۔

آنیز : کیا تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہوئی تھی ؟

استیل : نہیں' کم و بیش میں نیم بیہوش رہی ۔

آنیز : تمہیں کیا ہوا تھا ؟

استیل : نمونیا (پہلے والے انداز میں) اب رسومات ختم ہو گئیں' وہ سب قبرستان سے واپس جا رہے ہیں ۔ خدا حافظ' خدا حافظ ۔ کافی اچھا مجمع ہے ۔ میرا شوہر گھر پر ہے ۔ غم سے بے حال ہے بے چارہ (آنیز سے) اور تمہیں کیا ہوا تھا ؟

آنیز : گیس ۔

استیل : اور تم مسٹر گارسوں ۔

گارسوں : بارہ گولیاں میرے سینے کے آرپار ہوئیں' (استیل خوف کا اظہار کرتی ہے) معاف کرنا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مُردہ لوگوں کے لیے میری صحبت کچھ خوشگوار ثابت نہیں ہو سکتی ۔

استیل : خدا کے لیے ۔ خدا کے لیے یہ لفظ استعمال نہ کرو' کس قدر بھدا لفظ ہے ۔ بھدا اور تہذیب سے گرا ہوا ۔ اور بہرحال اس سے فرق بھی کیا پڑتا ہے' مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس وقت پہلے سے کہیں زیادہ زندہ ہیں ۔ اور اگر ہمیں اس بات کی طرف اشارہ کرنے کی ایسی ہی ضرورت پیش آ جائے تو میری رائے میں ہم اپنے آپ کو "غائب" کہیں ۔ ہاں تو کیا تم کافی عرصے سے "غائب" ہو ۔

گارسوں : ہاں تقریباً ایک مہینے سے ۔

استیل : تمہارا وطن ؟

گارسوں : ریود ۔

استیل : اور میرا وطن پیرس ہے کیا تمہارے عزیز ابھی تک وہاں ہیں ۔

گارسوں : ہاں میری بیوی ۔ (اسی قسم کے لہجے میں جس میں استیل نے اپنا حال بتایا تھا) وہ بیرکوں کے صدر دروازے پر انتظار کر رہی ہے، ہر روز وہ وہاں آتی ہے۔ لیکن وہ لوگ اسے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے ۔ اب وہ سلاخوں میں سے جھانکنے کی کوشش کر رہی ہے ۔ اُسے ابھی تک معلوم نہیں کہ میں "غائب" ہوں، لیکن اسے اس بات کا اندیشہ ضرور ہے ۔ وہ اپنا کالا لباس پہنے ہوئے ہے، یہ بھی اچھا ہی ہے ۔ بدلنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، وہ رو نہیں رہی ہے۔ لیکن خیر وہ یوں بھی کب روتی تھی ۔ چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی ہے اور وہ خالی سڑک پر ایک سیاہ متحرک سایہ معلوم ہو رہی ہے، اور وہ اس کی بڑی بڑی المناک آنکھیں، جن کو دیکھ کر ہمیشہ کسی شبیہ کا خیال آتا ہے مجھے اس سے کتنی وحشت ہوتی تھی ،

(خاموشی، گارسوں درمیانی صوفے پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیتا ہے)

آئینز : استیل !

استیل : معاف کرنا مسٹر گارسوں ۔

گارسوں : کیا بات ہے ؟

استیل : تم میرے صوفے پر بیٹھے ہو ۔

گارسوں : اوہ ہو معاف کرنا ! (اٹھتا ہے)

استیل : معاف کرنا، میں نے تمہیں چونکا دیا ۔ تم تو بہت دُور کہیں کھوئے تھے ۔

گارسوں : میں اپنی زندگی کو ترتیب دے رہا تھا ۔ (آئینز ہنستی ہے) اگر تم ہنسی میں اُڑانا چاہو تو ضرور اڑاؤ، لیکن بہتر ہوتا کہ تم بھی میرے نقش قدم پر چلتیں ۔

آئینز : مجھے اس کی ضرورت نہیں، میری زندگی ویسے ہی کافی صاف ستھری اور باترتیب ہے اور یہ خود بخود اس طرح تشکیل پا گئی ، اس لیے مجھے اب اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔

گارسوں : اچھا تو کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ بات اس قدر آسان ہے (ماتھے پر ہاتھ پھیرتا ہے) اُف یہاں کس قدر گرمی ہے ۔ تم لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا اگر

میں ۔ (کوٹ اتارنا شروع کرتا ہے)

استیل : تمہیں شرم نہیں آتی (نرم پڑتے ہوئے) مہربانی سے یہ خیال چھوڑ دو ۔ میں مردوں کو بے تکلف لباس میں بالکل برداشت نہیں کر سکتی ۔

گارسوں : (دوبارہ کوٹ پہنتے ہوئے) بہت اچھا ۔ (وقفہ) وہاں نیچے میں اخبار کے دفتر میں رات گذارتا تھا، اور وہ تہہ خانہ کی مانند گھٹا ہوا تھا، ہم لوگ ہمیشہ کوٹ اُتار کر بیٹھتے تھے ۔ اس وقت بھی بڑی گھٹن ہے ۔ اب رات ہو چکی ہے ۔

استیل : ہاں اولگا کپڑے اتار رہی ہے ۔ بارہ بج چکے ہوں گے ۔ زمین پر وقت کتنی سُرعت سے گذرتا ہے ۔

آنیز : ہاں بارہ بج چکے ہیں ۔ اُنہوں نے میرے کمرے کو مقفل کر کے مہر لگا دی ہے ۔ کتنا اندھیرا ہے ۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ۔ کتنا اندھیرا ہے ۔ کتنا سناٹا ہے ۔

گارسوں : ان لوگوں نے اپنے کوٹ کرسیوں کی پشت پر لگا دیئے ہیں اور اپنی آستینیں کہنیوں تک موڑ لی ہیں ۔ ہوا میں سگار کے دھوئیں اور مردانے جسموں کی بُو بسی ہوئی ہے ۔ مجھے بے تکلف لباس میں مَردوں کی صحبت پسند ہے ۔

آنیز : اوں ہوں ۔ مجھے کسی حال میں بھی مردوں کی خاص پرواہ نہیں ۔

استیل : (دونوں ساتھیوں کو پریشانی اور اُلجھن کے انداز سے دیکھتے ہوئے) کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم تینوں کو ایک ساتھ کیوں رکھا گیا ہے ۔ آخر اس کا کیا تک تھا ۔

آنیز : (ہنسی روکتے ہوئے) کیا کہہ رہی ہو ؟

استیل : میں تم دونوں کو دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ اب ہم لوگوں کو ساتھ رہنا پڑے گا ۔ اور یہ بڑی بے معنیٰ سی بات معلوم ہوتی ہے، میرا خیال تھا کہ یہاں پُرانے دوستوں اور ساتھیوں سے ملوں گی ۔

آنیز : ہاں ایک محبوب دوست، جس کے چہرے کے بیچوں بیچ ایک سوراخ ہوگا ۔

استیل : ہاں وہ بھی ۔ وہ ٹینگو ڈانس کتنے حسین طریقے سے کرتا تھا بالکل ایک پیشہ ور رقاص کی طرح ۔ لیکن کیوں ؟ آخر کیوں ہم تینوں کو ساتھ رکھا گیا ہے ۔

گارسوں : محض اتفاق سے ۔ کیوں کہ کسی نہ کسی طرح تو ان لوگوں کو ہمیں رکھنا ہی تھا ۔

جیسے جیسے لوگ داخل ہوتے جاتے ہیں اسی اعتبار سے وہ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھرتے جاتے ہیں (آئنیز سے) تم کیوں ہنس رہی ہو ؟

آئنیز : تمہاری باتوں پر ۔ خوب تو گویا یہ لوگ کوئی بات صرف اتفاقات پر بھی چھوڑ دیتے ہیں ۔ بہر حال اوّل کو خوش رکھنے کو پھر بھی اچھا خیال ہے ۔

استیل : (غیر یقینی طور پر) کچھ سمجھ میں نہیں آتا ۔ ذرا دماغ پر زور ڈالو ۔ کیا ہم لوگ پہلے کبھی ایک دوسرے سے مل چکے ہیں ۔

آئنیز : بالکل نہیں ۔ اس صورت میں میں تمہیں کبھی نہ بھولتی ۔

استیل : تو ہو سکتا ہے کہ ہم لوگوں کے کچھ مشترک دوست ہوں ۔ کیا تم یوا سیمور کو جانتی ہو

آئنیز : اس کا امکان نہیں ۔

استیل : لیکن سبھی لوگ ان کی پارٹیوں میں شرکت کرتے تھے ۔

آئنیز : وہ لوگ کیا کرتے ہیں ۔

استیل : وہ لوگ کچھ نہیں کرتے، لیکن شہر سے باہر ان کی ایک خوبصورت کوٹھی ہے، اور بے شمار لوگ ان کے ہاں آتے جاتے ہیں

آئنیز : میں کبھی ان کے ہاں نہیں گئی ۔ میں پوسٹ آفس میں کلرک تھی ۔

استیل : (کسی قدر سرد مہری سے) اچھا، سمجھی ۔ ظاہر ہے اس حالت میں ـــــ (وقفہ) اور تم مسٹر گارسوں ؟

گارسوں : ہم لوگ ایک دوسرے سے کبھی نہیں ملے ۔ میرا قیام مستقل ریو ڈی میں رہا ۔

استیل : اس صورت میں تمہارا خیال ٹھیک ہی ہو گا ۔ گویا ہم لوگوں کا یہاں ایک دوسرے کے ساتھ ہونا ایک اتفاقی حادثہ ہے ۔

آئنیز : اتفاقی حادثہ ؟ اس لحاظ سے تو اس کمرے کی یہ مخصوص سجاوٹ بھی ایک اتفاقی حادثہ ہو گی، اور یہ حقیقت بھی کہ اس صوفہ کا رنگ گہرا گلابی ہے ۔ بہت خوب ! اب ذرا ان صوفوں کو اپنی جگہ سے کھسکانے کی کوشش کرو تو یہ فرق معلوم ہو جائے گا ۔ یا پھر کارنس پر رکھے ہوئے اس ہیولے کو ـــ کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ بھی محض اتفاق سے رکھا ہوا ہے اور پھر اس کمرے کا درجۂ حرارت ۔ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے ؟ ـــ (وقفہ) اگر تم مجھ سے

پوچھو تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ یہ سب ایک طے شدہ منصوبہ ہے' اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ۔ کوئی چیز بھی اتفاقات پر نہیں چھوڑی گئی۔ اس کمرے کو خاص طور سے ہم لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

استیل : کیا واقعی؟ لیکن یہاں ہر چیز کس قدر بدہیئت ہے' اور پھر فرنیچر کی یہ ناخوشگوار ترتیب۔ مجھے ہمیشہ سے اس قسم کی درشت اور کرخت ترتیب سے چڑ رہی ہے۔

آنیز : (کندھے ہلاتے ہوئے) اور کیا تمہارا خیال ہے کہ میں سکنڈ امپائر کے ڈرائنگ روم میں رہتی تھی۔

استیل : اچھا تو تمہارا خیال ہے کہ یہ ایک طے شدہ انتظام ہے۔

آنیز : ہاں ہم تینوں کو خوب سوچ سمجھ کر ساتھ رکھا گیا ہے۔

استیل : تو غالباً یہ بھی محض اتفاق نہیں کہ تم صوفے پر میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہو — لیکن ان سب باتوں کا مقصد کیا ہے؟

آنیز : اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں بس صرف یہ جانتی ہوں کہ اب وہ لوگ ہمہ تن انتظار ہیں۔

استیل : مجھے اس بات سے سخت چڑ ہے' کہ مجھ سے کسی خاص بات کی توقع کی جائے اس صورت میں میرا دل چاہتا ہے کہ بالکل الٹی بات کروں۔

آنیز : ضرور کرو، ضرور کرو' اگر کر سکتی ہو' مگر مشکل تو یہ ہے کہ تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں تم سے کس بات کی توقع ہے۔

استیل : کتنی بیہودہ بات ہے (پیر پٹکتی ہے)۔ شاید تم دونوں کی سمت سے کوئی شئے میری طرف حرکت کر رہی ہے۔ کوئی بیہودہ سی شئے۔ بعض لوگوں کے چہرے دیکھ کر میں اُن کے بارے میں سب کچھ بتا سکتی ہوں۔ لیکن تم لوگوں کے چہرے بالکل سپاٹ ہیں۔

گارسوں : (آنیز کی طرف تیزی سے مڑتے ہوئے) مہربانی سے اب صاف صاف بتا دو کہ ہم تینوں کو کیوں ساتھ رکھا گیا ہے۔ تم اشاروں کنایوں میں اس کا اظہار کر چکی ہو۔ اب صاف صاف کھل کر کہو۔

آنیز : (حیرت سے) میں خود اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔ یہ میرے لیے بھی مکمل راز ہے۔

گارسوں : (سوچتے ہوئے) لیکن ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے۔

آنیز : اگر ہم لوگ یہ بتانے کی ہمت کر سکیں کہ . . . . .

گارسوں : کیا بتانے کی ؟

آنیز : اسٹیل !

اسٹیل : ہاں

آنیز : تم نے کیا ایسی بات کی تھی ؟ ۔ میرا مطلب ہے کہ تمہیں یہاں کیوں بھیجا گیا ہے۔

اسٹیل : یہی تو سوال ہے، مجھے خود بھی معلوم نہیں، سان و گمان بھی نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں سوچتی ہوں کہ غالباً اسی سلسلے میں کوئی بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے (آنیز سے) مسکرانے کی ضرورت نہیں۔ ذرا سوچو کتنے بے شمار لوگ روزانہ "غائب" ہوتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ چھٹ بھیئے ہی انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہوں گے۔ میرا مطلب ہے کہ بیوقوف قسم کے لوگ جو اپنے کام سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ غلطیاں تو ضرور ہی کرتے ہوں گے۔ مسکرانا بند کرو۔ (گارسوں سے) تم کیوں نہیں بولتے۔ اگر انہوں نے میرے سلسلے میں غلطی کی ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہارے سلسلے میں بھی کی ہو۔ (آنیز سے) اور تم ؟ ۔۔ بہر حال یہ سوچنا کہیں بہتر ہے کہ ہم غلطی سے یہاں آئے ہیں۔

آنیز : کیا تمہیں بس یہی بتانا ہے۔

اسٹیل : اور کیا بتاؤں، مجھے کوئی بات چھپانے کی ضرورت نہیں۔ میں کم سن ہی تھی کہ میرے ماں باپ گذر گئے اور ایک چھوٹے بھائی کی ذمہ داری مجھ پر آن پڑی۔ ہم بہت غریب تھے اس لیے جب میرے خاندان کے ایک پرانے دوست نے مجھ سے شادی کی درخواست کی تو میں نے منظور کر لی۔ وہ اچھا اور بہت کھاتا پیتا آدمی تھا۔ میرا بھائی بہت کمزور سا بچہ تھا اور اسے ہر قسم کی دیکھ بھال کی ضرورت تھی۔ اس لیے میں سوچتی ہوں کہ میں نے یہ قدم ٹھیک ہی اٹھایا۔ کیا تمہیں اس بات سے اتفاق نہیں ۔۔ ؟ یہ سچ ہے کہ میرا شوہر میرے باپ کے برابر تھا، لیکن پھر بھی چھ سال تک ہم لوگوں نے ایک خوش باش شادی شدہ زندگی گذاری اور پھر دو سال پہلے۔ آخر کار میری اس شخص سے ملاقات ہوئی جس کے لیے میں

پیدا کی گئی تھی ۔ اور پہلی ہی نظر میں ہم دونوں یہ جان گئے ۔ اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے ساتھ فرار ہو جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا اور پھر مجھ پر نمونیہ کا حملہ ہوا جس نے میرا خاتمہ کر دیا ۔ یہ ہے میری زندگی کی کہانی ۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے اپنی نوجوانی ایک ایسے شخص کے لیے قربان کر دی جو عمر میں مجھ سے تقریباً تین گنا تھا اور ایک نقطۂ نظر سے یہ غلطی تھی (گارسوں سے) کیا تمہارا خیال ہے کہ اسے ناقابلِ معافی گناہ کہا جا سکتا ہے ۔

گارسوں : ہرگز نہیں ۔ اور اب تم مجھے بتاؤ کہ کیا اپنے اصولوں پر ثابت قدم رہنا جرم ہے

اسٹیل : بالکل نہیں ۔ یقیناً کسی کو بھی اس بات کے لیے مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

گارسوں : ایک منٹ ٹھہرو ۔ میں ایک امن پسند اخبار نکالتا تھا اور پھر یکا یک جنگ شروع ہو گئی ۔ اس صورت میں میرے لیے کیا راستہ تھا ؟ میں ہر شخص کی نگاہ کا مرکز بنا ہوا تھا ۔ " دیکھیے اب یہ شخص کیا کرتا ہے "۔
" کیا اس میں اتنی جرأت ہے "۔ اور میں نے جرأت کا ثبوت دیا ۔ میں اپنی جگہ ثابت قدم رہا ۔ اور انہوں نے مجھے گولی کا نشانہ بنا دیا ۔ کیا میں نے کوئی جرم کیا ؟

اسٹیل : جرم ؟ ۔۔۔ ہرگز نہیں، بلکہ تم تو ۔۔۔

آئنیز : (طنزیہ انداز میں) ہیرو ثابت ہوئے ۔۔۔ اور تمہاری بیوی مسٹر گارسوں ؟

گارسوں : یہ بالکل سیدھی سادی بات ہے ۔ میں نے خود اسے گڑھے سے باہر نکالا تھا ۔

اسٹیل : (آئنیز سے) دیکھا تم نے ۔۔۔ دیکھا !

آئنیز : ہاں دیکھا ! ۔۔۔ (وقفہ) اب میری بات سنو ۔ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ضرورت نہیں ۔ اور نہ یہ اداکاری کا وقت ہے ۔ بات بالکل صاف ہے ۔ ہم لوگ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ۔

اسٹیل : (غصہ سے) ذرا زبان سنبھال کر بات کرو

آئنیز : ہاں ہم سب مجرم ہیں ۔ قاتل ہیں ۔ ہم تینوں ! سنا تم نے میری جان ! ہم دوزخ کے کندے ہیں ۔ وہ اس سلسلے میں کبھی غلطی نہیں کر سکتے ۔ کسی

کو بلا سبب دوزخ میں نہیں جھونکا جا سکتا ۔

استیل : یہ بکواس بند کرو ۔ خدا کے لیے !

آئینز : ہاں دوزخ میں ۔ گناہگار روحیں ۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں ۔

استیل : خاموش رہو ۔ میں تمہیں اس قسم کے بیہودہ الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی ۔

آئینز : گناہگار روح ! ۔ ہاں تم یہی ہو ۔ میری پیاری موم کی حور ۔ اور ہمارے ان دوست پاکباز امن پسند کے لیے بھی یہی نام مناسب ہے ۔ ہم لوگ اپنی من مانی کر چکے ہیں ۔ اور زندگی کا لطف اُٹھا چکے ہیں' دوسروں نے اپنی زندگیاں ہمارے لیے برباد کیں اور ہم یہ دیکھ کر خوش ہوتے رہے' لیکن اب قرض چکانے کا وقت آ چکا ہے ۔

گارسوں : مہربانی سے اپنی زبان کو لگام دو ۔ تمہیں شرم نہیں آتی ۔

آئینز : (دلیری سے اس کے سامنے آتے ہوئے لیکن انتہائی حیرت سے) اچھا' تو یہ بات ہے اب میں سمجھی کہ ہم تینوں کو کیوں ساتھ رکھا گیا ہے ۔

گارسوں : میرا مشورہ ہے کہ تم کچھ اور کہنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو ۔

آئینز : ذرا ٹھہرو ۔ دیکھو یہ کتنی سیدھی سی بات ہے' تقریباً بچکانی ۔۔۔۔ یہاں اذیت رسانی کا کوئی انتظام نہیں ٹھیک ہے نا ! لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم جہنم میں ہیں ۔ اور اب یہاں کوئی اور نہیں آئے گا اور ہم تینوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کمرے میں رہیں گے ۔ مختصر یہ کہ یہاں ایک شخص کی کمی ہے اور وہ ہے سرکاری اذیت رساں '

گارسوں : (آہستہ سے) یہ تو میں بھی غور کر رہا ہوں ۔

آئینز : بات بالکل صاف ہے ۔ تو گویا بنیادی اصول ہے' کام کرنے والے آدمیوں میں کفایت ۔ بلکہ اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کام کرنے والے شیطانوں میں کفایت ۔ بس کچھ اس قسم کا انتظام ہے جیسا کہ ان ہوٹلوں میں ہوتا ہے جہاں گاہک خود اپنا کھانا لگاتے ہیں ۔

استیل : تمہارا مطلب کیا ہے؟

آنیز : میرا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک باقی دو کے لیے اذیت رساں کے فرائض بھی انجام دے گا۔

(مختصر خاموشی، ہر ایک اس بات کو گلے سے اُتارنے کی کوشش کر رہا ہے)

گارسوں : (نرمی سے) لیکن نہیں۔ میں تم دونوں کو اذیت دینے کا کام کبھی انجام نہیں دوں گا۔ میرا کبھی تم لوگوں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رہا اور مجھے تم سے کسی قسم کی عداوت نہیں۔ اس لیے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہم لوگ الگ الگ اپنے اپنے کونے میں بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔ تم یہاں، تم یہاں۔ اور میں وہاں۔ خاموش اور ساکت پہرے دار سپاہیوں کی طرح۔ اور ہم بالکل خاموش رہیں۔ ایک لفظ بھی منُھ سے نہ نکالیں، اور یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں کیونکہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس خود کلامی کے لیے کافی مواد ہوگا۔ میں سوچتا ہوں کہ میں تو صرف اپنے خیالات کی صحبت میں دس سال گذار سکتا ہوں۔

اسٹیل : کیا مجھے بھی خاموش رہنا پڑے گا؟

گارسوں : ہاں اور اس طرح ہم ــــ ہم اس سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ اپنی اندرونی دنیا میں محو رہیں گے اور ایک دوسرے کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے۔ منظور ہے؟

آنیز : منظور ہے۔

اسٹیل : (کچھ کشمکش و پیچ کے بعد) مجھے بھی منظور ہے۔

گارسوں : اچھا تو ــــ خدا حافظ!

(اپنے صوفے کی طرف جاتا ہے اور ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے۔ کافی دیر خاموشی رہتی ہے پھر آنیز گنگنانا شروع کر دیتی ہے)

آنیز : (گاتی ہے)

دیکھو لوگو، ذرا آکے دیکھو
آج وہائٹ فریر لین میں
کس قدر بھیڑ ہے۔

بیچ میں اک بڑی میز پر
اک بڑا سا چھرا ہے
پاس ہی اک بڑا طشت
نیچے رکھا ہے
آؤ لوگو، قریب آؤ دیکھو
یہ تماشا مزیدار ہوگا

دیکھو سردار کتنے سویرے اٹھا ہے
کیونکہ دن بھر بہت کام کرنا پڑے گا
کتنے سر کاٹنے ہیں ابھی
پادری، فوجی افسر، نوابوں، رئیسوں کے سر
دیکھو دیکھو، ذرا دیکھو، اس راہ پر
کس قدر بھیڑ ہے

دیکھو ان عورتوں کو
کھڑی ہیں جو باندھے قطار
کس قدر خوبصورت ہیں ان کے لباس
ان کے سر آج کٹ جائیں گے
کٹ کے گر جائیں گے
آؤ لوگو، ادھر آؤ — دیکھو
یہ تماشا مزیدار ہوگا۔

(اس دوران میں استیل اپنے چہرے پر پاؤڈر اور لپ اسٹک لگا رہی ہے وہ
وہ ادھر اُدھر آئینہ تلاش کر رہی ہے اور پھر اپنے بٹوے میں ڈھونڈتی ہے۔
اور پھر گارسوں سے مخاطب ہوتی ہے)

استیل : معاف کرنا، تمہارے پاس کوئی آئینہ ہوگا (گارسوں جواب نہیں دیتا) بس ایک

معمولی سا آئینہ، چھوٹے سے جیبی آئینے سے کام چل سکتا ہے (گارسوں خاموش رہتا ہے) اگر تم بولنا نہیں چاہتے تو نہ بولو بس ذرا دیر کے لیے آئینہ دے دو۔

(گارسوں کا چہرہ اب بھی ہاتھوں سے چھپا ہوا ہے وہ اسٹیل کی طرف توجہ نہیں دیتا)

آنیز : (شوق سے) پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرے بٹوے میں ایک آئینہ ہے (بٹوہ کھولتی ہے غصہ سے) غائب ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے صدر دروازے پر ہی انہوں نے نکال لیا۔

اسٹیل : افوہ کتنی فضول سی بات ہے۔

(مختصر وقفہ۔ اسٹیل آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چکرا کر بیہوش ہونے والی ہے۔ آنیز تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتی ہے)

آنیز : کیوں، کیا ہوا ؟

اسٹیل : (آنکھیں کھول کر مسکراتی ہے) بڑا عجیب سا معلوم ہو رہا ہے (اپنی کمر تھپتھپاتی ہے) کیا تمہارے ساتھ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ اگر میں کبھی آئینے میں اپنا چہرہ نہ دیکھ سکوں تو مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ واقعی میرا وجود ہے بھی یا نہیں ہے۔ میں اطمینان کرنے کے لیے اپنے آپ کو تھپتھپاتی ہوں۔ لیکن اس سے بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔

آنیز : تم خوش قسمت ہو۔ مجھے تو ہمیشہ ذہنی طور پر اپنے وجود کا احساس رہتا ہے۔ ایک تکلیف دہ قسم کا احساس !

اسٹیل : ہاں ذہنی طور پر ! لیکن انسان کے خیالات کتنے دھندلے ہوتے ہیں ان سے تو نیند آنے لگتی ہے (کچھ دیر خاموش رہتی ہے) میرے کمرے میں چھ بڑے بڑے آئینے ہیں۔ وہ دیکھو۔ اب میں انہیں دیکھ سکتی ہوں۔ لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ ان میں صرف قالین، کھڑکی اور دیوان کا عکس نظر آرہا ہے لیکن وہ آئینہ جس میں میرا عکس نہ ہو کس قدر خالی معلوم ہوتا ہے۔ جب میں لوگوں سے بات کیا کرتی تھی تو پہلے سے ہی دیکھ لیتی تھی کہ قریب کوئی آئینہ ہے یا نہیں۔ اور بات کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو دیکھا کرتی تھی اور اس طرح میں زیادہ چوکس رہ سکتی تھی۔ کیوں کہ میں بھی اپنے آپ کو اسی طرح دیکھ سکتی

تھی جیسا کہ دوسرے مجھے دیکھتے تھے۔ خدایا! میری لپ اسٹک ضرور بالکل ٹیڑھی بڑنگی لگی ہوگی۔

نہیں نہیں۔ میں ایک لامتناہی عرصے تک آئینے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں۔

آئنیز : اور اگر میں تمہارا آئینہ بننے کی کوشش کروں؟ آؤ تم یہاں آجاؤ۔ میرے صوفے پر، یہاں تمہارے لیے جگہ ہے۔

اسٹیل : لیکن (گارسوں کی طرف اشارہ کرتی ہے)

آئنیز : اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

اسٹیل : لیکن ابھی تم نے کہا تھا کہ ہم سب کو ایک دوسرے کو اذیت دینے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

آئنیز : کیا تم مجھے دیکھ کر یہ کہہ سکتی ہو کہ میں تمہیں اذیت دینا چاہتی ہوں۔

اسٹیل : کیا کہا جا سکتا ہے؟

آئنیز : بلکہ اس کا زیادہ امکان ہے کہ تم مجھے اذیت دو۔ بہر حال اس سے کیا ہوتا ہے۔ اگر مجھے اذیت اٹھانا ہی ہے تو بہتر ہے کہ میں تمہارے ہاتھوں سے اٹھاؤں۔ تمہارے ان خوبصورت ہاتھوں سے۔ آؤ بیٹھ جاؤ۔ قریب آجاؤ۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو۔ تمہیں وہاں کیا نظر آرہا ہے۔

اسٹیل : میں!۔۔ لیکن اتنی ننھی منی سی کہ میں خود کو اچھی طرح دیکھ بھی نہیں سکتی۔

آئنیز : لیکن میں تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔ تم مجھ سے سوال پوچھو۔ میں اسی قدر صاف گوئی سے جواب دوں گی جیسے کہ کوئی آئینہ دیتا۔

(اسٹیل کچھ گھبرا جاتی ہے اور التجا کے انداز میں گارسوں کی طرف مڑتی ہے)

اسٹیل : مسٹر گارسوں، ہماری بات چیت تمہیں پریشان تو نہیں کر رہی ہے۔

(گارسوں جواب نہیں دیتا)

آئنیز : اس کی پرواہ نہ کرو۔ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ یہاں ہم دونوں اکیلے ہیں۔ تمہارا جو جی چاہے پوچھو۔

اسٹیل : میرے ہونٹ دیکھو۔ لپ اسٹک تو ٹھیک لگی ہے۔

آنیز : دکھاؤ۔ نہیں ذرا پھیلی ہوئی ہے

استیل : مجھے بھی یہی اندیشہ تھا۔ خوش قسمتی سے (گارسوں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے) کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔ میں پھر کوشش کرتی ہوں۔

آنیز : ہاں اب بہتر ہے، نہیں نہیں اپنے ہونٹوں کی لائن کے ساتھ لگاؤ۔ ٹھہرو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر لگواتی ہوں۔ ہاں اب اچھی معلوم ہو رہی ہے۔

استیل : اتنی ہی اچھی جتنی یہاں داخل ہونے کے وقت تھی۔

آنیز : اس سے بہتر۔ بالکل قاتل معلوم ہو رہی ہو۔ تمہارے ہونٹ بڑے فتنہ انگیز ہیں۔

استیل : واقعی۔ اور گویا یہ تمہیں پسند ہے۔ لیکن کتنی پریشان کن بات ہے کہ ایک انسان اپنے آپ کو نہ دیکھ سکے۔ تمہیں بالکل یقین ہے نا مس سرانو کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔

آنیز : تم مجھے آنیز کیوں نہیں کہتیں۔

استیل : کیا واقعی بالکل ٹھیک ہے۔

آنیز : تم بہت حسین ہو استیل۔

استیل : لیکن میں تمہارے ذوقِ حسن پر کیسے بھروسا کر سکتی ہوں وہ تو بالکل میری ہی طرح ہوگا۔ اُف کس قدر پریشان کن بات ہے۔ ایک انسان کو پاگل کرنے کے لیے کافی ہے۔ ایک انسان کو پاگل کرنے کے لیے کافی ہے۔

آنیز : ہاں میرا ذوقِ حسن تمہاری طرح ہے۔ کیوں کہ میں تمہیں بے انتہا پسند کرتی ہوں میری طرف دیکھو۔ نہیں بالکل سامنے۔ اب مسکراؤ۔ غور سے دیکھو۔ میں اتنی بدصورت نہیں ہوں، کیا میں تمہارے آئینے سے زیادہ اچھی نہیں۔

استیل : میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔ مجھے تم سے ڈر سا محسوس ہوتا ہے۔ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر مجھے ڈر نہیں لگتا۔ کیونکہ میں اُس سے اتنی مانوس ہوں جیسے وہ کوئی پالتو جانور ہو۔ میں اگر اب مسکراؤں تو میری مسکراہٹ تمہاری آنکھوں کی پتلیوں میں جذب ہو جائے گی۔ اور وہاں جاکر خدا جانے کیا بن آئے۔

آنیز : تم مجھے پالتو جانور کی طرح سدھا سکتی ہو (دونوں عورتیں ایک دوسرے کی طرف دیکھتی ہیں استیل خوفزدہ ہے لیکن آنیز میں ایک مقناطیسی کشش بھی محسوس

کرتی ہے) سنو میں چاہتی ہوں کہ تم ہمیشہ مجھے آنیز کہہ کر پکارو اور ہم دونوں
بہت پکّے دوست بن جائیں ۔

استیل : میں عام طور پر عورتوں سے دوستی نہیں کرتی ۔

آنیز : تمہارا مطلب ہے کہ کلرک طبقے کی عورتوں سے ؟ ۔ ارے یہ کیا ہے ؟
تمہارے گال کے نچلے حصّے میں ایک گندہ سا سُرخ دھبہ ! کوئی مہاسا تو نہیں؟

استیل : مہاسا ۔ اوہ کس قدر خوفناک بات ہے ۔ کہاں ہے ۔

آنیز : بہت خوب ! تمہیں معلوم ہے کس طرح آئینہ دکھا کر چڑیوں کو پکڑا جاتا ہے،
میں تمہارا چڑیاں پکڑنے والا آئینہ ہوں ۔ تم مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتیں
تمہارے چہرے پر کسی مہاسے کا نام و نشان تک نہیں ۔ لیکن اس سے کیا ؟
آئینہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے ۔ یا فرض کرو کہ میں اپنی آنکھوں کو ہاتھوں سے
چھپا لوں اور تمہاری طرف نظر بھر کر بھی نہ دیکھوں ۔ تو تمہارا یہ سارا حُسن ایک
سنسان ویرانے میں کھو جائے گا ۔ نہیں نہیں ۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔
میں تمہیں دیکھتے رہنے پر مجبور ہوں ۔ تم پر سے نظریں نہیں ہٹاؤں گا ۔ میں تم
سے محبت سے پیش آؤں گی صرف یہ کہ تم بھی مجھ سے اچھی طرح پیش آؤ ۔

(مختصر خاموشی)

استیل : کیا واقعی تم مجھ میں کشش محسوس کرتی ہو ۔

آنیز : ہاں ۔۔ بے انتہا ۔

(مختصر وقفہ)

استیل : (گارسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) لیکن میں چاہتی ہوں کہ یہ بھی مجھ میں
دلچسپی لے ۔

آنیز : ظاہر ہے، کیونکہ وہ مرد ہے (گارسوں سے) جیت تمہاری ہی ہوئی (گارسوں
جواب نہیں دیتا) اس قسم کی بے حسی پر لعنت، تم اس کی طرف کیوں نہیں دیکھتے
(گارسوں اب بھی جواب نہیں دیتا) بننے کی ضرورت نہیں، تم ہمارا ایک ایک لفظ
کان لگا کر سن رہے تھے

گارسوں : بالکل درست ہے ۔ میں نے ایک ایک لفظ سنا ۔ میں نے اپنے کانوں میں انگلیاں

ٹھونس لیں لیکن تمہاری آوازیں میرے دماغ پر ہتھوڑے چلاتی رہیں۔ تمہاری بے معنی آوازیں! اور اب مہربانی سے تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ سُنا تم نے! مجھے تم لوگوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔

آنیز : غالباً تمہیں مجھ میں تو کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن کیا اس بچی میں بھی نہیں؟ کیا تم اس سے متاثر نہیں ہوئے؟ ——— میں تمہاری چالیں خوب سمجھتی ہوں۔ تم اسی کو متاثر کرنے کے لیے اتنے اُونچے منبر پر چڑھ کر بیٹھے ہو۔

گارسوں : خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑو۔ اخبار کے دفتر میں کوئی میرے بارے میں کچھ کہہ رہا ہے میں اسے سننا چاہتا ہوں۔ اور اگر تم اب بھی مطمئن نہیں تو میں تمہیں یہ بھی بتلائے دیتا ہوں کہ مجھے اس بچی میں بھی دلچسپی نہیں ہے۔

استیل : شکریہ!

گارسوں : میرا منشا تمہاری توہین کرنا نہیں تھا۔

(چند لمحے خاموشی سے دونوں ایک دوسرے کا سامنا کرتے ہیں)

گارسوں : اچھا تو یہ صورتِ حال ہے (وقفہ) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے خاموش رہنے کی فرمائش کی تھی

استیل : یہ اس کا قصور ہے۔ اسی نے بات شروع کی۔ میں نے اس سے کسی چیز کی فرمائش نہیں کی۔ لیکن وہ خود ہی میرے پاس آئی اور اپنا ——— اپنا آئینہ پیش کیا۔

آنیز : اچھا تو تمہارا یہ بیان ہے۔ کیا تم مسلسل اسے متاثر کرنے کی کوشش نہیں کر رہی تھیں؟ اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال نہیں کر رہی تھیں۔

استیل : ہاں کر رہی تھی، کیوں نہ کروں

گارسوں : تم دونوں خبط الحواس ہو۔ کیا تم یہ نہیں دیکھ سکتیں کہ اس طرح ہمارا کیا حشر ہو سکتا ہے۔ خدا کے لیے اپنے منہ بند رکھو۔ چلو اب ہم سب پھر خاموشی سے بیٹھ کر زمین کو تکنا شروع کریں اور یہ بھول جائیں کمرے میں اپنے سوا اور لوگ بھی موجود ہیں۔

(ایک قدرے طویل خاموشی۔ گارسوں اپنے صوفے پر بیٹھ جاتا ہے۔ عورتیں بھی

مجبوراً اپنی اپنی جگہ واپس جاتی ہیں۔ یکایک آئینز اٹھتی ہے اور تیزی سے گارسوں کی طرف مڑتی ہے)

آئینز : دوسروں کو بھول جائیں؟ یہ کس طرح ممکن ہے؛ میں تمہاری موجودگی کو شدت سے اپنی نس نس میں محسوس کر رہی ہوں۔ تمہاری خاموشی میرے کانوں کے پردے چیرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ تم اپنے ہونٹوں پر مہر لگا سکتے ہو۔ اپنی زبان کاٹ کر پھینک سکتے ہو۔ لیکن اپنے وجود کو یہاں سے نہیں ہٹا سکتے، کیا تم اپنے خیالات کی رفتار کو روک سکتے ہو؟۔ میں یہاں سے ان کی ٹِک ٹِک سن سکتی ہوں۔ کسی گھڑی کی طرح۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی میرے خیالات کی ٹِک ٹِک سن رہے ہوں گے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ چڑچڑے انداز سے صوفے پر بیٹھ کر تم ہم پر کوئی بڑا احسان کر رہے ہو۔ لیکن تم تمام فضا میں تحلیل ہو چکے ہو اور ہر آواز مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی تمہارے وجود کے لمس سے آلودہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تم نے مجھ سے میرا چہرہ بھی چھین لیا ہے اور یہ بات تم مجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہو اور پھر یہ اسٹیل۔ تم نے اُسے بھی مجھ سے چھین لیا ہے۔ اگر میں اور یہ یہاں اکیلے ہوتے تو ظاہر ہے کہ یہ مجھ سے اس طرح کا سلوک نہ کرتی۔ نہیں نہیں۔ اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹاؤ۔ اب میں بھی تمہیں چین سے بیٹھنے نہیں دوں گی۔ جو تمہاری ڈائری کے لیے ضروری ہے۔ اور اگر تم ایک یوگی کی طرح، اپنے خیالات میں کھوئے بیٹھے بھی رہو۔ تو بھی مجھے اس بات کا شدید احساس رہے گا کہ اس کی ہر نقل و حرکت، ہر آواز، یہاں تک کہ اُس کے لباس کی سرسراہٹ تک کا صرف ایک مقصد ہے، اور وہ ہے تمہیں اپنی طرف متوجہ کرنا۔ اور وہ اب بھی تمہاری جانب مسکراہٹیں بکھیر رہی ہے حالانکہ تم بے نیازی کا پوز بنائے ہو۔ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ میں اپنا جہنم، خود اپنی مرضی سے قبول کرنا بہتر سمجھتی ہوئی میں تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا اور دوبدو لڑنا زیادہ پسند کروں گی۔

گارسوں : اچھا تو ٹھیک ہے اور پھر اس صورتِ حال کا یہ انجام تو بہر حال ہونا ہی تھا،

انہوں نے خوب سوچ کر یہ انتظام کیا ہے اور ہم لوگ بڑی آسانی سے اس
جال میں پھنس گئے ہیں۔ کاش کہ انہوں نے کچھ مردوں کے ساتھ مجھے کسی
کمرے میں بند کیا ہوتا۔ مرد کم سے کم خاموش تو رہ سکتے ہیں۔ بہر حال ناممکن
بات کی آرزو کرنے سے کیا فائدہ۔ (استیل کی طرف جاتا ہے، اس کی گردن
پر ہاتھ پھیرتا ہے) اچھا تو میں تمہیں اچھا لگتا ہوں۔ الھڑ لڑکی شاید تم مجھے
ناز و انداز دکھا رہی تھیں۔

استیل : مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔

گارسوں : کیوں کیا حرج ہے۔ یہاں کسی کو روغن قاز ملنے کی ضرورت نہیں۔ تم کو تو معلوم
نہ ہوگا لیکن کبھی میں بھی عورتوں کے پیچھے دیوانہ تھا اور ان میں سے کچھ خود
بھی مجھ پر فریفتہ تھیں۔ بہر حال بہتر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے پر رعب ڈالنے
کی کوشش ترک کر دیں۔ اور اب ہمارے پاس کھونے کو بچا ہی کیا ہے،
اس لیے غیر ضروری تکلف اور رکھ رکھاؤ کی ضرورت نہیں۔ ہم کسی غیر کے سامنے
نہیں ہیں۔ ایک دوسرے ہی کے ساتھ ہیں اور بہت جلد ہی ہمیں اپنا اپنا لباس
اُتار کر پیدا ہوئے بچوں کی طرح برہنہ ہونا پڑے گا۔

استیل : خدا کے لیے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

گارسوں : ہاں پیدا ہوئے بچوں کی طرح۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تمہیں آگاہ کر دیا تھا اور
میرا مطالبہ بہت معمولی تھا۔ خاموشی اور سکون! میں نے اپنے کانوں میں انگلیاں
ٹھونس لیں لیکن پھر بھی مجھے سکون نہ مل سکا۔ گومیز حسب معمول کمرے کے
بیچوں بیچ کھڑا اچلا رہا تھا اور پریس کے سب لوگ اس کی باتیں سن رہے تھے۔
وہ سب بے تکلف لباس میں ملبوس تھے۔ میں نے سننے کی ہر ممکن کوشش
کی۔ لیکن یہ اتنا آسان نہ تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ زمین پر ہر چیز بہت تیزی سے
حرکت کر رہی تھی۔ اور پھر تم لوگوں کی لامتناہی گفتگو۔ بہر حال اسے جو کچھ
کہنا تھا وہ کہہ چکا ہے اور میرے متعلق اُس کی رائے اب پھر اس کے سر میں دفن
ہو چکی ہے۔ ہاں تو اس سلسلے میں اب ہمیں کچھ فیصلہ کرنا ہے۔ نوزائیدہ
بچوں کی طرح برہنہ۔ یہی ہر طرح مناسب ہے۔ جن لوگوں سے اب میرا واسطہ

ہے میں سب سے پہلے انہیں اچھی طرح دیکھنا چاہتا ہوں۔

آئینز : تم پہلے ہی دیکھ چکے ہو۔ اور اب بتانے کو ہے بھی کیا

گارسوں : تمہارا خیال غلط ہے جب تک ہم ایک دوسرے کے سامنے صاف صاف اس گناہ کا اعتراف نہ کریں جس کے باعث ہم پر یہ عذاب نازل ہوا ہے۔ اس وقت تک گویا ہم نے ایک دوسرے کو کچھ بھی نہیں بتایا۔ یا کم سے کم کوئی فیصلہ کن بات نہیں بتائی ـــ ہاں تو نوجوان خاتون ـــ سب سے پہلے تمہاری باری ہے۔ کیوں؟ آخر کیوں تم یہاں ہو؟ اگر ہم صاف گوئی سے کام لیں اور اپنے بھوتوں کی روشنی میں کھینچ لائیں، تو ہو سکتا ہے کہ ہم تباہی سے بچ جائیں۔ ہاں تو شروع کرو۔ کیوں؟ ـــ آخر کیوں؟

استیل : میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اور نہ انہوں نے اس سلسلے میں کچھ بتایا۔

گارسوں : لیکن مجھے خود اس کا کافی اچھی طرح اندازہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم سب سے پہلے اپنی کہانی سناتے ہوئے شرماتی ہوں۔ اس لیے خیر میں ہی ابتدا کیے دیتا ہوں (وقفہ) میں بہت عزت دار آدمی نہیں ہوں

آئینز : یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم نے راہِ فرار اختیار کی تھی۔

گارسوں : اس بات کو چھوڑو۔ یہ اتنی اہم بات نہیں۔ یہاں تو میں اس لیے بھیجا گیا ہوں۔ کیوں کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ برا سلوک کیا۔ پورے پانچ سال تک ـــ اصل وجہ یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ابھی تک کرب اور اذیت میں مبتلا ہے۔ بس میں اس وقت اسے دیکھ سکتا ہوں جس لمحے میری زبان پر اس کا نام آتا ہے وہ میرے سامنے آموجود ہوتی ہے۔ مجھے گومیز میں دلچسپی ہے۔ لیکن میں دیکھتا اسی کو ہوں۔ گومیز معلوم نہیں اب کہاں ہے۔ ہاں تو پانچ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا ـــ انہوں نے میری سب چیزیں اسے واپس کر دی ہیں اور وہ کھڑکی کے قریب کھڑی ہے۔ میرا کوٹ اس کی ٹانگوں پر پڑا ہے۔ ایک تاریخی یادگار۔ اس میں بارہ گولیوں کے نشان ہیں اور میرا خون زنگ کے ایک بھورے چھلکے کی طرح ہر سوراخ کے کناروں پر چپکا ہوا ہے۔ یہ کوٹ تو عجائب گھر میں رکھنے کے قابل

ہے۔ تاریخ کے تیروں سے زخمی یہ کوٹ! اور سوچو ایک زمانے میں اُسے
مَیں پہنا کرتا تھا۔ اچھا اب ایک آدھ آنسو تو بہادو جانِ من۔ کوشش کرو۔
یہ کچھ ایسا مشکل کام بھی نہیں۔ نہیں؟ یہ تمہارے بس کی بات نہیں؟۔۔
ہر روز میں رات گئے گھر واپس آتا، شراب کے نشے میں دھت، میرے
جسم سے شراب اور آوارگی کی بُو نکلتی ہوتی۔ اور وہ اس وقت تک میرے
انتظار میں بیٹھی ہوتی۔ لیکن وہ کبھی روتی نہ مجھے ملامت کرتی، صرف اس کی
آنکھیں۔ اس کی بڑی بڑی المناک آنکھیں ایک افسانہ سُناتیں لیکن مجھے
کوئی پچھتاوا نہیں۔ مجھے ہر چیز کی قیمت چکانی ہوگی۔ لیکن میں فریاد نہیں
کروں گا۔ سڑک پر برف باری ہو رہی ہے۔ کیا تم بالکل نہیں روؤ گی۔
لعنت خدا کی۔ وہ عورت ایک پیدائشی شہید تھی، اس کا پیشہ ہی دوسروں
کے تیروں کا نشانہ بننا تھا

آنیز : (کسی قدر رحم دلی سے) تم نے آخر کیوں اُسے اتنا دکھ دیا۔

گارسوں : کیونکہ یہ بہت آسان کام تھا۔ ایک لفظ بھی اُسے مُرجھا دینے کو کافی تھا۔
گویا وہ ایک چھوئی موئی کا درخت تھی۔ لیکن وہ کبھی بھُول کر بھی ملامت
نہ کرتی۔ مجھے دوسروں کو دُکھ دینے میں مزا آتا ہے۔ میں اُسے دکھ دیتا اور
انتظار کرتا۔ لیکن وہ نہ کوئی آنسو بہاتی اور نہ احتجاج کرتی۔ یہ تو تم کو معلوم
ہی ہوگا کہ میں نے اسے دلدل سے نکالا تھا۔ اب وہ میرے کوٹ کو تھپتھپا
رہی ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اپنی انگلیوں سے گولیوں کے
سوراخ کو ٹٹول رہی ہیں۔ آخر تم چاہتی کیا ہو۔ اب تمہیں کیا توقع ہے
میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ مجھے بیحد
پسند کرتی تھی۔ کیا تم اس بات میں کوئی معنی ڈھونڈ سکتی ہو؟

آنیز : نہیں مجھے کبھی کسی نے پسند نہیں

گارسوں : تم خوش قسمت ہو۔ شاید تمہیں میری باتیں کافی مبہم معلوم ہوتی ہیں، اچھا تو
ایک واقعہ سنو جو شاید زیادہ اچھی طرح تمہاری سمجھ میں آجائے۔ بلکہ جسے
تم دانتوں سے پکڑ سکو، ایک بار میں نے ایک معمولی سی لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ

لیا۔ میری بیوی اوپر کی منزل میں سوتی تھی۔ اُس نے ہماری سب باتیں سُنی ہوں گی۔ وہ بہت سویرے اٹھ جاتی تھی۔ اور میں اور وہ لڑکی دیر تک بستر میں رہتے تھے اور وہیں وہ صبح سویرے کافی پیش کرتی۔

آنیز : تم ایک جنگلی درندہ ہو۔

گارسوں : ہاں جنگلی درندہ ہوں۔ مگر ایک محبوب درندہ (معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دُور دیکھ رہا ہے) ... نہیں کوئی بات نہیں صرف گومیز ہے۔ لیکن اب وہ میرے بارے میں بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہاں تو تم کیا کہہ رہی تھیں ۔ میں جنگلی درندہ ہوں۔ اس میں کیا شک ہو سکتا ہے ورنہ میں یہاں کیوں ہوتا۔ (آنیز سے) اب تمہاری باری ہے۔

آنیز : مجھے عام طور سے لوگ "جہنمی کتیا" کے خطاب سے نوازتے تھے تو گویا میں پہلے ہی سے جہنمی تھی۔ اس لیے میرا یہاں ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔

گارسوں : کیا تمہیں بس یہی کہنا ہے۔

آنیز : نہیں ــــ اور پھر میرا فلورنس کے ساتھ وہ معاشقہ۔ ایک پُر اسرار اور ہیبت ناک کہانی جس میں سے تین لاشیں نمودار ہوتی ہیں۔ پہلے وہ شخص پھر فلورنس اور پھر میں۔ یہ تھیں وہ تین لاشیں، لیکن اب پریشان ہونے سے کیا حاصل۔ کیوں کہ اس کہانی کے کرداروں میں سے اب کوئی باقی نہیں۔ سوائے اس کمرے کے۔ جس کے دروازے پر تالا ڈالا جا چکا اور جس کی ایک جھلک کبھی کبھی دیکھ لیتی ہوں۔ نہیں نہیں۔ اب انہوں نے اس کا تالا کھول دیا ہے۔ اور اس پر بورڈ لگا دیا ہے "کرائے کے لیے خالی" خوب! تو وہ اب کرائے کے لیے خالی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے۔

گارسوں : تین موتیں! ــــ کیا کہا تم نے تین لاشیں؟

آنیز : ہاں تین۔

گارسوں : ایک مرد اور دو عورتیں؟

آنیز : ہاں

گارسوں : تو کیا اُس نے خودکشی کی تھی؟

آنیز : نہیں اس میں اتنی ہمت کہاں تھی۔ ہم اس سے کتوں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ اور اگر وہ خود دار ہوتا تو ضرور خودکشی کر لیتا۔ لیکن مرا وہ ٹرام سے کچل کر۔ عجیب احمقانہ موت تھی ــــ میں ان لوگوں کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ وہ میرا رشتے کا بھائی تھا۔

گارسوں : کیا فلورنس خوبصورت تھی ؟

آنیز : خوبصورت ؟ (استیل کی طرف دیکھتے ہوئے) دیکھو میں کہہ چکی ہوں کہ میں کوئی بات چھپانا نہیں چاہتی۔ اور نہ کسی بات پر پشیمان ہوں۔ لیکن اس وقت یہ کہانی سنانے پر اصرار نہ کرو تو بہتر ہے۔

گارسوں : ٹھیک ہے تو کیا تم اس شخص سے بیزار ہو گئی تھیں۔

آنیز : ہاں رفتہ رفتہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے مجھے کوفت ہونے لگی۔ مثلاً یہ کہ کچھ پیتے وقت وہ عجیب سی آواز نکالتا گویا غرارے کر رہا ہو ــــ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں۔ کافی قابلِ رحم اور کمزور قسم کا انسان تھا۔ اور اس پر قابو پا لینا بہت آسان کام تھا۔ تم ہنس کیوں رہے ہو۔

گارسوں : اس لئے کہ مجھ پر قابو پانا اتنا آسان کام نہیں۔

آنیز : اس قدر یقین کی ضرورت نہیں ــــ ہاں تو میں گویا اس کی کھال کے اندر داخل ہو گئی۔ اور وہ تمام دنیا کو میری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اور پھر جب اس نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا تو وہ تمام تر میری ذمہ داری بن گئی۔ اور ہم لوگ شہر کے دوسرے سرے پر ایک کمرہ لے کر رہنے لگے۔

گارسوں : اور پھر ؟

آنیز : اور پھر وہ ٹرام کا حادثہ پیش آیا۔ اور اس کے بعد میں روزانہ فلورنس کو کچوکے دیتی۔" ہاں میری گڑیا " ہم دونوں نے مل کر اس کی جان لی"۔ (وقفہ) میں کافی بے رحم قسم کی انسان ہوں۔

گارسوں : میں بھی بے رحم ہوں۔

آنیز : نہیں تم بے رحم نہیں ہو۔ تمہارا معاملہ کچھ اور ہے۔

گارسوں : کیا ــــ ؟

آنیتز : یہ میں تمہیں پھر بتاؤں گی ۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں ظالم ہوں یعنی دوسروں کو اذیت پہنچائے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ ایک دہکتے ہوئے انگارے کی طرح میں دوسروں کے دلوں میں گھس کر انھیں جلاتی رہتی ہوں ۔ اور جب میں تنہا ہوتی ہوں تب بھی مجھ میں سے شعلے نکلتے رہتے ہیں ۔ چھ مہینے تک میں اس کے دل میں شعلے کی طرح بھڑکتی رہی ۔ یہاں تک کہ وہ جل کر سیاہ ہوگیا ۔ ایک رات وہ خاموشی سے اٹھی اور اس نے گیس کھول دی اور پھر بستر میں گھس گئی ــــ اب تو ہر بات صاف ہے نا ؟

گارسوں : ہوں ــــ ہوں ۔

آنیتز : کیوں ــــ کیا سوچ رہے ہو ۔

گارسوں : کچھ نہیں ــ صرف یہ کہ یہ کہانی دلنواز نہیں ۔

آنیتز : ظاہر ہے ۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے ؟

گارسوں : اس سے کیا ہوتا ہے ؟ یہی تو سوال ہے (اسٹیل سے) اب تمہاری باری ہے ۔ تم نے کیا کیا تھا ۔ ؟

اسٹیل : میں تمہیں بتا چکی ہوں ، مجھے کچھ اندازہ نہیں ۔ میں سوچتے سوچتے تھک گئی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا ۔

گارسوں : ٹھیک ہے ، تو ہم تمہاری مدد کئے دیتے ہیں ۔ وہ کچلے ہوئے چہرے کا آدمی کون تھا ۔

اسٹیل : کون ــــ ؟ تمہارا کیا مطلب ہے ؟

گارسوں : تم خوب اچھی طرح سمجھتی ہو ۔ وہی شخص جسے دیکھنے کے خیال سے تم خوف زدہ تھیں ۔ یعنی جس وقت تم یہاں داخل ہوئیں ۔

اسٹیل : اچھا اوہ ! ہاں وہ میرا ایک دوست تھا ۔

گارسوں : تم کیوں اس سے خوف زدہ تھیں ۔

اسٹیل : یہ میرا ذاتی معاملہ ہے مسٹر گارسوں ۔

آنیتز : کیا اس نے تمہاری خاطر اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنایا تھا ؟

اسٹیل : بالکل نہیں ۔ کیا بے معنی باتیں کرتے ہو ۔

گارسوں : تو تم اسے دیکھنے کے خیال سے اتنی خوف زدہ کیوں تھیں۔ اس نے اپنے بھیجے میں گولی ماری تھی نا۔ اسی لئے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا۔

استیل : خدا کے لئے بس اب اور کچھ مت کہو۔

گارسوں : تمہاری خاطر — ہاں تمہاری خاطر

آنیز : اس نے تمہاری خاطر اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنایا۔

استیل : خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو۔ آخر مجھے اس طرح پریشان کر کے تمہیں کیا ملے گا۔ میں یہاں ایک منٹ نہیں ٹھہر سکتی۔ میں چلی جاؤں گی۔

(دروازے کی طرف دوڑتی ہے اور اسے دھکا دیتی ہے۔)

گارسوں : اگر تم جا سکو تو ضرور چلی جاؤ۔ ذاتی طور پر مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی تمنا نہیں لیکن بدقسمتی سے دروازہ بند ہے۔

(استیل گھنٹی کا بٹن دباتی ہے۔ گھنٹی نہیں بجتی۔ آنیز اور گارسوں ہنستے ہیں۔ استیل تیزی سے ان کی طرف مڑتی ہے۔ اب اس کی پشت دروازے کی طرف ہے۔)

استیل : (رندھی ہوئی آواز میں) تم دونوں قابل نفرت ہو۔

آنیز : بالکل ٹھیک ہے۔ قابل نفرت! اب اپنی کہانی شروع کرو۔ وہ شخص جس نے تمہاری خاطر جان دی۔ کیا تم اس کی معشوقہ تھیں — کیوں؟

گارسوں : ظاہر ہے۔ اور وہ چاہتا تھا کہ یہ پورے طور پر اس کی بن جائے۔ یہی بات ہے نا — ؟

آنیز : وہ ٹانگو ڈانس ایک پیشہ ور کی سی مہارت سے کرتا تھا۔ لیکن افلاس زدہ تھا۔ یہی بات تھی نا ؟

گارسوں : وہ غریب تھا یا نہیں؟ — صاف صاف جواب دو — ہاں یا نہیں ؟

استیل : وہ غریب تھا۔

گارسں : اور پھر تمہیں اپنے نام و نمود کی بھی فکر تھی۔ ایک دن وہ تمہارے پاس آیا۔ اور تم سے اپنے ساتھ فرار ہونے کے لئے منت سماجت کی اور تم نے اس کے منہ پر ہنسنا شروع کر دیا۔

آنیز : ہاں یہی بات تھی۔ تم نے اس کی محبت کا مذاق اڑایا اور اس نے اپنا خاتمہ کر لیا۔

استیل : کیا تم فلورنس کی طرف بھی اسی انداز سے دیکھتی تھیں ؟
آنیز : ہاں
(مختصر وقفہ ــــ یکایک استیل قہقہے لگانا شروع کر دیتی ہے ۔)
استیل : تم لوگوں کا قیاس بالکل غلط ہے (اس کی پشت ابھی تک دروازے کی طرف ہے ۔ لیکن وہ ان لوگوں کی طرف رخ کرتی ہے ۔ اس کا جسم اب زیادہ سخت معلوم ہو رہا ہے اور اس کی آواز درشت اور جارحانہ ہے ۔) وہ چاہتا تھا کہ میں ایک بچہ پیدا کروں ۔
آنیز : اور تم نہیں چاہتی تھیں ؟
استیل : ظاہر ہے ۔ لیکن میری مرضی کے خلاف ولادت ہو گئی ۔ اور بدقسمتی سے اس وقت میں پانچ مہینے سے سوئٹزرلینڈ میں تھی، اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا، وہ ایک بچی تھی، جب وہ پیدا ہوئی تو روجر میرے ساتھ تھا۔ وہ ایک بچی کا باپ بننے پر پھولا نہیں سما رہا تھا۔ لیکن میں خوش نہیں تھی۔
گارسوں : اور اس کے بعد ؟
استیل : ہمارے کمرے کے ساتھ ایک بالکونی تھی اور اس کے نیچے جھیل تھی ۔ میں ایک بھاری پتھر اٹھا لائی ۔ اس کو اندازہ ہو گیا کہ میں کیا کرنے والی ہوں، وہ چلا رہا تھا "خدا کے لئے استیل یہ نہ کرو" لیکن اس وقت میرا دل اس کے لئے نفرت سے بھرا ہوا تھا ۔ اس نے وہ تمام منظر اپنی آنکھوں ہی دیکھا ۔ وہ بالکونی سے جھکا ہوا بہت دیر تک جھیل کی سطح پر پھیلتے ہوئے دائروں کو دیکھتا رہا ۔
گارسوں : ہاں ــــ اور اس کے بعد ؟
استیل : بس اور کچھ نہیں ۔ میں پیرس واپس آگئی ۔ اور پھر اس نے من مانی کی ۔
گارسوں : تمہارا مطلب ہے اس نے اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنا لیا ؟
استیل : ہاں ــ لیکن یہ بہت حماقت انگیز بات تھی ۔ میرے شوہر کو کسی بات کا سان گمان بھی نہ تھا ۔ (وقفہ) آہ مجھے تم دونوں سے شدید نفرت محسوس ہو رہی ہے ۔
(وہ سسکیاں بھرتی ہے لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں ٹپکتے ۔)

گارسوں : اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہاں آنسو نہیں بہہ سکتے۔

استیل : میں بزدل ہوں — بزدل ہوں — (وقفہ) کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ مجھے تم سے کتنی شدید نفرت ہے۔

آنیز : (استیل کو لپٹاتے ہوئے) آہ بیچاری بچی! (گارسوں سے) مقدمے کی پیشی ہو چکی ہے۔ لیکن اب تمہیں موت کا حکم سنانے والے جج کا انداز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔

گارسوں : موت کا حکم سنانے والا جج — ! (چاروں طرف دیکھتا ہے) کاش کہ میں اس وقت کسی آئینے میں اپنی شکل دیکھ سکتا۔ (وقفہ) یہاں کس قدر گرمی ہے (بے خیالی میں کوٹ اتار دیتا ہے) ارے معاف کرنا (کوٹ پہننا شروع کرتا ہے۔)

استیل : کوئی بات نہیں۔ تم کوٹ اتار سکتے ہو۔ اس صورت حال میں تو.....

گارسوں : بالکل ٹھیک ہے (کوٹ صوفے پر ڈال دیتا ہے) اتھیں مجھ سے خفا نہ ہونا چاہیے استیل۔

استیل : میں تم سے خفا نہیں ہوں۔

آنیز : اور میں؟ — کیا تم مجھ سے خفا ہو

استیل : ہاں

آنیز : ہاں تو مسٹر گارسوں۔ اب تو تم نے ہمارا لباس اتروا کر ہمیں برہنہ دیکھ لیا۔ کیا تم اب صورت حال کو بہتر سمجھ سکتے ہو۔

گارسوں : کچھ کہہ نہیں سکتا۔ غالباً ذرا بہتر (ہچکچاتے ہوئے) اور اب کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔

آنیز : مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔

گارسوں : آنیز انھوں نے اپنا جال بڑی چابکدستی سے پھیلایا ہے، مکڑے کے جالے کی طرح۔ تم اگر اپنا ہاتھ بھی ہلاتی ہو تو اس حرکت کی لہریں میرے اور استیل کے جسم سے ٹکراتی ہیں۔ گویا ہم ایک دوسرے کے ساتھ ایک ایسی رسی سے بندھے ہوئے ہیں جس کی گرہیں کھولنا ممکن ہی نہیں۔ ہم الگ الگ اپنے لیے نجات کا

راستہ نہیں ڈھونڈھ سکتے۔ کہو اب تمہارا کیا فیصلہ ہے.... ہلو۔ کیا ہو رہا ہے ۔ ؟

آنیز : انھوں نے وہ کمرہ کرائے پر اٹھا دیا ہے ۔ تمام کھڑکیاں کھول دی گئی ہیں ۔ اور ایک مرد میرے پلنگ پر بیٹھا ہوا ہے ۔ غور کرو ۔ میرے پلنگ پر ایک مرد ! ۔ اچھا تو اب یہ کرائے پر چڑھ چکا ہے ۔ ہاں ، ہاں ، اندر آؤ ۔ جنگلی درندے اور اسے اپنا ہی گھر سمجھو ۔ اوہ ۔ ایک عورت بھی ہے ۔ وہ اس کے قریب جا رہی ہے ۔ اپنے بازو اس کے گردن میں حائل کر رہی ہے ۔ لعنت ہے ۔ آخر وہ روشنی کیوں نہیں کھولتے ۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا ہے ۔ اب شاید وہ اسے بوسہ دینے والا ہے ۔ لیکن آہ ۔ یہ تو میرا کمرہ ہے ۔ میرا کمرہ ! اب مکمل اندھیرا چھا گیا ہے ۔ میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی ۔ لیکن میں ان کی سرگوشیوں کی آواز سن سکتی ہوں ۔ کیا وہ میرے بستر میں اس عورت سے ہم کنار ہوگا ۔ ؟ وہ کیا کہہ رہی ہے ؟ دوپہر کا وقت ہے اور سورج چمک رہا ہے ۔ تو کیا میں اندھی ہوتی جا رہی ہوں مکمل اندھیرا اور سکوت ۔ اب نہ میں کچھ دیکھ سکتی ہوں اور نہ سن سکتی ہوں ۔ ۔ شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ اب زمین سے میرا تعلق ختم ہوا ۔ اب اس دنیا سے کوئی پیغام نہیں آئے گا ۔ (کانپتی ہے) اب میں بالکل خالی ہوں ۔ بوند، بوند نچڑ چکی ہوں ۔ بالکل خشک ہو چکی ہوں ۔ یہ واقعی موت ہے ۔ اب میں جو کچھ بھی ہوں اسی کمرے میں ہوں ۔ (وقفہ) تم کیا کہہ رہے تھے ؟ ۔ کیا کچھ میری مدد کرنے کی بات تھی ؟

گارسوں : ہاں ۔

آنیز : کس چیز میں

گارسوں : ان کے شیطانی حربوں کو شکست دینے میں ۔

آنیز : اور اس کے صلے کے طور پر تم مجھ سے کیا چاہو گے ۔

گارسوں : یہی کہ تم میری مدد کرو ۔ دیکھو آنیز اس میں بس تھوڑی سی کوشش درکار ہے ۔ اور انسانی ہمدردی کے جذبے کی ایک چنگاری ۔

آنیز : انسانی ہمدردی کا جذبہ ؟ یہ میری حدود سے باہر ہے ۔ میرا ریشہ ریشہ سڑ چکا ہے ۔

گارسوں : اور میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟ (وقفہ) پھر بھی ہم کوشش کر کے دیکھ تو سکتے ہیں۔

آنیز : اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ میں بالکل خشک ہو چکی ہوں۔ میں نہ کسی کو کچھ دے سکتی ہوں اور نہ قبول کر سکتی ہوں۔ میں ایک سوکھی ہوئی شاخ کی طرح ہوں جو صرف ایندھن کے کام آسکتی ہوں۔ (خاموش ہو جاتی ہے اور استیل کی طرف دیکھتی ہے۔ جس نے اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا رکھا ہے۔) فلورنس حسین تھی۔ اس کے بال قدرتی طور پر سنہری تھے۔

گارسوں : کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں تھا کہ اس نوجوان خاتون سے تمہاری اذیت رساں کا کام لیا جائے گا۔

آنیز : غالباً۔ مجھے اس کا اندازہ ہے۔

گارسوں : اسی کی مدد سے وہ تمہیں مغلوب کریں گے۔ جہاں تک میرا سوال ہے میں اوروں سے مختلف ہوں۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں اپنے کو لئے دیئے رہنے والا آدمی ہوں۔ تم چاہو تو کوشش کر سکتی ہو۔

آنیز : اچھا تو تمہارا یہ خیال ہے۔

گارسوں : یہ ایک جال ہے اور وہ گھات لگائے دیکھ رہے ہیں کہ تم کب اس جال میں پھنستی ہو۔

آنیز : مجھے معلوم ہے اور تم ایک اور جال ہو۔ اور انھیں یہ پہلے ہی سے معلوم تھا کہ تم اس وقت کیا کیا کہو گے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے چاروں طرف ایسے خطرناک گڑھے ہیں جنھیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ یہاں ہر چیز ایک خطرناک جال ہے۔ لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں خود ایک جال ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ میں اسے پھانسنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔

گارسوں : تم کچھ بھی نہیں پھانس سکو گی۔ ہم سب گویا ایک دوسرے کے پیچھے ایک پُراسرار گھیرے میں چکر لگا رہے ہیں۔ اور یہ ان کے منصوبے کے ایک خاص حصہ ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ میرے خیال میں اب تم ہر چیز سے ہاتھ اٹھا لو۔ آنیز۔ اور اپنی گرفت ڈھیلی کر دو۔ اگر تم نے اس وقت کوئی نیا داؤ چلا تو

ہم سب کو کوئی نئی مصیبت میں گرفتار کر دو گی ۔

آنیز : گرفت ڈھیلی کر دوں ؟ — کیا تمہیں میں اس قسم کی انسان معلوم ہوتی ہوں جو کسی حالت میں بھی اپنی گرفت ڈھیلی کر دے ۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے ۔ میں بہت جلد جلائی جاؤں گی ۔ اور میں ہمیشہ ہمیشہ اس آگ میں جلتی رہوں گی ۔ ہاں میں سب کچھ جانتی ہوں ۔ لیکن میں اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کروں گی ۔ میں اسے اپنے جال میں پھنساؤں گی ۔ اور وہ تمہیں میری آنکھوں سے دیکھے گی جیسا کہ فلورنس اس شخص کو دیکھتی تھی ۔ میری ہمدردی حاصل کرنے کی خواہش بے سود ہے ۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں ہر بات سمجھتی ہوں ۔ لیکن میں اپنے اوپر بھی ترس نہیں کھا سکتی — ایک جال ! — بہت خوب ! کیا میں خود یہ سب نہیں جانتی اور یہ بھی کہ میں خود ایک جال ہوں اور اس جال سے نکلنا ممکن نہیں ۔ اور اگر ان کے منصوبے کے لئے یہی بات ضروری ہے تو یہ بھی اچھا ہی ہے ۔

گارسوں : (اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے) بہر حال میں تم پہ ترس کھا سکتا ہوں ۔ ذرا میری طرف دیکھو ۔ ہم سب بالکل برہنہ ہیں ۔ اور میں تمہارے دل میں جھانک سکتا ہوں ۔ ہم لوگوں کے درمیان یہی رشتہ ہے ۔ اور میں تمہیں اذیت دینا نہیں چاہتا ۔ میں کسی بات پر پشیمان نہیں ہوں ۔ میرے بھی انسانی جذبات کے سوتے خشک ہو چکے ہیں ۔ لیکن میں اب بھی تم پر ترس کھا سکتا ہوں ۔

آنیز : (اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے) اپنا ہاتھ ہٹاؤ ، مجھے اس سے سخت نفرت ہے ۔ اور اپنی ہمدردی اپنے لئے محفوظ رکھو ۔ اور گارسوں یہ مت بھولو کہ اس کمرے میں تمہارے لئے بڑی احتیاط سے جال بچھائے گئے ہیں ۔ اس لئے تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ تم خود چوکس رہو ۔ (وقفہ) لیکن اگر تم میرے اور اس نوجوان لڑکی کے درمیان کسی قسم کی دخل اندازی نہ کرو تو میں اس بات کا خیال رکھوں گی کہ تمہیں میری وجہ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے ۔

گارسوں : (اس کی طرف ایک لمحہ غور سے دیکھتا ہے پھر اپنے کندھے جھٹکاتا ہے) ٹھیک ہے استیل

استیل : (اپنا چہرہ اٹھاتے ہوئے) گارسوں ۔ مہربانی سے ۔

گارسوں : تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔

استیل: تم میری مدد ہر حال میں کر سکتے ہو۔

گارسوں: اگر تمہیں مدد کی ضرورت ہے تو اس کی طرف رجوع کرو۔

(آنیزان کے قریب آچکی ہے اور استیل کے پیچھے کھڑی ہے لیکن اسے ہاتھ نہیں لگاتی۔ اس گفتگو کے دوران میں جواب شروع ہوتی ہے وہ ہر بات آستیل کے کان میں قریب منہ لا کر کرتی ہے۔ لیکن استیل گارسوں پر نگاہیں جمائے رکھتی ہے۔ جو خاموشی سے اسے دیکھتا ہے۔ وہ ہر بات اسی کو مخاطب کر کے کہتی ہے گویا وہ سب سوال آنیز نہیں گارسوں کر رہا ہو)

استیل : میں تم سے التجا کر رہی ہوں، گارسوں۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میری مدد کرو گے میں یہ تنہائی برداشت نہیں کر سکتی۔ اولگا اسے اپنے ساتھ کیبرے لے گئی ہے

آنیز : کس کو۔

استیل : پیٹر کو۔ آہ اب وہ دونوں ساتھ ناچ رہے ہیں۔

آنیز : پیٹر کون ہے۔

استیل : وہ ایک بیوقوف لڑکا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں ایک شفاف پانی کی ندی ہوں جس میں وہ اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ اسے مجھ سے والہانہ عشق تھا۔ آج اولگا نے اسے اپنے ساتھ باہر جانے پر راضی کر لیا ہے۔

آنیز : کیا تم اسے چاہتی ہو۔

استیل : اب وہ بیٹھ گئے ہیں۔ اولگا کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہی ہے۔ آخر اسے ناچنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ شاید وہ دبلا ہونے کے لئے ناچتی ہے۔ .... نہیں میں اسے نہیں چاہتی۔ وہ ابھی صرف اٹھارہ سال کا ہے۔ اور مجھے بچوں کو پھانسنے کا شوق نہیں۔

آنیز : تو پھر ان لوگوں کے سلسلے میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

استیل : نہیں وہ میری ملکیت تھا۔

آنیز : اب زمین میں کوئی چیز بھی تمہاری ملکیت نہیں رہی۔

استیل : ہاں، لیکن وہ میرا تھا۔ تمام تر میرا تھا۔

آنیز : ہاں، کبھی وہ تمہارا تھا — لیکن اب؟ ذرا اسے چھونے کی کوشش کرو، اس سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرو۔ اولگا اسے چھو سکتی ہے اس سے باتیں کر سکتی ہے کیوں، کیا میں غلط کہہ رہی ہوں۔ وہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے سکتی ہے اس سے ہم آغوش ہو سکتی ہے۔

استیل : ہاں دیکھو، وہ اپنی بھدی چھاتیاں اس کے سینے سے لگا رہی ہے۔ اس کا زور زور سے چلتا ہوا سانس اس کے چہرے سے ٹکرا رہا ہے لیکن میرے بھولے لڑکے کیا تم نہیں دیکھ سکتے کہ وہ کتنی مضحکہ خیز ہے — تم اس کا مذاق کیوں نہیں اڑاتے؟

آہ ایک وقت تھا کہ اگر میں اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ لیتی تو وہ چپکے سے غائب ہو جاتی — اور اب؟ — کیا اب میں واقعی بالکل ختم ہو چکی ہوں — کچھ بھی باقی نہیں بچا؟

آنیز : ہاں، کچھ بھی نہیں — زمین پر اب تمہارا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ تم جو کچھ بھی ہو بس یہاں ہو — تم کو اس پیپر کٹر کی ضرورت تو نہیں — یا پھر کارنس پر رکھے ہوئے اس مجسمے کی۔ یہ بیشک تمہارے ہیں۔ اور یہ نیلا صوفہ تمہارا ہے۔ اور میں! — جانِ من! میں ہمیشہ کے لئے تمہاری ہوں۔

استیل : تم میری ہو؟ — بہت خوب! مگر کیا تم میں سے کوئی مجھے "پاکیزہ لڑکی" "شفاف پانی کی ندی" کا خطاب دے سکتا ہے۔ تم لوگ مجھے اچھی طرح سمجھتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میں ایک سڑے ہوئے پھل کی طرح بیکار ہوں — پیٹر — پیارے پیٹر — میرے بارے میں سوچو — مجھے اپنے خیالات کا مرکز بناؤ۔ اور اس طرح مجھے اس عذاب سے بچاؤ۔ جب تک تمہارے ذہن میں یہ الفاظ گونجتے رہیں گے "پاکیزہ لڑکی" "شفاف پانی کی ندی" میں بس آدھی یہاں رہونگی۔ بس آدھی، ناکارہ اور بدکار رہوں گی اور باقی آدھی زمین پر تمہارے ساتھ ہوں گی — صاف ستھری پاکیزہ — شفاف پانی کی ندی" — ذرا اس کے چہرے کی طرف دیکھو — کتنا سرخ چقندر ہو رہا ہے۔ نہیں نہیں — یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے کتنی بار مل کر اس کا

مذاق اڑایا تھا ـــ یہ کون سی دھن ہے ـ؟ ہمیشہ سے مجھے یہ پسند تھی ـ ہاں یہ سینٹ لوئس کا نیلگوں نغمہ ہے ـ ہاں ہاں ناچو اور ناچو ـــ گارسوں کاش کہ تم اسے دیکھ سکتے ـ تم ہنستے ہنستے بے حال ہو جاتے ـ لیکن اسے کبھی یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میں اسے دیکھ رہی ہوں ـ ہاں ہاں میں تمہیں دیکھ رہی ہوں اور تمہارے یہ بد مذاقی سے بنے ہوئے بال! تم بے حد بھونڈی معلوم ہو رہی ہو ـ

بیاری ـ اوہ ناچنے میں اس کا پاؤں کھینچ دیا ـ توبہ توبہ جھرجھری آرہی ہے ـ وہ اسے گھسیٹ رہا ہے ـ ارے بھئی جلدی کرو ـ جلدی کرو ـ اف کس قدر مضحکہ خیز سین ہے ـ وہ اسے ایک بنڈل کی طرح نچا رہا ہے ـ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میں بے حد ہلکی پھلکی ہوں ـ اسے میرے ساتھ ناچنے کا کتنا شوق تھا ـ (اب وہ خود بھی ناچنا شروع کر دیتی ہے ـ) اولگا، میں تمہیں دیکھ سکتی ہوں ـ آہ اسے اس بات کی کوئی پروا نہیں ـ وہ کتنی بے خیالی سے میری نظروں کے سامنے ناچ رہی ہے ـ

کیا کہا؟ ـــ کیا کہا تم نے؟ "بیچاری استیل"! ـــ خدا کے لئے اتنی ریاکاری سے کام مت لو ـ تم نے میرے جنازے پر ایک بوند بھی آنسو نہ بہایا تھا ـ اور تم کس بے حیائی سے مجھ سے ہمدردی جتا رہی ہو ـــ اور وہ بھی پیٹر کے سامنے ـــ شرم نہیں آتی ـــ اوہ کیا تم نغمہ کی تال پر پاؤں نہیں اٹھا سکتیں ـ ظاہر ہے بے چاری کے لئے بیک وقت ناچنا اور باتیں کرنا ہمیشہ ناممکن رہا ـ ارے یہ کیا کہہ رہی ہو ـ نہیں نہیں اسے یہ نہ بتاؤ ـ تم اسے بالکل اپنا بنا لو ـ اس کے ساتھ جو چاہو کرو ـــ لیکن براہ کرم اسے یہ نہ بتاؤ ـ (ناچنا بند کرتی ہے) ٹھیک ہے اب تم اسے رکھ سکتی ہو ـ گارسوں کیا تم اسے دھوکہ بازی نہ کہو گے ـ اس سے پیٹر کو سب کچھ بتا دیا ـ روجر سے میرا معاشقہ ـ سوئٹزرلینڈ کا سفر اور میرا بچہ بھی! "بے چاری استیل اتنی بھولی نہ تھی" نہیں نہیں وہ میری حقیقت نہ تھی ـ اس میں کوئی شک نہیں ـ وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا ہے ـ اور افسوس سے سر ہلا رہا ہے ـ لیکن یہ کیا وہ اتنا متعجب معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ اسے ہونا چاہیے تھا ـ ہاں ہاں اب تم اسے اپنے پاس رکھو ـ میں تم سے اس کی لمبی پلکوں اور نسوانی چہرے کا سودا نہیں کروں گی ـ انھیں تم اپنی ہی ملکیت سمجھو ـ اس کی شفاف ندی! ـــ اس کا شفاف آئینہ! اب وہ آئینہ ریزہ ریزہ ہو چکا ہے ـــ

"بے چاری استیل!" ناچو، ناچو اور ناچو۔ ضرور ناچو۔ مگر ذرا سُر تال کا خیال رکھو۔ ایک دو۔ دو۔ ایک۔ کاش کہ میں زمین پر واپس جا سکتی۔ صرف چند لمحے کے لئے۔ اور ایک کے ساتھ ایک بار اور ناچ سکتی۔ (چند لمحے ناچتی ہے) موسیقی اب مدھم ہوتی جا رہی ہے۔ انھوں نے روشنیاں بجھا دی ہیں جیسا کہ ٹانگو ڈانس کے لئے ضروری ہے۔ مگر موسیقی اتنی مدھم کیوں ہے ذرا اونچا کرو۔ ذرا اونچا کرو۔ مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا۔ وہ کتنی دور ہے۔ مجھے کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ (ناچنا بند کرتی ہے) یہ آخری لمحہ تھا۔ سب ختم ہو گیا۔ زمین نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ (گارسوں سے) تم تو مجھ سے منہ نہ موڑو۔ خدا کے لئے میرے پاس آؤ۔ مجھے گلے لگاؤ۔

(استیل کی پشت پہ کے پیچھے سے آنیز گارسوں کو وہاں سے ہٹ جانے کا اشارہ کرتی ہے)

آنیز: (تحکمانہ لہجہ میں) گارسوں!

(گارسوں ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے اور استیل سے مخاطب ہو کر آنیز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

گارسوں: یہ بات تم اس سے کہو۔

استیل: (گارسوں سے لپٹتے ہوئے) آہ مجھے نہ چھوڑو۔ آخر تم مرد ہو، اور میں دیکھنے میں ایسی بُری بھی نہیں۔ کبھی لوگ میرے بالوں کی تعریف کرتے تھے۔ اور پھر آخر ایک مرد نے میری خاطر جان دی۔ آخر تمہیں کسی نہ کسی چیز کو تو دیکھنا ہی ہے۔ اور یہاں دیکھنے کو ہے بھی کیا۔ بس یہ تین صوفے، ایک میز اور ایک کارنس پر رکھا ہوا وہ ہیبت ناک مجسمہ، یقیناً ان سب فضول چیزوں سے تو میں دیکھنے میں اچھی ہوں۔ آہ اب میں ان کے دلوں سے اس طرح گر چکی ہوں جیسے کسی گھونسلے سے چڑیا کا چھوٹا سا بچہ۔ مجھے اٹھاؤ۔ اپنے گلے سے لگاؤ۔ اور دیکھو کہ میں کتنی مہربان ہو سکتی ہوں۔

گارسوں: (اپنے آپ کو اس سے چھڑاتے ہوئے) میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ یہ سب باتیں تمہیں اس خاتون سے کرنی چاہئیں۔

استیل: اس سے! اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے، وہ ایک عورت ہے۔

آنیز: اچھا! میرا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ لیکن میری پیاری ننھی منی گری ہوئی چڑیا، تم کئی زمانوں سے میرے دل میں براجمان ہو۔ اگرچہ تمہیں اس کا احساس نہیں۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں پلکیں جھپکائے بغیر ہمیشہ ہمیشہ تمہیں دیکھتی رہوں گی۔ اور تم میری نظروں کے نیچے اس طرح جگمگاتی رہو گی جیسے سورج کی کرن کے نیچے ریت کا ایک ذرہ۔

استیل: بہت خوب! سورج کی کرن کے نیچے ریت کا ذرہ! مہربانی سے بکواس بند کرو۔ تم یہ حربے پہلے بھی استعمال کر چکی ہو۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس میں کامیابی ناممکن ہے۔

آنیز: استیل، میری شفاف ندی۔ آبدار آئینے۔

استیل: تمہاری شفاف ندی۔ کیا بیہودہ مذاق ہے! تمہارا خیال ہے کہ تم مجھے اس قسم کی باتوں سے بیوقوف بنا سکتی ہو۔ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے اپنے بچے کا کیا حشر کیا۔ آئینہ چور چور ہو چکا ہے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں..... میں صرف ایک موم کی گڑیا ہوں۔ وہ بھی کھوکھلی — باقی جو کچھ بچا ہے وہ بس میرا ظاہری وجود ہے۔ لیکن یہ تمہارے لئے نہیں ہے۔

آنیز: میرے پاس آؤ میری پیاری استیل۔ تم جو کچھ چاہو گی وہی میں تمہیں بناؤں گی شفاف ندی! گدلا گدلا جوہڑ! میری آنکھوں کی گہرائی میں تم اپنا عکس ایسا ہی دیکھو گی جیسا کہ تم دیکھنا چاہو گی۔

استیل: تمہارے پاس آنکھیں ہی کہاں ہیں۔ خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑو۔ لعنت خدا کی۔ کیا تم سے پیچھا چھڑانے کی کوئی صورت نہیں۔ بس ٹھیک ہے۔ (اس کے منہ پر تھوکتی ہے۔) لو یہ لو۔

آنیز: گارسوں تمہیں اس کی قیمت چکانی ہوگی۔

(وقفہ، گارسوں کندھے ہلاتا ہے اور استیل کی طرف جاتا ہے۔)

گارسوں: اچھا تو تمہیں کسی مرد کی ضرورت ہے؟

استیل: کسی مرد کی نہیں صرف تمہاری۔

گارسوں : ریاکاری کی ضرورت نہیں۔ تمہارا کام کسی مرد سے بھی نکل سکتا ہے اور چونکہ اس وقت یہاں صرف میں ہوں، اس لئے تم میری طرف راغب ہوئے۔ ٹھیک ہے (اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے) لیکن یاد رکھو کہ میں تمہاری خواہش کا آدمی نہیں ہوں۔ نہ تو میں ایک نکما آدمی ہوں اور نہ ٹانگو ناچ کا ماہر ہوں۔

استیل : تم جیسے بھی ہو مجھے منظور ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بدل دوں۔

گارسوں : مجھے اس میں شک ہے۔ میں تمہیں زیادہ توجہ نہیں دے سکتا۔ میرے ذہن پر اور بھی بہت سی چیزوں کا بار ہے۔

استیل : کن چیزوں کا ؟

گارسوں : تمہیں ان میں دلچسپی نہیں آسکتی۔

استیل : میں تمہیں بلاوجہ پریشان نہیں کروں گی۔ میں تمہارے صوفے پر خاموش بیٹھی رہوں گی۔ اور اس بات کا انتظار کرتی رہوں گی کہ تم میری طرف کچھ توجہ دو۔

آنیز : (درشتی سے ہنستے ہوئے) بہت خوب! تم اس پر پروانہ وار نثار ہوتی رہو اس کے سامنے پالتو کتیا کی طرح دُم ہلاتی رہو۔ اور وہ بھی اس شخص کے سامنے جو اس قدر کم رو ہے۔

استیل : (گارسوں سے) اس کی بات کی طرف دھیان مت دو۔ اس کے چہرے پر نہ آنکھیں ہیں نہ کان۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

گارسوں : میں تمہیں جو دے سکتا ہوں دوں گا، لیکن وہ برائے نام ہے۔ میں تم سے محبت نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں ضرورت سے زیادہ جانتا ہوں۔

استیل : ٹھیک ہے۔ لیکن تم میرے جسم سے لذت تو حاصل کر سکتے ہو۔

گارسوں : ہاں۔

استیل : بس اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

گارسوں : اس صورت میں .... (اس پر جھکتا ہے)

آنیز : استیل ! گارسوں ! کیا تم بالکل پاگل ہو گئے ہو۔ تم لوگ تنہا نہیں ہو۔ میں بھی یہاں موجود ہوں۔

گارسوں : ہاں ہاں ہو۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔

آنیز : میری آنکھوں کے سامنے تو تم یہ تماشہ نہیں کر سکتے۔

استیل : کیوں نہیں۔ میں اپنی خادمہ کے سامنے اکثر کپڑے تبدیل کر لیا کرتی تھی۔

آنیز : (گارسوں کے بازو پکڑتے ہوئے) اس کے پاس سے ہٹو، اپنے گندے مردانہ ہاتھ اسے نہ لگاؤ۔

گارسوں : (اس کو سختی سے دھکیلتے ہوئے) ذرا سوچ سمجھ کر، میں شریف آدمی نہیں ہوں اور مجھے ایک عورت پر ہاتھ اٹھانے میں کسی قسم کا اخلاقی اعتراض نہ ہوگا۔

آنیز : لیکن یاد رکھو تم نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔ تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔

گارسوں : میں کیوں کروں؟ — سب سے پہلے تو تم نے خود سمجھوتے کے خلاف قدم اٹھایا تھا۔

(آنیز اس کی طرف پیٹھ موڑ لیتی ہے اور کمرے کے دوسرے سرے پر چلی جاتی ہے۔)

آنیز : ٹھیک ہے، تمہارا جو جی چاہے کرو۔ اس وقت تو میں ہی کمزور پڑ گئی ہوں، مجھ اکیلی کے مقابلے میں تم دو ہو۔ لیکن یہ نہ بھولو کہ میں یہاں موجود ہوں اور تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ ایک لمحے کے لئے بھی میں اپنی نظریں نہیں ہٹاؤں گی۔ اور جب تم اسے بوسہ دو گے تو میری آنکھیں تمہیں سلاخوں کی طرح چبھتی ہوئی محسوس ہوں گی — ٹھیک ہے، تمہارا جو دل چاہے کرو۔ اس سے ہمکنار ہو اور قصہ پاک کرو۔ ہم جہنم میں ہیں، اس لئے میری باری بھی ضرور آئے گی۔

(اس منظر کے دوران میں وہ خاموشی سے ان لوگوں پر نظریں گاڑے رہتی ہے)

گارسوں : (استیل کے قریب آتے ہوئے) ہاں تو ٹھیک ہے، تمہارے ہونٹ، تمہارے ہونٹ کہاں ہیں؟ — (وقفہ) بوسہ دینے کے لئے اس پر جھکتا ہے لیکن یکا یک سیدھا ہو جاتا ہے۔)

استیل : (خفا ہو کر) یہ سب کیا ہے؟ (وقفہ) میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔

گارسوں : تمہارا خیال غلط ہے (وقفہ) اس کا باعث یہ نہیں گومیز ہے وہ پریس میں واپس آ گیا ہے۔ انھوں نے کھڑکیاں بند کر رکھی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ جاڑے

کا موسم ہے..... چھ مہینے گزر چکے ہیں..... یعنی کہ چھ مہینے سے میں.....
دیکھو میں تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ میں پوری توجہ نہ دے سکوں گا...
وہ لوگ سردی سے کپکپا رہے ہیں۔ اور کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ کتنی عجیب
بات ہے۔ وہ لوگ وہاں سردی سے اکڑ رہے ہیں۔ اور میں یہاں گرمی سے
بے حال ہوں، ہاں اب وہ میرے بارے میں بات کر رہا ہے۔

استیل : کیا یہ ابھی کافی دیر تک جاری رہے گا (وقفہ) تم مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ وہ
کیا کہہ رہا ہے۔

گارسوں : کچھ نہیں، کچھ نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں۔ صرف یہ کہ وہ بہت دغاباز آدمی ہے
اول نمبر کا بدمعاش اور دغاباز آدمی ہے۔ (استیل کی طرف رخ کرتا ہے) ٹھیک
ہے اب ہم اپنی طرف واپس آتے ہیں۔ کیا تم مجھ سے محبت کرو گی۔

استیل : (مسکراتی ہے) کہہ نہیں سکتی۔

گارسوں : کیا تم مجھ پر بھروسہ کرو گی؟

استیل : کس قدر عجیب سوال ہے۔ تم ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہو گے.... اور
رہی آنیز تو اس کی طرف سے پریشان ہونا بیکار ہے۔ جہاں تک تمہارا سوال
ہے وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

گارسوں : ظاہر ہے (استیل کے شانوں سے اپنا ہاتھ ہٹاتا ہے) لیکن میں کسی اور قسم کے
بھروسے کی بات کر رہا تھا۔ (ہنستا ہے) ہاں ہاں کہو، ضرور کہو، دغاباز کہو
مغرور سب کچھ کہو ــــ اس وقت مدافعت کے لئے وہاں موجود نہیں ہوں۔
(استیل سے) استیل تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا ہوگا۔

استیل : افوہ کس قدر فضول انسان ہو، میں اپنے ہونٹ، اپنے بازو، اپنا پورا جسم تمہیں
پیش کر رہی ہوں۔ آخر یہ موٹی سی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ اعتماد!
ــــ میرے پاس اب کوئی اعتماد نہیں۔ مجھے کیوں بلاوجہ پریشان کرتے ہو معلوم
ہوتا ہے کہ تمہارے ذہن پر کوئی بہت ہی خوفناک چیز مسلط ہے۔ جو میرے
اعتماد کا رونا رو رہے ہیں۔

گارسوں : انھوں نے مجھے گولی سے ہلاک کیا۔

استیل : مجھے معلوم ہے کیونکہ تم نے لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ ٹھیک ہے ــ تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

گارسوں : میں نے . . . . میں نے دراصل انکار نہیں کیا تھا۔ (اس کی آواز معلوم ہوتی ہے بہت دور سے آرہی ہے) اس میں شک نہیں کہ وہ اپنی بات بہت اچھی طرح کہتا ہے۔ میرے خلاف اس نے اپنے الزامات میں کافی وزن پیدا کر لیا ہے۔ لیکن وہ یہ کیوں نہیں بتاتا مجھے کیا کرنا چاہئے تھا ـــ کیا اس کا خیال ہے کہ میں جنرل کے پاس جاتا اور کہتا "جنرل میں لڑنے سے انکار ہے"۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت احمقانہ بات ہوتی۔ وہ مجھے فوراً قید کر لیتے۔ لیکن مجھے اظہار ذات کی خواہش تھی۔ اپنی اصل ذات کے اظہار کی (استیل سے) اس لئے میں نے ٹرین پکڑی لیکن سرحد پر انھوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔

استیل : تم کہاں جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

گارسوں : میکسیکو۔ میں وہاں ایک امن پسند اخبار نکالنا چاہتا تھا (مختصر وقفہ) تم کچھ کہتی کیوں نہیں۔

استیل : میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میرے خیال میں تو تم نے بالکل ٹھیک قدم اٹھایا۔ کیونکہ تم لڑائی کے خلاف تھے۔ (گارسوں پریشانی کا اظہار کرتا ہے) لیکن جانِ من آخر مجھے یہ اندازہ کیسے ہو کہ تم مجھ سے کیا کہلوانا چاہتے ہو۔

آنیز : کیا تم اتنا اندازہ نہیں لگا سکتیں، وہ تم سے یہ کہلوانا چاہتا ہے کہ وہ ایک دلیر شیر کی طرح فرار ہوا! کیونکہ فرار تو وہ بہرحال ہوا، اور یہی بات اسے کچوکے دے رہی ہے۔

گارسوں : فرار ہوا یا چلا گیا، الفاظ کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

استیل : لیکن تمہارا جانا ضروری تھا، اگر تم وہاں ٹھہرتے تو وہ پکڑ کر جیل میں بند کر دیتے۔ ٹھیک ہے نا؟

گارسوں : ظاہر ہے (وقفہ) اچھا تو استیل، کیا میں بزدل ہوں۔ ؟

استیل : میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ فضول باتیں نہ کرو جانِ من! میں تمہاری کھال میں تو گھس کر نہیں دیکھ سکتی، یہ فیصلہ تمہیں خود کرنا ہوگا۔

گارسوں : میں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔

استیل : لیکن تمہیں کچھ تو یاد ہو گا، تمہارے پاس اس قسم کا قدم اٹھانے کی فرو نہ کچھ تو وجوہات ضرور ہوں گی۔

گارسوں : ہاں تھیں۔

استیل : تو پھر ؟

گارسوں : وہ اصلی وجوہات نہ تھیں۔

استیل : تمہارا دماغ بالکل ٹیڑھا ہے۔ یہی تمہاری اصل مصیبت ہے۔ اس قسم کی بیکار باتوں سے اپنے آپ کو اذیت دینے سے کیا فائدہ۔

گارسوں : میں نے خوب سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا تھا۔ اور میرے پاس اس کا جواز بھی موجود تھا۔ لیکن یہ کیا یہ اس کا اصلی جواز تھا ؟

آنیز : بالکل ! — اصل سوال تو یہی ہے۔ کیا وہی اس کا اصلی سبب تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سلسلے میں تم نے اپنے سامنے تمام دلائل پیش کئے، تم نے اس پر ہر پہلو سے غور کیا اور اس بات کی حمایت میں تمہارے پاس کافی دلائل تھے لیکن ڈر۔ نفرت اور بہت سے ایسے جذبات جنھیں انسان اپنے آپ سے چھپاتا تھا۔ وہ بھی تو وجوہات ہوتی ہیں — اس لئے مسٹر گارسوں ذرا اور ہمت سے کام لو، اور کم سے کم ایک بار تو خود اپنے آپ سے ایمانداری کا ثبوت دو۔

گارسوں گار : تمہیں مجھے یہ سب کچھ بتانے کی ضرورت نہیں، دن رات میں اپنی کال کوٹھری میں بے قراری سے ٹہلتا، دروازے سے کھڑکی تک، اور پھر کھڑکی سے دروازے تک ہزاروں چکر لگاتا۔ اپنے دل سے اندر سے کھود کھود کر دیکھتا، میں نے ایک جاسوس کی طرح اپنا پیچھا کیا۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں نے اپنی پوری زندگی اس اندرونی چھان بین کی نذر کر دی ہے۔ لیکن اس میں اپنی بات صرف ایک تھی۔ اور وہ یہ کہ میں نے ایک خاص قدم اٹھایا تھا یعنی سرحد کی طرف جانے والی وہ ٹرین پکڑی تھی لیکن کیوں ؟ — آخر کیوں ؟ اور آخر کار میں نے سوچا کہ میری موت اس کا فیصلہ کر دے گی۔ اگر میں نے بہادری سے موت کا مقابلہ کیا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ میں بزدل نہیں ہوں۔

آنیز : اور تم نے کس طرح موت کا سامنا کیا ؟

گارسوں: بدترین طریقے سے قابلِ رحم انداز سے (آنیز ہنستی ہے) بہر حال یہ تو ایک جسمانی ردعمل تھا۔ اور اس پر کوئی شرمندگی نہیں، یہ کیفیت کسی شخص پر بھی گذر سکتی ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہر بات اسی طرح غیر یقینی رہ گئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے (استیل سے) استیل یہاں آؤ۔ میری طرف دیکھو۔ اس وقت جبکہ وہ زمین پر میرے بارے میں بات کر رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے دیکھتا رہے مجھے سبز آنکھیں پسند ہیں۔

آنیز : سبز آنکھیں، بہت خوب — اور اسٹیل تم — ؟ کیا تمہیں بزدل پسند ہیں۔

استیل : کاش کہ تم سمجھ سکتیں کہ میرے لئے یہ سب باتیں کس قدر بے معنی ہیں۔ وہ بزدل ہو یا غازی۔ میرے لئے یہ بات زیادہ اہم ہے کہ ایک مرد اچھی طرح بوسہ لینا جانتا ہے یا نہیں۔

گارسوں: دیکھو وہ سب وہاں موجود ہیں اور منہ میں سگار دبائے اپنی کرسیوں پر جمے ہوئے ہیں۔ ان کے انداز سے تھکن اور بے زاری ٹپک رہی ہے۔ وہ صرف نیم بیدار ہیں اور سوچ رہے ہیں " گارسوں بزدل ہے " لیکن بڑے دھندلے اور خواب آلود انداز میں، آخر انسان کچھ نہ کچھ تو سوچتا ہی ہے۔ اور اب انھوں نے یہ سوچا ہے کہ " وہ شخص گارسوں بزدل تھا " — یہی میرے ان عزیز دوستوں کا فیصلہ ہے۔ چھ مہینے بعد وہ کہہ رہے ہوں گے " اس حرامزادے گارسوں کی طرح بزدلی سے " — تم دونوں خوش قسمت ہو۔ زمین پر سب تمہیں بھول چکے ہیں — لیکن میں — میں کسی طرح مرتا بھی نہیں۔

آنیز : اور تمہاری بیوی گارسوں ؟

گارسوں: اچھا تو کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ وہ مر گئی۔

آنیز : مر گئی !

گارسوں: ہاں کچھ ہی پہلے مری ہے، تقریباً دو مہینے ہوئے۔

آنیز : کس طرح مری ؟ — غم سے گھل گھل کر ؟

گارسوں: اور کس طرح مرتی؟ تو گویا سب ٹھیک ٹھاک ہے، جنگ ختم ہو چکی ہے میری بیوی مر چکی ہے اور میرا نام تاریخ کے صفحات پر نقش ہو چکا ہے!
(وہ ایک المناک سسکی لیتا ہے، اور چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ استیل اس کا بازو پکڑ لیتی ہے۔)

استیل: تم کتنے مظلوم ہو میرے پیارے میری طرف دیکھو، ہاں مجھے چھو کر محسوس کرو، — ہاں اس طرح (اس کا ہاتھ اپنی گردن پر رکھتی ہے۔) اس طرح! بس اپنا ہاتھ وہیں رہنے دو۔ (گارسن گھبرا کر ہاتھ کو حرکت دیتا ہے۔) نہیں نہیں اسے نہ ہٹاؤ، اب اس بات پر پریشان ہونا چھوڑ دو کہ وہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ سب رفتہ رفتہ مر جائیں گے۔ انھیں بھول جاؤ۔ یہاں صرف میں ہوں۔

گارسوں: لیکن وہ مجھے نہیں بھول سکتے، وہ لوگ مر جائیں گے۔ لیکن کچھ اور لوگ ان کی جگہ لیں گے۔ اور اس کہانی کو دہرائیں گے۔ میری قسمت اب ان کے ہاتھوں میں ہے۔

استیل: تم ضرورت سے زیادہ سوچتے ہو، یہی تمہاری تمام مصیبتوں کی جڑ ہے۔

گارسوں: اور اب سوچنے کے علاوہ اور ہے بھی کیا — کبھی میں عملی آدمی تھا، کاش کہ میں ایک بار ان کے درمیان پہنچ سکتا۔ صرف ایک دن کے لئے۔ اور ان کے جھوٹ کا منہ توڑ جواب دے سکتا۔ لیکن میں یہاں بند ہوں، اور وہ مجھ پر فیصلے صادر کر رہے ہیں۔ انھیں میری کوئی فکر نہیں۔ اور اب تو وہی حق پر ہیں، کیونکہ میں تو مر چکا ہوں۔ .... میرا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میں اب صرف ایک قصۂ پارینہ ہوں۔

استیل: (نرمی سے) گارسوں۔

گارسوں: ابھی تک؟ — اچھا تو سنو، میں تم سے ایک مدد کا خواستگار ہوں۔ نہیں نہیں — گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ تمہیں اس کی عادت نہ ہوگی کہ کوئی تم سے مدد کی درخواست کرے، تمہیں یہ بات عجیب معلوم ہوگی لیکن اگر تم کوشش کرو اور اپنی قوت ارادی سے کام لو تو مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں اچھی ایک دوسرے سے محبت کر سکیں گے۔ اس بات کو اس طرح دیکھو، اس وقت ایک ہزار آدمی یہ کہہ رہے ہیں کہ میں بزدل ہوں — لیکن تعداد سے کیا ہوتا ہے اگر ایک بھی ایسا انسان ہو جو وثوق سے کہے کہ میں فرار نہیں ہوا تھا۔ اور یہ کہ میں اس

قسم کا آدمی نہیں۔ جو راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہ میں ایک بہادر اور معقول انسان ہوں تو اس انسان کا یقین مجھے تباہی سے بچا سکتا ہے۔ کیا تم مجھ پر بھروسہ کروگی۔ اس حالت میں، میں ہمیشہ ہمیشہ تم سے محبت کروں گا اور تمہاری قدر کروں گا۔

استیل : (ہنستی ہے) تم کتنے بیوقوف ہو پیارے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں ایک بزدل سے محبت کرسکتی ہوں۔

گارسوں : لیکن تم نے ابھی ابھی کہا تھا کہ ....

استیل : میں تو صرف تمہیں چھیڑ رہی تھی۔ مجھے اس قسم کے مرد پسند ہیں جو واقعی مرد ہوں۔ تمہارے بال، چہرہ، ذہن، آواز کوئی چیز بھی بزدلوں جیسی نہیں اور انہیں چیزوں سے مجھے محبت ہے۔

گارسوں : واقعی! کیا تم سچ مچ یہی سمجھتی ہو ---؟

استیل : کیا تم چاہتے ہو کہ میں قسم کھاؤں؟

گارسوں : اس صورت میں مجھے ان لوگوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں۔ وہ سب لوگ جو نیچے ہیں اور وہ بھی جو یہاں ہیں۔ استیل ہم دونوں اس پار جہنم کو پار کرکے نکل جائیں گے۔ (آنیز دل خراش قہقہہ لگاتی ہے۔ گارسوں یک دم خاموش ہوجاتا ہے اور اس کی طرف دیکھتا ہے) کیوں کیا بات ہے۔

آنیز : (جو ابھی تک ہنس رہی ہے) تو کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ یہ سب کچھ سنجیدگی سے کہہ رہی ہے، اتنے بیوقوف تو تم نہیں معلوم ہوتے۔ استیل کیا میں بزدل ہوں، گویا اسے تمہارے بزدل ہونے یا نہ ہونے میں کسی قسم کی دلچسپی ہوسکتی ہے۔

استیل : آنیز تمہیں شرم نہیں آتی (گارسوں سے) اس کی بات نہ سنو، اگر تم چاہتے ہو کہ میں تم پر یقین رکھوں تو تمہیں بھی مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

آنیز : ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ بھروسہ کیے جاؤ --- اسے ایک مرد کی ضرورت ہے۔ اس حد تک تم اس پر بھروسہ کرسکتے ہو۔ وہ چاہتی ہے کہ ایک مرد کے بازو اس کی کمر کے گرد حائل ہوں۔ ایک مرد کی آنکھیں جو وفورِ شوق سے چمک رہی ہوں اس پر جھکی ہوں۔ ایک مرد کے جسم کی بو اس کے چاروں طرف بسی ہو۔ اسے تو بس

ان ہی چیزوں کی ضرورت ہے۔ اگر تم اسے لذت دے سکو تو وہ تم کو خدا بھی کہہ دے گی۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہوگی۔

گارسوں : استیل کیا یہ سچ ہے؟ میری بات کا جواب دو، کیا یہ سچ ہے؟

استیل : آخر تم مجھ سے کیا کہلوانا چاہتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اس قسم کے سوالوں کا جواب دینا جن کا سر پیر کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے، کس قدر پریشان کن ہو سکتا ہے۔ (اپنا پاؤں پٹختی ہے) تم کیوں بلا وجہ مشکلات پیدا کر رہے ہو۔ بہرحال اگر تم بزدل ہو تب بھی میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ کیا یہ بات تمہارے لئے کافی نہیں۔

(مختصر وقفہ)

گارسوں : (دونوں عورتوں سے) مجھے تم سے نفرت ہے، تم دونوں سے (دروازے کی طرف جاتا ہے۔)

استیل : تم کیا کر رہے ہو؟

گارسوں : میں جا رہا ہوں۔

آنیز : تم زیادہ دور نہیں جا سکتے۔ دروازہ مقفل ہے۔

گارسوں : میں اسے کھلواؤں گا۔ (بٹن دباتا ہے۔ گھنٹی نہیں بجتی۔)

استیل : نہیں نہیں یہ نہ کرو۔

آنیز : تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میری گڑیا۔ یہ گھنٹی کام نہیں کرتی۔

گارسوں : میں کہہ چکا ہوں کہ انھیں کھولنا پڑے گا۔ میں اب زیادہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تم دونوں سے تنگ آ چکا ہوں۔ (استیل اس کی طرف دوڑتی ہے وہ اسے دھکا دے کر پیچھے ہٹا دیتا ہے) تم اس سے بھی زیادہ خراب ہو۔ میں تمہاری نظروں کے سامنے دھنسنا نہیں چاہتا۔ تم نرم اور لجلجی ہو، کسی کیچوے یا دلدل کی طرح۔

استیل : میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں، مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالوں گی اور تمہیں بالکل پریشان نہ کروں گی۔ لیکن مجھے اس طرح چھوڑ کر نہ جاؤ۔ میں آنیز کے ساتھ اکیلی نہیں رہ سکتی، وہ اپنے خوفناک پنجے دکھا چکی ہے۔

گارسوں: تم خود اپنی دیکھ بھال کرو۔ میں نے تو تمہیں یہاں نہیں بلایا تھا۔
استیل: اُف تم کس قدر کمینے ہو، ہاں، ہاں، یہ بالکل ٹھیک ہے۔ تم بزدل ہو۔
آنیز: (استیل کی طرف جاتے ہوئے) گھونسلے سے ٹپکی ہوئی میری ننھی منی چڑیا۔ اب تو تمہیں اطمینان ہوا۔ تم نے اسے متاثر کرنے کے لئے میرے منہ پر تھوکا۔ اور اس کے خاطر مجھ سے لڑیں۔ لیکن اب یہ جارہا ہے، چلو اچھا ہے ہماری گلو خلاصی ہوئی۔ اب ہم دونوں عورتیں ٹھاٹ سے اس کمرے میں رہ سکتے ہیں۔
استیل: تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اطمینان رکھو اگر یہ دروازہ کھل گیا تو میں بھی چلی جاؤں گی۔
آنیز: کہاں۔
استیل: جہاں بھی سینگ سمائیں گے۔ صرف یہ کہ وہاں دور دور تک تمہارا نام ونشان نہ ہوگا۔ (گارسوں اس دوران میں زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔)
گارسوں: دروازہ — کمبختو — منحوسوں، دروازہ کھولو۔ میں ہر چیز برداشت کرسکتا ہوں، تپتی ہوئی سُرخ لوہے کی سلاخیں، اور پگھلا ہوا فولاد، آہنی شکنجے، درانتیاں اور پھانسی کے پھندے اور تمہارے تمام شیطانی آلاتِ اذیت، ہر وہ چیز جو جلاتی ہے، ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے اور ادھیڑتی ہے، میں ہر اذیت برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور ہر اذیت اس ذہنی کرب سے تو بہتر ہوگی، جو آہستہ آہستہ کھُرچتا ہے۔ چباتا ہے اور کبھی کبھی سہلاتا بھی ہے لیکن کبھی بھی پوری شدت اختیار نہیں کرتا۔ (دروازہ کا ہینڈل پکڑ کر اسے جھنجھوڑتا ہے) کیا یہ اب بھی نہیں کھلے گا۔ (دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ تیزی سے کھل جاتا ہے) اور وہ گرتے گرتے بچتا ہے۔ اوہ!
(طویل خاموشی)
آنیز: کیوں گارسوں کیا خیال ہے؟ — اب تو تم آزاد ہو۔
گارسوں: (سوچتے ہوئے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دروازہ کیوں کھل گیا۔
آنیز: اب تمہیں کس بات کا انتظار ہے۔ جاؤ — جاؤ نا!
گارسوں: میں نہیں جاؤں گا۔

آنیز : اور تم استیل ؟ (استیل حرکت نہیں کرتی۔ آنیز زور سے ہنستی ہے۔) ہاں تو کیا فیصلہ ہے۔ راستہ کھل چکا ہے۔ ہم میں سے کون باہر جائے گا۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہے — اور یہ ایک ناقابل برداشت صورت حال ہے ہم ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہو سکتے استیل ؟ — بہت خوب ! گارسوں آؤ میری مدد کرو — ہم اسے باہر دھکا دے کر اس کے منہ پہ دروازہ بند کئے دیتے ہیں۔ تبھی اس کا پتہ چلے گا۔

آنیز : (اپنے آپ کو استیل سے چھڑانے کی کوشش کرتی ہے) استیل میں تم سے منت کرتی ہوں مجھے یہاں رہنے دو۔ میں نہیں جا سکتی۔ میں نہیں جاؤں گی۔ میں اس راستے میں کبھی قدم نہیں رکھ سکتی۔

گارسوں: اسے چھوڑ دو۔

استیل : کیا پاگل ہوئے ہو وہ تم سے نفرت کرتی ہے۔

گارسوں : میں اسی کی خاطر یہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔

(استیل آنیز کے گریبان سے اپنا ہاتھ ہٹاتی ہے اور مبہوت ہو کر گارسوں کو دیکھتی ہے۔)

آنیز : میری خاطر ! (وقفہ) ٹھیک ہے تو پھر دروازہ بند کر لو۔ اس کے کھلنے سے گرمی میں دس گنا اضافہ ہو گیا (گارسوں آگے بڑھ کر دروازہ بند کرتا ہے۔) ہاں کیا کہا تم نے؟ میری خاطر ٹھہر رہے ہو ؟

گارسوں: ہاں کیونکہ تم کم سے کم یہ سمجھتی ہو کہ بزدل ہونے کا مطلب کیا ہے۔

آنیز : ہاں میں جانتی ہوں۔

گارسوں : اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ دغابازی کیا چیز ہے۔ اور ندامت اور خوف کس کو کہتے ہیں۔ کیونکہ تم نے بارہا اپنے اندر جھانک کر دیکھا ہے۔ اپنے دل کے پوشیدہ گوشوں میں۔ کیونکہ تم نے وہاں جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر تم بے ہوش ہو گئیں۔ لیکن اگلے دن جب تم نے اس دہشت ناک انکشاف کے معنی سمجھنے کی کوشش کی تو تم کچھ بھی نہ سمجھ سکیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ بدی کی قیمت کسی طرح چکانی پڑتی ہے اور جب تم یہ سمجھتی ہو کہ میں بزدل ہوں تو تم اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ بھی جانتی ہو کہ بزدل

ہونے کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ ٹھیک نہیں۔

آنیز : ہاں ٹھیک ہے۔

گارسوں : اس لئے مجھے تم ہی کو مطمئن کرنا ہے۔ کیا تمہارا خیال تھا کہ میرا واقعی چلے جانے کا ارادہ تھا۔ نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں اور تم میری شکست پر بغلیں بجاتی رہو۔ اور تمہارے دماغ میں میرے متعلق طرح طرح کے خیالات چکر کاٹتے رہیں۔

آنیز : کیا واقعی تم مجھے مطمئن کرنا چاہتے ہو۔

گارسوں : میری اس وقت صرف یہی ایک خواہش ہے۔ میں اب ان لوگوں کی آوازیں نہیں سن سکتا۔ شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ ان کا اور میرا تعلق اب بالکل ٹوٹ چکا ہے۔ زمین پر اب میرا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ یہاں تک کہ بزدل کا خطاب بھی باقی نہیں۔ ہاں آنیز۔ اب تو ہم بالکل تنہا ہیں۔ اور اب تم دونوں کے علاوہ میرے بارے میں رائے قائم کرنے والا اب کوئی نہیں۔ اور اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ صرف تمہاری رائے اہم ہے۔ کیونکہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو، اگر تم کسی طرح مجھ پر یقین کرسکو تو میری نجات ممکن ہے۔

آنیز : یہ کوئی آسان کام نہیں۔ میری طرف دیکھو۔ میں بہت سخت دل عورت ہوں

گارسوں: میں اپنا تمام تر وقت تم پر صرف کرسکتا ہوں۔

آنیز : ہاں وقت کی ہمارے پاس کیا کمی ہے۔ ہم ابد سے ہم کنار ہیں۔

گارسوں : (اس کے شانے پر رکھتے ہوئے) دیکھو ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جو اس کے لئے مشعل راہ ہوتا ہے۔ کیا تمہیں اس سے اتفاق نہیں۔؟ ہاں تو میری زندگی کا مقصد نہ دولت کا حصول تھا اور نہ محبت کا۔ میں تو صحیح معنوں میں انسان بننا چاہتا تھا۔ ایک بہادر انسان۔ میں نے اپنا تمام سرمایہ اسی ایک بازی پر لگا دیا۔ کیا تم کسی ایسے آدمی کو بزدل کہہ سکتی ہو جس کے زندگی کے ہر موڑ پر خطرہ کو دعوت دی ہو۔ اور بہادری سے اس کا سامنا کیا ہو۔ کیا ہم ایک انسان پر اس کے کسی ایک قدم کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرسکتے ہیں۔

آنیز : ہاں کیوں نہیں۔ تیس سال تک تم اپنے بہادر ہونے کا خواب دیکھتے رہے

تم نے اپنی ہزاروں چھوٹی موٹی کمزوریوں سے چشم پوشی کی کیونکہ کوئی ہیرو کوئی غلطی کر ہی نہیں سکتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت آسان راستہ تھا۔ اور پھر ایک ایسا لمحہ آیا، جبکہ تم نے دیکھا کہ خطرہ اپنی تمام شدت کے ساتھ تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ اور اس وقت تم نے میکسیکو جانے والی ٹرین پکڑ لی۔

گارسوں: کیا کہا تم نے "خواب دیکھتا رہا" نہیں میں نے جان بوجھ کر مشکلات سے پُر راستہ اپنایا۔ ایک انسان صرف اپنے فیصلوں اور قوتِ ارادی ہی سے پہچانا جا سکتا ہے۔

گارسوں: میں بہت جلدی مر گیا۔ اور مجھے اتنا وقت نہ مل سکا کہ میں اپنے اعمال کی دستاویز مکمل کر سکوں۔

آنیز: ہر شخص یا بہت جلدی مر جاتا ہے یا بہت دیر میں مرتا ہے لیکن یہ واقعہ جب بھی پیش آئے اسی لمحے اس کی زندگی کا اختتام ہو جاتا ہے۔ اور اس کہانی کے نیچے بڑی احتیاط سے ایک لائن کھینچ دی جاتی ہے۔ تاکہ اس کا خلاصہ پیش کیا جا سکے۔ تمہاری زندگی جو کچھ تھی، تم بس وہی ہو اور کچھ بھی نہیں۔

گارسوں: تم کس قدر زہر میں بجھی ہوئی عورت ہو۔ تمہارے پاس ہر بات کا جواب موجود ہے۔

آنیز: ارے، ارے، ہمت نہ ہارو۔ ایک بار اور کوشش کر دیکھو۔ کچھ ایسے دلائل کھود کر نکالو (گارسوں کندھے ہلاتا ہے) خوب تو شاید میرا خیال ٹھیک ہی تھا کہ تم پر فتح پانا ممکن نہیں۔ اب تمہیں ہر چیز کی قیمت چکانی ہوگی۔ تم بزدل ہو، اور تم اس لئے بزدل ہو کیونکہ میرا یہی فیصلہ ہے۔ ہاں میری یہی خواہش ہے۔ میری یہی مرضی ہے — سنا تم نے — میری طرف دیکھو، میں کتنی کمزور ہوں۔ میں صرف ایک سانس ہوں جو ہوا کی لہروں پر مرتعش ہے۔ ایک نگاہ ہوں جو تمہیں دیکھ رہی ہے۔ ایک بے شکل خیال ہوں جو تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (گارسوں اس کی طرف بڑھتا ہے اور اس طرح ہاتھ کھولتا ہے گویا ان میں سے کسی چیز کو اپنی گرفت میں لینا چاہتا ہو) کیوں کیا ارادہ ہے۔ تم اپنے ان بے ہنگم مردانہ ہاتھوں سے خیالات کا گلا نہیں دبا سکتے

اس لیے تمہارے سامنے اب کوئی راستہ نہیں۔ تمہیں مجھے یقین دلانا پڑے گا۔

استیل : گارسوں۔

گارسوں : کیا ہے۔

استیل : اس سے انتقام لو۔

گارسوں : کس طرح

استیل : مجھے بوسہ دو اور پھر اس کی دل خراش چیخ سنو۔

گارسوں : اس میں شک نہیں آنیز کہ میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ لیکن تم بھی میرے رحم کی محتاج ہو۔ (استیل پر جھکتا ہے۔ آنیز چیختی ہے۔)

آنیز : بزدل۔ نامرد — ایک عورت کے پیچھے دوڑ رہے ہو کہ وہ تمہارے آنسو پونچھے۔

استیل : ٹھیک ہے آنیز، اور چلاؤ۔

آنیز : واہ، واہ کس طرح تمہارے جسم پر چپکا ہوا ہے۔ اور کس طرح تمہاری کھال کو مسل رہا ہے۔ دیکھو ذرا چوکس رہو، وہ پسینے میں تربتر ہے۔ اس کا ہاتھ تمہارے لباس پر کوئی دھبّہ نہ لگا دے۔

استیل : اور چیخو آنیز، ہاں اور چیخو، مجھے زیادہ مضبوطی سے اپنے بازوؤں میں لے لو۔ اور قریب آؤ پیارے۔ اور قریب آؤ — یہی اس کا خاتمہ کرے گا۔ اور پھر ہم شکر ادا کریں گے۔

آنیز : ہاں گارسوں، وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کرو — اور کرو، اس کو اور لپٹاؤ، یہاں تک کہ تمہیں محسوس ہونے لگے کہ تمہارے جسم ایک دوسرے میں تحلیل ہو گئے ہیں۔ اور اب ان کی جگہ گرم گوشت کا ایک ہانپتا ہوا لوتھڑا ہے۔ محبت سے زیادہ شاندار تسلی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیوں کیا حال ہے؟ — نیند کی طرح گہری اور پُر اسرار — لیکن یاد رکھو میں تمہیں سونے نہ دوں گی۔

(گارسوں استیل سے کچھ دور ہٹتا ہے۔)

استیل : اس کی بات نہ سنو۔ اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں پر ثبت کر دو۔ میں تمہاری ہوں، تمہاری ہوں — تمہاری ہوں۔

آنیز : کیوں اب تمہیں کس بات کا انتظار ہے، جو وہ کہتی ہے وہی کرو، — واہ، واہ — کیا خوبصورت منظر ہے۔ بزدل گارسوں کی باہوں میں قاتل استیل۔ اچھا نواب شرط لگائی جائے۔ کیا بزدل گارسوں اس عورت کو بوسہ دے گا یا اس کی بھی ہمت نہیں کرے گا — میں تمہارے اوپر نظریں گاڑے ہوئے ہوں اور سب بھی تم پر نظریں گاڑے ہوئے ہیں۔ میں خود ایک ہجوم ہوں — کیا تم ہجوم کی آوازیں سن سکتے ہو۔ کیا تم اس کی کھسر پھسر سن سکتے ہو گارسوں۔ ان کی رندھی ہوئی پلپلی آوازیں — "بزدل" — "بزدل" — "بزدل" — بزدل" —

وہ یہی کہہ رہے ہیں۔ اب اس سے فرار ممکن نہیں۔ میں تمہیں کبھی بچ کر نہ نکلنے دوں گی۔ تمہیں اس کے فضول ہونٹوں سے کس چیز کی امید ہے۔ "خود فراموشی کی"۔ لیکن میں تمہیں فراموش نہیں کر سکتی۔ اور تمہیں مجھ ہی کو یقین دلانا ہے۔ اچھا تو اب میری طرف آؤ — دیکھو یہ کس طرح میری طرف آ رہا ہے۔ جیسے ایک وفادار کتا اپنے مالک کے اشارے پر اس کی طرف دوڑتا ہے۔ تم اسے اپنے پاس روک نہیں سکتی۔ اور یہ کبھی بھی ممکن نہ ہو گا۔

گارسوں : آہ، کبھی یہاں رات نہیں ہوتی۔

آنیز : کبھی نہیں۔

گارسوں : اور تم ہمیشہ مجھے دیکھ سکو گی۔

آنیز : ہمیشہ (گارسوں استیل کو چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھاتا ہے اور پھر کارنس کی طرف جاتا ہے)

گارسوں : یہ مجسمہ! (اس پر ہاتھ پھیرتا ہے) اب جبکہ میں کارنس پر رکھے ہوئے اس مجسمے کو دیکھ رہا ہوں تو یہ احساس میری نس نس میں سرایت کر رہا ہے کہ میں جہنم میں ہوں اب یہ بات میرے سامنے آئینے کی طرح صاف ہے کہ ہر بات کو پہلے سے خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔ ان کو پہلے ہی سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس لمحے میں یہاں کھڑا ہوں گا۔ اور ہزاروں آنکھیں میرے جسم میں تیروں کی طرح چبھ رہی ہوں گی۔ مجھے نگل رہی ہوں گی۔ (تیزی سے مڑتا ہے) ارے یہاں صرف

تم دو ہو۔ میرا خیال تھا کہ اور بھی بہت سے لوگ ہوں گے۔ (ہنستا ہے) اچھا تو یہ جہنم ہے۔ اگر وہاں مجھے کوئی یہ بات بتاتا تو میں کبھی یقین نہیں کرتا۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ جہنم ایک ایسی جگہ ہے جہاں گرم سلاخوں سے، آہنی شکنجوں سے آگ سے اور ہر ممکن طریقے سے اذیت پہنچائی جائے گی، لیکن وہ سب تو فرضی کہانیاں تھیں۔ جہنم تو یہ ہے۔ دوسرے لوگ!

استیل : میرے پیارے۔

گارسوں : (اسے ہٹاتے ہوئے) میرا پیچھا چھوڑ دو۔ ہم دونوں کے درمیان یہ حائل ہے۔ میں اس وقت تک تم سے محبت نہیں کر سکتا جب تک اس کی آنکھیں ہم پر گڑی ہوئی ہیں۔

استیل : اچھا تو یہ ٹھیک ہے۔ میں یہ قصہ ہی پاک کئے دیتے ہوں۔
(کاغذ کاٹنے والا چاقو اٹھاتی ہے اور کئی بار آنیز کے بدن پر بھونکتی ہے۔)

آنیز : یہ کیا پاگل پن ہے۔ تم کیوں ایسا کرنا چاہتی ہو۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں مر چکی ہوں۔

استیل : مر چکی ہو؟

آنیز : ہاں مر چکی ہوں، ہم سب مر چکے ہیں۔ چاقو، زہر، پھانسی کا پھندا اب سب بیکار ہے۔ یہ سب پہلے ہی آزمایا جا چکا ہے۔ اس لئے اب ہم یہاں ہیں — ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ (ہنستی ہے)

استیل : (ہنستے ہوئے) ہمیشہ کے لئے — ! اف کس قدر مضحکہ خیز بات ہے — ہمیشہ کے لئے۔

گارسوں : (دونوں عورتوں کی طرف دیکھتا ہے اور ان کی ہنسی کا ساتھ دیتا ہے) ہمیشہ — ہمیشہ — ہمیشہ کے لئے۔
(تینوں ہنسی سے بے حال ہو کر اپنے اپنے صوفوں پر گر جاتے ہیں)
— طویل خاموشی۔ ان کی ہنسی کی آواز آہستہ آہستہ ڈوب جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کی طرف تکتے ہیں۔

گارسوں : اچھا تو یہ سلسلہ اب دوبارہ شروع کیا جائے۔ (پردہ گرتا ہے)

شہ مات

مصنّف

سیمول بیکٹ

ترجمہ اور تعارف

زاہدہ زیدی

تعارف

سیمول بیکٹ شہ مات

سیمول بیکٹ (1904 تا 1989) ابرڈ تھیٹر اور اواں گارڈ (Avant garde) ڈرامے کا اہم ترین اور معتبر ترین نام ہے جس نے نہ صرف جدید ڈرامے کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب کا سنگ بنیاد رکھا، بلکہ پچھلی چار دہائیوں میں جدید فکر، تخلیقی رویوں اور فنی نظریوں کو گہرے طور پر متاثر کیا۔ بیکٹ نے نہ صرف عہد حاضر کے انسان کے گہرے وجودی تجربے کو فن کے قالب میں ڈھالا بلکہ لاشعوری تجربات کو گرفت میں لاکر جدید ڈرامے کو گہری بصیرتوں سے مالامال کیا۔ ساتھ ہی عصر حاضر کے مخصوص مسائل، تنہائی، تشویش، کرب ذات، زبان کا استحصال، ترسیل کا المیہ، اور اقدار کے زوال کا المیہ، بیکٹ کے فن پاروں کے تار و پے میں پیوست ہیں۔ اور یہ فن پارے زندگی اور موت زمان و مکان، ذات و کائنات، تلاش ذات اور مابعد الطبعیاتی، خلا، سماجی نابرابری، اور اخلاقی تضادات جیسے گہرے اور آفاقی مسائل کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ڈرامے کے علاوہ سیمول بیکٹ نے شاعری اور ناول نگاری کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ اور ان اصناف میں بھی بیکٹ نے گہری بصیرتوں کا انکشاف کیا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی طرف اس اشارہ کرنا ضروری ہے کہ بیکٹ کی تمام تر ادبی اور فنی کاوشوں میں ایک ایسی بے داغ انفرادیت اور گہرا فکری ربط و تسلسل ہے کہ ہم انھیں ایک عظیم اکائی کے طور پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ گویا وہ ایک شاہکار سمفنی (Symphony) ہو جس کا

ہر ٹکڑا نہ صرف ایک دوسرے سے مربوط ہو بلکہ اپنے تخلیق کار کے "دستخط" کا درجہ رکھتا ہو۔

بیکٹ کے فن پاروں میں طنز و مزاح کی چنگاریاں ان کے تاریک وژن (Vision) کو منور کرتی ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر بیکٹ کے ناول اور ڈرامے ایک المیہ طرزِ فکر کے غماز ہیں۔ بیکٹ کی فکشن اور ڈراموں کی دنیا ایک ایسا تاریک منظر نامہ ہے جس میں ایک بے سہارا انسان خود کو ایک پیچیدہ اور ناقابلِ فہم کائنات میں تنہا پاتا ہے جہاں اسے یقین کی بیساکھیوں اور امید کی کرن کے بغیر کے اپنا طویل سفر طے کرتا ہے۔ بیکٹ کے ڈراموں اور فکشن کا ہیرو ایک ایسا "برہنہ" انسان ہے جس سے اس کا رسمی سماجی اور اخلاقی پیرہن چھین لیا گیا ہے اور جو انسانیت کے بوجھ تلے دبا، حیات و کائنات کے بنیادی مسائل سے نبرد آزما ہے۔

بیکٹ کے ناول ہمارے وجودی تجربے اور داخلی کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن ہماری سماجی دنیا سے بظاہر ان کا تعلق برائے نام سا ہے۔ ان ناولوں کے ہیرو عام طور پر پیرانہ سال، لاغر اور جسمانی طور پر معذور قسم کے انسان ہیں۔ جو یا تو بستر استراحت پر دراز ہیں اور یا بیساکھیوں کے سہارے بڑی مشکل سے چل پاتے ہیں۔ لیکن دراصل ان بے گھر بے سہارا اور قریب المرگ لوگوں کی یہ پیش کش اس خاص طبقے کی تصویر کشی کے مترادف نہیں۔ بلکہ ان کے پردے میں بیکٹ نے انسانی صورت حال اور انسان کے داخلی تجربات کی ایک علامتی اور فکر انگیز تصویر پیش کی ہے۔ اور اکثر ان کا پر آشوب سفر اور صحرا نوردی تلاشِ ذات کے پر پیچ سفر کا استعارہ ہے۔

ناولوں کی طرح بیکٹ کے ڈرامے بھی ان کی سرمئی فکر کے غماز اور تاریک وژن کی تجسیم ہیں۔ لیکن یہاں بیکٹ کا فن زیادہ تراشیدہ، متنوع، شفاف اور تخیل آفریں ہے ان ڈراموں میں بیکٹ نے فلسفیانہ تصورات کے براہِ راست یا ادبی اظہار سے گریز کیا ہے اور ان تصورات کی ڈرامائی تجسیم کے طریقۂ کار کو اپنایا ہے۔ ان ڈراموں میں بیکٹ نے تھیٹر کے ترسیلی وسائل کے استعمال میں انتہائی سادگی، کفایت اور تخیل آفرینی سے کام لیا ہے۔ یہاں بھی بیکٹ نے اپنے کرداروں کو ایک مخصوص سماجی پس منظر میں پیش کرنے کے بجائے ایک وسیع تر کائناتی تناظر میں پیش کیا ہے اور اس طرح گہری علامتی

معنویت کا حامل بنا دیا ہے۔ بیکٹ کے فنی رویوں کا اندازہ ان کے ایک مختصر ڈرامے (Act Without Words) سے بھی کافی اچھی طرح ہوسکتا ہے جس میں بیکٹ نے الفاظ کے استعمال سے مکمل طور پر احتراز کیا ہے۔ اور ڈرامائی ایکشن اور تھیٹر کے ترسیلی وسائل کے موثر اور معنی خیز استعمال کی مدد سے انسانی زندگی اور صورت حال کی ایک جیتی جاگتی تصویر پیش کردی ہے جو ان کے سرمئی وژن کی تجسیم بھی ہے۔

لیکن بیکٹ کا وہ معرکۃ الآرا ڈرامہ جس نے یورپ، امریکہ اور تیسری دنیا کے کونے کونے میں جدید ذہن کو چونکا دیا۔ "گودو کا انتظار" (1952) Waiting for Godot تھا۔ یہ ڈرامہ گویا جدید ڈرامے کی دنیا میں انقلاب آفریں اور دوررس تبدیلیوں کا ایک اعلان نامہ تھا۔ جس نے جدید ترین ڈرامے کے امام کی حیثیت سے بیکٹ کی اہمیت کو مسلم کردیا۔ مکمل انفرادیت اور فورم اور ٹیکنیک کے اچھوتے پن کے باوجود اس ڈرامے کو ہر جگہ اور ہر ملک میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آج چالیس سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد بھی اس کی ہر دل عزیزی اور مرکزیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی معنویت کے نئے پرت کھلے ہیں۔ اور اس کا منظر نامہ کردار، مکالمے اور فقرے جدید فکر اور طرز اظہار کا اٹوٹ حصہ بن چکے ہیں۔ اس ڈرامے کی فنی ساخت میں علامتی، سرلیسٹ اور اظہاری (Expressionistic) عناصر کی آمیزش ہے اور اگرچہ اس کی مرکزی صورت حال یعنی ایک لق ودق میدان میں اس کے مرکزی کرداروں، ولادی میر اور استراگوں کا گودو کا لامتناہی انتظار، ساکت و جامد ہے لیکن اس سطحی جمود کی زیریں تہوں میں فلسفیانہ افکار، کائناتی احساس، سماجی اور نفسیاتی بصیرتوں، وجودی تجربات اور معنی خیز اشاروں کا ایک ریلا سا موجزن ہے اور یہ ڈرامہ زندگی اور موت، تلاشِ ذات، زبان کی بے مائگی، اقدار کی شکست و ریخت، لامتناہی وقت اور مابعد الطبیعاتی خلا جیسے گہرے اور وسیع مسائل کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن اس میں کہانی کا سا ارتقا نہیں۔ بلکہ ایک وسیع کینوس یا آزاد نظم کا سا پھیلاؤ ہے۔ اور شعری پیکروں، علامتوں، موسیقی، آہنگ اور لہجے کے اتار چڑھاؤ کی مدد سے ہر بصیرت افروز خیال فن کے قالب میں ڈھل کر ہمارے سامنے آتا ہے۔

بیکٹ کا دوسرا اہم اور فکر انگیز ڈرامہ Endgame ہے جو 1957 میں

منظر عام پر آیا۔ اور جس کا ترجمہ یہاں "شہ مات" کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے اور اب ہم اپنی توجہ اسی ڈرامے پر مرکوز کرتے ہیں۔

"شہ مات" 1957

بیکٹ کا یہ اہم اور اثر انگیز ڈرامہ "شہ مات" ایک طویل ایکٹ پر مشتمل ہے اور اس کا پس منظر ایک بند کمرہ ہے۔ جس کے چاروں مکین یعنی ہیم، کلو، نیگ اور نیل باہر کی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں۔ کمرے کی سرمئی دیواروں کے اوپری حصے میں صرف دو روشندان ہیں۔ اور کلوو کی اطلاع کے مطابق کمرے سے باہر زندگی کے آثار مفقود ہیں اور ہر شے پر موت کی حکمرانی ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی موجیں بھی ساکت و جامد ہیں۔ وقت ایک نقطے پر آکر رک گیا ہے۔ جو دن اور رات کا ایک درمیانی لمحہ ہے۔ حد نظر تک ہر شے سرمئی دھند میں لپٹی ہوئی ہے۔

ڈرامے کا مرکزی کردار ہیم (Hamm) مفلوج اور نابینا ہے لیکن کمرے کی بند مملکت پر اسی کی حکمرانی ہے۔ وہ گویا اس آخری بازی کا شاہ ہے جو داؤ پر لگا ہوا ہے۔ ہیم پہیوں والی ایک کرسی پر جلوہ افروز ہے۔ اور کبھی کبھی کلوو کی مدد سے اس بند مملکت کا ایک آدھ چکر کاٹ لیتا ہے لیکن ہمیشہ کمرے کے بیچوں بیچ رہنے پر اصرار کرتا ہے۔ اس کا غلام کلوو (Clove) جو اس کا بیٹا بھی ہو سکتا ہے اس کے اشاروں پر ناچتا ہے لیکن وہ بھی کسی حد تک معذور ہے۔ وہ چل پھر سکتا ہے لیکن بیٹھ نہیں سکتا۔ ہیم کے بوڑھے پھونس اور مخبوط الحواس ماں باپ جو قطعی طور پر مفلوج ہیں کوڑے کے بڑے بڑے ڈبوں میں بند ہیں۔ کبھی کبھی وہ ایک دوسرے سے بات کرنے یا کھانے مانگنے کے لئے سر اٹھاتے ہیں یعنی کوڑے کے ڈبے سے باہر جھانکتے ہیں۔ لیکن جلد ہی ہیم کے حکم سے ان کے ڈبوں کے ڈھکنے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ کمرے میں کھانے پینے کا سامان، تیل، بسکٹ، دوائیں ہر چیز رفتہ رفتہ ختم ہو رہی ہے — کلوو جو ہیم کا ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہے لیکن اس سے بیزار بھی ہے۔ اکثر اسے چھوڑ کر جانے کی بات کرتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں وہ کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتا۔ دوسری طرف ہیم، جس کی شخصیت میں ایذا رسانی، خود پرستی اور خود ترسی کے عناصر ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ اپنی طویل اور غیر دلچسپ زندگی کے منتشر واقعات

کو ایک کہانی کا روپ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ جس کے دھندلے خاکے میں جھنجھلاہٹ، اکتاہٹ، بیزاری اور ندامت کے نقوش ابھرتے ہیں۔

ڈرامے کا ایکشن ساکت اور جامد ہے۔ گویا یہ ایک لامتناہی کیفیت کا ڈرامائی روپ ہے لیکن جہاں "گودو کا انتظار" میں مرکزی کرداروں کی توقعات کے خلاف "گودو" کبھی نمودار نہیں ہوتا۔ اور ان کے طویل انتظار کا ہر دن ہمیشہ وعدۂ فردا پر ختم ہوتا ہے۔ شہ مات میں ایک غیر متوقع واقعہ پیش آتا ہے اور وہ ہے خود سمندر کے قریب ایک ننھا منا بچہ۔ جیسے کلو روشندان سے دیکھتا ہے۔ اور یہ اطلاع ہیم کے لیے جو بار بار اعلان کر چکا ہے کہ دنیا ختم ہو چکی ہے۔ ایک خطرے کی گھنٹی کا اثر رکھتا ہے۔ وہ اپنی سیٹی اور کھلونے کا کتا پھینک دیتا ہے اور خون آلود رومال سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتا ہے۔ اس سے کچھ پہلے کلو کوڑے کے ڈبوں کا معائنہ کرنے کے بعد ہیم کو یہ اطلاع بھی دیتا ہے کہ نیل "شاید مر چکی ہے اور نیگ شاید زندہ ہے۔ اور خود کلو بھی ہیم کو یہ اطلاعات دینے کے بعد باورچی خانے میں جاتا ہے اور باہر جانے کا لباس پہن کر اور ہاتھ میں سوٹ کیس اور چھتری لے کر واپس آتا ہے۔ اور دروازے کی سمت رخ کرتا ہے۔ اور اس وقت ہیم کمرے کے بیچوں بیچ رومال سے چہرہ ڈھکے بے حس و حرکت ہے۔ اور اسی ساکت منظر پر جسے ہم چند لمحے تک دیکھتے رہتے ہیں یہ ڈرامہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔

"شہ مات" جو بیکٹ کے المناک ترین ڈراموں میں سے ایک ہے اور موت، تباہی، غم، تشویش، ندامت اور تاسف کے احساسات پر مرکوز ہے۔ کافی پیچیدہ اور تہ دار معنوں کا حامل ہے اور اسے کئی زاویوں سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایوا میٹمان (Eva Metman) کے خیال کے مطابق اس کا آخری منظر پرانی ایگو کی موت اور نئی ایگو (Ego) کی نمود کا استعارہ ہے جس میں کلو کی آزادی کی سمت سفر اور ہیم کی موت کی حقیقت کا اعتراف کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ دوسری طرف بیکٹ کی ایک اور اہم نقاد روبی کوہن (Ruby Cohn) نے اس ڈرامے کو ایٹمی دور کی تباہ کن صورت حال کا استعارہ قرار دیا ہے۔ کچھ نقادوں نے دور سمندر کے قریب ایک کم عمر بچے کے نمودار ہونے کو امید کی کرن سے تعبیر کیا ہے۔ یا پھر اسے روحانی قوت کا استعارہ تصور کیا ہے۔

اس ڈرامے کو داخلی ڈرامے کی حیثیت سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ جس میں خارجی صورت حال گویا داخلی کیفیات کا عکس ہے۔ اور "روح کی تاریک رات" کی تجسیم کر دی گئی ہے

یہ ایک ایسا المناک تجربہ ہے۔ جس میں انسان خود کو کل کائنات سے کٹا ہوا اور زندگی اور روحانیت کے سرچشموں سے محروم پاتا ہے اور ساتھ ہی اپنے گرد و پیش فطرت اور ماحول کو بھی بے جان اور مردہ محسوس کرتا ہے۔ اور یہ تجربہ سیموئل کولرج کی لافانی نظم Ancient Mariner کے تجربے سے کسی قدر مشترک ہے۔

اگر "شہ مات" کا اس نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس کے چاروں کرداروں کو ایک شخصیت کے مختلف پہلو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ان کرداروں میں "ہیم" گویا ذہن انسانی کا استعارہ ہے۔ جو تشویش اور بے یقینی کا شکار ہوتے ہوئے بھی ہر چیز پر کنٹرول قائم رکھنا چاہتا ہے۔ کلو و گویا انسانی جسم کے مترادف ہے جو کمزوری اور معذوری کے باوجود بھی دماغ کے احکامات ماننے پر مجبور ہے۔ اور "ہیم" کے عمر رسیدہ اور مفلوج ماں باپ اس ماضی کا اشاریہ ہیں جنھیں وہ بھول جانا چاہتا ہے۔ یا پھر وہ اس لاشعور کا استعارہ ہیں جنھیں شعوری ذہن نے کچل کر بند کر دیا ہے۔ لیکن جو گاہے گاہے سر اٹھا کر اسے پریشانی سے دوچار کر سکتا ہے۔

"شہ مات" کے یہ مختلف تجزیے اس کے کسی نہ کسی اہم پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں اور اپنی جگہ بصیرت افروز ہیں۔ لیکن ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ شہ مات ایک بہت پیچیدہ ڈرامہ ہے۔ اور اسے مکمل طور پر کسی ایک تفہیم کے سانچے میں ڈھالنا نہ صرف مشکل بلکہ نامناسب بھی ہے۔ اس کا گہرا مطالعہ یا ایک حساس پروڈکشن ہی اس کی معنویت کی تہیں کھولنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

شہ مات کے بعد سیموئل بیکٹ کے جو ڈرامے منظر عام پر آئے، ان میں "کراب کا آخری ٹیپ" (Krapps last Tape) ڈرامہ (Play) "وہ سب جو گرتے ہیں" (All that Fall) میں نہیں (Not 9) اور "پرمسرت دن" (Happy Days) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ٹیکنیک اور علامتی منظر نامے کے اعتبار سے ان ڈراموں میں کافی تنوع ہے۔ لیکن موضوع کے اعتبار سے یہ ڈرامے بھی ان میں سے اکثر گہرے اور پیچیدہ مسائل کا احاطہ کرتے ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اور جن میں تلاش ذات اور عرفان کائنات کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ اور ترسیل کی ناکامی کا المیہ اپنی انتہائی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے اور فنی اسلوب کے اعتبار سے ان سب ڈراموں کو

خاموشی کی سمت بیکٹ کے طویل سفر کے سنگ ہائے میل تصور کیا جاسکتا ہے۔ جس کی زیادہ نمایاں مثال "Not 9" ہے۔

زاھدہ زیدی
پروفیسر آف انگلش
4 _ H.I.G فلیٹ۔ سرسید نگر،
علی گڈھ

شہ مات

کردار:

۱۔ ہیم
۲۔ کلوو
۳۔ نیگ
۴۔ نیل

پس منظر:

ایک خالی کمرہ

سرمئی روشنی

پیچھے کی طرف دائیں اور بائیں کافی اونچائی پر دو کھڑکیاں جن پر پردے پڑے ہیں۔
سامنے دائیں طرف دروازے کے قریب لٹکی ہوئی تصویر، جس کا رُخ دیوار کی جانب ہے۔
سامنے بائیں طرف کوڑا ڈالنے کے دو بڑے کنستر، جو ایک دوسرے سے بالکل ملے ہوئے رکھے ہیں اور ایک چادر سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

سٹیج کے وسط میں ایک پہیوں والی کرسی پر ہیم بیٹھا ہے، اس پر ایک پرانی چادر پڑی ہوئی ہے۔ دروازے کے قریب کلوو ساکت کھڑا ہے۔ اس کا چہرہ بالکل سرخ ہے اور نظریں ہیم پر گڑی ہوئی ہیں۔ تھوڑی دیر تک یہ ساکت منظر پیش نظر رہتا ہے۔

اس کے بعد کلو اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہے اور بائیں طرف کی کھڑکی کے قریب جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی چال سخت مگر لڑکھڑائی ہوئی ہے۔ وہ سر اٹھا کر بائیں کھڑکی کو دیکھتا ہے۔ پھر مڑ کر دائیں کھڑکی کی طرف دیکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ دائیں کھڑکی کے نیچے جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ سر اٹھا کر دائیں کھڑکی کو دیکھتا ہے اس کے بعد بائیں کھڑکی کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد دروازے سے باہر جاتا ہے۔ اور فوراً ہی ایک چھوٹی سی سیڑھی لے کر واپس آتا ہے۔ اور اسے لے کر بائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ سیڑھی کو سٹینڈ کے سہارے جو اسی میں لگا ہوا ہے کھڑا کرتا ہے اور اس پر چڑھتا ہے۔ کھڑکی کا پردہ ہٹاتا ہے اور نیچے اترتا ہے اور دائیں کھڑکی کی طرف چھ قدم جاتا ہے اور پھر سیڑھی لینے کے لئے واپس آتا ہے۔ اسے لے کر پھر دائیں کھڑکی کی طرف آتا ہے اور اس کے نیچے سیڑھی لگاتا ہے اس کے اوپر چڑھتا ہے۔ کھڑکی کا پردہ ہٹاتا ہے اور نیچے اترتا ہے۔ پھر تین قدم بائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے اور پھر سیڑھی لینے کے لئے واپس آتا ہے۔ اسے لے کر پھر بائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ اسے لگا کر اوپر چڑھتا ہے۔ اور کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتا ہے، ہنستا ہے، نیچے اترتا ہے، اور ایک قدم دائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ سیڑھی لینے واپس لوٹتا ہے، اسے لے کر دائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح لگاتا ہے۔ اور اوپر چڑھتا ہے۔ دائیں کھڑکی سے باہر دکھیتا ہے، ہنستا ہے۔ نیچے اترتا ہے، سیڑھی لے کر کوڑے کے کنستروں کی طرف جاتا ہے۔ رکتا ہے، مڑ کر واپس آتا ہے اور سیڑھی دائیں کھڑکی کے نیچے لگا دیتا ہے اور کوڑے کے کنستروں کی طرف واپس جاتا ہے۔ ان پر پڑی ہوئی چادر ہٹاتا ہے اور اسے اپنے بازو پر لپیٹتا ہے، ایک کنستر کا ڈھکنا اٹھاتا ہے، جھک کر دیکھتا ہے، ہنستا ہے۔ ڈھکنا بند کرتا ہے۔ دوسرے کنستر کا ڈھکنا اٹھاتا ہے، جھک کر دیکھتا ہے، ہنستا ہے، ڈھکنا بند کرتا ہے، ہیم کی طرف جاتا ہے، اس کے اوپر پڑی ہوئی چادر اٹھاتا ہے اور اسے اپنے بازو پر لپیٹتا ہے۔ ہیم ڈریسنگ گاؤن میں ملبوس ہے اس کے سر پر ایک چھوٹی سی سخت ٹوپی ہے، اور اس کے چہرے پر ایک بڑا سا رومال پڑا ہے، جس پر خون کے دھبے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی گردن سے ایک سیٹی لٹکی ہوئی ہے، اور گھٹنوں پر ایک چھوٹا سا کمبل پڑا ہے۔ وہ موزے پہنے ہوئے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سو رہا ہے۔ کلو اس کی

طرف دیکھتا ہے، ہنستا ہے۔ دروازے کی طرف جاتا ہے۔ رکتا ہے اور پھر حاضرین کی طرف مڑتا ہے۔

کلوو۔ (اس کی نظریں ایک طرف گڑی ہوئی ہیں اور لہجے میں یکسانیت ہے۔)
ختم ہوا۔ ختم ہو چکا۔ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ یقیناً تقریباً ختم ہو چکا ہو گا۔ (وقفہ) غلے کا ایک ایک دانہ، ایک کے اوپر ایک، اور پھر یکایک ایک ڈھیر۔ ایک چھوٹا سا ڈھیر۔ ناممکن۔ (وقفہ) اب مجھے اس سے زیادہ سزا نہیں مل سکتی۔ (وقفہ) اب باورچی خانے میں چلا جاؤں گا۔ جو دس فٹ لمبا، دس فٹ چوڑا اور دس فٹ اونچا ہے۔ اور وہاں اس کے سیٹی بجانے کا انتظار کروں گا۔ (وقفہ) موزوں ہیں میں میز پر ٹیک لگا کر بیٹھوں گا۔ دیوار کی طرف دیکھوں گا اور اپنی پیشی کے لئے سیٹی بجنے کا انتظار کروں گا۔

(وہ ایک لمحہ ساکت رہتا ہے، پھر باہر جاتا ہے، مگر فوراً ہی واپس آجاتا ہے۔ اور سیڑھی اٹھا کر واپس جاتا ہے (وقفہ) ہیم حرکت کرتا ہے اور جمائی لیتا ہے، رُمال اس کے چہرے پر پڑا ہوا ہے، چہرے سے رومال ہٹاتا ہے، اس کا چہرہ بہت سرخ ہے اور وہ سیاہ رنگ کی عینک لگائے ہوئے ہے۔)

ہیم۔ میں.... (جمائی لیتا ہے) کھیل جاری ہے۔ (رومال اٹھاتا ہے) پرانے لہو رُوکنے والے!....
(عینک اتارتا ہے، آنکھیں اور منہ پوچھتا ہے، عینک صاف کرتا ہے اور اسے دوبارہ لگا لیتا ہے، رومال کو احتیاط سے تہ کر کے اسے ڈریسنگ گاؤن کی اوپر کی جیب میں رکھتا ہے۔ اپنا گلا صاف کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملاتا ہے۔) کیا کوئی مصیبت۔ (جمائی لیتا ہے۔) میری مصیبتوں سے زیادہ بلند اور پاکیزہ ہو سکتی ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں۔ اس سے پہلے۔ لیکن اب؟ (وقفہ)۔ میرا باپ؟ (وقفہ)۔ میری ماں (وقفہ) میرا کتا۔؟ (وقفہ) میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں کہ یہ سب بھی غم اٹھاتے ہیں۔ جس حد تک اس قسم کی مخلوق اٹھا سکتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے غم اور تکلیفیں میری مصیبت کے مقابل آسکتی ہیں۔ اس میں

کوئی شک نہیں (وقفہ) ۔ نہیں ۔ (جمائی لیتا ہے) ہر چیز قطعی ہے ۔ (فخر سے) انسان جتنا عظیم ہوتا ہے، (وقفہ)، (مایوسی سے) اور اتنا ہی کھوکھلا بھی (ناک سے لمبا سا سانس لیتا ہے) کلوو ۔ (وقفہ) نہیں، میں اکیلا ہوں (وقفہ) ۔ کیا خواب تھے ۔ ! وہ جنگل ۔ (وقفہ) بس بہت ہو چکا ۔ اب یہ ختم ہونا چاہیے ۔ اس پناہ گاہ میں بھی .... (وقفہ) لیکن میں ڈرتا ہوں، اسے ختم کرتے ہوئے ڈرتا ہوں ۔ ہاں تو یہ صورت حال ہے ۔ اب اسے ختم ہونا چاہیئے ۔ لیکن میں اسے ختم کرتے ہوئے (جمائی لیتا ہے) اے خدا میں تھک چکا ہوں، میرے لئے بستر پر آرام کرنا بہتر ہوگا ۔ (سیٹی بجاتا ہے ۔ کلوو فوراً داخل ہوتا ہے اور کرسی کے قریب آکر رکتا ہے ۔)

کلوو ۔ میں نے ابھی ابھی تمہیں جگایا ہے ۔

ہیم ۔ اس سے کیا ہوتا ہے ؟

کلوو ۔ میں ہر منٹ تمہیں جگا اور سلا نہیں سکتا ۔ مجھے اور بھی کام ہیں ۔ (وقفہ)

ہیم ۔ تم نے کبھی میری آنکھیں دیکھی ہیں ۔

کلوو ۔ نہیں ۔

ہیم ۔ کیا تمہارے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ جب میں سو رہا ہوں تو عینک اتار کر میری آنکھوں کو دیکھو ۔

کلوو ۔ پپوٹے پلٹ کر ؟ ۔ (وقفہ) نہیں ۔

ہیم ۔ کسی دن میں تمہیں اپنی آنکھیں دکھاؤں گا (وقفہ) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل سفید ہو چکی ہیں ۔ (وقفہ) کیا وقت ہوگا ۔

کلوو ۔ جو ہمیشہ رہتا ہے ۔

ہیم ۔ (دائیں جانب کی کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا تم نے دیکھا ہے ؟

کلوو ۔ ہاں ۔

ہیم ۔ تو پھر ؟

کلوو ۔ صفر

ہیم ۔ بارش ہوتی ہی ہوگی ۔

کلوو ۔ بارش نہیں ہوگی ۔ (وقفہ)

ہیم۔ اس بات سے قطع نظر۔ تم کیسے ہو ؟
کلوو۔ میں شکایت نہیں کرتا۔
ہیم۔ تم ٹھیک محسوس کر رہے ہو ؟
کلوو۔ (چڑھ کر) میں نے تم سے کہہ دیا۔ میں شکایت نہیں کرتا۔
ہیم۔ میں کچھ عجیب سا محسوس کر رہا ہوں۔ (وقفہ) کلوو
کلوو۔ ہاں۔
ہیم۔ کیا تمہارا دل نہیں بھرا۔
کلوو۔ ہاں (وقفہ) کس چیز سے ؟
ہیم۔ اس سے ـــ اس ـــ اس چیز سے۔
کلوو۔ میں تو ہمیشہ سے بیزار ہوں (وقفہ)۔ کیا تم نہیں ہو ؟
ہیم۔ (اداسی سے) اس صورت میں تو یہ کبھی نہیں بدلے گا۔
کلوو۔ یہ ختم ہو سکتا ہے۔ (وقفہ) تمام زندگی وہی سوال وہی جواب !
ہیم۔ مجھے تیار کرو۔ (کلوو اپنے جگہ سے نہیں ہلتا) جاؤ جا کر چادر لے آؤ۔
(کلوو حرکت نہیں کرتا) کلوو
کلوو۔ ہاں۔
ہیم۔ میں اب تمہیں کھانے کے لئے کچھ نہیں دوں گا۔
کلوو۔ تو پھر ہم مر جائیں گے۔
ہیم۔ میں بس اتنا کھانے کو دوں گا کہ تم مر نہ سکو، لیکن تمہیں ہر وقت بھوک لگتی رہے۔
کلوو۔ تو ہم نہیں مریں گے۔ (وقفہ) میں جا کر چادر لاتا ہوں۔ (دروازے کی طرف جاتا ہے)
ہیم۔ نہیں۔ (کلوو رکتا ہے) میں تمہیں ہر روز ایک بسکٹ دیا کروں گا۔ (وقفہ) ایک اور آدھا (وقفہ) تم میرے پاس کیوں رہتے ہو ؟
کلوو۔ تم مجھے کیوں رکھتے ہو ؟
ہیم۔ کیونکہ کوئی اور نہیں ہے۔
کلوو۔ کیونکہ کوئی اور جگہ نہیں ہے۔
(وقفہ)

ہیم۔ لیکن پھر بھی تم مجھے چھوڑنے والے ہو۔

کلوو۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔

ہیم۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔

کلوو۔ نہیں۔

ہیم۔ کسی زمانے میں تم مجھے چاہتے تھے۔

کلوو۔ کسی زمانے میں۔

ہیم۔ میں نے تمہیں بہت دکھ دیئے ہیں (وقفہ) کیا یہ ٹھیک نہیں۔

کلوو۔ یہ بات نہیں ہے۔

ہیم۔ (انتہائی تعجب سے) کیا میں نے تمہیں دکھ نہیں دیئے؟

کلوو۔ ہاں دیئے ہیں۔

ہیم۔ (قدرے اطمینان سے) تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ (وقفہ) (سرد مہری سے) معاف کرو۔

(وقفہ بلند آواز سے) میں نے کہا معاف کرو۔

کلوو۔ میں نے سن لیا (وقفہ) کیا پھر خون نکلا ہے؟

ہیم۔ پہلے سے کم (وقفہ) کیا ابھی سکون کی گولی کا وقت نہیں ہوا؟

کلوو۔ نہیں؟

(وقفہ)

ہیم۔ تمہاری آنکھوں کی کیا حالت ہے؟

کلوو۔ خراب۔

ہیم۔ تمہاری ٹانگوں کا کیا حال ہے؟

کلوو۔ خراب۔

ہیم۔ لیکن تم چل پھر سکتے ہو؟

کلوو۔ ہاں۔

ہیم۔ تو پھر چلتے کیوں نہیں۔ (کلوو پیچھے کی طرف جاتا ہے اور اپنے ہاتھ اور ماتھا دیوار سے ٹکاتا ہے۔) تم کہاں ہو؟

کلو۔ یہاں

ہیم۔ واپس آجاؤ (کلو واپس آتا ہے اور کرسی کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے) تم کہاں ہو۔ ؟

کلو۔ یہاں

ہیم۔ تم مجھے قتل کیوں نہیں کر دیتے ہو ؟

کلو۔ میرے پاس قتل گاہ کی کنجی نہیں ہے۔

ہیم۔ جاؤ۔ جاکر بائیسکل کے دو پہیے لے آؤ

کلو۔ بائیسکل کے پہیے ختم ہو چکے ہیں۔

ہیم۔ تمہاری بائیسکل کیا ہوئی۔

کلو۔ میرے پاس کبھی کوئی بائیسکل نہیں تھی۔

ہیم۔ یہ ناممکن ہے

کلو۔ جب بائیسکلیں باقی تھیں تو میں بائیسکل لینے کے لئے بہت رویا تھا۔ میں نے تمہارے پاؤں پر گر کر خوشامد کی تھی اور تم نے مجھ سے کہہ دیا تھا، جہنم میں جاؤ۔ اور اب بائیسکلیں ختم ہو چکی ہیں۔

ہیم۔ اور تمہارے وہ چکر؟ جب تم میرے مفلسوں کے معائنے کے لئے جاتے تھے تو کیا تم پیدل جایا کرتے تھے۔

کلو۔ کبھی کبھی گھوڑے پر بھی جاتا تھا۔

(ایک کنستر کا ڈھکنا اٹھتا ہے اور نیگ کے ہاتھ نظر آتے ہیں جو کنستر کے کنارے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کا سر نمودار ہوتا ہے۔ وہ رات کی ٹوپی پہنے ہے اور اس کا چہرہ بالکل سفید ہے۔ نیگ پہلے جمائی لیتا ہے اور پھر غور سے سنتا ہے۔)

کلو۔ اچھا اب میں جاتا ہوں، مجھے اور بھی کام کرنے ہیں۔

ہیم۔ کیا باورچی خانے میں ؟

کلو۔ ہاں۔

ہیم۔ اس گھر کے باہر موت کی راجدھانی ہے (وقفہ) اچھا ٹھیک ہے۔ دفع ہو جاؤ۔

(کلو دروازے سے جاتا ہے) کام چل رہا ہے۔

نیگ۔ میرا حلوہ

ہیم۔ منحوس باپ۔

نیگ۔ میرا حلوہ۔

ہیم۔ بوڑھے لوگ گھر پر پڑے ہیں۔ شرافت کا کوئی وجود نہیں رہا۔ ہر وقت پیٹ پوجا۔ ہر گھڑی چٹورا پن اس کے علاوہ تو یہ کچھ سوچ بھی نہیں سکتے۔

(سیٹی بجاتا ہے کلو داخل ہوتا ہے اور کرسی کے قریب آ کر رکتا ہے)

ہیم۔ اچھا تم یہیں ہو۔ میرا خیال تھا تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ نہیں، نہیں

کلو۔ نہیں نہیں، ابھی تو اس کا کوئی سوال نہیں۔

نیگ۔ میرا حلوہ

ہیم۔ اسے حلوہ دے دو۔

کلو۔ حلوہ ختم ہو چکا ہے۔

ہیم۔ (نیگ سے) سُن رہے ہو، حلوہ ختم ہو چکا ہے۔ اب تمہیں کبھی حلوہ نہیں ملے گا۔

نیگ۔ نہیں۔ نہیں مجھے حلوہ چاہئے۔

ہیم۔ اسے ایک بسکٹ دے دو۔ (کلو جاتا ہے) منحوس! آوارہ! تمہاری مفلوج ٹانگیں کیسی ہیں۔؟

نیگ۔ میری ٹانگوں کی بات چھوڑ دو (کلو بسکٹ لے کر داخل ہوتا ہے)

کلو۔ میں بسکٹ لے کر واپس آ گیا۔

(کلو نیگ کو بسکٹ دیتا ہے وہ اسے پکڑ کر سونگھتا ہے۔)

نیگ۔ (رونی آواز میں) کس قسم کے بسکٹ ہیں؟

کلو۔ سپارٹ درمیانی سائز کے۔

نیگ۔ (اسی طرح) بہت سخت ہیں، مجھ سے نہیں چبائے جاتے۔

ہیم۔ اسے بند کر دو۔

(کلو نیگ کو کنستر میں دھکیلتا ہے اور ڈھکنا بند کر دیتا ہے۔)

کلو۔ (کرسی کے قریب آ کر) کاش کہ بڈھے سمجھ سکتے۔

ہیم ۔ اس کے اوپر چڑھ کر بیٹھ جاؤ ۔

کلوو ۔ میں بیٹھ نہیں سکتا ۔

ہیم ۔ اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا ۔

کلوو ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔

ہیم ۔ ہر شخص کی ایک خصوصیت ہوتی ہے ۔ کوئی ٹیلیفون تو نہیں آیا ۔ (کیا ہم ہنس نہیں سکتے؟

کلوو ۔ (کچھ سوچنے کے بعد) میرا دل نہیں چاہتا ۔

ہیم ۔ (کچھ سوچ کر) اور میرا بھی نہیں ۔ (وقفہ) کلوو

کلوو ۔ ہاں ۔

ہیم ۔ فطرت ہمیں بھلا چکی ہے ۔

کلوو ۔ اب فطرت نہیں ہے ۔

ہیم ۔ فطرت نہیں ہے ۔ ! نہیں تم مبالغے سے کام لے رہے ہو ۔

کلوو ۔ میرا مطلب ہے قرب وجوار میں ۔

ہیم ۔ ہم سانس لیتے ، ہم میں تبدیلیاں ہوتی ہیں ، ہمارے بال ، ہمارے دانت ، ہماری نوجوانی ہمارے آئیڈیل ، سب چیزیں ایک ایک کرکے ہمارا ساتھ چھوڑتی ہیں ۔

کلوو ۔ اس کا مطلب ہے کہ فطرت نے ہمیں نہیں بھلایا ۔

ہیم ۔ لیکن تم تو کہتے ہو فطرت نہیں ہے ۔

کلوو ۔ کسی ذی روح نے کبھی ہماری طرح ٹیڑھی میڑھی باتیں نہیں سوچیں ۔

ہیم ۔ جو ہم سے بن پڑتا ہے ہم کرتے ہیں ۔

کلوو ۔ لیکن ہمیں یہ نہ کرنا چاہیے ۔ (وقفہ)

ہیم ۔ ویسے تو تم ٹھیک ٹھاک ہو ـــ ہیں نا

کلوو ۔ برادہ بن رہا ہوں

ہیم ۔ یہ کام تو بڑا سست رفتار ہے (وقفہ) کیا میری سکون کی گولی کا وقت نہیں ہوا ؟

کلوو ۔ نہیں اب میں جاتا ہوں ، مجھے اور کام کرنے ہیں ۔

ہیم ۔ باورچی خانے میں ؟

کلوو۔ ہاں ۔

ہیم ۔ وہاں کیا کرتے ہو ؟ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے ۔

کلوو ۔ دیوار کی طرف تکتا ہوں ۔

ہیم ۔ دیوار کی طرف ! اور تمہیں دیوار پر کیا نظر آتا ہے ۔ برہنہ بدن ؟

کلوو ۔ وہاں مجھے اپنی روشنی دم توڑتی ہوئی نظر آتی ہے ۔

ہیم ۔ تمہاری روشنی ؟ دم توڑتی ہوئی ؟ خوب ! بہت خوب !! تمہاری روشنی تو یہاں بھی دم توڑ سکتی ہے ۔ مجھے ذرا اچھی طرح دیکھو اور پھر واپس آکر بتاؤ کہ اپنی روشنی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟

(وقفہ)

کلوو ۔ تمہیں مجھ سے اس قسم کی باتیں نہیں کرنا چاہئیں ۔

ہیم ۔ (سرد مہری سے) معاف کرو (وقفہ ــ بلند آواز میں) میں کہہ رہا ہوں ــــ معاف کرو ۔

کلوو ۔ میں نے سن لیا ۔

(نیگ کے کنستر کا ڈھکنا اوپر اٹھتا ہے اس کے ہاتھ دکھائی دیتے ہیں جن سے اس نے کنستر کا کنارہ پکڑ رکھا ہے اس کے بعد اس کا سر نمودار ہوتا ہے ۔ اس کے منہ میں بسکٹ ہے وہ غور سے سنتا ہے ۔)

ہیم ۔ تم نے جو بیج بوئے تھے ، کیا وہ پھوٹ نکلے ہیں ؟

کلوو نہیں ۔

ہیم تم نے ان کے چاروں طرف کھرچ کر بھی دیکھا ، شاید پھوٹ نکلے ہوں ۔

کلوو نہیں وہ نہیں پھوٹے ۔

ہیم غالباً ابھی اس کا وقت نہیں آیا ۔

کلوو اگر انھیں پھوٹنا ہوتا تو پھوٹ چکے ہوتے (غصہ سے) وہ کبھی نہیں پھوٹیں گے ۔

ہیم (وقفہ) ، (نیگ ، بسکٹ ہاتھ میں پکڑتا ہے ۔)

ہیم ان باتوں میں بالکل لطف نہیں آرہا ہے لیکن شاید "دن کا ڈھلنا ہمیشہ سے ایک المیہ ہے" کیوں ٹھیک ہے نا ، کلوو

کلو و — کیا اس وقت بھی ہمیشہ کی طرح دن ڈھل رہا ہے ؟

ہیم — ہاں معلوم تو یہی ہو رہا ہے۔

(وقفہ)

(انتہائی پریشانی سے) یہ کیا ہو رہا ہے ؟ یہ کیا ہو رہا ہے ؟

کلو و — کوئی چیز اپنے راستے پر جا رہی ہے۔

ہیم — بہت اچھا دفع ہو جاؤ (اپنی کرسی کی پشت سے کمر لگاتا ہے اور کچھ دیر تک ساکت رہتا ہے ــــ کلو و حرکت نہیں کرتا اور ایک بڑی دردناک آہ بھرتا ہے۔ ہیم اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔) میرا خیال تھا کہ میں نے تم سے کہا تھا "دفع ہو جاؤ"۔

کلو و ــ میں کوشش کر رہا ہوں۔ (دروازے کے طرف جاتا ہے اس کے قریب رکتا ہے ۔) جب میں جنا گیا تھا اس وقت سے۔ (باہر جاتا ہے)

ہیم ــ کام چل رہا ہے۔ (کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتا ہے اور کچھ دیر ساکت رہتا ہے)۔

نیگ — (نیگ دوسرے کنستر کے ڈھکنے کو کھٹکھٹاتا ہے۔ (وقفہ) نیگ اور زور سے کھٹکھٹاتا ہے۔ ڈھکنا اٹھتا ہے اور نیل کے ہاتھ نظر آتے ہیں جن سے اس نے کنستر کا کنارہ پکڑ رکھا ہے۔ اس کے بعد اس کا سر نمودار ہوتا ہے۔ اس نے جالی کی ٹوپی پہن رکھی ہے۔ اس کا چہرہ بہت سفید ہے ۔)

نیل ــ کیا بات ہے میرے لاڈلے ؟ (وقفہ) کیا یہ محبت کرنے کا وقت ہے۔

نیگ۔ کیا تم سو گئی تھیں ۔

نیل ــ نہیں اس کا کیا سوال ہے۔

نیگ — مجھے پیار کرو

نیل — یہ ممکن نہیں

نیگ — کوشش کرو

(وہ ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں لیکن قریب نہیں آسکتے ۔ ہاتھ نیچے گر جاتے ہیں ۔)

نیل ــ روزانہ اس مضحکہ خیز ڈرامے کی کیا ضرورت ہے ۔

(وقفہ)

نیگ میرا دانت ٹوٹ گیا ہے۔

نیل کب ؟

نیگ کل تک تو موجود تھا۔

نیل (المناک انداز میں) اچھا کل تک !

(دردناک انداز میں ایک دوسرے کی طرف مڑتے ہیں)

نیگ تم مجھے دیکھ سکتی ہو۔

نیل بہت کم — اور تم ؟

نیگ کیا ؟

نیل کیا تم مجھے دیکھ سکتے ہو ؟

نیگ بہت کم۔

نیل یہ بھی اچھا ہی ہے — یہ بھی اچھا ہی ہے۔

نیگ یہ نہ کہو (وقفہ) ہماری بینائی جواب دے رہی ہے۔

نیل ہاں

(وقفہ — ایک دوسرے کی طرف پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔)

نیگ کیا تم میری آواز سن سکتی ہو۔

نیل ہاں اور تم

نیگ ہاں، (وقفہ) ہماری سماعت ابھی ٹھیک ہے۔

نیل ہماری کیا ؟

نیگ ہماری سماعت

نیل نہیں۔ (وقفہ) کیا تم مجھ سے اور کچھ کہنا چاہتے ہو

نیگ کیا تمہیں یاد ہے کہ —

نیل نہیں۔

نیگ کہ کس طرح ہماری دو سیٹوں والی سائیکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی اور گر کر ہماری ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔

(دونوں بہت جوش سے ہنستے ہیں۔)

نیل یہ آرڈین کا واقعہ ہے ۔
(وہ دونوں ہنستے ہیں مگر بڑی بے دلی سے)
نیگ کیا تمہیں سردی لگ رہی ہے ۔
نیل ہاں ، بالکل اکڑ چکی ہوں ۔ اور تم ۔
نیگ میری بھی قلفی جم گئی ہے ۔ (وقفہ) کیا تم اندر جانا چاہتی ہو ۔
نیل ہاں ۔
نیگ تو پھر چلی جاؤ (نیل حرکت نہیں کرتی) تم اندر کیوں نہیں جاتیں ۔
نیل معلوم نہیں ۔ (وقفہ)
نیگ کیا اس نے تمہارا برادہ بدل دیا ہے ؟
نیل یہ برادہ نہیں ہے ۔ (تھکے ہوئے انداز میں) کیا تم زیادہ صحیح لفظ استعمال نہیں کر سکتے نیگ ۔
نیگ خیر برادہ نہ سہی ، ریت سہی ، اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔
نیل اس سے بہت فرق پڑتا ہے ۔
(وقفہ)
نیگ کسی زمانے میں تو یہ برادہ ہی تھا ۔
نیل کسی زمانے میں ۔
نیگ اور اب یہ ریت ہے ۔ (وقفہ) سمندری ریت (وقفہ ۔ بے صبری سے) اور اب یہ ریت ہے جو وہ سمندر کے کنارے سے لاتا ہے ۔
نیل اور اب یہ ریت ہے ۔
نیگ کیا اس نے تمہاری ریت بدلی ہے ۔
نیل نہیں ۔
نیگ میری بھی نہیں بدلی (وقفہ) یہ مجھے نہیں چاہیے ۔ (بسکٹ دکھا کر) تمہیں چاہیے ۔ تھوڑا سا ۔
نیل نہیں (وقفہ) کیا چیز ہے ؟
نیگ بسکٹ ۔ میں نے تمہارے لئے آدھا بچالیا ہے (بسکٹ کو دیکھتا ہے فخر سے)

بلکہ تین چوتھائی ہے۔ تمہارے لئے۔ لو یہ لو۔ (بسکٹ بڑھاتا ہے) نہیں چاہیئے ؟
(وقفہ) کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

ہیم ۔ (بے دلی سے) خاموش رہو۔ خاموش رہو۔ تم لوگ مجھے سونے کیوں نہیں دیتے ؟ (وقفہ) ذرا آہستہ بولو (وقفہ) اگر میں سو سکتا تو شاید محبت بھی کرتا۔ میں جنگلوں میں چلا جاتا۔ میری آنکھوں کی بینائی واپس آجاتی۔ میری آنکھیں آسمان کو دیکھ سکتیں۔ اور زمین کو، اور میں خوب دوڑتا، خوب دوڑتا۔ کوئی مجھے پکڑ نہ پاتا۔ (وقفہ) فطرت ! (وقفہ) میرے سر میں کوئی چیز ٹپ ٹپ گر رہی ہے۔ (وقفہ) ایک دل ! میرے سر میں ایک دل ہے۔

(وقفہ)

نیگ (نرم آواز میں) سن رہی ہو ؟ اس کے سر میں ایک دل ہے ! (آہستہ آہستہ قہقہہ لگاتا ہے)

نیل ایسی باتوں پر ہنسنا نہیں چاہیئے۔ نیگ تم کیوں ہمیشہ اس قسم کی باتوں پر ہنستے ہو۔

نیگ اتنے زور سے نہ بولو۔

نیل (آواز نیچی کئے بغیر) میں مانتی ہوں کہ غم دنیا میں سب سے زیادہ مضحکہ خیز چیز ہے۔ لیکن پھر بھی۔

نیگ (گھبرا کر) اُف خدا۔

نیل ہاں، ہاں ۔ یہی دنیا میں سب سے زیادہ مضحکہ خیز ہے اور شروع میں تو ہم دل کھول کر اس پر ہنستے ہیں۔ لیکن پھر بار بار وہی ہوتا ہے تو جیسے کوئی مزاحیہ کہانی ہو، جسے ہم بار بار سن چکے ہوں۔ کہانی ہمیشہ مزاحیہ ہی رہتی ہے لیکن کچھ عرصہ بعد اس پر ہنسی نہیں آتی۔ (وقفہ) تمہیں مجھ سے اور کچھ کہنا ہے۔

نیگ نہیں۔

نیل خوب اچھی طرح سن لو (وقفہ) اچھا تو پھر اب میں چلی۔

نیگ تمہیں یہ بسکٹ چاہیئے۔ (وقفہ) میں اسے تمہارے لئے رکھوں گا۔ (وقفہ) میں جانتا تھا کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

نیل ہاں میں جا رہی ہوں۔

نیگ جانے سے پہلے ذرا مجھے کھجا دو گی۔
نیل نہیں (وقفہ) کس جگہ کو
نیگ پیٹھ کو کھجا دو
نیل نہیں، اسے کنستر کے کنارے سے رگڑ لو۔
نیگ یہ ممکن نہیں۔ کھجلی نیچے کی طرف اٹھ رہی ہے۔ دبے ہوئے حصے میں۔
نیل کون سا دبا ہوا حصہ؟
نیگ دبا ہوا حصہ (وقفہ) ذرا کوشش کرو (وقفہ) کل تم نے اس جگہ کھجایا تھا۔
نیل (الیہ انداز میں) آہ کل۔
نیگ کھجا سکتی ہو؟ (وقفہ) تم کہو تو میں تمہیں کھجا دوں۔ (وقفہ) کیا تم پھر رو رہی ہو؟
نیل کوشش کر رہی تھی۔

(وقفہ)

ہیم شاید یہ صرف خوش فہمی ہو
نیگ اس نے ابھی ابھی .... (وقفہ)
نیگ اس نے ابھی ابھی کیا کہا؟
نیل شاید یہ صرف خوش فہمی ہو۔
نیگ اس کے کیا معنی ہیں؟ (وقفہ) اس کے کوئی معنی نہیں (وقفہ) میں تمہیں درزی کی کہانی سناؤں گا۔
نیل کس لئے؟
نیگ تمہارا دل خوش کرنے کے لئے۔
نیل وہ کہانی بالکل دلچسپ نہیں ہے۔
نیگ لیکن تم تو ہمیشہ اس پر ہنستی ہو۔ (وقفہ) پہلی بار تو مجھے لگ رہا تھا کہ تم ہنستے ہنستے مر جاؤ گی۔
نیل یہ کوموجھیل کا واقعہ ہے (وقفہ) اپریل کی ایک سہ پہر تھی (وقفہ) کیا تم یقین کر سکتے ہو؟
نیگ کیا؟
نیل کہ ایک بار ہم کشتی میں کوموجھیل کی سیر کرنے گئے تھے (وقفہ) اپریل کی ایک سہ پہر تھی۔

نیگ — اس سے ایک دن پہلے ہماری منگنی ہوئی تھی۔

نیل — منگنی ہوئی تھی۔ ؟

نیگ — تمہاری ہنسی کے دورے کے طفیل ہم بچ گئے۔ ورنہ قاعدے سے تو ہمیں ڈوب جانا چاہیے تھا۔

نیل — نہیں! اس لئے کہ اس وقت میں بہت خوش تھی۔

نیگ — نہیں، نہیں! یہ بات نہیں تھی۔ تم میری کہانی پر ہنس رہی تھی اور کوئی بات نہیں تھی۔ خوشی کی بھی ایک ہی رہی۔

نیل — جھیل بہت گہری تھی۔ اور شفاف۔ اس کی تہ تک صاف دکھائی دیتی تھی۔ وہ کتنی صاف شفاف تھی۔ کتنی سفید تھی۔

نیگ — اچھا تو میں پھر وہی کہانی سناتا ہوں (قصہ گو کے انداز میں) ایک انگریز جسے نئے سال کی پارٹیوں میں شرکت کرنے کے لئے دھاری دار پتلون کی ضرورت تھی۔ اپنے درزی کے پاس گیا۔ درزی نے اس کا ناپ لیا۔ (درزی کی آواز میں) یہ تو ہو گیا۔ اب چار دن بعد آیئے گا۔ پتلون تیار رکھوں گا۔ ٹھیک، چار دن بعد۔ (درزی کی آواز میں) معاف کیجئے گا ایک ہفتہ بعد آ کر لے جایئے گا۔ رومالی کا ستیاناس ہو گیا۔ خیر کوئی بات نہیں۔ رومالی پھٹی ہوئی ہو تو ہنسی روکے نہیں رکتی۔ ایک ہفتے بعد۔ (درزی کی آواز میں) معاف کیجئے گا جناب۔ دس دن بعد آیئے گا۔ بند ٹھیک سے نہیں لگے۔ "خیر یہ بھی ٹھیک ہے۔ بند تو ٹھیک ہی لگنے چاہئیں۔ ورنہ ہر وقت پریشانی رہے گی۔" دس دن بعد (درزی کی آواز میں) ارے جناب معاف فرمایئے، پندرہ دن بعد آیئے گا سیون ٹھیک نہیں بیٹھی۔" خیر تو یہ بھی کرنا ہی ہوگا۔ سیون بغیر کیسے کام چلے گا۔ (وقفہ) (اپنی آواز میں) اتنی بری طرح میں نے کبھی یہ کہانی نہیں سنائی تھی۔ (وقفہ) اداسی سے) ہر بار میں اسے پچھلی بار سے بری طرح سناتا ہوں۔ (وقفہ) (قصہ گو کے انداز میں) مختصر قصہ یوں ہے کہ نیلے پھول کھل رہے ہیں اور کاج گوٹھے جا رہے ہیں۔ اور بٹن ٹک رہے ہیں۔ (گاہک کی آواز میں) یہ ماجرا کیا ہے ــــ بے ایمانی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے۔ خدا تمہیں دوزخ کا کندہ بنائے گا۔ خدا نے تمام کائنات کو چھ دن میں تخلیق کیا۔ سن رہے ہو، چھ دن میں تخلیق کیا۔ اور وہ بھی کیا!

کائنات ! اور تم تین مہینے میں مجھے ایک پتلون تیار کر کے نہیں دے سکتے ہو۔
حرام زادے! بدمعاش ! (درزی کی آواز، تعجب سے) ارے جناب، ارے جناب، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ذرا دیکھئے، آپ خود ہی دیکھئے (نفرت اور حقارت سے اشارہ کرتے ہوئے) پہلے تو آپ اس دنیا کو دیکھئے۔ (وقفہ) نیگ نیل کی طرف دیکھتا ہے جو ہر قسم کے جذبات سے عاری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی آنکھیں خلا میں گھور رہی ہیں۔ پھر وہ یکایک بلند آواز میں ہنستا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہنسنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ پھر ایک دم ہنسنا بند کر دیتا ہے۔ اپنا سر نیل کی طرف بڑھاتا ہے اور پھر ہنسنا شروع کر دیتا ہے۔)

ہیم خاموش رہو۔

(نیگ ہنسنا شروع کرتا ہے اور پھر ایک دم بند کر دیتا ہے۔)

نیل اس کی تہ تک صاف نظر آتی تھی۔

ہیم (غصے سے) کیا اب بھی ختم نہیں کیا۔ کیا کبھی ختم نہیں کرو گے۔ (شدید غصہ سے) کیا یہ بھی ختم نہیں کیا، کیا یہ بھی ختم نہیں ہوگا۔ (نیگ اپنے کنستر میں گھس جاتا ہے، نیل حرکت نہیں کرتی۔

ہیم (شدید غصے سے) میری حکومت اور رات کے باسی کے لئے (سیٹی بجاتا ہے/ کلو و داخل ہوتا ہے۔) اس کچرے کو یہاں سے اٹھا لے جاؤ اور اسے سمندر میں پھینک دو۔ (کلو و کنستروں کی طرف بڑھتا ہے اور رکتا ہے۔)

نیل وہ کتنی سفید تھی

ہیم یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے۔

(کلو و جھکتا ہے اور نیل کی کلائی پکڑ کر اس کی نبض دیکھتا ہے۔)

نیل (کلو و سے) صحرا

(کلو و اس کی کلائی چھوڑ دیتا ہے اور اسے کنستر کے اندر دھکیل کر اس کا ڈھکنا بند کرتا ہے۔)

کلو و (کرسی کے پاس اپنی جگہ پر آکر) اس کی نبض چل نہیں رہی ہے۔

ہیم یہ کیا بڑبڑا رہی تھی۔

کلوو مجھ سے کہہ رہی تھی کہ صحرا کو چلے جاؤ۔
ہیم دخل اندازبڑھیا! کیا بس یہی بات تھی۔
کلوو نہیں
ہیم اور کیا بات تھی
کلوو میری سمجھ میں نہیں آئی
ہیم تم نے اسے بند کر دیا؟
کلوو ہاں
ہیم ڈھکنوں کے پیچ اچھی طرح کس دو (کلوو دروازے کی طرف جاتا ہے) میرا غصہ ٹھنڈا پڑ رہا ہے۔ میں پیشاب کرنا چاہتا ہوں۔
کلوو (تیزی سے جاتے ہوئے) میں ابھی پیشاب کرانے کا ٹیوب لاتا ہوں۔
(دروازے کی طرف جاتا ہے۔)
ہیم کافی وقت گذر چکا ہے۔ اب مجھے سکون کی گولی دے دو۔
کلوو ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تھوڑی ہی دیر پہلے تم نے طاقت کی دوا پی تھی۔ ابھی سکون کی گولی کا اثر نہیں ہوگا۔
ہیم ہر صبح نقلی طاقت پیدا کی جاتی ہے اور ہر شام نقلی سکون کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یا پھر اس کے برعکس ہوتا ہے۔ (وقفہ) وہ بوڑھا ڈاکٹر۔ ظاہر ہے کہ وہ مر چکا ہے۔
کلوو وہ بوڑھا نہیں تھا۔
ہیم لیکن وہ تو مر چکا ہے؟
کلوو ظاہر ہے۔ (وقفہ) تم یہ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟
(وقفہ)
ہیم ذرا مجھے ایک چکر کھلاؤ (کلوو کرسی کے پیچھے جاتا ہے اور اسے سامنے کی طرف دھکیلتا ہے) اتنے زور سے نہیں۔ (کلوو کرسی دھکیلتا ہے) دنیا کے گرد ایک چکر۔ (کلوو کرسی دھکیلتا ہے) دیواروں کے پاس لے جاؤ۔ اور پھر درمیان میں لے آؤ۔ میں بالکل بیچوں بیچ تھا نا۔ کیا خیال ہے تمہارا۔
کلوو ہاں ٹھیک ہے (دھکیلتا ہے)

ہیم — ہمیں ایک باقاعدہ پہیوں والی کرسی کی ضرورت . ہو گی ۔ جس میں سائیکل کے پہیے لگے ہوں ۔ بڑے بڑے ــــ (وقفہ) دیوار سے ملا کر چلا رہے ہو نا ؟

کلّو — (دھکیلتے ہوئے) ہاں ۔

ہیم — (اپنے ہاتھوں سے دیوار کو ٹٹولتے ہوئے) بالکل جھوٹ ۔ مجھ سے جھوٹ کیوں بولتے ہو ؟

کلّو — (دیوار کے قریب لے جاتے ہوئے) دیکھو یہ رہی ۔ یہ رہی ۔

ہیم — روک دو (کلّو پچھلی دیوار کے قریب کرسی روک دیتا ہے ۔ ہیم دیوار پر ہاتھ رکھتا ہے ۔) پرانی رفیق دیوار (وقفہ) اس کے دوسری طرف ایک اور جہنم ہے ۔ (وقفہ / غصے سے) اور قریب لاؤ ، بالکل ملا دو ۔

کلّو — اپنے ہاتھ ہٹاؤ (ہیم دیوار سے ہاتھ ہٹاتا ہے ۔ کلّو کرسی کو دیوار سے ٹکراتا ہے) لو اب تو خوش ہو ۔

(ہیم دیوار کی طرف جھکتا ہے اور کان لگا کر سنتا ہے ۔)

ہیم — سنائی دے رہا ہے (اپنے پوروں سے دیوار کھٹکھٹاتا ہے) سنائی دے رہا ہے ؟ کھوکھلی اینٹیں ! یہ سب کھوکھلا ۔ (وقفہ) ، (سیدھا ہوتا ہے ۔ غصہ سے) بس بہت ہو چکا واپس لے چلو ۔

کلّو — ابھی چکر پورا نہیں ہوا ۔

ہیم — مجھے اپنی جگہ واپس لے جاؤ ۔ (کلّو کرسی درمیان میں لاتا ہے) کیا یہی میری جگہ ہے ؟

کلّو — ہاں یہی تمہاری جگہ ہے ۔

ہیم — کیا میں بالکل بیچوں بیچ ہوں ۔

کلّو — میں ابھی ناپتا ہوں ۔

ہیم — کم و بیش ! کم و بیش

کلّو — (کرسی کو تھوڑا سا سرکاتے ہوئے) اب ٹھیک ہے ۔

ہیم — میں کم و بیش بیچ میں ہوں ۔

کلّو — ہاں میرا تو یہی خیال ہے ۔

ہیم تمہارا یہ خیال ہے ! میں کہتا ہوں کرسی کو بالکل بیچ میں ہونا چاہئے۔

کلوو میں ابھی جاکر ٹیپ لاتا ہوں

ہیم اندازے سے۔ اندازے سے۔ (کلوو کرسی کو تھوڑا سا سرکاتا ہے) بس بس اب بیچ میں آگئی۔

کلوو اب تو مطمئن ہو۔

(وقفہ)

ہیم میں اسے ذرا بائیں طرف محسوس کر رہا ہوں۔ (کلوو کرسی کو تھوڑا سا سرکاتا ہے۔)

اب ذرا دائیں طرف محسوس کر رہا ہوں۔

(کلوو کرسی کو ذرا سا سرکاتا ہے۔)

اب ذرا آگے کی طرف محسوس کر رہا ہوں۔ (کلوو کرسی کو ذرا سا سرکاتا ہے۔)

اب ذرا پیچھے کی طرف محسوس کر رہا ہوں۔ (کلوو کرسی کو سرکاتا ہے۔)

وہاں کیوں کھڑے ہو۔ (یعنی کرسی کے پیچھے) اس سے مجھے جھرجھری آتی ہے۔

(کلوو کرسی کے برابر اپنی مخصوص جگہ پہ واپس آتا ہے۔)

کلوو اگر میں اسے قتل کر دوں۔ تو سکون کی موت مر سکوں گا۔

(وقفہ)

ہیم موسم کا کیا حال ہے؟

کلوو وہی جو ہمیشہ رہتا ہے۔

ہیم زمین کی طرف دیکھو۔

کلوو دیکھ لیا۔

ہیم دوربین سے دیکھو

کلوو دوربین کی ضرورت نہیں۔

ہیم پھر بھی دوربین سے دیکھو

کلوو اچھا تو میں جاکر دوربین لاتا ہوں۔ (جاتا ہے)

ہیم — دوربین کی ضرورت نہیں !

(کلوو دوربین لے کر داخل ہوتا ہے۔)

کلوو — میں دوربین لے کر واپس آگیا ہوں۔ (دائیں طرف کی کھڑکی کے قریب جاتا ہے۔ سر اٹھاکر اسے دیکھتا ہے۔) سیڑھی کی ضرورت پڑے گی۔

ہیم — کیوں، کیا تم سکڑ گئے ہو۔ (کلوو دوربین لے کر واپس جاتا ہے) میں یہ پسند نہیں کرتا۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔

کلوو — میں یہ سیڑھی لے آیا ہوں۔ (دائیں طرف کی کھڑکی کے نیچے سیڑھی لگاتا ہے۔ اوپر چڑھتا ہے۔ اور اب اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کے پاس دوربین نہیں ہے۔ نیچے اترتا ہے) دوربین کی ضرورت پڑے گی۔

(دروازے کی طرف جاتا ہے۔)

ہیم — (غصہ سے) دوربین تو تمہارے پاس ہے۔

کلوو — (غصہ سے، رکتے ہوئے) نہیں میرے پاس دوربین نہیں ہے۔ (باہر جاتا ہے)

ہیم — یہ سب ناقابل برداشت ہے۔

(کلوو دوربین لئے ہوئے داخل ہوتا ہے اور سیڑھی کی طرف جاتا ہے۔)

کلوو — کچھ زندگی کے آثار نظر آتے ہیں۔ (کلوو سیڑھی کے اوپر چڑھتا ہے، دوربین اٹھاتا ہے۔ اور پھر اسے نیچے گرادیتا ہے۔) میں نے جان کر گرائی ہے۔ (نیچے اترتا ہے۔ دوربین اٹھاتا ہے اور اسے اپنی آنکھوں کے قریب لاکر حاضرین کی طرف مڑتا ہے۔ اور ان کا معائنہ کرتا ہے) میں اپنے سامنے ایک بڑا مجمع دیکھ رہا ہوں جو خوشی سے سرشار ہے۔ (وقفہ) یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر چیز بہت بڑی نظر آتی ہے۔ (دوربین ہٹاتا ہے۔ اور ہیم کی طرف دیکھتا ہے۔) کیوں، ہم ہنس نہیں سکتے۔ ؟

ہیم — (کچھ سوچنے کے بعد) میں تو نہیں ہنس سکتا۔

کلوو — (کچھ سوچنے کے بعد) میں بھی نہیں ہنستا۔ (سیڑھی پر چڑھتا ہے اور دوربین لگاکر باہر کی طرف دیکھتا ہے۔) صفر۔ (دوسری طرف دیکھتا ہے۔) صفر — (اور، ایک طرف دیکھتا ہے) اور صفر۔

ہیم — کسی چیز میں حرکت نہیں۔ ہر چیز

کلو صفر۔

ہیم (غصہ سے) بات کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں مخاطب نہیں کیا گیا ہے۔ ... ہر چیز — ہر چیز — ہر چیز کیا ہے۔ (غصہ سے) ہر چیز کیا ہے۔

کلو ہر چیز کیا ہے؟ تم ایک لفظ میں اس کا جواب چاہتے ہو، یہی نا؟ ایک منٹ ٹھہرو (دور بین لگا کر باہر دیکھتا ہے اور پھر اسے ہٹا کر ہیم کی طرف دیکھتا ہے۔) ہر چیز مردہ ہے۔ ٹھیک ہے نا؟ مطمئن ہو!

ہیم سمندر کو دیکھو۔

کلو وہی حال ہے۔

ہیم بحر اعظم کو دیکھو

(کلو نیچے اترتا ہے۔ بائیں جانب کی کھڑکی کی طرف چند قدم چلتا ہے۔ واپس مڑ کر سیڑھی اٹھاتا ہے اور اسے لے کر بائیں جانب کی کھڑکی کے نیچے لگاتا ہے۔ اس کے اوپر چڑھتا ہے۔ دور بین سے باہر دیکھتا ہے اور دیر تک دیکھتا رہتا ہے پھر یکایک گھبرا کر دور بین ہٹاتا ہے۔ اس کا اچھی طرح معائنہ کرتا ہے اور پھر لگا کر دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔)

کلو کبھی کوئی اچھی چیز نہیں دیکھی تھی!

ہیم (فکر مندی سے) کیا ہے؟ کوئی جہاز؟ بڑی مچھلی؟ دھواں؟

کلو روشنی ڈوب چکی ہے۔

ہیم (اطمینان کا سانس لیتے ہوئے) یہ تو پہلے بھی معلوم تھا۔

کلو (دیکھتے ہوئے) ابھی تک تھوڑی سی باقی تھی۔

ہیم تہ میں؟

کلو ہاں

ہیم اور اب

کلو (دیکھتے ہوئے) ختم ہو گئی۔

ہیم اور سمندری چڑیاں

کلو (دیکھتے ہوئے) سمندری چڑیاں

ہیم — اور افق۔ افق پر کیا ہے؟ کیا کچھ نہیں؟

کلوو — (دوربین ہٹا کر، ہیم کی طرف مڑتے ہوئے غصہ اور بیزاری سے) اور افق پر ہو بھی کیا سکتا تھا؟ کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔

(وقفہ)

ہیم — اور موجیں؟ موجوں کا کیا حال ہے؟

کلوو — موجیں؟ (دوربین گھما کر دیکھتا ہے) فولادی ہیں۔

ہیم — اور سورج

کلوو — (دیکھتے ہوئے) صفر

ہیم — لیکن اسے ڈوبتا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ ذرا پھر سے دیکھو اچھی طرح۔

کلوو — (دیکھتے ہوئے) سورج پر لعنت بھیجو۔

ہیم — تو کیا رات ہو چکی ہے۔

کلوو — نہیں۔

ہیم — تو پھر یہ کیا ہے۔

کلوو — (دیکھتے ہوئے) ہر چیز سرمئی ہے۔ دوربین ہٹا کر ہیم کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز میں) سرمئی! (وقفہ ـــــ زیادہ بلند آواز میں) سرمئی۔ (وقفہ ـــ نیچے اترتا ہے۔ پیچھے سے ہیم کے قریب آتا ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ہے۔

ہیم — (گھبرا کر ہٹتے ہوئے) سرمئی! تم سرمئی ہی کہہ رہے ہونا!

کلوو — سیاہ روشنی.... ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔

ہیم — تم مبالغہ کر رہے ہو۔ (وقفہ) وہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے جھرجھری آ رہی ہے۔

(کلوو پیچھے سے ہٹ کر کرسی کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے۔)

کلوو — روزانہ اس مضحکہ خیز ڈرامے کی کیا ضرورت ہے؟

ہیم — یہ روزانہ کا معمول ہے۔ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ رات میں نے اپنے سینے کے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہاں ایک بڑا زخم ہے۔

کلوو — اچھا تو تم نے اپنا دل دیکھا۔

ہیم — ہاں وہ زندہ ہے۔ (وقفہ) انتہائی پریشانی سے) کلوو

کلوو   ہاں

ہیم   یہ کیا ہو رہا ہے۔

کلوو   کوئی چیز اپنے راستے پر جا رہی ہے۔

(وقفہ)

ہیم   کلوو

کلوو   (بے صبری سے) کیا بات ہے۔

ہیم   کیا یہ سچ ہے کہ ہماری باتوں میں .... کچھ .... کچھ معنی پیدا ہو چلے ہیں۔

کلوو   معنی پیدا ہو چلے ہیں! میری اور تمہاری باتوں میں (ہنستا ہے) یہ بھی اچھا مذاق رہا۔

ہیم   میں کبھی کبھی سوچتا ہوں .... (وقفہ) فرض کرو کہ ایک سوچنے سمجھنے والا آدمی اس دنیا میں واپس آجائے اور کافی عرصہ تک ہم لوگوں کے حالات کو غور سے دیکھتا رہے، تو یہ کیا ممکن ہے کہ اس کے ذہن میں کچھ خیالات ابھرنے لگیں۔ (ایک اہل خرد (انٹلکچول) کے انداز میں) ٹھیک ہے اب میں سمجھا کیا صورت حال ہے .... واقعی۔ تو یہ ہیں ان لوگوں کے مقاصد!

(کلوو گھبرا کر ساکت کھڑا ہو جاتا ہے اس کے ہاتھ سے دوربین گر جاتی ہے اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ کھجانے لگتا ہے۔ ہیم اپنی آواز میں کہتا ہے۔) اور پھر اتنی دور جانے کی ضرورت بھی نہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم خود (آواز میں جذبات کی جھلک ہے) ہم خود — کبھی کبھی (شدت سے) یہ سوچ سکیں کہ یہ سب کچھ بالکل بے معنی نہیں تھا۔

کلوو   (کھجاتے ہوئے انتہائی پریشانی سے) میرے کپڑوں میں کوئی مکھی گھس گئی ہے۔

ہیم   مکھی! تو کیا ابھی تک مکھیاں باقی ہیں؟

کلوو   میرے کپڑوں میں ایک مکھی اس وقت ضرور ہے؟ (کھجاتے ہوئے) یا پھر ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی سمندری کیڑا ہو؟

ہیم   (ہیجانی انداز میں) ہو سکتا ہے کہ اسی سے ایک بار پھر نسل انسانی کی ابتدا ہو جائے اسے جلدی پکڑو۔ خدا کے لئے جلدی کرو۔

کلوو   میں ابھی جا کر پاؤڈر لاتا ہوں۔

(کلو و باہر جاتا ہے۔)

ہیم ایک مکھی! کتنی عجیب بات ہے! عجیب دن ہے!

(کلو و پاؤڈر چھڑکنے کا ڈبہ لے کر واپس آگیا ہو)

کلو و میں کیڑے مارنے کا پاوڈر لے کر واپس آگیا ہوں۔

ہیم اس پر پاوڈر چھڑکو۔

(کلو و اپنی پتلون کو ڈھیلا کرتا ہے۔ اسے آگے کر کے اندر کی طرف دیکھتا ہے۔ اور ڈبے کو اندر لے جا کر پاؤڈر چھڑکتا ہے۔ پھر جھکتا ہے۔ جھانک کر دیکھتا ہے۔ انتظار کرتا ہے۔)

کلو و حرام زادی۔

ہیم مرگئی۔

کلو و معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ (پاؤڈر کا ڈبہ نیچے پھینکتا ہے۔ اور اپنی پتلون ٹھیک کرتا ہے) یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جھوٹ موٹ ہی بیٹھی ہو۔ انڈے سے رہی ہو۔

ہیم کیا کہا؟ انڈے سے رہی ہو؟ لیکن تمہارا مطلب تو جھوٹ موٹ ہے۔ ہے نا۔

کلو و ہاں ہاں، مطلب تو یہی ہے۔ انڈے سینا تو محاورہ ہے۔

ہیم اپنی عقل کا استعمال کرو۔ جھوٹ موٹ کی حد تک تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ انڈے سے رہی ہے تو یہی ہماری تباہی کا اعلان ہے۔

کلو و اچھا سمجھا۔ ہاں تم تو پیشاب کرنا چاہتے تھے۔

ہیم میں کر رہا ہوں

کلو و تمہاری جرأت کی داد دیتا ہوں۔

(وقفہ)

ہیم (جوش سے) کلو و چلو، ہم دونوں یہاں سے چلیں جنوب کی طرف۔ تم لکڑی کا ایک ڈھانچہ بنالو۔ اور پانی کا دھارا۔ ہمیں کہیں دور بہا کر لے جائے گا بہت دور، دوسرے جانوروں کے پاس۔

کلو و خدا نہ کرے۔

ہیم اکیلا۔ ہاں میں اکیلا ہی اس بحری سفر پر روانہ ہو جاؤں گا بس تم فوراً ڈھانچہ

تیار کرنا شروع کر دو ۔ کل میں ہمیشہ کے لئے چلا جاؤں گا ۔

کلوو (دروازے کی طرف تیزی سے جاتے ہوئے ۔) میں ابھی کام شروع کرتا ہوں ۔

ہیم ٹھہرو (کلوو ٹھہرتا ہے) کیا ابھی میری سکون کی گولی کا وقت نہیں ہوا ۔

کلوو (غصے سے) نہیں ۔ (دروازے کی طرف جاتا ہے)

ہیم ٹھہرو (کلوو ٹھہرتا ہے) تمہاری آنکھوں کا کیا حال ہے ؟

کلوو خراب

ہیم لیکن تم تو دیکھ سکتے ہو ۔

کلوو ہاں ضرورت کے مطابق ۔

ہیم تمہاری ٹانگوں کا کیا حال ہے ؟

کلوو خراب

ہیم لیکن تم چل تو سکتے ہو ۔

کلوو ہاں آتا ہوں اور جاتا ہوں ۔

ہیم میرے گھر میں (وقفہ ۔۔ پیشن گوئی کے انداز میں لطف لیتے ہوئے) ایک دن ایسا آئے گا جب تم میری طرح اندھے ہو چکے ہو گے اور ایک ذرہ کی مانند خلاء میں معلق ہو گے ۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ۔ اور پھر ایک دن ایسا آئے گا جب تم اپنے آپ سے کھو گے بیٹھنا نہیں چاہئے تھا ۔ لیکن اب تو خیر بیٹھ ہی گیا ہوں ۔ اس لئے کچھ دیر ، اور اسی طرح بیٹھا رہوں گا ۔ اس کے بعد اٹھ کر کچھ کھانے کے لئے لاؤں گا ، لیکن کچھ دیر بعد بھی تم اٹھ کر کھانا نہیں لاؤ گے ۔ (وقفہ) تم کچھ دیر تک دیوار کو تکتے رہو گے اور پھر تم کہو گے " اپنی آنکھیں میں بند کیے لیتا ہوں ۔ شاید مجھے تھوڑی سی نیند آجائے ۔ اس سے میری طبیعت بہتر ہو جائے گی اور پھر تم آنکھیں بند کر لو گے ۔ اور پھر جب تم آنکھیں کھولو گے تو وہ دیوار غائب ہو چکی ہو گی ۔ (وقفہ) تمہارے ہر طرف ایک لامتناہی خلاء ہو گا ۔ اور اگر ہر زمانے کے تمام مردوں کو قبروں سے نکال کر بھی اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی جائے گی تب بھی وہ پُر نہ ہو سکے گا اور تم وسیع صحرا کے ایک ذرے کی مانند وہاں پڑے رہو گے ۔ ہاں اس وقت تمہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا کیا مطلب ہے ۔ کیونکہ تم بھی بالکل میری طرح ہو جاؤ گے ۔ سوا اس کے کہ تمہارے

پاس کوئی نہ ہوگا۔ کیونکہ تم نے کبھی کسی پر ترس نہ کھایا ہوگا۔ کیونکہ ترس کھانے کو کوئی نہ ہوگا۔

(وقفہ)

کلو: اس کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔ (وقفہ) اور ہاں تم ایک بات بھول گئے۔

ہیم: کیا بات؟

کلو: میں بیٹھ نہیں سکتا۔

ہیم: (بے صبری سے) ٹھیک ہے تو تم لیٹ جاؤ گے یا تم چلتے چلتے رک جاؤ گے اور رک کر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو جاؤ گے۔ جیسے کہ اس وقت کھڑے ہو۔ ایک دن تم اپنے آپ سے کہو گے، میں تھک چکا ہوں مجھے رک جانا چاہیئے۔ اس کے بعد تم بیٹھو، لیٹو یا کھڑے رہو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

(وقفہ)

کلو: اچھا تو تم چاہتے ہو کہ میں چھوڑ کر چلا جاؤں۔

ہیم: ظاہر ہے۔

کلو: تو پھر میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

ہیم: تم ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔

کلو: تو پھر میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ (وقفہ)

ہیم: تم ہمیں ختم کیوں نہیں کر دیتے۔ اگر تم مجھے قتل کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں قتل گاہ کا قفل کھولنے کا گر بتا دوں گا۔

کلو: میں تمہیں ختم نہیں کر سکتا۔

ہیم: اس کا مطلب ہے کہ نہیں کرو گے۔

کلو: اچھا اب میں نہیں جاتا ہوں، مجھے اور بھی کام کرنے ہیں۔

ہیم: تمہیں یاد ہے تم یہاں کب آئے تھے۔

کلو: نہیں تم نے بتایا تھا کہ اس وقت میں بہت چھوٹا سا تھا۔

ہیم: تمہیں اپنے باپ یاد ہیں۔

کلو: (تھکے ہوئے لہجے میں) میرا جواب وہی ہے۔ (وقفہ) یہ سوال تم مجھ سے لاکھوں بار

پوچھ چکے ہو۔

ہیم — مجھے پرانے سوالوں سے عشق ہے (شوق سے) پرانے سوال اور پرانے جواب ان سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ (وقفہ) وہ میں ہی تھا جو تمہارے باپ کی جگہ تھا۔

کلوو — ہاں۔ (ہیم کو تکتے ہوئے) تم میرے باپ کی جگہ تھے۔

ہیم — اور میرا مکان تمہارا اپنا گھر تھا۔

کلوو — ہاں کبھی یہ میرا گھر تھا۔

ہیم — (فخر سے) لیکن میرا کوئی باپ نہیں ہے۔ میرا کوئی باپ نہیں۔ (چاروں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے۔) ہیم کا کوئی گھر نہیں ہے۔ (وقفہ)

کلوو — میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔

ہیم — تم نے کبھی ایک بات پر غور کیا ہے۔ ؟

کلوو — کبھی نہیں

ہیم — ہم یہاں ایک بل میں اکیلے پڑے ہیں (وقفہ) لیکن پہاڑوں کے اس پار ..... ہاں پہاڑوں کے اس طرف۔ ہو سکتا ہے اب بھی زمین سرسبز ہو۔ کیوں کیا خیال ہے؟ ہو سکتا ہے وہاں ایک سرسبز جنگل ہو، جہاں پھولوں، پھلوں اور چڑیلوں کی دیویاں چہل قدمی کر رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں بہت دور بھی جانا نہ پڑے۔

کلوو — میں تو زیادہ دور نہیں جا سکتا۔

ہیم — کیا میرا کتا تیار ہے۔

کلوو — ابھی اس کی ایک ٹانگ کم ہے۔

ہیم — کیا اس کی کھال ریشمی ہے۔

کلوو — ہاں اچھی نسل کا کتا ہے۔

ہیم — اسے لے آؤ (کلوو باہر جاتا ہے) کام چل رہا ہے۔

(کلوو داخل ہوتا ہے وہ کھلونے کا ایک کالا کتا ایک ٹانگ سے پکڑا ہے، اس کتے کی صرف تین ٹانگیں ہیں۔)

کلوو — لو یہ ہے تمہارا کتا۔

(کتا ہیم کو دیتا ہے۔ وہ اسے چھو کر دیکھتا ہے اور گود میں لے کر پیار کرتا ہے۔)

ہیم　کیا یہ سفید ہے — ہے نا ؟

کلو　سفید نہیں ہے۔ (وقفہ)

ہیم　اس کی جنس کیا ہے۔ (ہاتھ سے چھو کر دیکھتا ہے۔)

کلو　(چڑ کر) ابھی یہ ختم نہیں ہوا... جنس تو آخر میں بنائی جاتی ہے (وقفہ)

ہیم　تم نے اس کے گلے میں ربن نہیں باندھا۔

کلو　(غصہ سے) کہہ تو دیا یہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ پہلے کتے کو مکمل کیا جاتا ہے پھر اس کے گلے میں ربن باندھا جاتا ہے.....

(وقفہ)

ہیم　کیا یہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ ؟

کلو　مجھے معلوم نہیں۔

ہیم　کوشش کرو۔ (کتا کلو کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ وہ اسے زمین پر ٹکاتا ہے) ہاں تو کیا رہا — ؟

کلو　ذرا صبر کرو

(زمین پر کتے کو تین ٹانگوں پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ناکامی ہوتی ہے۔ کتے کو چھوڑ دیتا ہے۔ کتا ایک طرف گر جاتا ہے۔)

ہیم　(بے صبری سے) ہاں تو کیا ہوا ؟

کلو　کھڑا ہو گیا۔

ہیم　(کتے کو ہاتھ سے ٹٹولتے ہوئے) کہاں ہے ؟ کہاں ہے وہ ؟

(کلو کتے کو کھڑا کرتا ہے)

کلو　یہ ہے (ہیم کا ہاتھ پکڑ کر کتے کی طرف لے جاتا ہے)

ہیم　اب اس کا ہاتھ کتے کے سر پر ہے) کیا یہ مجھے تک رہا ہے ؟

کلو　ہاں

ہیم　(فخر سے) شاید میرے ساتھ سیر کو جانے کی فرمائش کر رہا ہے۔

کلو　اب تم جو بھی سمجھو۔

ہیم　(اسی لہجے میں) ہو سکتا ہے مجھ سے ایک ہڈی کی بھیک مانگ رہا ہو۔

(کتے پر سے ہاتھ ہٹاتا ہے) اسی طرح کھڑے کھڑے مجھ سے بھیک مانگنے دو۔
(کلوو کمر سیدھی کرتا ہے، کتا گر جاتا ہے)

کلوو اب میں جاتا ہوں۔

ہیم کیا تمہیں خواب نظر آئے تھے۔

کلوو بہت کم

ہیم کیا بوڑھی پیگ کی شمع جل رہی ہے۔

کلوو شمع، کسی کی شمع کیسے جل سکتی ہے۔

ہیم تو کیا وہ ختم ہوگئی۔

کلوو ظاہر ہے کہ اگر وہ جل نہیں رہی تو ظاہر ہے کہ ختم ہوچکی ہے۔

ہیم نہیں میرا مطلب تھا، بوڑھی پیگ۔

کلوو ظاہر ہے کہ وہ بھی ختم ہوچکی ہے۔ (وقفہ) آج تمہیں کیا ہو رہا ہے۔

ہیم میں اپنے راستے پر جارہا ہوں (وقفہ) کیا اسے دفن کردیا گیا تھا۔

کلوو دفن، اسے کون دفن کرتا۔

ہیم تم کرسکتے تھے۔

کلوو میں، میرے پاس ویسے ہی کیا کم کام ہے۔ مجھے اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو دفن کرتا پھروں۔

ہیم لیکن تم مجھے تو دفن کروگے؟

کلوو نہیں، میں تمہیں دفن نہیں کروں گا۔ (وقفہ)

ہیم کسی زمانے میں وہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک جنگلی پھول کی طرح۔
(کچھ یاد کرکے مزا لیتے ہوئے۔) مزے دار چھوکری تھی۔

کلوو کسی زمانے میں ہم بھی خوبصورت تھے۔ کسی زمانے میں تو سب ہی خوبصورت ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ تو خال، خال ہوں گے جو کسی زمانے میں خوبصورت نہ رہے ہوں۔
(وقفہ)

ہیم جاؤ، جاکر مچھلی پکڑنے کا کانٹا لاؤ۔
(کلوو دروازے کی طرف جاتا ہے۔ پھر یکایک رکتا ہے۔)

کلود "یہ کرو، وہ کرو" اور میں کبھی انکار نہیں کرتا۔ لیکن کیوں؟
ہیم کیونکہ تم انکار نہیں کر سکتے۔
کلود کچھ دن اور گذر نے دو۔ پھر میں یہ قصہ ہی پاک کر دوں گا۔
ہیم اس وقت تم کچھ کرنے کے قابل ہی نہ رہوگے۔
(کلود جاتا ہے) اُف یہ جاہل لوگ۔ اُف یہ جاہل لوگ ــ بغیر سمجھائے تو کوئی بات ان کے دماغ میں گھستی ہی نہیں۔
(کلود مچھلی پکڑنے کا کانٹا لے کر داخل ہوتا ہے۔)
کلود لو یہ رہا مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔
(کلود کانٹے کی چھڑی ہیم کو دیتا ہے۔ ہیم اسے کرسی پر اٹکا کر اس کی مدد سے کرسی سرکانے کی کوشش کرتا ہے۔)
ہیم کچھ سرکی کرسی؟
کلود نہیں۔ (ہیم چھڑی پھینک دیتا ہے۔)
ہیم جاؤ، جاکر تیل کا ڈبہ لاؤ۔
کلود کیوں؟
ہیم کرسی کے پہیوں میں تیل ڈالنے کی ضرورت ہے۔
کلود میں نے کل ہی ان میں تیل ڈالا تھا۔
ہیم کل؟ کل کا کیا مطلب ہے؟
کلود کل۔ اس کا مطلب ہے وہ منحوس دن۔ جو اس منحوس دن سے پہلے تھا۔ اور ایک زمانہ ہوا گذر چکا ہے۔ میں وہی الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ جو تم نے مجھے سکھائے تھے۔ اب اگر ان میں کوئی معنی باقی نہیں رہے۔ تو مجھے اور الفاظ سکھاؤ۔ یا پھر مجھے خاموش رہنے دو۔ (وقفہ)
کلو ایک زمانے میں میں ایک دیوانے کو جانتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ دنیا ختم ہو چکی ہے وہ ایک مصور اور نقاش تھا اور مجھے بہت عزیز تھا۔ میں اکثر اس سے ملنے پاگل خانہ جایا کرتا تھا۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑکی کے پاس لاتا اور کہتا۔ دیکھو وہ سرسبز کھیت اور دیکھو وہ شاندار جہاز جو بحری سفر پر روانہ ہونے والے ہیں اور

یہ دیکھو فطرت کا حسن ہر طرف بکھرا ہوا ہے۔ (وقفہ) وہ سختی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیتا اور تعجب اور غصے کے عالم میں وہ پھر اپنے کونے میں جا بیٹھتا۔ اسے ہر طرف راکھ ہی راکھ نظر آتی۔ (وقفہ) اس کو محسوس ہوتا تھا کہ تمام کائنات ختم ہو چکی ہے۔ اور صرف وہی اتفاق سے بچ گیا ہے (وقفہ) تخریب کے فرشتے شاید اس کو ختم کرنا بھول گئے تھے۔ (وقفہ) لیکن اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ صورت حال۔ اتنی غیر معمولی اور عجیب و غریب نہیں ہے اور شاید اس وقت بھی نہیں تھی۔

کلوو ایک دیوانہ۔ یہ کس زمانے کی بات ہے۔

ہیم اسے ایک زمانہ گذر گیا۔ اس وقت تم زندہ لوگوں کی دنیا کے باسی نہیں تھے۔

کلوو خدا اس زمانے پر اپنی رحمت بھیجے۔

(وقفہ — ہیم اظہار عقیدت کے طور پر اپنی ٹوپی اتار لیتا ہے۔)

ہیم وہ مجھے بہت عزیز تھا۔ (وقفہ، ہیم ٹوپی سر پر رکھتا ہے۔) وہ ایک مصور اور نقاش تھا۔

کلوو دنیا میں ہیبت ناک چیزوں کی کمی نہیں۔

ہیم نہیں اب تو بہت کم ہو چکی ہیں۔ (وقفہ) کلوو

کلوو ہاں

ہیم تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ابھی یہ کافی نہیں ہوا۔

کلوو ہاں (وقفہ) کیا؟

ہیم یہ — یہ — یہی۔

کلوو میرا تو ہمیشہ سے یہی خیال تھا۔ تمہارا نہیں تھا؟

ہیم (غم آمیز لہجے میں) اس کا مطلب ہے کہ آج کا دن بھی اور سب دنوں کی مانند ہے۔

کلوو ہاں جب تک یہ ختم نہ ہو۔ (وقفہ) تمام زندگی وہی کھوکھلی باتیں۔ (وقفہ)

ہیم میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔

کلوو مجھے معلوم ہے اور تم میرا پیچھا نہیں کر سکتے۔

ہیم اگر تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو مجھے کیسے معلوم ہو گا۔

کلوو (تیزی سے) اگر تم مجھے بلانے کے لئے سیٹی بجاؤ اور میں فوراً دوڑتا ہوا نہ آؤں تو بس

سمجھ لینا کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہوں۔

(وقفہ)

ہیم کیا تم رخصتی پیار کرنے بھی نہ آؤ گے۔

کلوو نہیں اس قسم کا ارادہ تو نہیں۔ (وقفہ)

ہیم لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم باورچی خانے میں مر جاؤ۔ اور میرے بلانے پر نہ آسکو۔

کلوو بہر حال نتیجہ تو وہی ہوگا۔

ہیم ہاں لیکن اس صورت میں مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ تم گئے نہیں صرف مر گئے ہو۔

کلوو کچھ عرصے بعد میرے جسم سے بو آنے لگے گی۔

ہیم بُو تو تمہارے جسم سے اب بھی آتی ہے۔ یہاں ہر چیز سے لاش کی سی بو آتی ہے

کلوو تمام کائنات کا یہی حال ہے۔

ہیم (غصے سے) کائنات کو جہنم میں ڈالو (وقفہ) کوئی اور بات سوچو۔

کلوو کیا؟

ہیم کوئی خیال — کوئی خیال پیش کرو (غصہ سے) کوئی بہت اچھا خیال۔

کلوو بہت اچھا (اسٹیج پر تیزی سے ٹہلنا شروع کر دیتا ہے، اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے ہیں۔ رکتا ہے) میری ٹانگوں میں کتنی تکلیف ہے۔ یقین آنا مشکل ہے۔ لیکن بہت جلد میں سوچنے کے قابل بھی نہیں رہوں گا۔

ہیم اور تم مجھے چھوڑنے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔ (کلوو پھر ٹہلنا شروع کر دیتا ہے۔) یہ تم کیا کر رہے ہو۔

کلوو سوچ رہا ہوں — (چلتا ہے) بہت خوب۔ (رک جاتا ہے)

ہیم کیا دماغ پایا ہے۔ (وقفہ) ہاں ارشاد ہو۔

کلوو ذرا ٹھہرو (سوچتا ہے مطمئن معلوم نہیں ہوتا۔) ہاں اب کچھ مطمئن ہے۔ ٹھیک ہے۔ (سر اوپر اٹھاتا ہے) سوچ لیا۔ میں الارم لگا دوں گا۔ (وقفہ)

ہیم آج کے دن میرا دماغ بھی کچھ زیادہ کام نہیں کر رہا ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے....

کلوو تم مجھے بلانے کو سیٹی بجانا۔ اگر الارم بجنے لگے تو سمجھ لینا کہ میں چلا گیا ہوں۔ اگر الارم نہ بجے تو سمجھ لینا کہ میں مر گیا ہوں۔ (وقفہ)

ہیم کیا وہ کام کر رہا ہے ۔ (وقفہ) بے صبری سے) میرا مطلب ہے الارم ۔ کیا وہ کام کر رہا ہے ۔

کلو ہاں ہاں کام نہ کرنے کا کیا سوال ہے ۔

ہیم اس لئے کہ وہ بہت زیادہ استعمال ہو چکا ہے ۔

کلو وہ تو شاید ہی کبھی استعمال ہوا ہو ۔ میں جاکر دیکھتا ہوں ۔

(کلو باہر جاتا ہے ۔ الارم کی آواز آنا شروع ہوتی ہے ۔ کلو الارم کی گھڑی لئے داخل ہوتا ہے اور اسے ہیم کے کان کے قریب لاکر الارم بجانا شروع کرتا ہے ۔ دونوں آخر تک اس گھنٹی کو سنتے رہتے ہیں ۔

(وقفہ)

کلو سنا تم نے ، اس کو سن کر تو مردے بھی اٹھ کھڑے ہوں ۔

ہیم کچھ کچھ سنا . . .

کلو اختتام کتنا زور دار تھا ۔

ہیم مجھے تو درمیانی حصہ زیادہ پسند آیا (وقفہ) کیا ابھی میری سکون کی گولی کا وقت نہیں ہوا ۔

کلو نہیں ۔ (دروازے کی طرف مڑتا ہے) میں چھوڑ کر چلا جاؤں گا ۔

ہیم میرے کہانی سنانے کا وقت ہو گیا ہے ۔ تم میری کہانی سننا چاہتے ہو ؟

کلو نہیں ۔

ہیم میرے باپ سے پوچھو وہ میری کہانی سننا چاہتا ہے یا نہیں ؟

(کلو کنستروں کے قریب جاتا ہے ۔ نیگ کے کنستر کا ڈھکنا اٹھاتا ہے جھک کر اس کے اندر دیکھتا ہے (وقفہ) سیدھا ہو جاتا ہے ۔)

کلو یہ تو سو رہا ہے ۔

ہیم اسے جگا دو

(کلو جھکتا ہے اور الارم بجا کر نیگ کو اٹھا دیتا ہے ۔ کچھ بے معنی لفظ سنائی دیتے ہیں ۔ نیگ سیدھا ہو جاتا ہے ۔)

کلو وہ تمہاری کہانی نہیں سننا چاہتا ۔

ہیم میں اسے بون بون دوں گا۔

کلوو وہ کہتاہے کہ اسے شگر پلم چاہیئے۔

ہیم اسے شگر پلم ہی مل جائے گا۔ (کلوو پھر جھکتا ہے)

کلوو اس پر معاملہ طے ہوسکتا ہے (دروازے کی طرف جاتاہے)

(نیگ کے ہاتھ نظر آتے ہیں جس سے اس نے کنستر کے کنارے کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر اس کا سر نظر آتا ہے۔ کلوو دروازے کے قریب پہنچ کر مڑ کر دیکھتا ہے...)

کلوو کیا تمہیں مستقبل کی زندگی پر یقین ہے۔

ہیم میری زندگی تو ہمیشہ مستقبل کی زندگی رہی ہے۔ (کلوو جاتاہے۔) کچھ اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

نیگ میں سن رہا ہوں۔

ہیم بدمعاش تو نے مجھے کیوں پیدا کیا۔

نیگ مجھے معلوم نہیں تھا۔

ہیم کیا؟ — تمہیں کیا معلوم نہیں تھا۔؟

نیگ کہ میں جسے پیدا کر رہا تھا وہ تم تھے۔ (وقفہ) تم مجھے شگر پلم دوگے نا!

ہیم کہانی سنانے کے بعد

نیگ قسم کھاؤ،

ہیم کھاتا ہوں،

نیگ کس چیز کی۔

ہیم اپنی عزت کی۔ (وقفہ — دونوں بڑے جوش سے ہنستے ہیں)

نیگ دو لوں گا۔

ہیم نہیں ایک۔

نیگ ایک میرے لئے — اور ایک۔

ہیم بس ایک ملے گا۔ خاموش رہو۔ (وقفہ) ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ (وقفہ — اداسی سے) ہاں تو وہ ختم ہوچکا ہے۔ ہم ختم ہوچکے ہیں۔ (وقفہ) تقریباً ختم ہوچکے ہیں (وقفہ) الفاظ ختم ہوچکے ہیں (وقفہ) میرے دماغ میں میری پیدائش کے وقت سے

کوئی چیز ٹپک رہی ہے۔ (ہنگ ہنسی روکنے کی کوشش کرتا ہے۔) ٹپ۔ ٹپ ہمیشہ۔ عین اسی جگہ۔ (وقفہ) یا کوئی شریان۔ (وقفہ۔ زیادہ جاندار آواز میں) اس بات کو چھوڑو یہ کہانی سنانے کا وقت ہے۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔ (وقفہ کہانی سنانے کے انداز میں) وہ شخص پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا میری طرف آیا۔ اس کا چہرہ بالکل زرد اور ستا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ .... (وقفہ۔ بول چال کے انداز میں) میں نے بڑے اطمینان سے ایک نفیس مومی دیا سلائی سے اپنا سمندری بھاپ والا پائپ سلگایا اور چند کش لگائے بہت خوب (وقفہ) ہاں تو تم کھانا چاہتے ہو۔ (وقفہ) وہ بے انتہا سرد دن تھا۔ درجہ حرارت صفر تک۔ پہنچ چکا تھا۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ اگلا دن کرسمس تھا۔ یہ کوئی خاص بات نہ تھی۔ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ موسم خوشگوار تھا۔ (وقفہ) ہاں تو تمہیں کون سی نحوست میرے پاس کھینچ کر لائی ہے ؟ اس نے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا جو آنسوؤں اور دھول سے سیاہ ہو رہا تھا۔ (وقفہ) بول چال کے انداز میں) اس سے کام چل سکتا ہے۔ (کہانی سنانے کے انداز میں) نہیں نہیں، میری طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس نے اپنی نظریں جھکا لیں اور کچھ بڑبڑانے لگا۔ شاید وہ معافی مانگ رہا تھا۔ (وقفہ) تم جانتے ہو میں بہت مصروف آدمی ہوں، تہوار کی تیاریوں کا سلسلہ چل رہا ہے اور آخر وقت تک چیزوں کی نوک پلک درست کرنا ہوتی ہے (وقفہ) ہاں تو فوراً بتاؤ اس وقت کیوں مجھ پر نازل ہوئے۔ (وہ بہت خوشگوار دن تھا۔ بہت حسین دھوپ چمک رہی تھی، سورج پچاس ڈگری پر تھا۔ لیکن سورج اب ڈوبتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بہت دور مردوں کی بستی میں ڈوب رہا تھا۔ (معمولی لہجے میں) اچھا استعارہ ہے۔ (داستان گوئی کے انداز میں) ہاں تو جلدی کرو ... وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ جلدی اپنی درخواست پیش کرو تاکہ پھر میں دوسرے کاموں کی طرف توجہ کر سکوں (وقفہ ــــ بول چال کے انداز میں) زبان کا صحیح استعمال اس کو کہتے ہیں۔ ہاں تو (داستان گوئی کے انداز میں) آخر کار وہ اپنے مطلب پر آیا: میں اپنی اولاد کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ معاف کیجئے گا مجھے کچھ کہنا چاہئے تھا کہ اپنے لڑکے کے سلسلے میں گویا اس کے لڑکا یا لڑکی ہونے سے کچھ فرق پڑ سکتا تھا۔ اور تم

آئے کہاں سے ہو؟ اس نے مل کا نام بتایا۔ جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تقریباً آدھے دن تک وہاں پہنچا تھا۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا تم یہ جھوٹ تراشنا چاہتے ہو کہ وہ جگہ اب تک آباد ہے۔" نہیں جناب وہاں تو میرے اور میرے بیٹے کے علاوہ کسی ذی روح کا وجود نہیں۔ تو گویا اس کے وجود میں تو کوئی شک ہی نہیں تھا۔ بہت خوب تو گھاٹی کے اس پار کیا صورت حال ہے ــ" وہاں اب کوئی گنہگار باقی نہیں ہے۔" خوب تو تم چاہتے ہو کہ میں اس جھوٹ پر یقین کر لوں کہ تم وہاں اپنے لڑکے کو اکیلا چھوڑ کر آئے ہو ــ اور وہ بھی جیتا جاگتا۔ بس بہت ہو چکا۔ اب زیادہ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ (وقفہ) بڑا وحشت ناک دن تھا۔ ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے۔ ہوا کا دباؤ ایک سو ڈگری تھا۔ ہوا چیڑ کے مردہ درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک رہی تھی۔ اور انھیں اڑائے لئے جا رہی تھی۔ (وقفہ ــ معمولی لہجے میں) یہ حصہ ذرا کمزور رہا۔ (داستان گوئی کے انداز میں) ہاں تو جلدی بتاؤ تم چاہتے کیا ہو۔ پھر مجھے کرسمس کا درخت سجانا ہے۔" قصہ مختصر یہ کہ اسے اپنے بیٹے کے لئے روٹی کی ضرورت تھی۔ روٹی؟ لیکن میرے پاس روٹی کا کیا کام؟ میں روٹی ہضم نہیں کر سکتا۔ خیر تو پھر تھوڑا سا غلہ ہی سہی۔ (وقفہ ــ معمولی انداز میں) ٹھیک چل رہا ہے۔ (قصہ گو کے انداز میں) غلہ ٹھیک ہے۔ میرے گوداموں میں غلہ بھرا ہوا ہے۔ لیکن ذرا اپنی عقل استعمال کرو۔ فرض کرو، میں تمہیں تھوڑا سا غلہ دے دیتا ہوں اور تم اسے لے کر اپنے بچے کے پاس جاتے ہو۔ اور اگر وہ زندہ ملتا ہے تو تم اس کے لئے دلیہ بناتے ہو۔ (نیگ حرکت کرتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے منہ میں پانی بھر آیا ہے) ایک بڑا سا پیالہ دلیہ کا خوب بھر کر جو کافی مقوی ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمہارے لڑکے کے چہرے پر سرخی دوڑنے لگتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے اور پھر ــ اور پھر؟ (وقفہ) مجھے غصہ آ گیا۔ (غصے سے) عقل استعمال کرو۔ کیا تم اپنی عقل استعمال نہیں کر سکتے۔ ابھی تم اس زمین پر ہو اور اس کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ (وقفہ) ــ وہ بہت خشک دن تھا۔ ہوا میں بخارات کی مقدار بہت تھی۔ میری گٹھیا کے لئے ایسا موسم ہی سب سے بہتر ہوتا ہے ــ (وقفہ ــ غصے سے) لیکن میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیا تصور کر رہے ہو۔ کیا تمہارا

خیال ہے کہ بہار کے موسم میں زمین جاگ اٹھے گی۔ اور دریاؤں اور سمندروں میں ایک بار پھر مچھلیاں پیدا ہوں گی۔ اور تم جیسے احمق اپاہجوں کے لئے آسمان سے من و سلویٰ اترے گا۔ (وقفہ) رفتہ رفتہ میرا غصہ ٹھنڈا پڑنے لگا۔ کم سے کم میں اس قابل ہو گیا کہ اس سے پوچھ سکوں کہ کتنے عرصے میں اس نے وہ راستہ طے کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ پورے تین دن میں۔ "خوب تو تم نے اپنے بچے کو کس حالت میں چھوڑا تھا؟" وہ بے خبر سو رہا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ کس قسم کی نیند تھی۔ وہ کون سی نیند تھی۔؟ (وقفہ) قصہ مختصر یہ کہ میں نے اسے اپنے یہاں نوکر رکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے مجھے متاثر کیا تھا۔ گویا میرے وجود کا کوئی تار چھیڑ دیا تھا۔ اور پھر مجھے یہ بھی خیال تھا کہ مجھے زیادہ دن تو اس دنیا میں رہنا نہیں تھا۔ (ہنستا ہے۔ وقفہ) ہوں تو؟ (وقفہ) ہوں! اگر تم قاعدے سے رہو تو تم آرام و سکون سے ایک قدرتی موت مر سکتے ہو۔ (وقفہ۔) ہاں تو؟ (وقفہ) آخرکار اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اس کے بچے کو رکھنے کو تیار ہوں۔ اگر وہ زندہ بچا ہو۔ (وقفہ) میں اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ یہ درخواست ضرور کرے گا۔ (وقفہ) مگر یہی تو اصل سوال تھا۔ کیا میں اس کے بچے کو رکھنے کے لئے تیار تھا۔ وہ زمین پر گھٹنے ٹیک کر گڑگڑانے لگا۔ اس کے ہاتھ زمین پر ٹکے تھے۔ اور وہ وحشت زدہ آنکھوں سے میری طرف تک رہا تھا۔ گویا مجھے اپنی خواہش کے خلاف مجبور کرنا چاہتا ہو۔ (بول چال کے انداز میں) بس اب میں یہ کہانی ختم کرنے والا ہوں۔ ویسے اگر میں اس کہانی میں کچھ اور کردار شامل کر لوں تو اور بات ہے۔ (وقفہ) لیکن سوال یہ ہے کہ اور کردار کہاں سے ملیں گے۔ (وقفہ) اب میں کہاں انھیں ڈھونڈنے جاؤں گا۔

(وقفہ) سیٹی بجاتا ہے۔ کلو داخل ہوتا ہے)

نیگ — میرا شگر بلیم

کلو — باورچی خانے میں ایک چوہا ہے۔

ہیم — چوہا۔ کیا ابھی تک چوہے باقی ہیں۔

کلو — ہاں باورچی خانے میں ایک چوہا تو ہے۔

ہیم — اور تم نے ابھی تک اس کا خاتمہ نہیں کیا۔

کلوو　ابھی نیم مردہ کیا ہے۔ تم نے مجھے بیچ میں بلالیا۔
ہیم　وہ بھاگ تو نہیں سکتا۔
کلوو　نہیں۔
ہیم　تو پھر بعد میں اس کا خاتمہ کر دینا۔ خدا سے دعا کرو۔
کلوو　پھر!
نیگ　میرا شگر پلم
ہیم　اول خدا — (وقفہ) تم ٹھیک ہو نا؟
کلوو　(تھکے ہوئے انداز میں) ہاں — شروع ہو جائے۔
ہیم　(نیگ سے) اور تم
نیگ　(ہاتھ باندھ کر آنکھیں بند کرتا ہے اور گڑگڑا کر کہتا ہے) اے ہمارے باپ — جو کہ
ہیم　خاموش رہو — خاموش۔ کیا تہذیب بھون کھائی ہے۔ (وقفہ) ہاں تو شروع کیا جائے۔
(دعا مانگنے کے انداز میں ہاتھ اٹھاتا ہے — خاموشی) کچھ دیر میں ہمت ہار دیتا ہے۔
ہاتھ نیچے گر جاتے ہیں۔) ہوں۔ تو؟
کلوو　(دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ گراتا ہے) کوئی امید نہیں — اور تم؟
ہیم　خدا سب پر لعنت بھیجے۔ (نیگ سے) اور تم؟
نیگ　ذرا ٹھہرو۔ (دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ نیچے گراتے ہوئے) کچھ نہیں ہو سکتا۔
ہیم　بدمعاش — اس کا وجود ہی کہاں ہے۔
کلوو　ابھی تک نہیں ہے۔
نیگ　میرا شگر پلم
ہیم　شگر پلم ختم ہو چکے ہیں۔ (وقفہ)
نیگ　یہ قدرتی بات ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو کوئی اور ہوتا۔ لیکن یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔ (وقفہ) اب ٹرکش ڈیلائٹ ہی کو لے لیجئے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس کا کوئی وجود نہیں لیکن مجھے اس سے عشق ہے۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ۔ اور ایک نہ ایک دن میں اس کی فرمائش کروں گا کسی احسان کے بدلے میں اور تم دینے کا وعدہ کرو گے۔

ہر انسان کو وقت کے ساتھ ساتھ چلنا چاہئے (وقفہ) اور ہاں یہ بتاؤ کہ جب تم ننھے سے بچے تھے، تو اندھیرے سے ڈر کر کسے پکارتے تھے؟ اپنی ماں کو؟ جی نہیں مجھے اور ہم تمہیں رونے دیتے اور پھر تمہیں اٹھا کر کہیں دور لٹا دیتے ــ تاکہ تمہاری آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچے اور ہم سکون سے سو سکیں۔ (وقفہ) ــ جب میں ایک مسرور بادشاہ کی طرح محو خواب ہوتا تو تم رو رو کر مجھے اٹھا دیتے اور اپنی آواز سننے کے لئے مجبور کرتے حالانکہ تمہیں اس کی خاص ضرورت نہ تھی کہ میں تمہاری آواز سنوں۔ اور تم میری آواز سنو۔ (وقفہ) ہاں مجھے امید ہے کہ میں اس دن تک زندہ نہ رہوں گا جب تم مجھے اس طرح پکارو گے۔ جیسے اس وقت اندھیرے سے ڈر کر پکارتے تھے۔ جب تم ننھے سے بچے تھے اور میں تمہارا واحد سہارا تھا۔ (وقفہ ــ نیگ، نیل کے کنستر کا ڈھکنا کھٹکھٹاتا ہے۔ (وقفہ) اور زیادہ زور سے کھٹکھٹاتا ہے ــ (وقفہ) ـ نیل۔ (وقفہ) ــ اور زور سے کھٹکھٹاتا ہے (وقفہ) نیل! (وقفہ) نیگ اپنے کنستر کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور ڈھکنا بند کر لیتا ہے۔ (وقفہ)

ہیم — تماشہ ختم ہوا۔ (کتے کو ٹٹولتا ہے) کتا چلا گیا۔

کلوو — کتا کیسے جا سکتا ہے۔ وہ اصلی کتا نہیں ہے۔

ہیم — (ٹٹولتے ہوئے) لیکن وہ یہاں نہیں ہے۔

کلوو — نیچے پڑا ہوا ہے۔

ہیم — اسے اٹھا کر مجھے دے دو۔ (کلوو کتا اٹھا کر ہیم کو دیتا ہے) ہیم اسے گود میں لیتا ہے۔ (وقفہ) ہیم کتے کو پھینک دیتا ہے۔ گندہ جانور! کلوو جھک کر زمین پر پڑی ہوئی چیزیں اٹھانا شروع کرتا ہے) تم کیا کر رہے ہو؟

کلوو — چیزوں کو قاعدے سے رکھ رہا ہوں۔ (سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے جوش سے) آج میں ہر چیز باقاعدگی سے رکھوں گا۔

ہیم — باقاعدگی۔

کلوو — مجھے باقاعدگی سے عشق ہے۔ میں ایک ایسی دنیا کے خواب دیکھتا ہوں جہاں مکمل خاموشی اور سکوت ہو۔ اور ہر چیز اپنی آخری جگہ پر ہو۔ اور گرد کے

آخری ذرات سے اٹی ہوئی ہو (چیزیں اٹھانا شروع کرتا ہے)

ہیم (انتہائی غصے سے) آخر تم کیا کر رہے ہو، خدا کے لئے بتاؤ۔

کلوو تھوڑی سی باقاعدگی پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں۔

ہیم انھیں پھینک دو۔

کلوو (جو چیزیں جمع کی ہیں انھیں گرا دیتا ہے۔) بہر حال یہاں یا کہیں اور !
(دروازے کی طرف جاتا ہے۔)

ہیم (چڑ کر) تمہارے پاؤں کو کیا ہو گیا ہے ؟

کلوو میرے پاؤں کو ؟

ہیم ہاں تمہارے قدم بھاری پڑ رہے ہیں۔

کلوو شاید اس لئے کہ میں نے بند جوتے پہن لئے ہیں۔

ہیم کیا تمہارے چپل تمہیں کاٹ رہے تھے۔ (وقفہ)

کلوو میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

ہیم نہیں

کلوو کیوں ؟ میرے لئے یہاں کون سی کشش ہے۔

ہیم بات چیت — (وقفہ) میں کہانی سنا رہا تھا۔ (وقفہ) میری کہانی اچھی چل رہی ہے نا (وقفہ) چڑ کر) آخر تم یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ کہاں تک پہنچا ہوں ؟

کلوو ہاں ٹھیک ہے۔ یاد آیا۔ تمہاری کہانی کا کیا رنگ ہے۔ ؟

ہیم (تعجب سے) کون سی کہانی ؟

کلوو وہی جو تم روز خود کو سناتے رہتے ہو۔

ہیم اچھا تو تمہارا مطلب ہے تمہاری تاریخی داستان۔

کلوو ہاں ہاں وہی (وقفہ)

ہیم (غصہ سے) اپنا کام جاری رکھو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں کر سکتے۔

کلوو ہاں تو کچھ آگے بڑھی تمہاری داستان۔

ہیم (خاکساری سے) نہیں کوئی خاص نہیں۔ کوئی خاص نہیں۔ (آہ بھرتا ہے) بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ ذہن پر الہامی کیفیت طاری ہی نہیں ہوتی (وقفہ) اور اس کے لئے

کچھ کیا بھی نہیں جا سکتا۔ سوا اس کے کہ اس لمحہ کا انتظار کیا جائے۔ (وقفہ) اس کے لئے اپنے آپ کو مجبور کرنا ممکن نہیں۔ اپنے پر جبر کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بات زہر قاتل ہے (وقفہ) بہر حال وہ کہانی تھوڑی بہت آگے بڑھی ہے۔ (وقفہ) اور پھر ٹیکنیک کا سوال ہے (وقفہ۔ چڑکر) ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں نے اپنی کہانی کو تھوڑا بہت آگے تو بڑھایا ہے۔

کلو (تعریفی جذبات کے ساتھ) بہت خوب، بہت خوب۔ گویا سب باتوں کے باوجود بھی تم اسے آگے بڑھا سکے۔

ہیم (خاکساری سے) نہیں نہیں، زیادہ نہیں۔ بس بہت معمولی سا۔ بہر حال نہ ہونے سے تو یہ بھی بہتر ہے۔

کلو نہ ہونے سے بہتر ہے! کیا یہ ممکن ہے؟

ہیم اچھا تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیسی چل رہی ہے۔ وہ اپنے پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا آتا ہے۔

کلو کون؟

ہیم کیا؟

کلو وہ سے تمہارا کیا مطلب ہے۔؟

ہیم میرا کیا مطلب ہے؟ یعنی ایک اور ۔۔۔

کلو اچھا سمجھا۔ مجھے ذرا شک تھا۔

ہیم اپنے پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا آتا ہے۔ اور اپنے بچے کے لئے روٹی کی بھیک مانگتا ہے۔ اس کو مالی کی نوکری دے دی جاتی ہے۔ اور اس سے پہلے کہ ۔۔ (کلو قہقہہ لگاتا ہے) اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔

کلو مالی کی نوکری!

ہیم کیا تمہیں اس بات پر ہنسی آرہی ہے۔

کلو ہاں شاید اسی بات پر آرہی ہے۔

ہیم روٹی پر تو نہیں؟

کلو یا پھر بچے پر۔ (وقفہ)

ہیم اصل میں پوری بات ہی مضحکہ خیز ہے۔ میں تم سے اتفاق کرتا ہوں .... تو کیوں نہ اسی بات پر ہم دونوں جی کھول کر ہنسیں۔

کلو (کچھ سوچنے کے بعد) میں تو آج کے دن دوبارہ ہنس نہیں سکتا۔

ہیم (کچھ سوچ کر) اور میں بھی نہیں (وقفہ) اچھا تو پھر جاری رکھتا ہوں۔ سٹ کریہ کے ساتھ نوکری قبول کرنے سے پہلے وہ پوچھتا ہے کہ کیا وہ اپنے چھوٹے سے بچے کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔

کلو کس عمر کا بچہ ؟

ہیم بس چھوٹا سا ؟

کلو درختوں پر چڑھنے کے قابل ؟

ہیم ہاں اس قسم کی اور حرکتیں بھی کر سکتا تھا۔ ؟

کلو اور پھر وہ بڑا بھی ہو سکتا ہے۔

ہیم اس کا بھی امکان تھا۔ (وقفہ)

کلو کہانی جاری رکھو ــــ یا نہیں رکھ سکتے۔ ؟

ہیم بس ابھی اتنی ہی ہوئی ہے۔ میں نے یہیں چھوڑی تھی۔ (وقفہ)

کلو تم نے کچھ غور کیا کیسی چل رہی ہے۔

ہیم ہاں کچھ کیا تو ہے۔

کلو کیا بہت جلد اس کا اختتام ہو جائے گا۔ ؟

ہیم ہاں، یہی خطرہ ہے۔

کلو خیر چھوڑو۔ تم ایک اور کہانی گھڑ لینا۔

ہیم کر نہیں سکتا۔ (وقفہ) ایسا لگتا ہے کہ ذہن کے سوتے خشک ہو رہے ہیں۔ (وقفہ) مسلسل تخلیقی کاوش ! کاش کہ میں خود کو گھسیٹ کر سمندر تک لے جاتا۔ میں ریت کے تکیے پر سر رکھ کر لیٹ جاتا ــــ اور پھر موجوں کا ریلا میرے پاس آتا۔

کلو اب موجیں نہیں اٹھتیں۔ (وقفہ)

ہیم جاؤ جا کر دیکھو ــــ وہ مر تو نہیں گئے۔

(کلو کنستروں کی طرف جاتا ہے۔ نیل کے کنستر کا ڈھکنا اٹھاتا ہے۔ جھک کر دیکھتا

ہے۔ (وقفہ)

کلوو معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

(کنستر کا ڈھکنا بند کرتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہیم سر سے ٹوپی اٹھاتا ہے۔
(وقفہ) ہیم ٹوپی سر پر رکھتا ہے۔)

ہیم (اس کا ہاتھ ابھی ٹوپی پر ہے) اور نیگ؟

(کلوو نیگ کے کنستر کا ڈھکنا اٹھاتا ہے اور اسے جھک کر دیکھتا ہے) (وقفہ)

کلوو یہ تو زندہ معلوم ہوتا ہے۔ (کنستر بند کر کے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔)

ہیم (ٹوپی پر سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے) کیا کر رہا ہے؟

(کلوو دوبارہ ڈھکنا اٹھاتا ہے۔ جھکتا ہے۔ دیکھتا ہے)۔ (وقفہ)

کلوو رو رہا ہے — (ڈھکنا بند کر کے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے)

ہیم اس کا مطلب ہے کہ یہ زندہ ہے (وقفہ) کیا تمہیں خوشی کا کوئی لمحہ نصیب ہوا ہے۔

کلوو یاد نہیں پڑتا۔ (وقفہ)

ہیم مجھے کھڑکی کے نیچے لے چلو — (کلوو ہیم کی کرسی کی طرف بڑھتا ہے) میں اپنے چہرے پر روشنی کی کرنیں محسوس کرنا چاہتا ہوں — (کلوو کرسی کو دھکا دیتا ہے) تمہیں یاد ہے کہ جب تم شروع شروع میں مجھے چکر دیتے تھے تو کرسی کو بہت اوپر اٹھا دیا کرتے تھے۔ میں ہر ہر قدم پر گرتے گرتے بچتا۔ (بوڑھوں کے لہجے میں) کتنا مزہ آتا تھا۔ ہم دونوں کتنے مزے کرتے تھے۔ (غم آمیز لہجے میں) اور پھر ہمیں رفتہ رفتہ اس کی عادت پڑ گئی۔ (کلوو دائیں جانب کی کھڑکی کے نیچے کرسی روکتا ہے۔) کیا ہم پہنچ گئے۔ (سر پیچھے کی طرف جھٹکتا ہے) کیا یہاں روشنی ہے۔

کلوو اندھیرا نہیں ہے۔

ہیم (غصے سے) میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا یہاں روشنی ہے؟

کلوو ہاں — (وقفہ)

ہیم کیا پردے پڑے ہوئے ہیں۔

کلوو نہیں

ہیم کون سی کھڑکی ہے؟

کلوو۔ زمین والی

ہیم مجھے معلوم تھا۔ (غصہ سے) لیکن یہاں بالکل روشنی نہیں ہے۔ مجھے دوسری کھڑکی کے پاس لے چلو۔ (کلوو کرسی کو بائیں طرف کی کھڑکی کے پاس لاتا ہے) زمین! (کلوو بائیں طرف کی کھڑکی کے نیچے کرسی روکتا ہے۔ ہیم سر پیچھے کرتا ہے) ہاں یہ روشنی۔ (وقفہ) اب میں اپنے چہرے پر سورج کی کرن محسوس کر سکتا ہوں، (وقفہ) ہے نا؟

کلوو۔ نہیں۔ (وقفہ)

ہیم۔ کیا میرا چہرہ بہت سفید ہو رہا ہے۔

کلوو۔ معمول سے زیادہ سفید تو نہیں ہے۔ (وقفہ)

ہیم۔ کھڑکی کھول دو۔

کلوو۔ کس لیے۔

ہیم۔ میں سمندر کی آواز سننا چاہتا ہوں۔

کلوو۔ تم سمندر کی آواز نہیں سن سکتے۔

ہیم۔ اگر تم کھڑکی کھول دو تب بھی نہیں۔

کلوو۔ نہیں۔

ہیم۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے کھولنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

کلوو۔ نہیں۔

ہیم۔ تو پھر کھول دو۔ (کلوو سیڑھی کے اوپر چڑھ کر کھڑکی کھول دیتا ہے (وقفہ) کیا تم نے کھڑکی کھول دی؟

کلوو۔ ہاں۔ (وقفہ)

ہیم۔ کیا قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ کھول دی ہے۔

کلوو۔ ہاں۔

ہیم۔ ہوں۔ (وقفہ) سمندر بہت پُرسکون معلوم ہوتا ہے۔ (وقفہ) میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ سمندر بہت پُرسکون ہے؟

کلوو۔ ہاں۔

ہیم۔ یہ اس لئے کہ اب جہاز اور کشتیاں نہیں ہیں۔ (وقفہ) تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ منہ کو گوند کیوں لگا رکھا ہے۔ کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

کلوو۔ مجھے سردی لگ رہی ہے۔

ہیم۔ یہ کون سا مہینہ ہے۔؟ (وقفہ) کھڑکی بند کرو، اب واپس چلتے ہیں (کلوو کھڑکی بند کر کے نیچے اترتا ہے اور کرسی کو دھکیلتا ہوا اس کی جگہ پر واپس لاتا ہے۔ اور اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا سر جھکا ہوا ہے۔) یہاں سے ہٹ جاؤ۔ مجھے جھرجھری آتی ہے (کلوو کرسی کے ایک طرف اپنی مخصوص جگہ پر واپس آجاتا ہے) ابا! (وقفہ۔ بلند آواز میں) ابا (وقفہ) جاؤ جا کر دیکھو اس نے میری آواز سنی یا نہیں۔

(کلوو نیگ کے کنستر کے پاس جاتا ہے۔ ڈھکنا اٹھا کر جھک کر دیکھتا ہے کچھ بے معنی سے الفاظ سنائی دیتے ہیں۔ کلوو سیدھا ہو جاتا ہے۔)

کلوو۔ ہاں سنی۔

ہیم۔ دونوں بار؟ (کلوو پہلے کی طرح جھکتا ہے)

کلوو۔ صرف ایک بار۔

ہیم۔ پہلی بار یا دوسری بار؟ (کلوو اسی طرح جھکتا ہے)

کلوو۔ یہ وہ نہیں بتا سکتا ہے۔

ہیم۔ یقیناً دوسری بار سنی ہوگی۔

کلوو۔ یہ ہمیں کبھی معلوم نہیں ہوگا۔ (ڈھکنا بند کرتا ہے)

ہیم۔ کیا وہ اب تک رو رہا ہے۔

کلوو۔ نہیں۔

ہیم۔ مردے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں (وقفہ) وہ کیا کر رہا ہے۔

کلوو۔ اپنا بسکٹ چوس رہا ہے۔

ہیم۔ زندگی چل رہی ہے۔ (کلوو کرسی کے قریب آتا ہے) مجھے ایک کمبل دے دو، سردی کے مارے اکڑا جا رہا ہوں۔

کلوو۔ کمبل ختم ہو چکے ہیں۔ (وقفہ)

ہیم۔ مجھے پیار کرو (وقفہ) کیا تم مجھے پیار نہیں کرو گے ؟

کلود۔ نہیں۔

ہیم ۔ پیشانی پر۔

کلود۔ میں تمہیں کبھی پیار نہیں کروں گا۔ (وقفہ)

ہیم ۔ (اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے) اچھا تو کم سے کم ہاتھ ہی ملاؤ۔ کیا تم ہاتھ بھی نہیں ملاؤ گے ؟

کلود ۔ نہیں، میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ (وقفہ)

ہیم ۔ اچھا تو مجھے کتا دے دو۔ (کلود کتے کو ادھر ادھر ڈھونڈتا ہے) نہیں !

کلود ۔ کیا تمہیں اپنا کتا نہیں چاہیے۔

ہیم ۔ نہیں۔

کلود ۔ اچھا تو میں جاتا ہوں۔

ہیم ۔ (سر جھکائے ہوئے کھوئے انداز میں) ٹھیک ہے۔

(کلود دروازے تک جاتا ہے پھر واپس آتا ہے)

کلود۔ اگر میں نے اس چوہے کو نہ مارا تو وہ خود مر جائے گا۔ (پہلے کی طرح) ٹھیک ہے۔ (کلود جاتا ہے) ـــ (وقفہ) یہ میرے کھیلنے کے وقت ہے۔ (اپنا رومال نکالتا ہے۔ اسے کھول کر اپنے سامنے تان لیتا ہے) کام چل رہا ہے۔ (وقفہ) یہ جگہ ایسے لوگوں سے پٹی پڑی تھی۔ (وقفہ ـ غصے سے) اپنی عقل استعمال کرو۔ کیا تم اپنی عقل استعمال نہیں کر سکتے۔ تم زمین پر ہو اور اس کا کوئی علاج ممکن نہیں (وقفہ) یہاں سے نکل چلو اور ایک دوسرے سے محبت کرو، اپنے ہمسایہ کو اپنی طرح جانو ! (وقفہ) ـــ (قدرے سکون سے) اگر وہ کبھی روٹی کی فرمائش نہ کرتے تو کلچوں کی کرتے۔ (وقفہ ـ غصے سے) میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ۔ ان پارٹیوں میں جاؤ جن میں تم ایک دوسرے کی کمر تھپکتے ہو۔ (وقفہ) ہاں وہی سب، ہاں وہی سب ! (وقفہ) ایک کتا بھی اصلی نہیں۔ (کچھ سکون سے) انجام آغاز میں موجود ہے۔ لیکن ہم آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ (وقفہ) شاید اب میں اپنی کہانی جاری رکھ سکتا ہوں اور اسے ختم کر کے ایک

دوسری کہانی شروع کرسکتا ہوں۔ (وقفہ) شاید میں اپنے آپ کو زمین پر گرا سکتا ہوں۔ (کرسی سے بڑی مشکل سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اسی پر گر جاتا ہے) شاید میں ریچھوں میں اپنے ناخن اڑا کر اپنی انگلیوں کی مدد سے آگے بڑھ سکتا ہوں (وقفہ) انجام شاید وہی ہوگا۔ اور میں حیرت سے سوچوں گا کہ یہ کیسے ظہور پذیر ہوا۔ پھر حیرت سے سوچوں گا کہ (جھجکتا ہے) اتنی دیر میں کیوں ہوا۔ اور اس وقت میں اس پرانی تباہ گاہ میں ہوں گا۔ تنہا — خاموشی کے مقابل — اور (جھجکتا ہے) سکوت کی گود میں۔ اگر میں کچھ عرصہ اور انتظار کروں گا۔ اور چپ بیٹھا رہوں گا۔ تو ایک دن آواز اور حرکت کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ اور ہر چیز ختم ہوجائے گی۔ جب میں اپنے باپ کو پکاروں گا۔ اور (جھجکتا ہے) اپنے بیٹے کو۔ اور پھر دوسری بار۔ اور پھر تیسری بار — یہ سوچ کر کہ شاید پہلی یا دوسری بار انھوں نے نہ سنا ہو۔ (وقفہ) پھر میں اپنے آپ سے کہوں گا۔ وہ واپس آجائے گا۔ (وقفہ) اور پھر (وقفہ) نہیں وہ واپس نہیں آسکتا۔ وہ بہت دور جاچکا ہے (وقفہ۔ بہت پریشان ہے) طرح طرح کے تصورات اور خطرات۔ جیسے مجھ پر کوئی نظریں گاڑے ہوئے ہو — یا کوئی چوہا ہو۔۔۔ سانس روکے ہوئے۔ اور پھر۔۔۔ (گہری سانس لیتا ہے) اور پھر۔۔۔ الفاظ کا ابلتا ہوا چشمہ، ایک تنہا بچے کی طرح، جو اپنے آپ کو ایک۔ دو۔ تین بلکہ بہت سے بچے تصور کرلیتا ہے تاکہ اوروں کے ساتھ ساتھ رہے اور اندھیرے میں کانا پھوسی کرسکے۔ (وقفہ) لمحے ایک دوسرے پر پٹاپٹ گرتے ہوئے جیسے کہ غلے کے دانے ایک دوسرے پر گرتے ہیں۔ (جھجکتا ہے) وہ بوڑھا یونانی — اور تمام زندگی آپ یہ تصور کرتے رہے کہ وہ شاید سیڑھی لگا کر زندگی تک پہنچ جائے۔ (وقفہ) کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولتا ہے۔ لیکن پھر ارادہ ترک کردیتا ہے) آہ اب جو کچھ ہونا ہو جلد ہوجائے — (سیٹی بجاتا ہے) کلوو الارم کی گھڑی لئے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ اور کرسی کے قریب آکر رکتا ہے) کیا؟ کیا تم ابھی مرے نہیں۔ اور نہ چھوڑ کر گئے۔

کلوو۔ صرف روحانی طور پر۔

ہیم ۔ کیا ؟

کلوو ۔ دونوں ۔

ہیم ۔ اگر تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گے تو مر جاؤ گے ۔

کلوو ۔ یا پھر اس کے برعکس

ہیم ۔ اس گھر کے باہر موت کی راجدھانی ہے ۔ (وقفہ)

کلوو ۔ اور چوہے کا کیا ہوا ؟

کلوو ۔ وہ چلا گیا ۔

ہیم ۔ وہ زیادہ دور تک نہیں جا سکتا ۔ (وقفہ ۔ پریشانی سے) کیوں ؟

کلوو ۔ اسے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ۔ (وقفہ)

ہیم ۔ کیا میری سکون کی گولی کا وقت ہو گیا ؟

کلوو ۔ ہاں ۔

ہیم ۔ خدا کا شکر ہے ۔ اچھا تو جلدی سے مجھے دے دو ۔ (وقفہ)

کلوو ۔ سکون کی گولیاں ختم ہو گئی ہیں ۔

ہیم ۔ (حیرت سے) اچھا ۔ (وقفہ) سکون کی گولیاں ختم ہو گئیں ۔

کلوو ۔ ہاں سکون کی گولیاں ختم ہو گئیں ۔ اب تمہیں سکون کی گولیاں کبھی نہیں ملیں گی ۔ ۔ (وقفہ)

ہیم ۔ لیکن وہ چھوٹا سا گول ڈبہ کیا ہوا ؟ وہ گولیوں سے بھرا ہوا تھا ۔

کلوو ۔ ہاں تھا ۔ لیکن اب وہ خالی ہو چکا ہے ۔

(وقفہ ۔ کلوو کمرے میں داخل ہوتا ہے لگاتا ہے ۔ وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں ہے جہاں الارم کی گھڑی رکھ سکے)

ہیم ۔ (نرم آواز میں) اب میں کیا کروں گا ۔ (وقفہ ۔ چلا کر) اب میں کیا کروں گا ۔

(کلوو کی نظر تصویر پر پڑتی ہے ۔ وہ اسے نیچے اتارتا ہے اور اسے دیوار سے ٹکا کر زمین پر کھڑا کرتا ہے ۔ اس کا رخ اب بھی دیوار کی طرف ہے ۔ تصویر کی جگہ وہ الارم کا گھنٹہ لگا دیتا ہے)

ہیم ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ؟

کلو۔ اختتام۔

ہیم۔ زمین کو دیکھو۔

کلو۔ پھر؟

ہیم۔ کیوں کہ وہ تمہیں پکار رہی ہے۔

کلو۔ کیا تمہارا گلا خراب ہے؟ کیا تمہیں کھانسی کی گولی چاہیے۔ (وقفہ) نہیں؟۔ (وقفہ) افسوس ہے۔

(کلو گنگناتا ہوا۔ دائیں کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ اس کے قریب جاکر رکتا ہے اور سر اٹھاکر اسے دیکھتا ہے۔)

ہیم۔ گانے کی ضرورت نہیں۔

کلو۔ (ہیم کی طرف مڑتا ہے) کیوں؟ کیا اب کسی کو گانے کا حق باقی نہیں رہا؟

ہیم۔ نہیں؟

کلو۔ تو پھر اس کا اختتام کیسے ہوگا۔

ہیم۔ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ ختم ہو جائے؟

کلو۔ میں گانا چاہتا ہوں۔

ہیم۔ میں تمہیں روک نہیں سکتا۔

(وقفہ ـ کلو بائیں کھڑکی کی طرف مڑتا ہے۔)

کلو۔ میں نے وہ سیڑھی کہاں رکھ دی (ادھر ادھر نظریں دوڑاتا ہے) تم نے تو وہ سیڑھی نہیں دیکھی۔ (سیڑھی پر نظر پڑتی ہے) اوہ ـ وقت ہونے والا ہے (بائیں کھڑکی کے پاس جاتا ہے) کبھی کبھی مجھے اس بات پر شبہ ہونے لگتا ہے کہ میں اپنے ہوش و حواس میں ہوں یا نہیں؟ اور پھر یہ کیفیت گذر جاتی ہے اور میرا ذہن پہلے کی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ (سیڑھی پر چڑھ کر باہر کی طرف دیکھتا ہے۔) اے خداوہ تو پانی کے اندر جاچکی ہے۔ (اچھی طرح دیکھتا ہے) یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (سر باہر نکالتا ہے۔ ہاتھ آنکھوں کے قریب لاتا ہے اور اچھی طرح دیکھتا ہے) بارش تو نہیں ہوئی (شیشہ صاف کرتا ہے اور پھر دیکھتا ہے) ارے میں کتنا احمق ہوں۔ غلط طرف سے دیکھ رہا ہوں۔ (چند قدم دائیں کھڑکی کی طرف

بڑھتا ہے) پانی کے نیچے (سیڑھی لینے واپس جاتا ہے) میں بھی کتنا احمق ہوں ــــ (سیڑھی لے کر دائیں کھڑکی کے پاس آتا ہے) کبھی کبھی تو مجھے شبہ ہونے لگتا ہے کہ میں ہوش و حواس میں ہوں بھی یا نہیں۔ پھر یہ کیفیت گذر جاتی ہے اور میں اپنے آپ کو پہلے کی طرح ذہین محسوس کرنے لگتا ہوں۔ (سیڑھی کو دائیں کھڑکی کے نیچے لگاتا ہے اور اس پر چڑھ کر کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے۔ پھر ہیم کی طرف دیکھتا ہے) کیا تم چاہتے ہو کہ میں کسی خاص چیز کا معائنہ کروں۔ یا بس پورے منظر پر ایک عام نظر ڈالوں؟

ہیم ۔ پورے منظر کو دیکھو۔

کلوو ۔ مجموعی طور پر؟ ــ ایک منٹ ٹھہرو۔ (کھڑکی کے باہر دیکھتا ہے) وقفہ)

ہیم ۔ کلوو

کلوو ۔ (محو ہے) ہوں!

ہیم ۔ کچھ پتہ چلا کہ کیا بات ہے؟

کلوو ۔ (پہلے کی طرح) ہوں! ....

ہیم ۔ میں کبھی وہاں نہیں رہا۔

کلوو ۔ تم بہت خوش ہو ہو۔ (کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے)

ہیم ۔ میں ہمیشہ غیر حاضر رہا۔ ہر بات میرے بغیر ہی ہوتی رہی۔ اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ کیا ہوا؟ (وقفہ) تمہیں معلوم ہے کیا ہوا ہے۔ (وقفہ) کلوو۔

کلوو ۔ (ہیم کی طرف مڑتے ہوئے، بہت چڑ کر) کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کوڑے کے ڈھیر کو دیکھوں؟ جلدی بتاؤ ہاں یا نہیں؟

ہیم ۔ پہلے میری بات کا جواب دو۔

کلوو ۔ کس بات کا؟

ہیم ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے

کلوو ۔ کب؟ کہاں؟

ہیم ۔ (غصے سے) کب کیا ہوا اپنی عقل استعمال کرو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کیا ہوا ہے؟

کلود۔ اور میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

ہیم۔ یہ تو میں نہیں جانتا۔

(کلود ہیم کی طرف مڑتا ہے۔ (وقفہ)

کلود۔ جب بوڑھی پیگ نے تم سے اپنے لیمپ کے لئے تیل مانگا تھا تو تم نے انکار کر دیا تھا۔ اور کہہ دیا تھا کہ جہنم میں جاؤ۔ اس وقت تمہیں خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں کیا تمہیں معلوم نہیں تھا؟ تم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیسے ختم ہوئی۔ تاریکی ہے۔

ہیم۔ (کمزور آواز میں) میرے پاس تیل نہیں تھا۔

کلود۔ (سختی سے) تمہارے پاس تیل موجود تھا۔

ہیم۔ کیا تمہارے پاس دُوربین ہے۔

کلود۔ نہیں، اس کے بغیر بھی صاف نظر آ رہا ہے۔

ہیم۔ جاؤ، دوربین لے آؤ۔

(وقفہ ـــ کلود غصہ سے مٹھیاں بھینچتا ہے اور اوپر کی طرف دیکھتا ہے اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اور وہ سیڑھی پر سے گرنے لگتا ہے۔ گھبرا کر وہ سیڑھی پکڑ لیتا ہے۔ اور نیچے اترنا شروع کر دیتا ہے ـــ رکتا ہے۔)

کلود۔ ایک بات میں کبھی نہیں سمجھ سکتا۔ (نیچے اترتا ہے) میں کیوں ہمیشہ تمہارا حکم مانتا ہوں۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو؟

ہیم۔ نہیں... شاید اس کا سبب ہمدردی کا جذبہ ہو۔ (وقفہ) بہت گہری ہمدردی کا جذبہ ـــ (وقفہ) یہ کوئی آسان بات نہیں۔ (وقفہ ـــ کلود کمرے میں دوربین ڈھونڈتا ہے۔)

کلود۔ میں اپنی اور تمہاری زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ (دوربین ڈھونڈتا ہے) تم اس پر بیٹھے ہوئے تو نہیں ہو۔ (کرسی کھسکاتا، اس کے نیچے دوربین دیکھتا ہے۔ پھر دوسری جگہ اس کی تلاش جاری رکھتا ہے۔)

ہیم۔ انتہائی پریشانی سے) مجھے یہاں چھوڑ کر نہ جا۔

(کلود غصے سے کرسی کو اس کی مخصوص جگہ واپس لاتا ہے) کیا میں بالکل

بیچوں بیچ ہوں ؟

کلو۔ اس دوربین کو ڈھونڈنے کے لئے تو ایک خوردبین کی ضرورت پڑے گی (دوربین پر نظر پڑتی ہے) اوہ وقت ہونے والا ہے۔ (دوربین اٹھا کر سیڑھی پر چڑھتا ہے۔ دوربین سے باہر دیکھتا ہے)

ہیم۔ مجھے کتا دو۔

کلو۔ (دوربین گرا دیتا ہے۔ اور ہاتھ سر کے اوپر کر کے غصے سے مٹھیاں بھینچتا ہے۔ تیزی سے نیچے اترتا ہے۔ کتا تلاش کرتا ہے، اس پر نظر پڑتی ہے۔ کتا اٹھا کر تیزی سے ہیم کی طرف بڑھتا ہے اور غصے سے کتا اس کے سر پر دے مارتا ہے۔)

کلو۔ لو یہ ہے تمہارا کتا۔ (کتا زمین پر گر جاتا ہے۔)

ہیم۔ تم نے مجھے مارا ؟

کلو۔ تم نے مجھے پاگل کر دیا۔ میں پاگل ہو چکا ہوں۔

ہیم۔ اگر تمہیں مارنا ہی تھا تو کلہاڑی سے مارو، یا پھر نوکیلی چھڑی سے مارو۔ ہاں مجھے نوکیلی چھڑی سے مارو، کتے سے کیوں مارتے ہو۔ کلہاڑی سے مارو، یا نوکیلی چھڑی سے مارو۔

(کلو کتا اٹھا کر ہیم کو دیتا ہے۔ وہ اسے گود میں لے لیتا ہے۔)

کلو۔ (منت سے) آؤ اب کھیل ختم کریں۔ خدا کے لئے۔

ہیم۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ (وقفہ) مجھے میرے تابوت میں رکھ دو۔

کلو۔ تابوت ختم ہو چکے ہیں۔

ہیم۔ تو پھر یہ سب بھی ختم کر دو۔ لیکن بہت طمطراق کے ساتھ۔

(کلو سیڑھی پر چڑھتا ہے، پھر اترتا ہے، دوربین لے کر پھر چڑھتا ہے، اور دوربین اوپر اٹھاتا ہے۔)

ہیم۔ تاریکی سے! اور میں ؟ کیا کبھی کسی نے مجھ پر رحم کھایا ہے ؟

کلو۔ (دوربین ہٹا کر، ہیم کی طرف مڑتے ہوئے) کیا تمہارا اشارہ میری طرف ہے ؟

ہیم ۔ نہیں احمق ۔ یہ تو خود کلامی تھی ۔ کیا تم نے کبھی خود کلامی نہیں سنی ؟ ۔ میں ۔۔ میں آخری خود کلام تقریر کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہوں ۔

کلود ۔ میں تم سے صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ میں آخری بار اس گندگی کے ڈھیر کو دیکھ رہا ہوں ۔ اور وہ بھی اس لئے کہ تم نے حکم دیا ہے ۔ لیکن یہ بالکل آخری بار ہے ۔ (دوربین لگا کر باہر دیکھتا ہے ۔) اچھا تو پھر دیکھا جائے ۔ (دوربین گھما کر دیکھتا ہے) کچھ نہیں ۔ کچھ نہیں ۔ ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ کچھ نہیں ۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے ۔ کچھ نہیں ۔ ٹھیک ۔۔ (ٹھٹھکتا ہے ۔ دوربین اٹھا کر اس کا اچھی طرح معائنہ کرتا ہے ۔ اسے دوبارہ لگا کر دیکھتا ہے ۔ (وقفہ) قسمت خراب معلوم ہوتی ہے ۔

ہیم ۔ کیوں ۔۔ کیا کوئی نئی آفت آنے والی ہے ۔ کوئی خفیہ سازش تو نہیں کی ؟

(کلود سیڑھی کو کھڑکی کے قریب لے آتا ہے ۔ اس پر چڑھ کر دوربین سے دیکھتا ہے ۔)

کلود ۔ (پریشانی سے) کوئی چھوٹا سا لڑکا معلوم ہوتا ہے ۔

ہیم ۔ (طنزیہ انداز میں) ایک چھوٹا سا ۔

کلود ۔ میں جاکر دیکھتا ہوں ۔ (نیچے اترتا ہے ، دوربین گرا دیتا ہے ۔ دروازے کی طرف جاتا ہے ، پھر مڑ کر دیکھتا ہے ۔) میں نوکیلی چھڑی ساتھ لئے جاتا ہوں ۔ (چھڑی تلاش کرتا ہے ۔ اسے اٹھا کر دروازے کی طرف جاتا ہے ۔)

ہیم ۔ نہیں ! ۔۔ (کلود ٹھہر جاتا ہے)

کلود ۔ نہیں ؟ یہ بچہ بڑا ہو کر اور بچے پیدا کر سکتا ہے ۔

ہیم ۔ اگر واقعی اس کا وجود ہے تو وہ وہیں مر جائے گا ۔ یا پھر یہاں آجائے گا ۔ اور اگر اس کا وجود نہیں ۔ (وقفہ)

کلود ۔ تمہیں میری بات کا یقین نہیں ۔ تمہارا خیال ہے کہ میں ایک افسانہ تراش رہا ہوں ۔ (وقفہ)

ہیم ۔ یہ آخری بازی ہے ۔ اب ہم اختتام پر پہنچ گئے ہیں ۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں رہی ۔ (وقفہ)

کلوو ۔ تو تم خوش قسمت ہو۔ (دروازے کی طرف جاتا ہے۔)

ہیم ۔ میرے لئے چھڑی چھوڑتے جاؤ۔

(کلوو اسے چھڑی دیتا ہے اور دروازے طرف بڑھتا ہے۔ رک کر الارم کے گھنٹے کی طرف دیکھتا ہے۔ اس کے لئے بہتر جگہ متعین کرنا چاہتا ہے۔ آخر اسے اتار کر کنستروں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اسے نیگ کے کنستر کے ڈھکنے پر رکھ دیتا ہے۔) وقفہ)

کلوو ۔ میں تمہیں چھوڑ جاؤں گا۔ (دروازے کی طرف جاتا ہے)

ہیم ۔ جانے سے پہلے (کلوو رکتا ہے)۔ کچھ تو کہو۔

کلوو ۔ کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔

ہیم ۔ صرف چند لفظ۔ جن پر میں دل ہی دل میں غور کر سکوں۔

کلوو ۔ دل میں !

ہیم ۔ ہاں (وقفہ — پر زور انداز میں) ہاں (وقفہ) اور جب سب چیزیں اختتام پر ہوں گی۔ سائے (زیر لب آواز میں) اور تمام دوسری پریشانیاں (وقفہ) کلوو نے کبھی مجھ سے بات نہیں کی۔ لیکن آخر میں۔ جانے سے پہلے میرے پوچھے بغیر ہی اس نے مجھ سے بات کی۔ اس نے کہا۔

کلوو ۔ (مایوسی سے) آہ۔

ہیم ۔ کوئی بات جو تمہارے دل سے نکلی ہو۔

کلوو ۔ میرے دل سے !

ہیم ۔ چند لفظ۔ تمہارے دل سے نکلے ہوئے۔

کلوو ۔ (اب اس کا رخ حاضرین کی طرف ہے۔ وہ ایک طرف تک رہا ہے۔ اس کے لہجے میں یکسانیت ہے۔ اور وہ ہر قسم کے جذبات سے خالی ہے) انھوں نے مجھ سے کہا یہ محبت ہے۔ ہاں — ہاں اس میں کوئی شک نہیں اور دیکھو کہ یہ کس قدر —

ہیم ۔ خوب ! تو تم اپنے خیالات کو الفاظ میں ڈھال سکتے ہو۔

کلوو ۔ (پہلے کی طرح) اور دیکھو یہ کس قدر آسان ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ یہ

دوستی ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تم اسے پالیا ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ ہاں یہی وہ جگہ ہے۔ رک جاؤ اور سر اٹھاکر اس تمام حسن اور نظم کو دیکھو — انھوں نے مجھ سے کہا۔ دیکھو تم کوئی جنگلی جانور نہیں ہو۔ ان چیزوں پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ کس طرح ہر چیز تم پر واضح ہوتی ہے۔ ہر بات صاف ہوجاتی ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ ان سب نے جو زخموں سے مر رہے تھے کہ ان کی دیکھ بھال کتنی مہارت سے کی جاتی ہے۔

ہیم۔ بس کافی ہے۔

کلوو۔ (پہلے کی طرح) کبھی کبھی میں اپنے آپ سے کہتا ہوں۔ کلوو اگر تم چاہتے ہو کہ وہ لوگ ایک نہ ایک دن تمھیں سزا دیتے دیتے تھک جائیں تو تم زیادہ اچھی طرح برداشت کرنا سیکھو۔ پھر میں اپنے آپ سے کہتا ہوں۔ کلوو اگر تم چاہتے ہو کہ ایک دن وہ تمھیں جانے دیں تو تمھیں زیادہ اچھی طرح رہنا چاہیے۔ لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب کوئی نئی عادت اختیار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں کافی بڑا ہوگیا ہوں اور بہت دور جاچکا ہوں۔ ٹھیک ہے تو پھر میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ (وقفہ) اور پھر ایک دن یکایک وہ سب ختم ہوجاتا ہے۔ بدل جاتا ہے۔ میں کچھ سمجھ نہیں سکتا۔ میں ان الفاظ سے پوچھتا ہوں جو ابھی باقی ہیں۔ سونا، جاگنا — صبح۔ شام۔ لیکن وہ بھی کچھ نہیں بتا سکتے۔ (وقفہ) میں تہہ خانے کا دروازہ کھولتا ہوں۔ اور اس میں جاتا ہوں۔ میں اتنا جھکا ہوا ہوں کہ اگر میں اپنی آنکھیں کھولتا ہوں تو مجھے صرف اپنے پاؤں نظر آتے ہیں۔ اور اپنی ٹانگوں کے درمیان گرد کی ایک سیاہ لکیر — میں اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ دنیا بجھ چکی ہے۔ گو کہ میں نے اسے کبھی روشن نہیں دیکھا تھا۔ (وقفہ) آسان بات ہے۔ (وقفہ) جب میں گر پڑوں گا تو خوشی سے رونا شروع کردوں گا۔ (وقفہ — دروازے کی طرف جاتا ہے۔)

ہیم۔ کلوو۔ (کلوو رکتا ہے لیکن مڑکر نہیں دیکھتا) کچھ نہیں۔ (کلوو۔ آگے بڑھتا ہے) کلوو (کلوو رکتا ہے لیکن مڑکر نہیں دیکھتا۔)

کلوو۔ اس کو کہتے ہیں ڈرامائی رخصت۔

ہیم۔ کلوو میں تمہاری خدمات کے لئے تمہارا ممنون ہوں۔

کلوو۔ (تیزی سے مڑتے ہوئے) اوہ۔ معاف کرنا، میں تمہارا ممنون ہوں۔

ہیم۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ممنون ہیں۔ (وقفہ۔ کلوو دروازے کی طرف جاتا ہے)۔ بس ایک بات اور (کلوو رکتا ہے) ایک آخری عنایت (کلوو جاتا ہے) مجھے میری چادر اڑھا دو۔ (طویل وقفہ) نہیں؟ ٹھیک ہے اب مجھے کھیل میں لگ جانا چاہئے۔ (وقفہ۔ تھکے ہوئے انداز میں) پرانا کھیل ختم ہوگیا۔ اور بازی ہاری جا چکی ہے۔ کھیلو۔ ہارو اور قصہ پاک کرو۔ (وقفہ۔ زیادہ جوش سے) ذرا دیکھا جائے۔ (وقفہ) ہاں ٹھیک ہے (اپنی کرسی کھسکانے کی کوشش کرتا ہے چھڑی کی مدد سے) (کلوو داخل ہوتا ہے، اس نے باہر جانے کا لباس پہن رکھا ہے۔ اس کے سر پر ایک پناما ہیٹ لگا ہوا ہے اور اس نے ایک ٹوئیڈ کا کوٹ پہن رکھا ہے۔ اس کے بازو پر برساتی اور ہاتھ میں چھتری اور بیگ ہے۔ وہ دروازے کے قریب رکتا ہے اور وہیں ساکت کھڑا رہتا ہے۔ اس کی نظریں ہیم پر گڑی ہیں۔ پردہ گرنے تک وہ اسی طرح کھڑا رہتا ہے۔ ہیم کرسی سرکانے کی کوشش ترک کر دیتا ہے)

ہیم۔ ٹھیک ہے (وقفہ) اسے پھینکو۔ (چھڑی پھینک دیتا ہے۔ کتا پھینکنے کے لئے بڑھاتا ہے۔ لیکن پھر ارادہ بدل دیتا ہے۔) گھرانے کی ضرورت نہیں — (وقفہ) اور اب (وقفہ) اپنا ہیٹ اٹھاؤ۔ (ٹوپی اٹھاتا ہے۔) ہماری راتوں کو چین نصیب ہو (وقفہ) اپنا ہیٹ لگا لو۔ (ٹوپی لگاتا ہے۔) لعنت خدا کی۔ (وقفہ — چشمہ اتارتا ہے۔) انھیں صاف کرو۔ (رومال نکالتا ہے اور اسے بغیر کھولے اس سے چشمہ صاف کرتا ہے) اب اسے پھر لگا لو (چشمہ لگاتا ہے اور رومال جیب میں رکھتا ہے۔) وقت آرہا ہے، اس قسم کے ایک دو تماشے اور ہو جائیں تو پھر میں آواز دوں۔ (وقفہ) شاعری کیسی رہے گی۔ (وقفہ) تم نے دعا مانگی (وقفہ) تم نے رات کے لئے التجا کی وہ آ گئی۔ (وقفہ غلطی درست کرتا ہے۔) اور وہ قطرہ قطرہ ٹپکنے لگی۔ اب تم اندھیرے میں آنسو بہاتے رہو۔ (وقفہ) خوب صورت الفاظ ہیں (وقفہ) اب کیا کیا جائے۔

(وقفہ) ان لمحات کا موضوع ہے۔ "نہیں نہیں — نہیں"۔ وقت کبھی نہیں تھا۔ لیکن وقت ختم ہو چکا ہے۔ حساب لیا جا چکا ہے۔ اور کہانی ختم ہو گئی ہے (وقفہ — داستان گوئی کی انداز میں) کیا میں اپنے لڑکے کو آپ کے پاس رکھ سکتا ہوں۔ (وقفہ) مجھے اس لمحہ کا انتظار تھا۔ تم اسے اس کے حال پر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جس وقت تم مرجھانے لگو وہ پھول کی طرح کھل جائے۔ اور تمہارے آخری وقت میں، آخری لمحے میں اسے تسکین دے۔ (وقفہ) وہ ان باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ وہ بس ایک بات سمجھ سکتا ہے۔ بھوک! سردی اور آخر میں موت۔ لیکن تم؟ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آج کل دنیا کا کیا حال ہے۔ اس طرح میں نے اس کے سامنے اس کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا۔ (وقفہ — معمولی انداز میں) ہاں تو یہ بات ہوئی۔ یہ بات ہوئی — یہ کافی ہے۔ (سیٹی منہ سے قریب لاتا ہے۔ جھجکتا ہے، اسے نیچے ڈال دیتا ہے۔ (وقفہ) ہاں ٹھیک ہے۔ (سیٹی بجاتا ہے۔ وقفہ زور سے بجاتا ہے۔ وقفہ) ٹھیک ہے۔ (وقفہ) ابا! (وقفہ — بلند آواز میں) ابا! (وقفہ) ٹھیک ہے۔ ابھی آتے ہیں۔ (وقفہ) اور انجام کیا ہوگا۔ (وقفہ) پھینک دو (کتا پھینک دیتا ہے اور گلے میں بندھی ہوئی سیٹی کی ڈوری توڑ دیتا ہے۔) بہترین دعاؤں کے ساتھ۔ (سیٹی حاضرین کی طرف پھینکتا ہے۔) (وقفہ) چھینکتا ہے (نرم آواز میں) کلوو (طویل وقفہ) نہیں؟ — ٹھیک ہے۔ (رومال باہر نکالتا ہے۔) اگر کھیل کا یہی رنگ ہے تو پھر — (رومال کھولنا شروع کرتا ہے) تو پھر کھیل اسی طرح کھیلا جائے گا۔ (رومال کھولتا ہے) اور اب اس سلسلے میں کچھ نہ کہو۔ (رومال پورا کھل گیا ہے) کچھ نہ کہو (رومال کھول کر پھیلاتا ہے۔) زخموں کو خشک کرنے والے پرانے ساتھی۔ (وقفہ) تم اب بھی موجود ہو۔ (وقفہ — رومال سے اپنا چہرہ ڈھکتا ہے اور بازو کرسی کے ہتھے پر پھیلاتا ہے۔ بالکل ساکت ہے۔)

(چند لمحے یہ ساکت منظر پیش نظر رہتا ہے۔) پردہ گرتا ہے۔